بہر حسن آفرین گلہائے خنداں گلشن سخن
عروس عشق آمد زیب عید ایں چمن

مسمیٰ باسم تاریخی

ریاض لطافت

مطبع فیض منبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالےٰ عز اسمہ

تاج ہی سارے کلاموں مین کلام اللہ کا
کیوں سرِ دیوان پہ مصرع ہو نہ بسم اللہ کا

عجز سی لکھا سرِ دیوان کلام اللہ کا
شاعروں سے ہو سکا مصرع نہ بسم اللہ کا

فرد ہونا کلک نے ثابت کیا اللہ کا
لکھدیا مصرع سرِ دیوان جو بسم اللہ کا

ابتدا مین دل جو طالب ہو خدا کی راہ کا
جادۂ ملکِ طریقت مد ہو بسم اللہ کا

اِنپہ سکہ ہی جو اسمِ انورِ اللہ کا
کیا چلن ہی درہم و دینارِ مہر و ماہ کا

یاد مین تیری گرے تکیہ توکل پر اگر
پائے اکدم مین گدا بھی تخت شاہنشاہ کا

دے کے چھینٹا قلزمِ رحمت بجھاتا ہے ترا
یادِ عصیان مین اگر اوٹھتا ہی شعلہ آہ کا

ہی عجب باریک یہ نکتہ کہ جو نقطہ نہین
ہی مبرا اور منزہ شک سے نام اللہ کا

ہاتھ اوٹھاتے ہی ملا فی الفور مطلب با صواب
پھر گیا محروم کب سائل تری درگاہ کا

انبیا عاجز ہوں جب خالق کی کنہِ ذات مین
ذکر کیا ہم سب کی عقلِ ناقص و کوتاہ کا

ہوگیا ثابت خدا کے بعد ہین بس پنجتن
ہی ہے آخر سب کے اور اول الف اللہ کا

کر دیا سرسبز پیدا کر کے مجھکو خاک سے
ہی یہ کلمہ ہر زبانِ تیز برگِ کاہ کا

انبیا بھیجے ہدایت کو کہ ہر دل ہو خنک
عذر ہار دتا نہ کام آئے کسی گمراہ کا

نورِ عرفاں ہی چمکتا مومنوں کے دل میں گیا
طور کے مانند جلوہ ہے تجلی گاہ کا

مذہبِ باطل میں سرِ جس نے چلن کا اوٹھ گیا
ہو گیا پامال فوراً جیسے سبزہ راہ کا

لن ترانی سن چکے ہین دید کی طالب ہوں گیا
ہی کلیم اللہ ہے کافی کلام اللہ کا

یادِ عصیاں میں دلِ صد پارہ جو ہے بیقرار
میرے سینے پر گماں سیماب کی ہی چاہ کا

پائی ہین پانچ اونگلیاں اسمین نہین ابہام راست
پنجتن سے ہاتھ آیا ہمکو نام اللہ کا

طی کروں میں زار دشتِ عشق رحمان و رحیم
ہاتھ آجائے عصا گر مدِّ بسم اللہ کا

کرکے غالب عقل کو دی نفس کی پہلو میں جا
ایک ہی مسکن بنایا ضیغم و روباہ کا

پاؤں کو لغزش ہی ہی تھی پاکے لفظِ لا الٰہ
مل گیا لیکن سہارا ہمکو الا اللہ کا

کردیا آراستہ ہر ایک زلفِ شعر کو
شانہ لیکر طبع نے تشدید بسم اللہ کا

قبر میں کہنا فرشتوں سے لطافت نحیط
چاردہ معصوم کا شیعہ ہوں عبد اللہ کا

نعت حضرت سرور کائنات

خدا کا شکر ہے پیرو ہوا میں اوس محمد کا
ہمیشہ انبیا میں غل تھا جسکی آمد آمد کا

بہارِ گلشنِ کونین ہے جلوہ محمد کا
بہشت اعلیٰ جو ہی ادنےٰ ہی بوٹا اُنکی مسند کا

دہن سے لیں نہ کیونکر کام انسان مدحِ احمد کا
نشان صانع نے یہ گویا دیا میم محمد کا

نظر کرتے ہی چھد جاتا ہی دل ہر ایک مرتد کا
مثالِ تیر کافر کو الف ہے اسمِ احمد کا

خیال اسمیں رہا کرتا ہے رخسارِ محمد کا
دلِ شفاف میرا گھر بنا آئینہ خد کا

پیمبر کی ولادت کا جو مضمون فکر میں آیا
ہوا بیساختہ پیدا زبان پر شعر آمد کا

بنی ہر تاج حمد کبریا اللہ رے رتبہ
شرف انصاف سے دیکھے کوئی میم محمد کا

کیا تھا شہر علم اللہ نے پہلے ہی سے انکو
تہین احسان دل احمد یہ در حرف ابجد کا

محمد فخر اسمعیل و ابراہیم و آدم تھے
شرف احمد ادب تک پہونچا تھا اس فرزند ارشد کا

ہوا ثابت کہ تھے یکتا پیمبر حمد کرنے مین
خبر دیتا ہر اک کو ہی الف یہ اسم احمد کا

شہنشاہی ملی ملک قناعت کی جو احمد کو
توکل کو فقط تکیہ بنایا اپنی مسند کا

مرا دعوی ہی دال اسپر دلیل راہ ثبت ہین
خبر دیتا ہی سبکو رتبہ دال اسم احمد کا

ائمہ سے کہا احمد نے جو مطلب حقیقی تھا
کلید عقل سے کھولا قفل معنی ابجد کا

طویل القامت انکے سامنے ہوتے تھے بالا
یہ اوسنے معجزہ تھا مصطفے کی خوشنما قد کا

نبی پیدا نہوتے گر نہوتا جز خدا کوئی
احد رہتا اگر جلوہ نہوتا میم احمد کا

بنا ہر مصرع تر رشک سرو گلشن جنت
ہوا موزون جو مضمون شاد کی موزونی قد کا

نظر جب لڑ گئی کافر کی فوراً اٹک گیا دل مین
اگر تشبیہ دی صورت شجر تیر سے حلیے احمد کا

پیمبر کے جو سنگ آستان کا آکے بوسہ لے
شرف پائے ابھی ہو رنگ ابیض سنگ اسود کا

نہ کوئی روشنی تھی انکے نور جسم پر غالب
یہی سر تھا نظر آیا نہ جو سایہ کبھی قد کا

سہارا حب احمد کا اگر ہوتا نہ گردون کو
ٹھہرتا بے ستون دم بھر نہ یہ گنبد زبرجد کا

شرف پایا پیمبر کے لب اقدس سے حج مین چومنے
یہی ہی وجہ جو لیتے ہین بوسہ سنگ اسود کا

فرشتے باغ جنت مین جسے طوبے سمجھتے ہین
زمین سے آسمان پر چڑھ گیا سایہ اسی قد کا

نگاہ فیض سے اسکو جو ختم المرسلین دیکھین
سمٹ کر آسمان ڈر سے نگینہ ہو زبرجد کا

مدینہ کی زیارت ہو گئی حجاج پر لازم
ہزارون حج اکبر طوف ہے احمد کے مرقد کا

جمال اسطرح کا پاتے نہ ہرگز حضرت یوسف
چھلکتا گر نہ مملو ہو کے ساغر حسن احمد کا

مطیع احمد کا ناجی ہی عدو احمد کا ناری ہے
خدا نے خوب رکھا امتحان یہ نیک اور بد کا

عوض آدم کے احمد نے کبھی گندم نہین کھایا
سنا تھا ترک اولے جب سے اپنی جد امجد کا

چرندون کی درندون نے اطاعت انکی مانی ہے
جھکا ہی معجزے سے سر قدم پر دام اور دد کا

مسلمان ہون کہین بہرِ مدد تشریف لائے ہین — سدا یکسان ہے پاس احمد کو اقرب اور ابعد کا
بہت مشہور ہی عالم مین حسن چہرۂ یوسف — وہ پرتو تھا اسی محبوب کے آئینۂ خد کا
ہاتھی قالب ہوئی خم ہو کے سقفِ کہنۂ گردون — ترفّع اللہ اللہ گنبدِ پُر نور مرقد کا
زمین سی جب گئی افلاک پر معراج مین احمد — فرشتے کہہ رہے ہین تھے مرحبا کلمہ خوشامد کا
میانِ قبر و منبر ہے یقینی روضۂ رضوان — عجب رتبہ ہے پیغمبر کی مسجد اور مشہد کا
ازل سے مصطفٰے و مرتضیٰ اسطرح باہم ہین — محمد مین ہے جلوہ جسطرح میم مشدد کا
نبی نے کھینچ دی حدِ شریعت کفر و ایمان مین — ہوا دنیا مین ذوالقرنین بانی جسطرح سد کا
خدا کا شکر و احسان مصطفٰے کا مین مقلد ہون — قلادہ میری گردن مین پڑا اسم محمد کا

کیا تجکو مسلمان شیعہ سید اور اصولی بھی
لطافت کیا ہو شکر اللہ کے احسان بیحد کا

پیرو نہ کیون ہون شرع رسالت پناہ کا — گم کردہ راہ گیر نہین شاہ راہ کا
ایما یہ تھا رسول کی ریشِ سیاہ کا — دیکھو ہجوم حور کی تارِ نگاہ کا
آدم ہوے جو خلق فرشتون نے یہ کہا — خاکا بنا شبیہ رسالت پناہ کا
کیا نور نقش پاے نبی سے مثال دون — ڈھلکا ہوا ہے ساغرِ بلور ماہ کا
خالق ہی وہ رقیب سوا ہو گا مہربان — جتنا بڑھے گا عشق حبیبِ آلہ کا
نورِ محمد اسلیے آیا زمین پر — لنگر ہو آسمان کے جہاز تباہ کا
احمد سا آفتاب ہے موجود زیر خاک — کیا کام میری قبر مین خورشید و ماہ کا
کیونکر زمین کو فخر نہو اوسکے دفن سے — نعلین جسکی تاج ہو عرشِ الٰہ کا
پیوستہ ابروون سے محمد کی کیا مثال — ہی دو ہلال چرخ مین فرق ایک ماہ کا
عصیان کا سم ہوا جو مضر پڑھ لیا درود — تریاق مل گیا مجھے زہرِ گناہ کا
جو شرع مصطفٰے اپہ چلا مل گیا بہشت — ہوتا غنی ہے جلد گدا شاہ راہ کا

شاگرد فیض عصمت احمد ہوے ملک | لیکر سبق عبادت و ترک گناہ کا
ہر ذرہ ہر نبی کو ملا انکے حسن رخ | اوڑکر غبار روے رسالت پناہ کا
آخر سب انبیا کے محمد جہان مین آئے | آگے تھی فوج بعد حشم بادشاہ کا
ہونگے نبی کے پاس ہی محشر مین کلمہ گو | جس جا ہو مدعی وہین مجمع گواہ کا
تقسیم قطرہ قطرہ ہوا ہر رسول پر | دریا بڑا ہا جو حسن رسالت پناہ کا

نعت نبی کو سنکے پڑہین مومنین درود
نعرہ ہی کیون سخن پہ لطافت کی واہ کا

مدح حضرت اسد اللہ الغالب

دل مین بھرا ہے عشق جناب امیر کا | شیشہ بغل مین ہے مے خم غدیر کا
کہدونگا ہون فقیر جناب امیر کا | ہوگا گذر جو قبر مین منکر نکیر کا
دل پر ہے نقش نام جناب امیر کا | سو جان سے فقیر ہون مین اس لکیر کا
بلبل ہون بی حدیل گل بے نظیر کا | عنقا ہوا ہے نام مرے ہمصفیر کا
مین حیدری مرید علی سے ہون پیر کا | بستر ور نجف پہ لگا ہے فقیر کا
موسی عصا کے سبکو دکھاتے تھے معجزے | ہاتھ آگیا تھا نام مرے دستگیر کا
ہاے ذرہ نجف سے فلک سائل ضیا | کاسہ لیے ہے ہاتھ مین مہر منیر کا
اولی کو بھی نہ ترک علی نے کبھی کیا | کیا ذکر ہے گناہ صغیر و کبیر کا
خیبر کا در اوکھاڑ کے خندق کا پل کیا | کیا زور تھا جناب مین نان شعیر کا
بجھ بجھ کیا ادب سے جو مین لاغر و فقیر | دہوکا ہوا رواق علی مین حصیر کا
مارا علی نے مرہ قیس لعین کو کیا | تھا اونگلیون مین معجزہ شمشیر و تیر کا
روشن ہوا ہمین کلف ماہتاب سے | داغی غلام ہے شہ روشن ضمیر کا

لغزش قدم کو ہو گی نہ ہرگز صراط پر
کافی فقط ہے نام مرے دستگیر کا

قاتل کو زخم کھا کے کھلایا طعام روز
تا مرگ تھا خیال یہ اپنے اسیر کا

دہ چند انبیا سے جو یوسف کا تھا جمال
شمہ تھا شہ کے حسن کے عشر عشیر کا

غدار لوگ غدر کرین لاکھ ہو گا کیا
قرآن مین تا بہ حشر ہے قصۂ غدیر کا

کیونکر نہ ہم کہین کہ خدا نے رسول کو
ساقی بنا دیا مئے خم غدیر کا

حیدر نے بوریے پہ بسر کی تمام عمر
سچ ہے انھین پہ حصر ہی فرش حصیر کا

شیعون کو ذکر آیۂ بلّغ سے ہے سرور
مستون مین دور ہے مئے خم غدیر کا

اللہ رے رجوع کہ نکلا نماز مین
مشکل ہوا تھا پاؤن سے کھنچنا جو تیر کا

تصویر مرتضے کا بنا حکم حق سے تخت
دیکھے تو کوئی بخت جوان چرخ پیر کا

ہفتاد و ستّی و دہ ہین علی کے عدد تمام
حامی ہی یعنے پیر و جوان و صغیر کا

شیر خدا و صاحب شمشیر ہو گئے
کیا زور واہ بنت اسد کے ہے شیر کا

آتے ہین نزع مومن و کافر مین مرتضے
عہدہ دیا خدا نے بشیر و نذیر کا

سیراب ہونگے حشر کو کوثر کے آب سے
جاری جو ہو گا فیض جناب امیر کا

سائل ہوا گدا تو شہنشاہ کر دیا
دستور تھا سدا یہ نبی کے وزیر کا

دنیا ہوئی ہی ترک بھروسا علی کا ہے
ہی وادی السلام مین تکیہ فقیر کا

کہتا ہی آفتاب درخشان جسے جہان
ذرہ ہے خاک پائے جناب امیر کا

اوڑ کر نجف کی خاک نے برسا دیا جو نور
رتبہ گھٹا دیا وہ ہین ابر مطیر کا

فرش علی تھا تخت سلیمان کی طرح ابر
اللہ رے مرتبہ شۂ گردون سریر کا

کیا خوب دوستی کی بنا کی خلیل نے
مولد بنا رکھا تھا جناب امیر کا

قوسین کے مقام پہ پہنچا نبی کے پاس
ذہن علی مین زور ہے قدرت کے تیر کا

تعویذ مل گیا ہی حفاظت کا خاک کو
نبکر زمین پہ نقش علی کے حصیر کا

کرنا مدد ضرور لطافت کی یا علیؑ
آئیگا وقت حشر مین جب دار و گیر کا

مدح حضرت صاحب العصر و الزمان

جلد آئے وقت عیش و نشاط و سرور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

ظلمت کدے مین دہر کے عالم ہو نور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

عیسیٰ ہین کہہ رہے کہ ارادہ ہی دور کا
مشتاق ہون امام زمان کے ظہور کا

دیکھون گا نور روے امام غیور کا
کا جل لگا کے دود سر شمع طور کا

ہی حسن ان سطور سے بین السطور کا
یہ شام زلف حور وہ تڑکا ہے نور کا

ہم سب نہال ہون وقت جو آئے ظہور کا
نالہ یہ ہر سحر ہے چمن مین طیور کا

جلتے ہین دل جو سنتے ہین شہرہ ظہور کا
سینون پہ منکرون کے گمان ہی تنور کا

غار مغیب شاہ پہ عالم ہے نور کا
ہر ایک سنگریزے مین جلوہ ہی طور کا

تشریف جلد لائیے یا صاحب الزمان
کیجے علاج میرے دل ناصبور کا

نرگس کی چشم وا ہی تو استادہ سرو باغ
اللہ رے اشتیاق تمھارے ظہور کا

آپ آئین تو ہو ظلمت کفر و نفاق دور
یہ صاف ہو زمین کہ ہو تختہ بلور کا

ایمان یا کہ کفر مین کامل ہین جو مرے
اون سبکو انتظار ہے شق قبور کا

پرنور باغ دہر ہو آپ آئیے اگر
عالم ہر اک درخت مین ہو نخل طور کا

سینہ مین دل ہے دل مین محبت امام کی
یہ شیشہ طاق مین ہی شراب طہور کا

امڈین جو اشک دیدہ سوزان سی شوق مین
ہو نوح کی قسم ابھی طوفان تنور کا

جس طرح آفتاب تہ ابر سے ہو نفع
غیبت مین یون ہی فیض ہر اک جا حضور کا

سنتی ہین زندہ آپ کو مردہ ہوے ہین دل
سینون پہ دشمنون کے ہے عالم قبور کا

آپ آئیے جہان مین تو جھکجائین سب کے سر
آفاق مین رواج ہے کبر و غرور کا

یا صاحب الزمان مرے مُنہ سے نکل گیا
دریائے غم سے قصد ہوا جب عبور کا

چمکین نصیب شیعون کے کیجیے کہین ظہور
نکلے جو مہر ذرّون مین عالم ہو نور کا

پڑھتا ہون روز جھک کے دعائے چہل صباح
چلّہ مری کمان کو دیا حق نے نور کا

مولد امام عصر کا ہونے کو تھا وہ شہر
کیون سُر من رائی نہ محل ہو سرور کا

آپ آئیے تو زہد پہ باندھے ہر اک کمر
عنقا جہان مین نام ہو فسق و فجور کا

مشتاق لحن حضرتِ داؤد کے ہین کان
آکر سنائیے ہین پڑھنا زبور کا

بیشِ خدا ہی ہر شب قدر آپ کی یہ قدر
آتے ہین حال عرض ملک سب امور کا

پیدا ہوئے کیا مہِ شعبان کو نصف نصف
اللہ رے عدل بادشہِ ذی شعور کا

شیعہ کہین ہون بہر مدد آتے ہین امام
یکسان ہی پاس آپ کو نزدیک و دور کا

حق نے مہِ چہار دہم آپ کو کیا
تا صبح حشر نور نہ کیون ہو حضور کا

لکھتا ہون حسن دیدۂ حق بین شاہِ دین
عالم مری دوات پہ ہے چشمِ حور کا

دم مین ملین ثواب شہیدانِ بدر کی
مر جاؤن انتظار جو کر کے ظہور کا

پہنچین گے پاس امام کے مومن دمِ ظہور
طے ایک دم مین ہوگا سفر دور دور کا

طفلی مین بدلے کھیل کے دکھلائے معجزے
چاہا جو امتحان کسی نے شعور کا

آنکھین حباب کی ہین کھلی بیقرار موج
اللہ رے شوق امام زمان کے ظہور کا

شوقِ امامِ عصر مین ہون خاک اڑا رہا
اوٹھے بگولا کیون نہ تتق بنکے نور کا

پڑھ کر دعائے ندبہ میانِ چہار عید
کرتا ہون انتظار خوشی سے ظہور کا

ملجائین مجکو خضر تو معلوم ہو پتا
ہی کس طرف جزیرۂ خضرا حضور کا

مومن جھکین گے شکر کے سجدے کو قبلہ رو
کعبے مین غلغلہ جو اوٹھے گا ظہور کا

گھٹنے لگا ہی آج سے شرمندہ ہو کے چاند
پندرھوین شب جو نور ہے چمکا حضور کا

موجود جسم مین ہی یہ غائب ہی جسکی روح
جلوہ اسی طرح ہی جہان مین حضور کا

زندہ ہو یہ بھی عالم رجعت مین یا امام
مداح و منتظر ہے لطافت حضور کا

مدح حضرت علی ابن ابی طالب

دل شیدا پہ اپنی نقش ہے اوسکی محبت کا
رہیگی تا قیامت اب نشان ہی پای حضرت کا
نہایت شوق دل کو زندگی مین ہو زیارت کا
نجف مین دفن جب ہونگا یہ عالم ہوگا رفعت کا
دل نازک مین اپنی جوش ہی حیدر کی الفت کا
نجف مین قبر ہو کس سے کہین حال اپنی حسرت کا
مبارک ہو وسیلہ ہو گیا پیدا شفاعت کا
نہ سمجھا جزو ایمان جو علی کے اسم اعلے کو
طریق مرتضے کی پیروون سی کہتی ہین حورین
لحد مین دفن ہوتے ہی علی تشریف لاتے ہین
بنایا بعد احمد جب ید اللہ کو صدا آئی
بڑہائی پنجہ مژگان مین مردم مردم دیدہ
برا ہون یا بھلا ہون پر نہ ہرگز ساتھ چھوڑونگا
علی کو نزع مین دیکھا تو دل کی آرزو نکلی
نبی ہین چار دہ معصوم اک نور الہی سے
وہ دیوانہ ہون اے دشت نجف مین دل ابھی سمجھین

قدم جسکا نگینہ بنگیا مہر نبوت کا
زمین نے خاک ہو کر نقش پایا ہی حفاظت کا
زمانہ یا خدا دکھلا مجھے حیدر کی رجعت کا
بنی گا آسمان سبز سبزہ میری تربت کا
بغل مین روز و شب شیشہ ہی صہبای ولایت کا
نشان کہینچ آئے ہین ہم روضہ حیدر مین جنت کا
صبا دیتی ہی مژدہ سبکو حیدر کی ولادت کا
ہوا مومن نہ وہ ناقص رہا کلمہ شہادت کا
چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ ہے جنت کا
زیارت گاہ ہوتا ہے بجا مومن کی تربت کا
زہی عز و شرف ہی نقش ثانی دست قدرت کا
اشارہ ہی کہ دست خدا سے عزم بیعت کا
قیامت کو مرا ماتھا اور دامن ہوگا حضرت کا
نہ پایا عمر بھر محبوب کوئی اچھی صورت کا
نظر آتا ہی جلوہ ہمکو اس کثرت مین وحدت کا
اگر در نجف پر فیصلہ ہو جاے قیمت کا

ارادہ ہے علی کی شکل کھینچون صفحۂ دل پہ ‏— شفق کی مانگ لون سرخی سفیدۂ صبح جنت کا

کئی بار آئی بن بن کے دولھن گو سامنے دنیا ‏— چلا پر کچھ نہ حیدر سے فریب اس پیرزوت کا

زمین مین خود علی سا آفتاب ذرہ پرور ہے ‏— لحد مین بوترابی کی بھلا کیا کام ظلمت کا

بنی تصویر حیدر عرش اعلی پر زیارت کو ‏— ملائک کو بھی پایا ہمنے عاشق اچھی صورت کا

بھرین شوقِ نجف مین ہمنے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین ‏— کہا حورون نے جھونکا ہے نسیمِ باغِ جنت کا

نجف کی رہنے والون سے کوئی اسکا مزا پوچھے ‏— بیان کیا ہو ضریحِ پاک کے بوسونکی لذت کا

علی جب قبر سے تشریف لیجائینگے پوچھونگا ‏— بتائی چاہیئے درمان تو کوئی دردِ فرقت کا

نجف کی خاک کا فیضِ علی سے نور تو دیکھو ‏— غبار اوٹھا اوٹھ کے بنتا ہے سفیدۂ صبحِ جنت کا

دیا صورت گرِ قدرت نے کچھ کچھ ہر پیمبر کو ‏— بچا تھوڑا جو آب و رنگ بنگیا حسن حضرت کا

مجھے تو ہند مین چھوڑا نجف مین آپ جا پہنچا ‏— ارے او بیوفا دل کیون یہی حق ہے رفاقت کا

لطافت مدح حیدر مین قصیدہ تو کہا تونے
غلو کی بو نہ آئی بات تکلف ہے یہ مدحت کا

ایضاً

رنج اوٹھا کر عشقِ حیدر مین ہون خواہان حور کا ‏— کیا کھری مزدوری چکھا کام ہے مزدور کا

ایکدم پرتو جو پڑ جائے علی کے نور کا ‏— صاف انگارون مین پیدا ہو اثر کافور کا

وصف ہو کس سے علی کے روضۂ پر نور کا ‏— رات کو ہر شمع مین عالم ہے شمعِ طور کا

ہو گیا فیضِ رخِ حیدر سے جلوہ نور کا ‏— عالم اس ظلمت کدے مین تھا شبِ دیجور کا

وصف لکھون گا علی کے چہرۂ پر نور کا ‏— روشنائی مین پڑے دود چراغِ طور کا

کہتے ہین درِ نجف بے آبرو سے بحث کیا ‏— عیب ہے ہر ایک مروارید مین ناسور کا

ہو جو دل زخمی کسی زائر کا ہو جائے خنک ‏— ہے اثر صبحِ نجف مین خلد کی کافور کا

غم ہی چرخ نیلگون کو قبر حیدر سے دور
ہر ستارہ پر گمان کیونکر نہو ناسور کا

جسکو جائین روضۂ حیدر مین گر ہم دل جلے
شمع کافوری ہر اک مرہم بنے کافور کا

ساقیِ کوثر کے غم مین آبلے جب پڑ گئے
دل مرا خوشہ بنا فردوس کے انگور کا

ہی نجف کے زائرون سے کہہ رہا دار السلام
ہر بگولا میرے صحرا مین ہے تکیہ نور کا

نیت خالص تھی جب نکلا زبان سے یا علی
درد سب جاتا رہا اپنے دلِ رنجور کا

ساقیِ کوثر کا فیض انصاف سے دیکھے جو حجر
جم گئے حیرت کے سبب تختہ بنے بلور کا

الفتِ حیدر مین ہون مستِ مئے خُمِّ غدیر
جام کی حاجت نہ مین محتاج ہون انگور کا

پائے کیا نامِ خدا اسمِ علی نے مرتبے
تندرستون کی سپر یہ ہے حصار رنجور کا

دم جو حیدر کا صفائی سے بھرے ثابت رہے
ہر حبابِ آب اک ساغر بنے بلور کا

رحم اسکا نام ہے دیکھو یتیمون کے لیے
نورِ حق صدمہ اوٹھائے گرمیِ تنّور کا

رجعتِ حیدر ہو یارب کفر سے دنیا ہو پاک
صاف ہو ایسی زمین تختہ بنے بلّور کا

ساقیِ کوثر جب آئے باغ مین تو بہرِ دید
دیدۂ بینا بنا دانہ ہر اک انگور کا

واہ کیا کہنا علی نے ترک دنیا کو کیا
نوش تھا گر شہد کا تو نیش تھا زنبور کا

حضرتِ موسیٰ سے کوئی پوچھ لے حالِ نجف
گنبدِ پُر نور مین جلوہ ہے برقِ طور کا

کیون تردد ہی زیارت کر علی کی جلد چل
جب کمر باندھی تو کیا دھڑکا قریب و دور کا

یا علی مین بےسر و سامان ہون آؤن کسطرح
دور ہی سے عذر ہو مقبول مجھ معذور کا

مدحِ حیدر مین ہی قابل دید کے کلک و دوات
اوسمین ہے عالم نگہ کا اسمین چشم حور کا

پاؤن انورِ پشتِ احمد پر جو حیدر نے رکھا
جڑ گیا مہرِ نبوت پر نگینہ نور کا

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار
جنگ مین یہ وصف تھا کس ناصر و منصور کا

آیۂ الیوم اکملت لکم بہرِ علی
کام کرتا ہے خلافت کے لیے منشور کا

پاؤن رکھتے ہی نجف مین اوڑ گئے سارے گناہ
خاصۂ زہرِ ہلاہل کو ملا کافور کا

روضۂ حیدر کو اکثر ہمنے دیکھا خواب مین
بند کی جب آنکھہ رستہ ہو گیا طے دور کا

صفحۂ کاغذ جو ہی جنت سکا تختہ مدح مین ؁
شبہہ ہر شعر پر سلاسل ہے زلف حور کا

الحمک لحمی نبی نے حق حیدر مین کہا
تھے جدا ظاہر مین جلوہ تھا مگر اک نور کا

ہند مین ہم ہین نجف مین قبر حیدر غم نہین ؁
دل سے تو نزدیک ہے گو راستہ ہے دور کا

عشق صادق الفت حیدر سہی دونو طرف
حور ہے مشتاق میری مین ہون طالب حور کا

جبکہ صحن روضۂ حیدر مین چھٹکی چاندنی ؁
مین یہ سمجھا فرش ہی فردوس مین کافور کا

الفت حیدر حسین بنکر جو آئی قبر مین ؁
آنکھہ کھلتے ہی ہوا حاصل نظارہ حور کا

موذیون کا مال ہو گا رجعت شہ مین حلال ؁
چاندنی مین شہد لوٹا جائے گا زنبور کا

گر در حیدر پہ آجائے تو اتنا مال پائے
ہر گدا ہو کر غنی محتاج ہو مزدور کا

شاعری مین مدح مین بعد امانت ہی جو تام
اے لطافت فیض یہ سب ہے انھین مغفور کا

ہوا ہی جب سی سودا یار کی زلف پریشان کا
سراسر مانگ کی صورت ہے چاک اپنے گریبان کا

قریب لب ہی جلوہ حسن سے بیٹھی جانان کا
عجب شعلہ اوٹھا ہی آتش لعل بدخشان کا

غضب مژگان کی نیزہ نمین ہے عالم چشم جانان کا
یہ ہم ہو شکل ضیغم رہنے والا ہے نیستان کا ؁

پنھایا خلعت زرین مجھے ریگ بیابان کا
جنون کو نذر دینا چاہیے کنٹھا گریبان کا

جو دیکھا جلوہ اوس زلف سیہ مین ہی افشان کا
نظر آیا شب تاریک مین عالم چراغان کا

بیان ہی بلبلو نمین چہرۂ رنگین جانان کا
سحر کو بوستان مین درس ہوتا ہی گلستان کا

فری لوٹے زبان خواہان لذت دل ہو انسان کا
عجب نا منصفی ہے باندھنا پیری مین دندان کا

ہوئی وحشت جو تیری چاند سی صورت کی الفت مین
بنا تار شعاع ماہ تار اپنے گریبان کا

دو فور اشک سے بیکار ٹھنڈی سانسین بھرنمین
زمستان مین برسنا شاق ہو جاتا ہے باران کا

مرا آئینہ رو او ترا جو بہر غسل دریا مین ؁
ہوا دھوکا حبابون پر ہر اک کو چشم حیران کا

رہا مرکر بھی روشن نام مجھہ وحشی کا صحرا مین
ہوا تربت پہ چشم غول سے عالم چراغان کا

جنون مین بھی مجھے آرائش و زینت سی مطلب ہی
لگایا گوکھرو چاکِ گریبان پر بیابان کا

کیا ہی گھائل و سمیہ رو نے شمشیرِ ہلالی سے
جگر کے زخم پر لازم ہی پھاہا ماہِ تابان کا

پیا زہرِ ہلاہل عشق خطِ سبز مین سمنے
تصور مین ترے دندان کے ہیرا کوٹ کر پھانکا

خطِ سبزِ صنم سی کر کے الفت دیکھیئے لب کو
خضر سی چلکے رستہ پوچھ لیجے آبِ حیوان کا

تمھاری مصحفِ عارض کو پہرون یاد کرتا ہی
ہوا ہی شوق میرے طفلِ دل کو حفظِ قرآن کا

مثالِ خار مین لاغر ہون ناحق اسکو کاوش ہی
پھپھولا پھوٹ جائیگا کسی دن چرخِ گردان کا

نہین خالِ سیہ کا گورے گورے گال پر جوبن
لگا کر سرمہ ٹپکا ہی آنسو چشمِ جانان کا

دیا ہی قیس کو خلعت جنون نے دشت مین اکثر
گریبان لے کے مجھہ دیوانے کا دامن بیابان کا

غضب آغازِ پستان ہی تمھارے صاف سینے پر
گمان ہوتا ہی مجکو عکس ہی سیبِ زنخدان کا

خدایا آرزو ہی طوس مین پہنچا **لطافت** کو
بہت مشتاق ہی یہ روضہ شاہِ خراسان کا

بھرا ہی عشق ہر رشکِ چمن کی زلف پیچان کا
ہوا ہی صاف کشتِ دل مین عالم سنبلستان کا

نظر آتا ہی جوبن جبکہ خط و خالِ جانان کا
سمجھتا ہون اسے ریحان تو اسکو تخمِ ریحان کا

لکھا ہی وصف پیشانی پہ اول روے جانان کا
بنا ہی بیت ابرو صاف مطلع میرے دیوان کا

ہوا ار و پوش ہر بے مہر دم نکلا جو انسان کا
گلہ غیرون سے کیا سب اقربا نے پہلے منہ ڈھانکا

ہوا ایسا ضعیف و ناتوان قاتل کی فرقت مین
گریبان پر مجھے دھوکا ہوا شمشیرِ عریان کا

جنون کی آمد آمد سنکے استقبال کو نکلا
جو پہنچا تا بہ دامن بڑھ کے چاک اپنے گریبان کا

نکلتے ہین شرر ایسے دلِ سوزان سی فرقت مین
گمان ہوتا ہی مجکو آہ پر سرو چراغان کا

حقیقت میری سودے کی نہو پوشیدہ جانان سے
عوض خط کے اوسے بھیجونگا مین پرزہ گریبان کا

لبِ جانان کی شہرت سی اوڑا ہی رنگ دنیا مین
عقیقِ سرخ کا یاقوت کا لعلِ بدخشان کا

ہوا ہی زاہدون کو بھی جنون فصل بہاری مین
عوض تسبیح کے ہے ہاتھہ مین کنٹھا گریبان کا

سوال وصل سے ہے افراط جراحت کا ہوا ثابت
کشادہ ہونا ہی باعث نہین زخمون کے دامان کا

نظر آیا جو اوسکے کان مین یاقوت کا بندا
کہی یہ بات دل نے مسکن ہے مار زلف پیچان کا

کہین کا بھی نہ رکھا ہمکو ضعف و ناتوانی نے
بنا زنجیر آہن تار وحشت مین گریبان کا

جنون کے جوش مین فرحت ہوئی کچھہ بلبل دلکو
قفس کا چاک گویا چاک ہے میرے گریبان کا

لطافت شاعری کے فن مین ہے بیکار سب محنت
نہین اب قدردان کوئی زمانے مین سخندان کا

ہے جوش مرکے بھی مری چشم پر آب کا
پنبہ کی جا کفن مین ہو ٹکلہ سحاب کا

پیر فلک پہ جلوہ نہین آفتاب کا
ہے دست رعشہ دار مین ساغر شراب کا

اوس دست پر ضیا مین ہے ساغر شراب کا
توام طلوع دیکھہ لو دو آفتاب کا

جاری بہار مین ہے جو دریا شراب کا
ہے ساغر بلور پہ عالم حباب کا

شیشے مین حسن اور ہی کچھہ ہے شراب کا
محتاج روے دختر رز ہے نقاب کا

جلوہ شفق مین صبح کو ہے آفتاب کا
کہتے ہین مست جام ہے چھلکا شراب کا

خط اقلیدست کھینچا ہے موج شراب کا
مشتاق خط جام ہے ساقی جواب کا

دن کو مہ صیام مین ہے بند میکشی
سر پوش جام پر ہے ڈھکنا آفتاب کا

ساحل پہ میکشی کو ہے آیا وہ نازنین
گرداب کا ہو جام تو شیشہ حباب کا

آتے ہین یاد ہمکو وہ مستون کے جمگھٹے
وہ میکدے پہ جھوم کے آنا سحاب کا

دیکھو سحاب و برق کو عبرت سے غافلو
پیری کا وقت یہ ہے وہ عالم شباب کا

پیری مین بھی سفید نہین میرے سر کے بال
لیتا ہون کام بخت سیہ سے خضاب کا

کی بدمزاجیون کی شکایت تو بولے وہ
ہے عیب تلخ و تند نہ ہونا گلاب کا

عاشق جو بلبلین ہین گل روے یار کی
صیاد نے ہے دام بنایا نقاب کا

جائی دوات و خامہ منگاتے ہین آئینہ ابرہم ہین قصد ہے خط رخ کے جواب کا
مثل فقیر جمع ہین اوس در پہ نامہ بر کہتے ہین سب سوال ہے خط کے جواب کا
او شہسوار کیا تری نعلین کا ہے نور دہوکا ہی سبکو مردم چشم رکاب کا
وہ صید ہون کہ تمہارے دم تاب تشنگی کا بنتا ہی دام ٹوٹکے ڈورا کباب کا
جاتی ہی موج نکہت الگ ہے ورق ورق شیرازہ کھل گیا گل تر کی کتاب کا
اصحاب کہف کا جو پتا پوچھتا ہون مین منظور ماتگنا شب فرقت ہی خواب کا
یان لاغری ہی اور وہان رخ پہ خط نمود دیکھو محاق مین ہے گہن آفتاب کا
وہ بی ثبات ہون جو ہے گا مرا غبار سرمہ بنے گا بحر مین چشم حباب کا

لاغر جو یون ہوے ہو لطافت زدا مین
ہی قصد کس حسین کی کمر کی جواب کا

یہ قول آسمان سے ہے ہر حباب کا مدت سے منتظر ہون ترے انقلاب کا
اوس رخ کے آگے گنجفہ مین بھی ذلیل ہے پھنکتا ہی پہلے دن کو ورق آفتاب کا
تلوون سے دشت مین ہی جو دریا خون بہا ہر ایک آبلہ پہ گمان ہے حباب کا
تڑپون گا جب کفن مین تجھی یاد کرکے مین ہوگا گمان فرشتون کو برق و سحاب کا
گر ہو گیا خفا تو نہ پھر آئے گا وہ یار جیسے محال پھر کے ہے آنا شباب کا
گیسون مین ہین سیاہی زر دیکھتے بخیل بس ہو اگر تو نسخہ بنائین خضاب کا
محفل چمن ہے اوس رخ گلگون کی عکس سے ہر شعلہ شمع کا ہے کہ غنچہ گلاب کا
شبنم سحر کو دیکھکے اوس شوخ نے کہا رکھتا ہی شوق شاہد گل بھی نقاب کا
قاصد کو ہاتھ کاٹتے ہین دے خط اونکو کیا کچھ رعب کچھ اثر ہے مرے اضطراب کا
آیا خط اونکے رخ پہ حقیقت کھلی یہ ہم تھا منتظر مرا خط قسمت جواب کا
ہنس ہنسکے سیہ تری طرح سے جلیگے گر تو ... درد سے ناپسند ہے جلنا کباب کا

اکسیر سیر سے سیم بدن کی ہے تا کفِ پا
چاندی بنا ہی دہوپ مین لوہا رکاب کا

جو تیرے ساتھ سونے کی حسرت ہی غیر کو
کیا تنگ ہے کہ حال ہی گونگے کے خواب کا

منظور ہی حفاظتِ تصویر روئے یار
آئینہ آسمان سے لون آفتاب کا

دریا مین یار سے مین لپٹتا ہون وقتِ غسل
نظارہ ناگوار ہے چشمِ حباب کا

وہ پاس تو بلا ہی مین روونگا اسطرح سے
پردہ بنیگا بیچ مین لکّہ سحاب کا

ہر قدرتی حسین ہی خزان مین بھی رنگدار
محتاج کب ہی گیسوئے سنبل خضاب کا

اوس گل نے فاتحہ جو پڑہا سنگ کے نشان
عاشق کی قبر ہو گئی تختہ گلاب کا

عاشق کو آئنہ مین دکھاتا ہے روئے صاف
ایجاد اوسنے طرفہ کیا ہے نقاب کا

نافہم کو سواد ہی سیرِ کتب سے کیا
عالم بھی ہوا ہین کیڑا کتاب کا

دل کو شروعِ عشق مین ہی وصل کا خیال
کیا اعتبار عالمِ طفلی کے خواب کا

کیا گورے گورے پاؤن ہین اوس شہسوار کے
فانوس ہین ہی شمع کہ حلقہ رکاب کا

ان بی بنیاتیون پہ لطافت ہی یہ غرور
دیکھے تو کیونکر لینا کوئی ہر اک حباب کا

جلوہ ہی اوسکے صفحۂ رخ پر نقاب کا
جزدان جانتے ہین خدا کی کتاب کا

ہم متّقی کو پی کے پاک ہو شیخ جی تعجب ہے
کیا مختلف مزاج ہی اس آفتاب کا

ساحل پہ بہر غسل جو آئے وہ بحرِ حسن ہے
نقارہ چوب موج بجائے حباب کا

مستو بہار آئی مبارک ہو میکشی ہے
کہتا ہے دوڑ دوڑ کے لکّہ سحاب کا

دل پر شباب مین ہے سیاہی گناہ کی
پیری مین کام لینگے اسی سے خضاب کا

تارِ نگاہ دیکھنے والون کے جمع ہین ہے
جلوہ نہین ہے یار کے زنجیر نقاب کا

بجلی زمین سی ابر مین جاکر نہان ہوئی ہے
تڑپے جو نام لے کے مرے اضطراب کا

لاتے ہین میری قبر پہ اوس شہسوار کو ہے
سب کر کے التجا کہ ہو باعث ثواب کا

نسیمے لگام اسپ کے ہین ہاتھہ جوڑتے
بڑھ بڑھ کے پاؤن پڑتا ہی حلقہ رکاب کا

پاس اونکے مثل برق تڑپ کر پہنچ گئی
احسان ہم پہ ضعف مین ہے اضطراب کا

اُستاد ہی بہار تو گلشن ہے مدرسہ
بلبل سبق پڑھے ہے گلِ تر کی کتاب کا

غفلت کہانکی چھاگئی آتی ہے دہر مین
آنکھین کھلی ہوئی ہین پہ عالم ہی خواب کا

کِسکا سمند گھاٹ پہ کرتا ہے تیزیان
چھپتی ہوا ہے قلعہ بنا کر حباب کا

پُرزہ جنون مین میرے گریبان کا جب اوڑا
صحرا مین بنگیا وہی لکہ سحاب کا

قطرے مرے لہو کے جمے ہوگئی بہار
تلوار یار کی ہے کہ تختہ گلاب کا

طفلی ہی سی بغل مین کفن کو دبائے ہین
مطلب فقط ہی موت ہماری کتاب کا

جاگا شبِ فراق کا تھا موت آگئی
مدت کے بعد شکر ہی وقت آیا خواب کا

برسات مین وہ آنہین سکتے ہمارے گھر
کِس کِسکے آگے روئیے رونا سحاب کا

شرمندہ کر دیا مرے بختِ سیاہ نے
اوڑ جائے جلد رنگ نہ کیونکر خضاب کا

اہلِ صفا جہان مین غفلت سے ہین برے
ممنون کب ہی دیدۂ آئینہ خواب کا

تصویرین بلبلون کی جو کھینچی ہین آپ نے
شیرازہ باندہیے رگِ گل سے کتاب کا

ہی دیکھنی کی صحبتِ سیماب و آئینہ
سکتہ اسے تو ہم اسکو مرض اضطراب کا

پھینکین جو مست پنبۂ مینا نکال کے
اوڑ کر بنے بہار مین لکہ سحاب کا

رونے کا حال جبکہ **لطافت** اوسے لکھا
نامہ ہمارا بنگیا لکہ سحاب کا

لالہ ہی شعلہ اوسکے رخِ بے عدیل کا
یہ ایک پھول فخر ہے باغِ خلیل کا

بہنا تو دیکھو نزع مین آنکھون کے نیل کا
دریا ہے اشک پر ہے گمان رود نیل کا

دنیا مین آکے کیون نہ مصیبت سے ہو بسر
کھولے جو آنکھہ سامنا تھا اس بخیل کا

کہتے ہین آبلے مرے سیراب کر کے خار
مجنون کی روح کو ہو ثواب اس سبیل کا

لوہے کے ظرف پر جو ملمع ہوا تو کیا
دولت سے مرتبہ نہین بڑھتا رذیل کا

گیسوؤن کے رنگ کا یہ اشارہ ہے غافلو
یون ہین ہے جمع زر سے سیہ دل بخیل کا

قطرے جمے ہین دامن خنجر پہ خون کے
محضر یہ ہوگا حشر کو تیرے قتیل کا

دھبا یہ زر لگاتا ہے اچھا ہو یا برا
دیکھو سخی کا ہاتھ سیہ دل بخیل کا

ہوشیار ہو کہ گذرے چہل سال عمر کے
آتا ہے آسمان سے پیام الرحیل کا

کرتا ہے تیز سنگ فسان تیغ کو تو کیا
اک عیب ہی شریف پہ احسان رذیل کا

بوسہ کبھی کسی کو جو ملتا نہین صنم
گویا دہان تنگ بھی دل ہے بخیل کا

تو وہ ہے بے نیاز کہ شاہد ہے نار طور
جلنا تری کلیم کا بجھنا خلیل کا

تسکین ہو چشم یار سے عاشق کے دل کو کیا
بیمار سے علاج ہو کیونکر علیل کا

غنچے جو مٹھیون مین دبائے ہوئے ہین زر
کیا نکلے مال لے کے زمین سے بخیل کا

آنکھین جھپک جھپک کے ہوئی زندگی تمام
اک پل تھا اک برس مری عمر قلیل کا

چشم سیاہ یار کو ہے سرمہ دان سے بحث
تیر نگہ ادھر ہے ادھر تیر میل کا

وہ بے ثبات وزار ہون ٹپکا جو ایک اشک
ساغر چھلک گیا مری عمر قلیل کا

کامل کہا جو ماہ کو اس رخ کے روبرو
محتاج شاعر ہے یہ دعوی دلیل کا

قاصد کو کیا کہ عاشق و معشوق مین ہو ربط
یہ کام ہے رسول کا یا جبرئیل کا

کہتا ہے جام دیکھ کے شیشہ کو تنگ چشم
مین ہاتھ ہون سخی کا یہ دل ہے بخیل کا

رخ سے تمھارے کعبہ کو نسبت بھلا ہے کیا
یہ صنعت خدا وہ بنایا خلیل کا

پیری مین اسلیئے ہین فلک کی طرف سے خم
دیکھین گے صبح صبح نہ منہ اس بخیل کا

سرمہ بھی چشم یار پہ کیا ہے پسا ہوا
کرتا ہے پل مین فاصلہ طے ایک میل کا

اس بادہ نجس سے **لطافت** کو کام کیا
مشتاق ہے جنان کی مئے سلسبیل کا

کیا قمری کو قیدی سرو گلشن کی محبت کا
اڑا کر طوق الفت میں جنون نے میری منت کا

فلک سے بحث ہو ہی شوخ دیکھیں کون رنگت کا
[illegible] کھا گیا سبزہ میری تربت کا

کبھی فرقت کے صدمے ہین کبھی خواہان ہے وصلت کا
ہوا اچھا بھلا دل [illegible] برا ہو اس محبت کا

نہین محتاج تیرا عاشقِ نادار زینت کا
بنا دستار سر [illegible] مفلسی مین پیچ قسمت کا

غضب ڈھایا ہی ان آنکھون نے مارا ہون محبت کا
[illegible] دل آگیا دیکھا جو معشوق اچھی صورت کا

زبان کھولین عنادل ہمہ تن ہون ہاتف ہو شہرت کا
[illegible] ہی اور کچھ اپنی طبیعت کا

یگانے تو گئے بیگانہ مین باقی رہا لیکن
زبانِ حال سے کہتا ہے سبزہ میری تربت کا

مرے محبوب نے جب خواب مین دیکھا کہا ہنسکر
یہی یوسف ہین شہرہ ہے آج جوبن کا صورت کا

گواہی حشر کو دینگے لہو کی بوندین مہر بن مین
تری تلوار ہی محضر ہے عاشق کی شہادت کا

مرے محبوب کا نقشہ بنایا جبکہ صانع نے
لیا خود حسن نے بڑھ بڑھ کے بوسہ دستِ قدرت کا

وہ آئینہ سے اکثر پوچھتے ہین بعد آرائش
کوئی معشوق دیکھا ہی نہ ایسی اچھی صورت کا

گنہگار و روان ہوتی ہے آنسو دھو گئی عصیان
نمونہ دیکھ لو اللہ کے دریائے رحمت کا

بہ نسبت منعمون کے ہم گرسنہ چین کرتے ہین
مزا نانِ جوین مین شکر ہی پاتے ہین نعمت کا

پڑھا کرتے ہین واعظ دل لگا کر سورۂ یوسف
بیان ہے وعظ مین بھی منبر و نبر اچھی صورت کا

ازل سے آب و گل مین ہے شریکِ الفت حسینونکی
بنایا کالبد کی جان مجھے پتلا محبت کا

مدارِ زندگی ای چشمِ تر ہے اشکو رونے پر
ہوا اشکونپہ موقوف آب و دانہ اپنی قسمت کا

ملی جب دولتِ دیدار آنکھین بھر گئین میری
نظر آیا جو وقتِ نزع محبوب اچھی صورت کا

برہمن ہین خدا کہتے بتون کو ہم حسین کہتے
فقط ہی کفر و دین مین فرق اپنی اپنی نیت کا

جو آنکھین ہمنے پھیرین نزع مین وہ بدگمان بولا
ارے بے دید کرتا ہے نظارہ حورِ جنت کا

غنیمت ہے حسینو چاہنے والون کو تم سمجھو
نہو عاشق تو ہے بیکار معشوق اچھی صورت کا

صدا ہے آسیا کی یون قناعت سیکھو بے صبرو
نوالہ مجکو گھر بیٹھے ملا غیرون کی قسمت کا

شب وصلت کہا اچھا بہ یہ شمع سر آنے
چلی باد سحر وقت آیا معشوقونکی رخصت کا

اسی ابرو کی طرح جیسے حسینون کی قتل کرتی ہے
اگر ہو وضع یکسان جلد اثر ہوتا ہی صحبت کا

عوض معشوق کے پیری مین ہم عاشق تربت کے ہو
اگر اسے موت پر وہ پیچ مین ہوتا نہ غفلت کا

جوانی ہے وہ موسم کبھی نہ پوچھا کرے اچھا
بری صورت کا ہو انسان یا ہو اچھی صورت کا

چراغ و شمع و مشعل کوئی ہو پروانہ عاشق ہے
حسین ہے کوئی یکسان حال ہے اپنی محبت کا

ہوا ہی یون فشار اپنے تن خاکی کو تربت مین
گلے جیسے ملے چھوٹا کوئی ہمجنس مدت کا

تمھاری ہاتھہ مین آئینہ کہتا ہے تماشا ہے
ہوا اشتاق دیکھو خوبصورت خوبصورت کا

نہ کیونکر ذبح مین ہم ہاتھہ پاؤن ماریں کے قاتل
نہایت پیرنا مشکل ہے دریائے شہادت کا

کبھی رکھتے تھے دل یا دست خنجر انسان ہم بھی تھے
خدا بخشے جوانی کو کہ لپکا تھا محبت کا

ہلال و بدر بنتا ہے فلک پر مہ تماشا ہے
کبھی ہے میری صورت کا کبھی ہے تیری صورت کا

سر محفل جو ہین سر شمع کا کاٹے گئے کاٹا
پر پروانہ پر لکھا گیا محضر شہادت کا

ہمیشہ دل لگانے کا نتیجہ وصل ہوتا ہے
ملے ہم انسے مین لب سے لب جو نام آیا محبت کا

نئی ہی سجت آئینہ سیر دیئے یار کہتا ہے
بتا مین تیری صورت ہون کہ تو ہی میری صورت کا

جوانی کے گئی ہمراہ طاقت بھی بصارت بھی
سدا ہین ساتھہ دیتے ہیمر قوت ہیمر قوت کا

حسینون مین نہایت نخرے سے وہ شوخ کہتا ہے
نیا ہی لطف دیکھو ہمپہ دل آیا **لطافت** کا

وہی تو بڑھ کے بنا زلف رائگان نہوا
کم اوسکی کان کی لو کا کبھی دھوان نہوا

بتنگ ہجر سے تھا مین کہین نہان نہوا
زمین نہ نرم ہوئی پاس آسمان نہوا

تمھاری چشم سخنگو کا یہ اشارہ ہے
ہر ایک موئے فژہ کب مری زبان نہوا

پڑی جو دھوپ گڑی میرے دشت وحشت تن
روان ہوا مرا سایہ یہ مین روان نہوا

بنی ہین آپ اسے منہ پہ خلق مین جلاد
کہ ذبح آپ سے مین ایک نیمجان نہوا

زمین پہ قیس کو ہی نجد کی بتائی راہ
یہ بے سبب مری زنجیر کا نشان نہوا

ہمارا سوز و گداز اوس سے بزم مین کہتے
یہ کام تجھسے بھی اے شمع کی زبان نہوا

ہماری آنکھہ کو کس طرح بار ہو آنسو
صدف کی چشم کو اپنا گہر گران نہوا

سمٹ کے بنگیا کاجل کسی کی آنکھو نمین
ہماری آہ کا ضایع کبھی دھوان نہوا

لگے ہین کوچہ جانان مین سر کے بھل عشاق
یہ وجہ ہی جو عیان پاؤن کا نشان نہوا

وہ ناتوان ہون کہ بارِ گران ہے تارِ نفس
تمھارا ناز اوٹھانا مگر گران نہوا

بتنگ تھے دلِ مضطر سے گر کے مرتے ہم
قریب کیا کہین سیماب کا کنوان نہوا

جو بہرِ غسل تم آئے یہ محو دید ہوا
کہ بہتی چشمہ تھا دریا مگر روان نہوا

وہ پوچھنے کے لیے دل کا حال آئے تھے
یہ کیا ہوا کہ بیان تجھسے اے زبان نہوا

یہ بوسے یار کے پاتے سوال وہ کرتا
زبان دہن نہوئی اور دہن زبان نہوا

کدورتین مرے دل کی یہ بڑھ کے کہتی ہین
یہ وہ زمین ہے جہان دورِ آسمان نہوا

ہماری پاس تو آنا کجا اونھین ہے یہ شرم
کہ عکس آئینہ کے گھر مین مہمان نہوا

کیا اشارہ فنا ہونے کا حبابون نے
پھر اسپہ بھی متنبہ کچھہ آسمان نہوا

تمھارے پنجہ رنگین طلسم تازہ ہین
کہ بھڑکی آتشِ رنگِ حنا دھوان نہوا

نظر لگی جو سمندر کو کر دیا ہے خجل
یہ طفلِ اشک اسی وجہ سے جوان نہوا

نہار تیز کیا اوسنے تیغ کو لیکن
سبق شہادتِ عاشق کا بر زبان نہوا

کھلی وہ زلف تو کیا آئنہ کو قید کیا
بند ہار رہا جو یہ پانی کبھی روان نہوا

ہلال دیکھہ کے دیوانے اونگلیان ہین اٹھائے
کہ اے جنون یہ گریبان دہجیان نہوا

جوان کا وصل ہے ایسا کشیدہ تو بھی ہے
جو تیر زینتِ آغوش اے کمان نہوا

عزیز مر گئے پر داغ دے گئے دل پہ
گئے وہ لوگ روان پر یہ کاروان نہوا

ہم اون سے حال کہین کچھہ ذرا ٹھہرا سے درد
جگر مین دل مین رہا پر مزاج دان نہوا

خیال خواب گران دل مین آگیا تو بسا
جہان مین مثل مرے کوئی ناتوان نہوا

قد خمیدہ سے میرے نہ ہمسری ہوگی
کہ ایک چلہ ترا پورا اسے کمان نہوا

نظر کی طرح ہوا عرش تک نبی کا گذر
کہین سے شق شب معراج آسمان نہوا

نہ اپنی تیر سے قد پر ہوا سے جوان مغرور
سلام جھک کے کرون گا اگر کمان نہوا

مثال بدر لطافت کے دل مین داغ پڑے
کمال گھٹ گیا جب کوئی قدردان نہوا

غیر کی سمت سی مڑ مڑ کے ادہر دیکھ لیا
کہیے ابتو مری آہون کا اثر دیکھ لیا

حسن پر کرتی ہے دزدیدہ نظر دیکھ لیا
نہ نگہ کی اودہر اوسنے جو ادہر دیکھ لیا

قصد شاید ہی ترا غیر کے گھر دیکھ لیا
چھپ کی ای شوخ چلا مجھسے کدہر دیکھ لیا

کیا تصور مین جمال اے گل تر دیکھ لیا
جھپکی جب آنکھ تجھے ایک نظر دیکھ لیا

لیتے پھرتے ہین جو وہ بزم مین عشاق کی دل
میرے پہلو کی صدا ہی کہ ادہر دیکھ لیا

دم ہی دم مین مجھے ٹالا نہوا وصل نصیب
لو ہوئی باتون ہی باتون مین سحر دیکھ لیا

ہم نہ کہتی تھے کہ زلفین نہ بڑہا کر چھوڑو
بل نزاکت سے لگی کھانے کمر دیکھ لیا

دانۂ اشک کی تسبیح پہ رونے کے لیے
استخارہ کہوا سے دیدۂ تر دیکھ لیا

قبر مین شانہ ہلا کر مرا وہ کہتے ہین
اپنے وعدے پہ ہم آئے ترے گھر دیکھ لیا

داغ اور زخم کے ہونیکا ہوا تمکو یقین
چاک کر کے مرا دل اور جگر دیکھ لیا

کر دیا مست صفین بادہ کشونکی اولٹین
چشم مستانہ سے ساقی نے جدہر دیکھ لیا

طاقت اڑنیکی نشیمن سے نہین قید نکر
تو نے صیاد ٹٹولے مرے پر دیکھ لیا

جشن اوڑتے ہین مزے رہتی ہین ہی عید وصال
آنکھ کھولی ترا منہ وقت سحر دیکھ لیا

کہتے ہین وہ مرے دانتون سے ہوئے سرمنڈہ
آبرو کھو گئی بیدھے تھے گہر دیکھ لیا

اب دوپٹے سے چھپاؤ بھی تو کیا ہوتا ہے
سر وین آئے ہین دو تازے ثمر دیکھ لیا

آنکھ ڈالی جو مرے دل پہ تو اس بت نے کہا
ہم نے ہاتھ اسکا ابھی نظر کی تو گہر دیکھ لیا

اپنی در پر مرے مرنیکا انھیں رنج نہیں
ان پہ تہمت ہوئی ناحق اسوقت نے گلے سے دیکھ لیا

کہدی انسی کوئی کمسن ہیں نہ آئیں گے یہاں
پھر جا بیٹھینگے اگر زخم جگر دیکھ لیا

چشم جانان کا اشارہ ہے یہی گردش میں
ہنستے گھر بیٹھے عجب لطف سفر دیکھ لیا

جب وہ پوشاک بدلتے ہیں تو فرماتے ہیں یہ
آنکھ کھولینگی اگر تونے ادھر دیکھ لیا

اشک انمول ہوا نوک مژہ پر آکر
تول کر کاٹ میں ہے یہ گہر دیکھ لیا

ڈوب جاؤنگا ابھی جان کے دریا میں یار
قہر ہو جائیگا آئینہ اگر دیکھ لیا

در سے تیرے جو اٹھائے گئے ہم قبر میں آئے
ایک گھر چھوڑ دیا دوسرا گھر دیکھ لیا

کہتے تھے سامنے آسکے نہ کا نامبر
آئینے کی ہوئی آنکھوں نے نظر دیکھ لیا

آپ تو ہو گا نہ گمان تیر چھپا کیسے کا
دل مرا ڈھونڈھ لیا جیتے جگر دیکھ لیا

ای لطافت عوض مدح ہوئی اسکے عدو
بے کمالوں نے جسے اہل ہنر دیکھ لیا

غیر منقوط

طرہ کا گل اگر وا ہو گا
گھر معطر مرا سارا ہو گا

گر دل مردہ کو سودا ہو گا
اور آوارہ و رسوا ہو گا

درد دل کا اگر اوحور کہا
سسکر اگر کہا ہو گا ہو گا

گر کہا سوگ ہمارا او حور
اور اک روح کو صدما ہو گا

دور ہو گا وہ دل آرام اگر
کسطرح دل کو گوارا ہو گا

ہو کر آگاہ سد ہار اوہ ماہ
داسحر مرکو مراد ہو گا ہو گا

صدرہ اس گل کو دکھا گل کھا کر
دم طاؤس کا دھوکا ہو گا

سرد سرد آہ دلا کر ہر دم
عالم موسم سرما ہو گا

گر وہ دلدار سدا مار رکھے گو
آہ کا دل کو سہارا ہوگا

ہوگا سرورِ دلِ اہلِ شکر
دُور اگر کاسۂ مُل ہوگا

او لحد رکھ کہ دلِ مُردہ مرا
سنگِ دلدار کا حصّا ہوگا

رکھ مُسلسل گُلِ مدحِ دلدار
کہ سرِ کلک کا سہرا ہوگا

سادہ رو ہمکو ملا اک دلدار
وصل اوس حور ادا کا ہوگا

گردِ دلدار رہا گر مرا دل
نالۂ و ماہ کا دھوکا ہوگا

دل کو سلگاؤ کہ اور آگ لگاؤ
راکھ ہو کر کہو سُرمہ ہوگا

لطفِ پرواز قفس مین نہ مجھے یاد آیا
پر نکلنے بھی نپائے تھے کہ صیّاد آیا

نزع مین بہرِ عیادت ستم ایجاد آیا
ملک الموت کے بدلے وہ پریزاد آیا

جس گھڑی دام مین مین بلبلِ ناشاد آیا
اوڑ گئے ہوش پھڑکتا ہوا صیّاد آیا

صدمۂ ہجر سے مشتاقِ اجل ہون ایسا
تن مین جان آئی جو سر پر مرے جلّاد آیا

یہ جہان دارِ محن ہے جو ولادت کیوقت
ہر بشر کرتا ہوا نالہ و فریاد آیا

بنگئی اوس بتِ کافر کی گلی مین تربت
آج قبضہ مین مرے گلشنِ شدّاد آیا

قمریان صدقے ہوئین دیکھ کے پس پس گئی دل
باغ مین تنکے جو وہ غیرتِ شمشاد آیا

قابلِ رحم جو ہے حال نہایت میرا
بند آنکھونکو کیے ہی مرا جلّاد آیا

تھی جنون مین مجھے زنجیر پنھانا مشکل
سچ تو یہ ہے کہ کڑی جھیل کے حدّاد آیا

کیا ترقی ہی مجازی سے حقیقی ہوا عشق
حسن دیکھا جو بتون کا تو خدا یاد آیا

یاد دلوائی وہ ابرو شبِ عید اے مہِ نو
تو بھی آیا تو مری جان کو جلاد آیا

ہچکیان آتی ہین شیشہ کو نہین یہ قلقل
کوئی میخوار ہے شاید کہ اسے یاد آیا

چہچہے باغ مین اس رشکِ چمن کے جو سُنے
بلبلین بہرِ تصدّق لیے صیّاد آیا

مین وہ مجنون ہون اگر دشت مین رکھتا ہون قدم
غل مچاتا ہی جنون قیس کا اوستاد آیا

جشن رہتے ہین شب و روز مزے اوڑتے ہین
جب سی پاس اپنے وہ معشوق پریزاد آیا

کٹ سکا حلق نہ عاشق کا ہوا یہ عاری
تیز ہو ہو کے بہت خنجر فولاد آیا

یاد مژگان مین ہوا جوش جنون کیون مجکو
اسلیے تشنہ خون نشتر فصاد آیا

ہچکیان نزع مین بیوجہ نہین آتی ہین
شاید اسدم ملک الموت کو مین یاد آیا

جز معاصی نہ صد افسوس ہوی نیک اعمال
ہاے کیون مین طرف عالم ایجاد آیا

یا علی دل سے لطافت نے جو مشکل مین کہا
قدم حیدر صفدر لیے امداد آیا

مرغ دل پھنستا ہی خود ہر عاشق دلگیر کا
جال پھیلا ہے جو اونکی جوہر شمشیر کا

اسقدر سودے نے دکھلایا اثر تسخیر کا
لوگ سننے آتے ہین نالہ مری زنجیر کا

دل نشانہ ہو گیا کس عاشق دلگیر کا
ہر کمان کی چشم سے آنسو روان ہی تیر کا

عشق دونا ہو گیا مقتل مین مجھ دلگیر کا
دل بنا سینہ مین پیکان آکے اونکے تیر کا

کیا گوارا اوس جوان کو وصل ہو مجھ پیر کا
ہی ٹھہرنا مشکل آغوش کمان مین تیر کا

بڑھ گیا یہ ضعف مجھ دیوانہ دلگیر کا
کام ہر تار گریبان نے لیا زنجیر کا

حال ہی ہنسنے کے قابل جو تری نخچیر کا
خندہ لب اسوجہ سے سوفار ہے ہر تیر کا

اے مصور کھینچتا ہے تو جو مجھ گریان کی شکل
ہی یہ بہتر کاغذ ابری ہو مری تصویر کا

وصف زلف یار مین نکلا مسلسل جبکہ شعر
جوش سودا مین مجھے دھوکا ہوا زنجیر کا

یہ کمان لب سے جاتا ہی طرف افلاک کے
نالہ عاشق کرے کیونکر نہ پلہ تیر کا

عاشقون کی بلبل جان کا ہے ای قاتل ہجوم
کیا چمن پھولا ہوا ہے جوہر شمشیر کا

گرمیان اوس شعلہ رو کی مین بیان کرنیکو ہون
شمع کی دم بھر زبان مانگون دہن گلگیر کا

مین وہ گریان ہون کبھی کھینچی مصور نے جو شکل
بنتے بنتے مٹ گیا نقشہ مری تصویر کا

ضعف نے قیدی بنا رکھا ہے مجھ محبوس کو
طوق کا ممنون نہ شرمندہ ہون مین زنجیر کا

زخم سیرے تن کے ہو جاتے ہین القاتل ہرے
لہلہاتا ہے جو سبزہ جوہر شمشیر کا

تیرہ بختی کے سبب ہون خال کا عاشق سدا
کیا زحل یارب ستارا ہے مری تقدیر کا

رزق ہی رزاق کے ذمے ہراسان ہو نہ تو
دیکھا ہی نادان قبل طفل ہونا شیر کا

کسر نفس و خاکساری ہو گئی دل سے پسند
ہاتھ آیا ہے عجب نسخہ ہمین اکسیر کا

مین عجب دیوانۂ خاموش ہون آفاق مین
قید ہے زندان مین نالہ بھی مری زنجیر کا

دل سمجھتے ہین جسے دھوکے سے عالم مین بشر
ہاے ہر اک سینے مین آئینہ تری تصویر کا

چل سکے دیوانہ کیا لڑکون کی آنکھین ہین چھری
کام کرتے حلقہ ہاے چشم ہین زنجیر کا

کہکشان مین جھلملاتے ہین جو تارے رات کو
چشمکین کرتا ہے ہر جوہر تری شمشیر کا

جسکو کہتے ہین منجم ماہ کامل کا گہن
یہ دھوان پہنچا ہی سیرے نالۂ شبگیر کا

خواہش نعمات دنیا اہل خلقی سے ہے ملال
طفل آتے ہی یہان ہوتا ہی طالب شیر کا

حب سیم و زر ہی انسان کو ملاتے خاک مین
دیکھ لے حال زبون ہر صاحب اکسیر کا

جب موذن سو گیا صبح شب وصل صنم
بجتے رہنے سے غل کیا ناقوس نے تکبیر کا

شوق ہے اس ترک کو نیزہ ہلانے کا و مان
ہی بلند اٹھو ان پہر نالہ یہان زنجیر کا

ہاے جو حسن چہرۂ یوسف کی دہوم آفاق مین
ہے وہ اک نخا کا مرے محبوب کی تصویر کا

ملتے ہین آ آکے آنکھین فخر سے عاشق تمام
نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا

خون کس نے جرم کا دنیا مین اے قاتل ہوا
سر ندامت سے ہے خم ابتک ہر اک شمشیر کا

گر مصور کھینچتا ہے شکل مجھ پامال کی
خاک پاے یار سے گرد ہ بنے تصویر کا

اے لطافت اسم اعظم ہی یہ ہر مشکل کے وقت
ہاے مقر ہر اک علی کے نام کی تاثیر کا

اٹھ گیا وہ یار محفل سے تو ایسا غم ہوا
حلقۂ احباب مجکو حلقۂ ماتم ہوا

رنج سہتے سہتے میرے دل کا یہ عالم ہوا ‏ اگر گئین سیماب بھی کشتہ ہوا تو غم ہوا
مر گیا گیسو کا سودائی تو ہر جا غم ہوا ‏ خانہ زنجیر مین بھی غل رہا ماتم ہوا
لاغری کا تیرے دیوانے کے یہ عالم ہوا ‏ طوق اے رشک سلیمان حلقہ خاتم ہوا
ایک ہی دل پاس میرے تھا سو انکو دیدیا ‏ منصفی سے سچ اگر پوچھو تو مین حاتم ہوا
رات کی یاد آگئین باتین جو اونکو صبح دل ‏ شرم سے منہ کو چھپایا سر حیا سے خم ہوا
زندگی ہی تک ہی اخوان جہان کی دوستی ‏ دفن کی عجلت ہوئی جب آدمی بیدم ہوا
آجتک اونکی کمر کا کچھ ہوا ظاہر نہ بھید ‏ لی عدم کی راہ جو اس راز سے محرم ہوا
ساغر مئی کے کیا حاصل ہوئی سیر جہان ‏ ٹھیکرا اپنی نظر مین آج جام جم ہوا
جب کہا مشک ختن مینے خطا سرزد ہوئی ‏ کیا مزاج زلف جانان درہم و برہم ہوا
اونسی جب مسّی ملی لب پر ہوی پہچان قریب ‏ نامبارک روسیہ غیرون پہ یہ نیلم ہوا
صانع قدرت نے جب پیدا کیا عاشق کا دل ‏ گھر ملا رہنے کی خاطر شاد و خرم غم ہوا
ایکدن وہ تھا کہ گل کھاتا تھا چھلے کے ترے ‏ ایکدن یہ ہی کہ جھکتے جھکتے مین خاتم ہوا
آمد آمد سیکڑی مین جب ہوئی مجھہ سخت کی ‏ جام استقبال کو آیا تو شیشہ خم ہوا
بعد مردن اسقدر چمکے ہماری دلکے داغ ‏ گور تیرہ مین شب مہتاب کا عالم ہوا
جب نہ دی آرام سے اسکو کسی نے دلمین جا ‏ آکے گریان قبر عاشق پر نہایت غم ہوا
ہین خالق رتبہ ہوجاتا ہے جھکنے سے بلند ‏ آسمان نے پائی رفعت اسقدر جب خم ہوا
خوف کھا کر بھاگ گئے صحبت سے جوان مانند تیر ‏ جب کمان کی طرح پیری سے قد اپنا خم ہوا
وقت زینت دی سزا اوس شوخ نے کس ننگ سے ‏ ہنکڑی دزد حنا کو حلقہ خاتم ہوا
جھکتے ہین مفلس سے اہل ظرف ہین جو مایہ دار ‏ جام خالی جب قریب آیا تو شیشہ خم ہوا
چشم کو بیمار عاشق نے کہا تقصیر کی ‏ لت کرم مژگان جانان کسقدر برہم ہوا
رفتہ رفتہ ماہ کا ہل کر دیا اللہ نے ‏ انکسار و عاجزی سے جب یہ تو خم ہوا

ناک مین اونکے ہمین یاد آئی اک موتی کی تھی | شب کو زنبق پر جو پیدا قطرۂ شبنم ہوا
خط سبز اوس گل کے گورے گالو نمین | زلف کی ناگن سے ہے پیدا یہ سارا سم ہوا

اے لطافت پنجتن کا نور ہی مسجود تھا
سب فرشتون کو جو حکم سجدۂ آدم ہوا

سر ہی فروتنی سے خمیدہ ہلال کا | کیون چند دن مین پائے نہ رتبہ کمال کا
جلوہ ہی طاق ابروی جانان مین خال کا | کعبے مین جسطرح کہ گذر ہو بلال کا
بازار عشق مین دل عاشق ہے بک رہا | گاہک کوئی حسین ہو مردے کے مال کا
چشم سیاہ یار جو اک پل نظر پڑی | کھلجائین آنکھین نشہ ہرن ہو غزال کا
چشم حباب و نرگس و شمس و قمر ہے وا | مشتاق کون کون ہے اونکے جمال کا
مانع ہو شرم جاؤن بھی گر پیش اغنیا | مشکل ہو میرے منہ سے نکلنا سوال کا
مین رات دن فراق مین روتا ہون ہمدمو | پڑھ پڑھ کے مرثیہ دل مردہ کے حال کا
روشن مثال بدر ہین سارے جہان مین | اقرار ہی ہر اک کو ہمارے کمال کا
گل ہین خجل جو باغ مین اس رخ کے سامنے | شبنم پہ ہے گمان عرق انفعال کا
لکھی تمھاری آنکھونکی تعریف مینے جب | ہر دائرے پہ شک ہوا چشم غزال کا
حیرت مین ہی کبھی کبھی سکتے مین آئنہ | ہی محو کسکے حسن عدیم المثال کا
چشم سیاہ یار ہے مژگان مین دیکھنا | مسکن بنا سیان نیستان غزال کا
مانگا جو مینے بوسۂ عارض لگائی تیغ | اچھا دیا جواب ہمارے سوال کا
پھنسنا نہ جا کے دام مین ہوشیار مرغ دل | ہر حلقہ زلف یار مین پھندا ہے بال کا
معدوم کر دیا ہی جو صانع نے وہ دہن | نقطہ دیا ہی شک کے لیے اوسپہ خال کا

ہوتا ہے سرخرو جو لطافت میان حشر
رکھا اپنے دل مین عشق پیمبر کی آل کا

آزردہ سجدہ کرنے پہ دلدار ہو گیا
انکارِ ثواب پر مین گنہگار ہو گیا

عاشق فراقِ یار مین یہ زار ہو گیا
آنا لبون کا تنگ آہ کا دشوار ہو گیا

بے تیغ قتل دم مین گنہگار ہو گیا
اونکا کشیدہ رہنا بھی تلوار ہو گیا

مین عشقِ زلف مین جو گرفتار ہو گیا
مشہور عاشقون مین سیہ کار ہو گیا

نکلا ہلالِ عید جو قاتل کی ہجر مین
عاشق کے قتل کرنے کو تلوار ہو گیا

سرمہ لگایا چشمِ خمارین مین یار نے
سوتا یہ فتنہ قہر ہے بیدار ہو گیا

سرکٹ کی جب گرا قاتل کے پاؤن پر
دی جسم نے صدا مین سبکبار ہو گیا

ڈالے گلے مین عاشقِ لاغر نے جبکہ ہاتھ
اوس برہمن کو رشتۂ زنار ہو گیا

صبحِ شبِ وصال جب آئی جہان مین
سوئے مرے نصیب وہ بیدار ہو گیا

ترچھی نگہ سے وار جو اوس ترک نے کیا
اک تیر تھا کہ دل سے مرے پار ہو گیا

رویا جو یادِ زلف مین مین زار و ناتوان
پھانسی گلے مین آنسوون کا تار ہو گیا

پیمانے بھی بنا نہ سکے رند ساقیا
ٹوٹا خم اسطرح سے کہ بیکار ہو گیا

برگشتگیِ بخت سے اقرار وصل کا
منہ سے ترے نکلتے ہی انکار ہو گیا

وہ آئے خواب مین یہ نہ ممکن ہوا وصال
مین بدنصیب پہلے ہی ہشیار ہو گیا

مین دیکھنے لگا دمِ تزئین جو انکا حسن
آئینہ آکے بیچ مین دیوار ہو گیا

مختارِ حور و قصرِ لطافت وہی ہوا
جسکو کہ عشقِ احمدِ مختار ہو گیا

رنگ دیکھے جو مری بادیہ پیمائی کا
نشہ ہو جائے ہرن آہوی صحرائی کا

قتل منظور ہے ہر ایک تماشائی کا
اوسنے مژگان کو دیا حکم صف آرائی کا

آئنہ آٹھ پہر پاس رہا کرتا ہے
میرے خودبین کو ہوا شوق خود آرائی کا

رشک مین ہوتے ہین اخوانِ جہان قاتلِ جان
کچھ کیا پاس نہ یوسف سے حسین بھائی کا

بولتا خوب قفس مین ہے اکیلا بلبل
شعر گوئی مین نہ کیون شوق ہو تنہائی کا

پتلیون کا جو دکھاتی ہین تماشا خوش چشم
پل مین دل لیتے ہین ہر ایک تماشائی کا

خون ٹپکان آبلہ پا جو مرے ہون ای دشت
ہو بیابان مین گمان لالۂ صحرائی کا

تاجِ سر داغِ جنون ریگ ہی تن پر خلعت
دشت مین ہے یہ حشم آپکے سودائی کا

حشر کو خلد مین بھی حسن ترا ڈھونڈھے گا
دل لگیگا نہ کہین تیرے تماشائی کا

کعبہ و دیر و کلیسا مین ہین عاشق مشتاق
کسیجگہہ ذکر نہین ہے مرے ہرجائی کا

پرورش کے نہین محتاج جہان مین وحشی
دیکھو پڑھنا شجر و میوۂ صحرائی کا

رازِ الفت کو کیا فاش لڑکپن کے سبب
کمسنی اسکی ہے باعث مری رسوائی کا

صورتِ آئنہ کی آنکھ نہ پھر کھول کے بند
سکتہ ہے قابلِ دیداونکے تماشائی کا

درِ جانانہ پہ رسائی ہوئی اللہ رے نصیب
حوصلہ آج نکالون گا جبین سائی کا

اسکی دو آنکھین ہین اور حسن ہین تجھمین لاکھون
کسطرح سیر ہو دل تیرے تماشائی کا

اسلیے کردیا اللہ نے سایہ پیدا
ان بتون کو کہین دعوی ہو نہ یکتائی کا

کہتی ہی طالبِ دیدار سے تیری نرگس
حال ہو جائیگا دیکھو یہی بینائی کا

گرم تقریر ہوا تھا کبھی وہ شعلہ عذار
آجتک شمع کو یارا نہین گویائی کا

عاشقون کو ہی جلاتا خطِ سبزِ جانان
آجکل خضر کو دعوی ہے مسیحائی کا

کیا پسند آئے مجھے رقص حسینانِ جہان
حسن دیکھا کسی بیساختہ انگڑائی کا

یہ لب و لہجہ بھلا پائیگی کیونکر بلبل
رنگ اوڑائیگی ہزار آپ کی گویائی کا

جان بلب سیکڑون عاشق ہین جلاتے نہین کیون
تمکو دعوی ہے اسی منہ پہ مسیحائی کا

بادہ کش کوئی کوئی خون جگر پیتا ہے
طرفہ نیرنگ ہی اس گنبدِ مینائی کا

درِ شبیر دکھائے جو مجھے بخت رسا
ای لطافت ہو عجب لطف جبین سائی کا

بت حسینون کو نہ کہہ کام ہے سودائی کا — اُنمین کب حسن ہے تقریرِ خود آرائی کا
دوڑ کر چھوڑے جو ساتھ آپکے سودائی کا — اپنی سائے پہ ہو شک آہوے صحرائی کا
شک ہی دوسرے عالم مین تو بدنام نہین — ایک عالم مین ہی شہرہ مری رسوائی کا
کبھی آنکھو مین تصور سے کبھی دل مین خیال — جلوہ کیسا نہین میری بتِ ہرجائی کا
صنم اورون کے اسی منہ پہ خدا بنتے ہین — بت بنے بیٹھے ہین یارا نہین گویائی کا
نالہ ماہ مجھے یاد دلا دیتا ہے — ہاتھ اوٹھا کر وہ سمائن آپکی انگڑائی کا
مرنے والونپہ جو ای جانِ جہان رحم کرو — ملک الموت کو عہدہ ہو مسیحائی کا
آفتابِ رخِ جانان نے کیا کیا اندھا — دیدۂ آئنہ محتاج ہے بینائی کا
صاف کہتی ہے یہ تصویر تری یک چشمی — ابتو دعوے مجھے زیبندہ ہے یکتائی کا
شوخیان آپ ہی کرکے مجھے بیتاب کیا — آپ ہی اوسنے دیا حکم شکیبائی کا
شعر بن نیکلے طبیعت سے جو نکلے تو کہا — ہمسے معشوق سبق پڑھ لین خود آرائی کا
چشمِ یعقوب جو روشن ہوی یوسف سے حسین — عود کر آنا تعجب نہین بینائی کا
دستِ ساقی سے ملی ہمکو صراحی مملو — بولنا چاہیے ایمان سے بھر پائی کا
عارضہ جب سے ہوا شمع کو خاموشی کا — غم سی پروانے کو یارا نہین گویائی کا
ہی نئی بحث وہ رخ زلف سے کہتا ہے یہی — تو دوتا اور ہے دعوے مجھے یکتائی کا
رشک سی کہتے ہین وہ دیکھ کے گھر مین مرجانے — یہ طریقہ ہمین بھاتا نہین ہرجائی کا
شمع و پروانہ جو محفل مین ہین دونون خاموش — عشق صادق ہے تو یارا نہین گویائی کا
پتلیان آپ کے توسن کی اوڑاتی ہین جو گرد — کہتے ہین سرمہ ہے یہ قوتِ بینائی کا
آپ دھوکے سے سمجھتے ہین جسے خالِ سیاہ — دل ہی رخسار پہ آیا کسی سودائی کا
قتل کر نیکا تری چشم کو ہے کام سپرد — لب کو سرکار سے عہدہ ہے مسیحائی کا
جو مجھے شوقِ شہادت ہی بیان تمسے کرے — تیغ رکھتی ہے زبان حکم ہو گویائی کا

جانتی ہین سبکو منعم ہین کہن دھوکے سے — دود آہ جگری ہے تیشہ سودائی کا
نرم سمجھے ہین جو دشمن ہین زبان کی دلسے — حال کیا پوچھا ہے گا پیری مین ضعف آرائی کا
پیر سے حق لینے دلاسہ وہ مین شیخ خلق کیسے — دست خدا کیسی مین ہو شوق ہے تنہائی کا
دوست اسواسطے سہلا کے پھانستے ہین کفن — مرنے والونکو نہین شوق خود آرائی کا

شعر گوئی کا ہے شوق لطافت نادر
سلسلہ جانے نہ پائے فن آبائی کا

وقت پیری جبکہ وصل نوجوان ہو جائیگا — تیر آکر زیب آغوش کمان ہو جائیگا
جبکہ دل مثل جرس گرم فغان ہو جائیگا — کاروان فرقت مین اشکون کا روان ہو جائیگا
بحر غم مین تن جو زار و ناتوان ہو جائیگا — کشتی عمر روان کا بادبان ہو جائیگا
آتش گل کو اگر بھڑکائیگی باد بہار — سنبل گلزار اوڑ اوڑ کر دھوان ہو جائیگا
آمد آمد جب ہے خوش قد کی ہوگی باغ مین — سرو استقبال کرنے کو روان ہو جائیگا
جب خزان آئیگی گل اوڑ جائینگی گلزار سے — بلبلو تمکو قفس ہی آشیان ہو جائیگا
وقت آخر شعر گوئی کا زیادہ ہوگا حسن — پیر جب ہونگے کمال اپنا جوان ہو جائیگا
عشقبازی کا بھرا کرتے ہین دم اکثر رقیب — تیغ قاتل جب کھنچیگی امتحان ہو جائیگا
کبر و نخوت سے نہ تن تن کر چلو اے خوش قدو — ایک دن یہ تیر مانند کمان ہو جائیگا
ربط معشوقون کی زلفون سے رہیگا بعد مرگ — صرف شانون مین مرا ہر استخوان ہو جائیگا
بام جانان پہ پہنچ جائینگے ہین زار و نحیف — ہمکو دود آہ مثل نردبان ہو جائیگا
کسقدر عاشق صفائی قلب سے حیران ہین — راز بھی جو کچھ چھپائینگے عیان ہو جائیگا
عندلیب زار و لاغر ہین بہار آنے تو دو — مثل بو گل مین ہمارا آشیان ہو جائیگا
غیظ سے دیکھیگا جب وہ کہہ سکونگا کچھ نہ مین — حلقۂ چشم حسین قفل دہان ہو جائیگا
جان کر دلسوز ہم باتین کرینگے شمع سے — کوئی تو محفل مین اپنا ہمزبان ہو جائیگا

مین پڑا رہ جاؤنگا سر پر لیے بار گناہ — ہائے محشر مین روان سب کاروان ہو جائیگا

گل چٹک کر باغ مین ہر بار دیتا ہی صدا — جیسے آئیگی بہار اک دن خزان ہو جائیگا

تیر جب قاتل لگائیگا دہان زخم مین — شکر احسان کے لیے گویا زبان ہو جائیگا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے تو کہتی ہے اجل — ایکدن رخصت یہ تازہ میہمان ہو جائیگا

تن سے عاشق کے نکلکر روح دیتی ہے صدا — ہائے میرے بعد ویران یہ مکان ہو جائیگا

بیت کے بدلے جنان مین بیت دینگے اہل بیت
تو جو اونکا اے **لطافت** مدح خوان ہو جائیگا

رحم کرتا یار فوراً ہم پہ بد خو کچھ نتھا — پُر اثر اے نالۂ دل عشق مین تو کچھ نتھا

اب بھی پھر رزق کیون بے صبر کر وہ عہد یاد — وقت طفلی جبکہ ہوش و زور بازو کچھ نتھا

قتل تیری تھے ہزارون اونکے دام زلف مین — اے دل شیدا اکیلا مبتلا تو کچھ نتھا

خجل کیا بد بات ہی اہل طمع نے جان لی — پھینک دیتا مشک نافے کو جو آہو کچھ نتھا

ہو کے خلوت مین مکدر توڑتے آئینہ کیون — مُنہ دکھا دیتا جو اُنکا صاف زانو کچھ نتھا

جب سے ہم عاشق ہوے معشوق تو مشہور ہے — ورنہ اے بت حسن تیرا کچھ نتھا تو کچھ نتھا

تیری بو فیضی کا یون ہوتا نہ شور اے شاخ گل — گو بلبلین پیدا جو کرتی شاخ آہو کچھ نتھا

جذب دل سے کھینچتا لیلا کو اے قیس اتنی ہمت — میری شاگردی نہ کی کیون آکے گر تو کچھ نتھا

وصل کی شب دل سے دھو جاتا مری فرقت کا غم — ہنستے ہنستے گر نکلتے اونکے آنسو کچھ نتھا

اوس ستمگر نے کہا تڑپانا کیا آتا نتھا — قتل کرتا تھا جو اک دم مین ہلا کو کچھ نتھا

گو مین اونکے سامنے روتا تھا پر آتی ہنسی — پونچھ لیتے وہ اگر آنچل سے آنسو کچھ نتھا

پھر نہ رہتا شکوہ رونے کی خبر ہوتی اونھین — تار اشکون کا لگا دیتے جو آنسو کچھ نتھا

تمنے ہم آنچل مین جو باندہا اور عزت ہو گئی — میری آہ پُر شرر کے آگے جگنو کچھ نتھا

سخت جانی تھی ہوا اس وجہ سے عاشق نہ ذبح — کیون ہو شرمندہ قصور دست و بازو کچھ نتھا

کیا عجب گر بزم میں وہ آپ ہی دیتا شراب
خود بخود ہوتا اگر عاشق کو اچھو کچھ نہ تھا

ہنسکے وہ کہتے ہیں کیا کرتا ہے دندان کو سخت
تھا گہر چشم صدف کا ایک آنسو کچھ نہ تھا

جب دوا پی عاشق بیمار نے بالغ تھے سب
زہر تھا پیتے وقت پھندا اور اچھو کچھ نہ تھا

طعن سے کہتے ہیں وہ مہر فلک کو دیکھ کر
پشت جو پھیری ادھر ثابت ہوا رو کچھ نہ تھا

ہو گیا بیتاب ہر معشوق سنتے ہی غزل
تھی لطافت عاشقانہ شعر جادو کچھ نہ تھا

عشق اسمین بھر گیا ہے کربلا کی خاک کا
ہے دل وابستہ یا صرہ ہی خاک پاک کا

پھوٹ نکلا رنگ کندن سا جو اس بیباک کا
کا مدانی بنگیا کپڑا ہر اک پوشاک کا

ایکدن مٹی میں ملجائیگا بیجا ہے غرور
خاکساری چاہیے انسان ہی پتلا خاک کا

درد سر ہوتا ہے عطر مشک و عنبر سے سدا
سونگھنے والا ہوں اونکی ملگجی پوشاک کا

شانہ بنکر زلف میں سر حسینوں کے چڑھا
مرتبہ دیکھے کوئی میرے دل صدچاک کا

ہجر میں اوسکے ہماری چشم تر دریا بنے
مردم دیدہ پہ کیوں دھوکا ہو تیراک کا

خوب نہلایا تجھے حمام میں اے سیم تن
زر سے بھرنا چاہیے کیسہ تری دلاک کا

بنکے دریا میں بگڑ جاتا ہے ہر جا حباب
سر پھرا گرداب کیوں ہمسر ہوا ہے چاک کا

کسقدر مضمون ہیں وصف بام جاناں کے بلند
ہوش اوڑتا ہے یہاں ہر طایر ادراک کا

دیکھتا کوئی نہیں تاریخ در روز و سعد و نحس
قطع کرنا ہے جو منظور آخری پوشاک کا

آئینہ مجمر بنا اللہ ری گرمی حسن کی
عکس جسدم پڑ گیا اس روئے آتشناک کا

دل پہ ہے جو کچھ گذرتی جلد دیتا ہے خبر
ہجر میں ہر اشک ہر کارہ بنا ہے ڈاک کا

یار کی ذرہ نوازی سے یہ ہوتی ہے امید
ہو جو کوچے میں ٹھکانا میری مشت خاک کا

یاد ابرو میں غش آیا مجکو جو نکاسے کوئی
دے کے چھینٹا منہ پہ آب خنجر سفاک کا

ناتوانی ہی بڑھی جیسی گڑا جاتا ہوں میں
دب گیا تن پہ پڑا گر ایک ذرہ خاک کا

خاک سے افلاک تک پیدا تھا ہوا شہسوار
رکھے فرشتہ جا کر اپنے توسن چالاک کا

بلبل دل اس سے سینے مین گھبراتا ہی کیون
پسلیون مین اپنے عالم ہی قفس کی چاک کا

صبح اوٹھ کر یار نے ہا ہے جو دندان صبیح
شاخ طوبے سے سوا عالم ہوا مسواک کا

ماہ نو لکھ کر چڑھایا جسکو سر پر چرخ نے
ہا گریبان کستہ اوسکی تری پوشاک کا

پھوٹ نکلا رنگ تن پہنا جو ملبوس سفید
درد سکین ہو جسین کو صندلی پوشاک کا

میکشونکی سردی و گرمی گذرتی ہے یونہین
دھوپ پیچا سنتی ہا کوٹھی کی ہی سایہ تاک کا

عشق مین پرکار کے صورت ہی چکر پاون کو
سر مرا دوران مین ہمسر ہوا ہے چاک کا

اشک کی دریا مین ہمنے جبکہ ماری ہاتھ پاون
آشناون کو گمان ہونے لگا پیراک کا

ہاجر ہای آنکھونمین رہتی ہین عقیق لخت دل
تشنہ نہ دیکھا ان نگینون نے کبھی حکاک کا

حشر کے دن ای لطافت ہی خدا سے التجا
ہاتھ مین ہو میرے دامن سید لولاک کا

مہربان ہاے فلک تو کبھی ہمسر نہوا
وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا

لاکھ چاہا مگر اپنا وہ ستمگر نہوا
نہوا پر نہوا پر نہوا پر نہوا

غل کیا مینے سدا یاد مین اون زلفون کے
کب بپا خانہ زنجیر مین محشر نہوا

اوسکی افشان کے ستارے جو گرے وقت خرام
آسمانون کا گمان کسیکو زمین پر نہوا

خوف بدنامی جلاد سے سوکھا یہ لہو
تر مرے خون سے کہین نام کو خنجر نہوا

خود پسندون کو نہین غیر کی خوبی سے غرض
عطر سے جامہ کسی گل کا معطر نہوا

دولت عشق سے باطن مین تو ہون صاحب زر
غم نہین گو کہ مین ظاہر مین تونگر نہوا

کب نہ یاد رخ جانان مین لہو مین رویا
غیرت تختہ گل کب مرا بستر نہوا

دولت فقر سے ہی دولت عقبے حاصل
جو کہ افلاس ہی سمجھا وہ تونگر نہوا

شب کو اس شوخ نے کی لوٹ کے کانٹونپہ بسر
کبھی شبنم کی روش گل کا جو بستر نہوا

کٹتے آئے ہین رخ یار کو سب آئینے
کون کون اپنے زمانے کا سکندر نہوا

جاکے دیتا مرا یاران عدم کو نامے
ہاے ایسا کوئی دنیا مین کبوتر نہوا

صفت موے کمر مین جو لکھا تھا نامے
اوڑتے ہی بس مجھے معلوم کبوتر نہوا

خاکساری سے غرض رکھتے ہین اہل دو ہما
دیکھ لو صاحب اکسیر تو نگر نہوا

مہ نو کا ہی گمان قد خمیدہ پہ مرے
عشق ابرو مین تو ایسا کوئی لاغر نہوا

دیکھ کر قد کو ترے سرو نے یہ چھپائی خاک
پاؤن تک گڑ گئے مٹی مین پہ ہمسر نہوا

کچھ نہ کچھ داد وہ دیتا مری حیرانی کی
مین کبھی آئینہ بنا جب کہ سکندر نہوا

پردہ رکھ لیتی مرا عالم عریانی مین
ہے کم اتنا بھی امیر تنک کی چادر نہوا

بوسہ ابرو کا لیا مینے تو بولا قاتل
ہاے اسوقت مرے ہاتھ مین خنجر نہوا

سنگدل بت کی نہین یاد دل وحشی کو
شکر ہے ہاتھ مین دیوانے کے پتھر نہوا

کج اداؤن نے سدا ٹیڑھی سنائین باتین
ای لطافت کبھی سیدھا یہ مقدر نہوا

سوال نور تھا اوس رخ سے جب کمال نہ تھا
لیے تھا کاسہ خالی فلک ہلال نہ تھا

کبھی وہ دن تھے کوئی کام جز وصال نہ تھا
مزے تھے خواب مین بھی ہجر کا خیال نہ تھا

ہلال عید نکل کر خجل ہوا کیسا
ہزارون انگلیان اوٹھتین نکیون کمال نہ تھا

وہ اپنی بام پہ ابرو دکھانے آئے تھے
کمال خیر ہوئی شام کو ہلال نہ تھا

فلک پہ مہر کا منہ پھیر کر وہ رخ بولا
کیا جو بدر کو شرمندہ کچھ کمال نہ تھا

جو ہجر مین شب عید آئی دل کیا ٹکڑے
ہمارے قلب کو تھا نیشتر ہلال نہ تھا

چمک گیا تھا ترس کر کسی کا ناخن پا
فلک پہ شام کو ثابت ہوا ہلال نہ تھا

غضب ہی سامنے میرے وہ غیر سے اٹکر
پھر اسطرح سے ملے جیسے کچھ ملال نہ تھا

کل آپ نے مجھے غیرون مین گالیان دی تھین
مگر حضور کو اس بات کا خیال نہ تھا

خدا بچائے تمھیں چشم بد سے اے صاحب | جو اگلی سال ہے جوبن یہ اگلے سال تھا
کنارہ جام کا کہتا ہے لوٹ کر ساقی | یہ میکدہ تو فقط آفتاب تھا مگر ہلال تھا
جو ابھرا داغ جنون سر پہ تھا گریبان چاک | جب آفتاب نمایان ہوا ہلال تھا
وہ یاد آئی پھر آیا مرا دل مجروح | بہت تھے زخم سوا اسکے اندمال تھا
جو ذکر حضرت یوسف کیا تو وہ بولے | ارے ہماری طرح سے وہ خوش جمال تھا

کبھی وہ دن بھی زمانے مین اے لطافت تھے
خوشی وصال کی تھی ہجر کا ملال تھا

کیا حاکم مجھے اللہ نے ملک تحمل کا
پڑے ہین دانے شبنم کے پھنسے دل کیون نہ بلبل کا
گلستان مین ہے دم نکلا یہ کس ناشاد بلبل کا
غزل مین آج یارب وصف لکھتا ہون کس گل کا
مزا سب زمزمونمین تھا صدائے خندۂ گل کا
بنا گنج قفس مین اشک خونین چشم بلبل کا
ہوا در وصل ہے واللہ رقیب الفت مین بلبل کا
کیا عالم دگر گون ہاے ناداری نے بلبل کا
قفس نشاط ہے نابود جو موسم آگیا گل کا
حسین زلف سلاسل کی ہین انکے کان مین بالے
کیا شبنم کو گریان گل کو خندان فرمے کرکے
ہوا یا الہی ہوا جو دل تمھاری زلف مین الجھا
جنون ... نالۂ دل کی صدا سینہ سے آئی ہمہ
چپ چپ جب چار کے کاندھے پہ مُردہ گور مین اترا

ملی سند شکیبائی کی اور تکیہ توکل کا
بہار باغ نے ہے جال پھیلا یا رگ گل کا
کہ سنبل بال کھولے ہے گریبان چاک ہے گل کا
صریر کلک ہی کا غذ پہ یا نالہ ہے بلبل کا
بہار آتی ہی غنچہ کھل گیا منقار بلبل کا
اڑا فصل خزان مین رنگ جتنا چہرۂ گل کا
چمن مین شمع مین جلوہ ہے دیکھو ایک ہی گل کا
خزان کی فصل آتے ہی ہوا توڑا ادر گل کا
جنازہ خانۂ صیاد سے اوٹھے گا بلبل کا
تماشا فلسفی دیکھین نئی دور و تسلسل کا
شگوفہ چھوڑنا دیکھے کوئی گلشن مین بلبل کا
اشارہ ہے یہ شانے کی ترقی کا تنزل کا
مرا چاک گریبان چاک ہے منقار بلبل کا
دکھایا حال دنیا کی ترقی کا تنزل کا

خطِ گلزار کی وہ ترکِ ظالم مشق کرتا ہے
سیاہی کی جگہ پر صرف ہوگا خون بلبل کا

قوافی اور بھی تھے ای لطافت گرکہیں اس سے
پسندِ طبع تھا بس قافیہ گل اور بلبل کا

میرے نشانہ بننے کا انداز دیکھنا
تم جبکہ اپنے تیر کی پرواز دیکھنا

مشکل ہین اسپ یار کی انداز دیکھنا
طاؤس ہے بہشت کا طناز دیکھنا

خود کھینچ کے آؤ بیٹھو تو اکدن بگڑ کے تم
منظور ہے جو عشق کا اعجاز دیکھنا

صیاد کا یہ ظلم ہی بلبل کے حق مین قہر
ہر دم ٹٹول کر پر پرواز دیکھنا

مشکل ہے کوئی حضرتِ موسیٰ سے پوچھ لے
میرا نیاز اور ترا ناز دیکھنا

وہ بن سنور کے نکلے ہین کہتا ہی جیسے حُسن
پہلے ادا مین دیکھ لو پھر ناز دیکھنا

حسرت ہی اپنے مرنے کی اسواسطے مجھے
منظور تیرے لب کا ہے اعجاز دیکھنا

ای زائر بنائی خلیل اپنے دل کو دیکھ
منظور ہے جو کعبہ خدا ساز دیکھنا

اُن گورے گورے کالو نپہ خطِ سیاہ ہے
شہباز حُسن کے پر پرواز دیکھنا

دنیا مین زندہ ہوتے سکندر تو دیکھتے
آئینہ اوس پری کا بصد ناز دیکھنا

سبزہ ہی پشت لب پہ قریبِ دہانِ یار
عنقا نے کھولے ہین پر پرواز دیکھنا

آتی ہی یاد شرم تمھاری شبِ وصال
نیچی نگہ سے مجھکو بصد ناز دیکھنا

مُنہ پر رکھا جو مُنہ تو کہا اُسنے ناز سے
سُن لے نہ کوئی بوسو نکی آواز دیکھنا

مژگانِ چشم یار پہ آیا ہے دل مرا
بلبل میان پنجۂ شہباز دیکھنا

ابرو پہ بل ہے ہاتھ مین ہے تیغ عاشقو
گھر سے وہ آج نکلے ہین انداز دیکھنا

کیونکر کہوں کہ قبر لطافت پہ آؤگے
دو گام چلنے دیگا نہ یہ ناز دیکھنا

یار ہو گلشن ہو چرچا ہو شرابِ ناب کا
لطف اوس دم ہی دلا سیرِ شبِ مہتاب کا

ای ہوس ہی مقام آہین دلِ بیتاب کا | سینۂ عاشق بھی گویا چاہ ہے سیماب کا
خندۂ دندان نما جب وہ کرینگے وقت سیر | باغ مین چرچا ہوگا موتیون کی آب کا
داغ دل نے بعد مُردن اپنا دکھلایا فروغ | گور تیرہ مین ہوا عالم شبِ مہتاب کا
عشق زلفِ یار مین وحشت ہوئی جب وقت غسل | طوق دریا مین بنا حلقہ ہر اک گرداب کا
اپنا مرغ نامہ بر لوٹن کبوتر ہوگیا | حال نامہ مین اگر لکھا دلِ بیتاب کا
بہرِ سجدہ سر جھکایا جان کر ہنگام قتل | تیغ قاتل پر مجھے دھوکا ہوا محراب کا
بسکہ تن کے عشق مین مارا دلِ بیتاب کو | ہاتھ آیا خوب نسخہ کشتۂ سیماب کا
ہای صد افسوس جب آتا ہے ہنگام اجل | اقربا کا زور چلتا ہے نہ کچھ احباب کا
حال لکھون ہجر کی شب کا بیاضِ چشم پر | ہاتھ آئے گر قلم کوئی پرِ سرخاب کا
ناف کس بحرِ کرم کی آگئی اسکو نظر | دل مین دریا کے پڑا ناسور کیون گرداب کا
لکھدیا نامے مین لفظِ بیوفا اے نامہ بر | ہے یہی کافی خلاصہ یار کے القاب کا
میری چشمِ تر کے آگے خلق مین رتبہ گھٹا | ابرِ تر کا چاہ کا تالاب کا سیلاب کا
بیقرارون کے سبب اہلِ صفا کا حسن ہے | قلعی آئینہ پہ کرنا کام ہے سیماب کا
قلقلِ مینا ہے آوازِ بجا ساقی بغیر | ساغرِ مے پر ہے عالم دیدۂ پُرآب کا
دشمنِ دانا سے بخوف وخطر ہین اہلِ سوز | آگ کو کچھ ڈر نہین ہے موتیونکی آب کا
رنگِ کندن سا جو دمکا اسکے رخ کا باغ مین | زر کیا بلبل نے صدقے ہر گلِ شاداب کا
ہوگیا ثابت مجھے عنقا ہی پھندے مین پھنسا | حلقہ جب آیا نظر اسکی کمر مین ڈاب کا
اس دلِ مضطر کو کیونکر شعلہ رویونکا ہے عشق | سخت مشکل ہے ٹھہرنا آگ پر سیماب کا
چاندنی مین اوج پر آیا جو میرا اشک | ہالۂ مہتاب پر دھوکا ہوا گرداب کا
ہجر کی شب ایک کا جلوہ نظر آتا نہین | شمع کا تارون کا مہ کا کرمکِ شب تاب کا
میرے نالون سے لگی پانی مین یہ دریا پہ آگ | شعلۂ جوالہ حلقہ بن گیا گرداب کا

اوسنے جگنو کو جو دیکھا روی روشن کے قریب
ہو گیا دن کو نظارا کرمک شب تاب کا

وصل کی شب ہاتھ جو پہلو سے کنارا یار کو
سیری بالش مین ہے شاید پر کوئی سرخاب کا

ہے یہ حیرت اشک مین اپنے تن لاغر کی شکل
آشناؤن کو گمان ہوتا ہے موج آب کا

عاشقون کو روسیاہون کے سبب تکلیف ہے
وصل شب کو کب ہوا سرخاب سے سرخاب کا

کیا زوال آیا دل شگفتہ خاطرون کے مال کو
دزد نے کس دن چرایا زر گل شاداب کا

شعلہ خوئی سی حسین کے در ہو مجھ مضطر کو کیا
آتش گل سے ضرر ہوتا نہین سیماب کا

ای لطافت دل لگا کر اس زمین مین کہہ غزل
امتحان مد نظر ہے طبع مضمون یاب کا

لیکے جان ہمرہ دل اور کلیجا نکلا
بیچنے عشق کی بازار مین سودا نکلا

تنگ ہے دل سے مرے عشق مژہ کا نکلا
آ گیا چین جو مین زخم سے کانٹا نکلا

سر پہ دستار مرے آبلہ پا کے رکھی
لینے مجنون کے قدم جب کوئی کانٹا نکلا

کہکے ہان منہ سی کیا وصل کا وعدہ نہ وفا
سچ تو ہی قفل دہن یار کا جھوٹا نکلا

سر پہ ہے موتیون کا اوسنے لگایا چھپکا
فلک حسن پہ لو عقد ثریا نکلا

سرخی مہر سے سرا مین سمجھتے ہین مست
صبح کو لیکے فلک ساغر صہبا نکلا

سنکے پیغام وصال اوسنے بصد ناز کہا
پھر وہی ذکر چھڑا پھر وہی قصا نکلا

تیغ قاتل نے کیا غیظ سے تیغا آکر
زخم کے در سے جو مین خون ہمارا نکلا

اثنا مین دیکھ کے خورشید کو مین کہتا ہون
مہر سے محبوب کا لو نقش کف پا نکلا

مکر سے غیر نے آنسو تر سے آگے جو بہائے
گوہر اشک جو نکلا بھی تو جھوٹا نکلا

ہمسری کرنے چلا دیدۂ تر سے جو مرے
ہاتھ سی اپنی کمر باندھ کے دریا نکلا

راست بازی مین جو کی آہ تو لی جان رقیب
کیا نشانی پہ گیا تیر جو سیدھا نکلا

داغ حسرت نے جوانی سے یہ پیری مین کہا
رات آخر ہوئی لو صبح کا تارا نکلا

ہنسکے بولا کہ چھپایا ہو نہ دم اپنے کہین
کوے جانان سے جو عاشق کا جنازا نکلا

بعد وصل اوسنے لپٹ کر یہ کہا عاشق سے
آج بتا جو حوصلہ اہتو ترے دل کا نکلا

گرم بازاری دنیا نے کیا کیا مشغول
اک کفن لینے کو عریان جو ترا آ نکلا

مانگ سیدھی جو وہ دیکھے تو سکندر یہ کہے
لو نیا پردہ ظلمات کا رستا نکلا

زال دنیا مجھے بیفائدہ بھکاتی ہے
ڈھونڈھتا یار کو اپنے ہون ادہر آ نکلا

ہاتھ مین تیرے لطافت کا ہوا یہ عالم
جان آئی جو دم ای رشک مسیحا نکلا

عشق سے سینے مین دل تھا تہ و بالا نکلا
آج گہوارے سے یہ نازون کا پالا نکلا

بہر نظارہ ہر اک چاہنے والا نکلا
انکا جوبن جو نیا حسن نرالا نکلا

امتحان عشق کا تھا غیر نے ہر جائی
اک فقط مین ہی ترا چاہنے والا نکلا

جھک گئی شیشے جو میخانے مین آیا مین مست
بڑھ کے لینے کے لیے مے کا پیالا نکلا

ریگ صحرا کی ردا پر جو پڑی چادر ماہ
اوڑھ کر قیس بیابان مین دوشالا نکلا

ہجر دلدار مین کس چین سے غصہ کھایا
کوہ سمجھا تھا جسے منہ کا نوالا نکلا

عارض سرخ نے اس گل کے جلایا ایسا
داغ سینے پہ لیے خاک سے لالا نکلا

صف مژگان کو دکھاتے ہین او لشکر وہ نگاہ
قتل عشاق کو ترکی یہ رسالا نکلا

سونگھہ لی زلف تری مار سیہ نے شاید
حلق مین زہر کا اس وجہ سے چھالا نکلا

الفت زلف سیہ کا ہے یہ رگ رگ مین اثر
فصد سودے مین جو لی خون بھی کالا نکلا

دھوپ ہے وادی محشر مین ہون پھرتا برباد
تونے اے قبر مجھے گھر سے نکالا نکلا

خط پر نور ہے اوس چاند سے چہرے پہ عیان
حسن ہے گرد جو مہتاب کے ہالا نکلا

آبرو خاک دہن کی رہی دندان جو گئے
درج بیقدر ہے موتی کا جو مالا نکلا

جگر و جان و دل و ہوش و خرد کو کھویا
کی جو سوداگری عشق دوالا نکلا

آسیا سان رہی ہم نالہ کنان سرگردان | لقمۂ غیر بنا منہ سے نوالا نکلا
بیستون پر ہے یہ تفریح کا شیرین کے خیال | سرِ فرہاد کا خون بنکے ہالا نکلا
ہندوِ خال نے اوس رخ پہ کیا تھا قبضہ | خانۂ حسن کا خط لے کے قبالا نکلا

ای لطافت جسے سمجھا ہے زمانہ بجلی
کسی بیتاب کے دل سے ہے یہ نالا نکلا

اسباب دنیوی کا کرون ہین خیال کیا | دو دن کی زندگی مین خوشی کیا ملال کیا
اوس ماہِ چاردہ کے مقابل ہلال کیا | ناقص ہوا جو ہمسر کامل کمال کیا
مہندی لگا کے خون مرا اپنے سر لیا | صاحب لہو سے ہاتھون کو کیا پائمال کیا
چشم صنم سے ہوکے خجل راہِ دشت لی | آنکھین دکھائین شہر مین آکر غزال کیا
ابروے یار کی جو ثنا شعر مین لکھی | تابندہ دائرے ہوے شکل ہلال کیا
اک دل تھا میرے پاس تو وہ آپ لے چکے | جانِ حزین کا کیجیے گا اب سوال کیا
تعریف چشم یار ختن مین جو مین کرون | آنکھین چرا چرا کے ہرن ہون غزال کیا
دولت سی عشق پاک کی دل ہے غنی مدام | آگے مرے خزانۂ قارون ہے مال کیا
وہ ماہرو فرس جو اڑاتا ہے شام کو | بنتے ہین نقش نعل سے ہر جا ہلال کیا
جاؤن جو مین فریفتہ چشم مستِ یار | آنکھین بچھائین دشت ختن مین غزال کیا
کسطرح دل سے جائیگا اوسکی کمر کا عشق | ہوگا جدا بھلا سرِ شیشی سے بال کیا
زلفِ صنم کی پائی ہے خوشبو جو مشک مین | نافے کلیجے سے ہین لگائے غزال کیا
مثل کلیم دیکھنے والون کو آئے غش | نام خدا ہے آپ کا حسن و جمال کیا
تزئین ہے جو شیشون کو جہان مین نہین غرض | حاجت ہی سرمے کی پئے چشم غزال کیا
رندون سی کہتے ہین مے احمر حرام ہے | تیغ زبان کرتے ہین واعظ حلال کیا
نزدیک روے یار گریبان کو دیکھنا | خورشید کے قریب ہے نکلا ہلال کیا

سنکے پیام وصل کہا مجھسے یار نے ؎
کچھ خواب دیکھتا ہے اری نے تما خیال کیا

شانے سے بل نکلتے ہین بالون کے سر بسر
ہی عاشقون کا زلف صنم پر وبال کیا

کیون ہون نہ چشم یار کو مین زار ناگوار
پڑتا ہے آنکھ مین تو کھٹکتا ہے بال کیا

مقدور کیا جو خال کو دانے سے دون مثال
زلف صنم کو جال کہون مین مجال کیا

ہوتا ہی ماہ نو کا زمانے کو اشتیاق
ناقص کو بھی خدا نے دیا ہے کمال کیا

تھا عشق رخ پھنسا دل پر داغ زلف مین
طاؤس پر پڑا ہے گلستان مین جال کیا

کرتے ہین یاد ہجر مین لطف وصال یار
نعمت کی قدر ہوتی ہے بعد زوال کیا

روشن ضمیر پر کوئی کرتا نہین ستم ؎
تعزیر دزد شمع کو دے کو توال کیا

بجلی ہے اسکے کان مین سونے کی جلوہ گر
حلقہ بگوش آکے ہوا ہے ہلال کیا

آقا ترا ہے ساقی کوثر سا ذی کرم ؎
اب حشر کی عطش کا **لطافت** خیال کیا

خیال زلف مین جام شراب ناب دیا
اندھیری رات مین ساقی نے آفتاب دیا

کسیسے کہ نہ غم ہجر نے عذاب دیا
جگر کو درد دیا دل کو اضطراب دیا

پھر اسکے منہ ہی مین جام شراب ناب دیا
سکھا کے نخل تمنا کو اوسنے آب دیا

ہزار باغ مین بلبل تھین پکار اکی ؎
نہ پھوٹے منہ سے کبھی اے گلو جواب دیا

شب وصال مجھے تھا یہ صبح کا دھڑکا
نہ گنجفہ مین ہی اوس مہ کو آفتاب دیا

جلایا بادہ کشی مین بھی اوسنے درپردہ
شراب غیر کو دی اور مجھے کباب دیا

ترے مریض محبت کی غیر حالت ہے
اکہ دیکھ کر ہی طبیبون نے بھی جواب دیا

مجھے پسینے کی خوشبو سے یہ ہوا ثابت
کسی نے نخل قد یار مین گلاب دیا

گہر ہے نادر و نایاب بہتیاں آنکھین ؎
دہن خدا نے صنم تجکو لاجواب دیا

شب فراق عجب گفتگو رہی تا صبح
سوال مین نے کیا شمع نے جواب دیا

کسی کے ہجر مین آنسو بہے جو آنکھون سے
فلک نے جھک کے مجھے دامنِ سحاب دیا

شبِ فراق مرا دل جلا کیا افسوس
نہ چشمِ تر نے بجھانے کی خاطر آب دیا

بری ہین دہر مین روشن ضمیر غفلت سے
خدا نے دیدۂ انجم کو کب ہی خواب دیا

کیا سوال جنون جبکہ میری رگ رگ نے
زبان نشترِ فصاد نے جواب دیا

سدا فراق مین تڑپایا اُس ستمگر نے
نہ جان لی نہ ہمارا دلِ خراب دیا

کیا جو حسن نے ہر دل عزیز عالم مین
ہر اک نے چاہ سے یوسف اسی خطاب دیا

تصور آپ کی نامے کا چشمِ تر مین ہے یون
عریضہ جیسے کسی نے میان آب دیا

نہین جہان مین دانا کو ثبات سے ربط
خدا نے آبِ گہر کو کہان حباب دیا

نہین ہے آتشِ دوزخ کا ای لطافت خوف
کہ ہے خدا نے مجھے دیدۂ پُرآب دیا

مست مے کی ایک ہی پیکر گلابی ہو گیا
انکھڑیون کا رنگ اے دلبر گلابی ہو گیا

ساتھ سویا فصلِ گرما مین جو میرا گلبدن
جب پسینا آگیا بستر گلابی ہو گیا

پھول پہنی باغ مین آیا جو میرا نازنین
غنچۂ تر شاخ پر کھل کر گلابی ہو گیا

وقتِ زینت عکس جب گلگون مسی لب کا پڑا
یار کی تحفہ کا ہر اک گوہر گلابی ہو گیا

عشقِ گل مین جبکہ میری فصد لی فصاد نے
رنگ آکر خون کا نشتر گلابی ہو گیا

ہاتھ پھیر فاتحہ رکھا حنائی اُسنے جب
عکس پڑ کر قبر کا پتھر گلابی ہو گیا

رنگ ہے برسات مین کیون خوش نہون عاشق مزاج
ساون آیا ہر پری پیکر گلابی ہو گیا

سامنا گلشن مین جب اُس شوخ کے رخ سے ہوا
رنگ اڑ کر لالۂ احمر گلابی ہو گیا

میری قاتل کی زمین پر جبکہ خونریزی سنی
رنگِ مریخِ فلک ڈر کر گلابی ہو گیا

وقتِ مے نوشی جب اُسنی دستِ رنگین مین لیا
دفعتہً بلور کا ساغر گلابی ہو گیا

اوس لبِ رنگین کے آگے اسقدر خجالت ہوئی
سرخ تھا یاقوت رنگ اڑ کر گلابی ہو گیا

گل کھلائے تو مگر بدلا نہ یہ رنگ اے ہما
بلبلون کا کیون نہ ہر اک پر گلابی ہو گیا

نشہ مین عشاق سمجھے شام کو پھولی شفق
جب دوپٹا انکے زیبِ سر گلابی ہو گیا

اللہ اللہ عارضِ گلگون کی تیری شوخیان
آئنہ پر تو سے اک چادر گلابی ہو گیا

نازکی مین اے لطافت بوسہ کیون لے لیا
گورا گورا عارضِ دلبر گلابی ہو گیا

مائلِ گریہ جب اپنا دیدۂ تر ہو گیا
دشت دریا ہو گئی دریا سمندر ہو گیا

دیکھتے ہی ذبح مین مخزون و مضطر ہو گیا
یادِ ابرو مین ہلالِ عید خنجر ہو گیا

میکشی پر باغ مین مائل جو دلبر ہو گیا
غنچے پیمانے بنے ہر پھول ساغر ہو گیا

قامتِ موزونِ جانان کی اگر لکھی ثنا
ہاتھ مین میرے قلم شاخِ صنوبر ہو گیا

عکس جسدم پڑ گیا اس بادشاہِ حسن کا
آئنہ رتبے مین مانندِ سکندر ہو گیا

جبکہ بھیجا خطِ شوق اوس بادشاہِ حسن کو
اوڑتے ہی رشکِ ہما اپنا کبوتر ہو گیا

جب لکھی اس مہروش کی روے روشن کی ثنا
ماہِ نو ہر دائرہ ہر نقطہ اختر ہو گیا

ہاتھ پھر فاتحہ رکھا حنائی اوسنے جب
لعل سے رنگین مرے مرقد کا پتھر ہو گیا

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو وہ رشکِ قمر
ہاے کیا ذرہ مرے طالع کا اختر ہو گیا

پان کھا کر مجکو دکھلائے جو دانت اس شوخ نے
درجِ مرجان مین گمانِ سلکِ گوہر ہو گیا

کہتے آئے ہین سب آئینہ رخِ دلدار کو
کون کون اپنے زمانے کا سکندر ہو گیا

آتے ہی ساقی کے نکلی آج شیشے سی شراب
مست کیسی بادہ بھی جامے سے باہر ہو گیا

ہو گئی معراج پہنچا بامِ جانان پر جو مین
جب دیا پیغام تو قاصد پیمبر ہو گیا

عاشقِ افتادہ کو جب خواہشِ گلشن ہوئی
داغ سینے کے گلِ تر دل صنوبر ہو گیا

غیرتِ نکہت نفس ہی رشکِ غنچہ وہ دہن
ان سے منہ ملکر دماغ اپنا معطر ہو گیا

سخت جانی سے مجھے حاصل ہوئی شرمندگی
ہاتھ قاتل کے تھکے اور کند خنجر ہو گیا

عکس روے یار آئینہ مین آئینہ بنا
ہم سمجھتے تھے عرض جسکو وہ جوہر ہو گیا

شیخ کو کعبہ برہمن کو مبارک بتکدہ
ہم فقیرون کا در جانان پہ بستر ہو گیا

ای لطافت جو ہوا دل سے گدائے کنج تن
چار دن مین رشک شاہ ہفت کشور ہو گیا

قتل پل مین عاشق محزون و مضطر ہو گیا
جب صف آرا یار کی مژگان کا لشکر ہو گیا

رنگ خون عاشق اس خنجر پہ جوہر ہو گیا
یہ عرض تقدیر کی تیزی سے جوہر ہو گیا

قتل وحشت مین کیا مجھ زار کو پوشاک نے
حلق پر میرے گریبان مثل خنجر ہو گیا

ناتوانی ختم مجھ پر اور اہل پیر نازکی
فرد عشق و حسن سے رتبہ برابر ہو گیا

خط روے یار کے عاشق ہین بوسے لے رہے
یہ صحیفہ ابتو قرآن کے برابر ہو گیا

خاک پر مردہ پڑا تھا ملتے ہی جان آ گئی
آفتاب حشر مجکو مے کا ساغر ہو گیا

نشۂ دولت کا چڑھا ایسا کہ منعم مست ہین
بادۂ نخوت سے مملو کاسۂ سر ہو گیا

قد جو بوٹا سا ترا گلزار مین آیا نظر
دار کے مانند قمری کو صنوبر ہو گیا

چشم بینا سے جو دیکھی صنعت حق کی بہار
ہر ورق گل کا نظر مین ایک دفتر ہو گیا

خط بنا کر غیرت آئینہ کو [illegible] دیا
آپ کا حجام بھی رشک سکندر ہو گیا

جب خزان آئی چہکتی بلبل گلشن [illegible]
خشک ہر برگ شجر ہو ہو کے خنجر ہو گیا

سیر کی ظلمات گیسوے صنم کے لطف سے
صاف اگر پوچھو تو میرا دل سکندر ہو گیا

ہجر مین اب بیقراری نے دکھایا ہے یہ رنگ
طائر دل اپنا سیمابی کبوتر ہو گیا

قد جانان کی محبت مین جو کھینچی آستی
اوٹھ کے نالہ میرے سینے سے صنوبر ہو گیا

نکہت کوے صنم سے ہے غیرت بوے بہشت
جب ہوا آئی دماغ جان معطر ہو گیا

ناز اوٹھا کر یار کے ملتا ہے بوسہ ہمکو روز
اچھی مزدوری ہے روزینہ مقرر ہو گیا

محو خود بینی ہی وہ آنکھون پہ اللہ رے حسن
عکس روے یار کا آئینے مین گھر ہو گیا

دل جلایا میکشی نے رات کو ساقی بغیر
شعلۂ جوالہ شیشہ دور ساغر ہو گیا

سنبل قارون سیکھ کر نکلا ہے غنچہ خاک سے
بند مٹھی ہو گئی جب صاحبِ زر ہو گیا

دل ہوائے زلف سے برباد و آوارہ ہوا
کالی آندھی مین تباہ اپنا گھر ہو گیا

ای لطافت اوس لب جان بخش کا بوسہ ملا
آب حیوان مجکو گھر بیٹھے میسر ہو گیا

یاقوت لب کا وصف جو خط مین رقم ہوا
نامے کی ایسی شان بڑھی اک رقم ہوا

بیرحم پارسا کوئی دنیا مین کم ہوا
قاصد کے خون سے مجھے نامہ رقم ہوا

نقشہ بیاضِ چشم پہ اونکا کھنچے نکیون
آنسو جو رنگ ہوے مژہ مو قلم ہوا

بینی کا حسن لوحِ رخِ یار پر ہے فرد
یہ ہندسہ ہی ایک کا یکتا رقم ہوا

معشوق شعلہ رو ہین تو آتش پرست خلق
اب لکھنؤ بھی غیرتِ ملکِ عجم ہوا

لاغر وہ ہون ہلاک جو رفتار نے کیا
گھر سے گور یار کا نقشِ قدم ہوا

طنبور سان نہ پیٹ کا ہلکا خدا کرے
در پردہ کہدیا جو ہین خالی شکم ہوا

منعم کو جب دیا گیا لکھا ہوا کفن
دزدِ کفن کو بردہ ہوا اک رقم ہوا

جھک جھک کے حسن یار کی ہی دید ہو رہی
سر اسلیے ہر اک صف مژگان کا خم ہوا

پابند وضع صورتِ پرکار ہم رہے
گردش مین دائرہ سے نہ باہر قدم ہوا

گلچین ٹپک پڑا دلِ بلبل سے کیون لہو
شاید کسی چمن مین کوئی پھول کم ہوا

شہرت مری بڑھی مرے مضمون جب لٹے
پھولا گلاب اور سوا جب قلم ہوا

جھوٹی سلائی آنکھون نے دی سرمہ دیکھتے جب
تسلیم کو ہر ابروے دلدار خم ہوا

فاقہ کشی مین رہتے ہین خاموش اہل ظرف
قلقل گئی جو شیشہ کا خالی شکم ہوا

زندہ جو ہو گا حشر کو عاشق کہے گا یہ
پھر یار پر مرون گا کہ مین تازہ دم ہوا

تشریف لائے قبر لطافت مین جب علی

پروانہ مغفرت کا نشان قدم ہوا

شیرین لبون کا وصف جو خط مین رقم ہوا — شاخِ نبات پاکے حلاوت قلم ہوا
پھرنا ہمارا کوہ و بیابان مین کم ہوا — وحشت مین پاؤن پڑکے جو مانع ورم ہوا
پہلے تو دل کے جانیکا رنج اور غم ہوا — انجام سوچے جب تو کہا قصہ کم ہوا
لیلی وشون کے عشق مین ہاتکا غم ہوا — مجنون سے بڑھ گیے جو جنون کم سے کم ہوا
اشکون سے چشم تر کے جو رومال نم ہوا — سمجھا فلک جو ابر تو لینے کو خم ہوا
عرش آلہ پر کلمہ جب رقم ہوا — آئینہ جمالِ حدوث و قدم ہوا
مین مرگیا بلا سے مگر اسکا غم ہوا — ظالم ہوا ستم سے پشیمان ستم ہوا
چاہیے اگر عروج تو اضع کرے پسند — حاصل ہوا کمال مہِ نو جو خم ہوا
نرگس کی بھر بھرائی ہین آنکھین جو بلبلو — بیمار تھے ہوا سے چمن مین ورم ہوا
ہی صاد چشم نون ہی ابرو دہان ہے میم — اس وجہ سے حسین ہمارا صنم ہوا
اچھی کسی کی بات ہو سبکو پسند ہے — شداد سے چھٹا جو گلستان ارم ہوا
جھکتے ہین مایہ دار تو مفلس کا ہے بھلا — مملو پیالی ہو گئی شیشہ جو خم ہوا
لکھا جو اس مسیح کو حالِ دل مریض — نبضِ ضعیف ہاتھ مین میرے قلم ہوا
دیوانہ کرکے قیس کو برباد کر چکے — اب ہی جنابِ عشق کا مجھپر کرم ہوا
طرفہ سمان ہی قرب دہن اونکا خط سبز — پیدا اثر سے آبِ بقا کے یہ سم ہوا
پہلو سے آپ اوٹھنے کا لیتے ہین نام پھر — میرے جگر کا درد ابھی تو ہے کم ہوا
روشن ہمارا نام ہوا بعد قتل اور — تنویر شمع بڑھ گئی جب سر قلم ہوا
دیکھا نہ حسن ہائے وہ آئے چلے گئے — ایسا ادب سے مین پئے تعظیم خم ہوا
دنیا مین موت کا ہی اسی وجہ سے رواج — رنگ آسمان کا سبز جو مانند سم ہوا
دزدِ حنا جو بنکے لیا رنگِ دستِ یار — پہ چورون کی طرح پنجہ مرجان قلم ہوا

پھیری سی ہین جھکا ہون فنا ہونیکے لیے
ہی نیستی کا نون الف جبکہ خم ہوا

لازم ہی سر کو چھوڑ چلین کام عشق مین
پہلے ہوا تھا کاف روان پھر قلم ہوا

فصاد کا قصد تھا کہ وہ ابرو بناؤن ترا
جب ہاتھ رعب حسن سے کانپا تو خم ہوا

کھا کھا کے زہر مرگئے عاشق جو آپ کے
آب بقا کی طرح سے نایاب سم ہوا

ہر دل عزیز تھے جو لطافت جہان سے
مرنا ہمارا جسنے سنا اوسکو غم ہوا

سب بولتے ہین جو محفل جانان مین رہگیا
انسان دیکھو جاکے پرستان مین رہگیا

ملک عدم کو قافلے والے روان ہوے
مین دب کے بار دفتر عصیان مین رہگیا

پہلو ہمارا گرم رہا گھر مین رات بھر
وہ شعلہ رو جو فصل زمستان مین رہگیا

زلفین اپنی چل کے باغ مین ای غنچہ لب سنوار
تھوڑا سا بل ہے سنبل پیچان مین رہگیا

فرہاد و قیس نے نہ دیا ہای میرا ساتھ
وہ کوہ پر یہ آکے بیابان مین رہگیا

اے ترک تیرے تیر کا پیکان ٹوٹ کر
حسرت کی طرح قلب پرارمان مین رہگیا

نشتر کو ہمین نکال دیا پاسبان نے
دل چھٹ کے ہای کوچہ جانان مین رہگیا

رشک اسقدر رہا لب رنگین یار سے
ہر لعل خون ہوکے بدخشان مین رہگیا

آنکھون پر گمان دبستان ہوا مجھے
ہر طفل اشک آکے جو دامان مین رہگیا

دیکھی جو نازکی لب و رخسار یار کی
ہر پھول خار کھاکے گلستان مین رہگیا

ہم وحشیون کے ساتھ اٹھایا گیا نہ پاؤن
آہو ہر ایک تھک کے بیابان مین رہگیا

جوش جنون مین ہاتھ ہر ضعف کے سبب
دامن مین آستین مین گریبان مین رہگیا

قاتل سے ہمکو ربط رہا بعد قتل بھی
داغ اپنے خون کا خنجر بران مین رہگیا

کہتے ہین یار کے دل پر داغ کا ہے دخل
طاوس دیکھو روضۂ رضوان مین رہگیا

چھٹ چھٹ کے رنگ دست حنائی سے یار کے
یاقوت مین عقیق مین مرجان مین رہگیا

با آبرو جہان مین لطافت سدا رہے
دل گر کے اوسکی چاہ زنخدان مین رہگیا

دی ہی دیتا ہی کمال اک روز فضل اللہ کا
عشق آزادون کو ہی کس قامت دلخواہ کا
آسمان کے دور مین غم سے کوئی خالی نہین
جسکو کہتا ہی زمانہ آفتاب و آسمان نے
غیر کا فکر زنخدان کا نہ بوسہ دیجیے
گل نظر آتے ہین ہجر یار مین مانند داغ
وصل کی شب پھر رہا ہون گرد اس محبوب کے
بے مزہ ہو کر دیا بوسہ ذقن کا اسنے جب
آنکھ جھپکی تھی کہ اک پل مین ہوئی پیدا سحر
بستہ مضمون کاملون کی کرتے ہین ناقص سے نظم
آخر ماہ اسکے نور رخ سے کرتا ہے سوال
رکھون مین دیوانہ وحدت جو زندانین قدم
ہی تشکلم پر اونکے سیلی رونگٹون کی تا کمر
کاتب قدرت کی صنعت اونکی پیشانی پہ ہے
ایک بوسہ پر جواب تلخ دیتے ہو ہمین
عالم طفلی سے ہم کھیلے ہوے ہین جان پہ
کم بضاعت کی نہین عزت غنی کے سامنے

رائگان ہوتا نہین ہے سر پھرانا ماہ کا
کھینچے پیشانیو پر ہین الف اللہ کا
نور سے معمور رہا دودن نہ ساغر ماہ کا
وہ ہی نالہ کا شرارا یہ دھوان ہے آہ کا
دیکھیے ہو جائیگا پانی خراب اس چاہ کا
سرو پر گلزار مین ہوتا ہے دھوکا آہ کا
ماہ تابان وہ حسین ہے مین ہون ہالہ ماہ کا
ہو گیا معلوم پانی شور ہے اس چاہ کا
کیا بیان ہو محبت ... کی شب کا زنا کا
پیٹ بھرتا ہے شکار شیر سے روباہ کا
لیکے گردون مہر کے پنجے مین کاسہ ماہ کا
گل کرے زنجیر لب سے سم اللہ سم اللہ کا
مرنے والو دیکھ لو ہمرا عدم کی راہ کا
مصحف رو مین ہر ابرو تجھ سے بسم اللہ کا
ای صنم کڑوا ہے کیا سودا خدا کی راہ کا
مرنے والو ہی عدم نام اپنی بازیگاہ کا
آبرو کھوتا ہے ہونا قرب ور یا چاہ کا

پھر وہی روضہ لطافت کو دکھادے اے خدا
روز و شب مجمع جہان رہتا ہے اہل اللہ کا

رخِ شفاف حسین پر ہین سرِ مو پیدا
جو ہر اک کرنے لگا آئینہ رو پیدا

دمِ گریہ ہین شررِ آہ کی ہر سو پیدا
بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

گوہرِ بیش بہا آنسوون سے تلتے ہین
ہے مری آمد انکے آنکھون کی ترازو پیدا

کسکے کوچے کی اسے باغِ جہان مین ہے تلاش
صاف قمری کی صدا سے ہے جو کوکو پیدا

شاعرو اس رخِ روشن سے مقابل ہو جب
بدر مین ہو جو خط و گیسو و ابرو پیدا

صحبتِ نیک سے کیا نفع بدونکو اے دل
گل تر کے ہوئی کب خار مین خوشبو پیدا

اونکی آنکھون مین ہین سرمہ کی غضب دنبالی
ابتو کرتے ہین نئی شاخ یہ آہو پیدا

نہین سیندور کا ٹیکا یہ بھبھو ونمین اے بت
سانپ کی طرح سے مس کرتے ہین بچھو پیدا

بھول کر فرقتِ ساقی مین پیون ہین جو شراب
حلق تک گھونٹ بھی پہنچے تو ہوا اچھو پیدا

گھر مین بیٹھے ہین نظارا ترا ہر پل نہ نصیب
آنکھ کی بند جو ہمنے تو ہوا تو پیدا

بعد مردن بھی عروجِ شررِ آہ رہا
مر گئے ہوتے ہین مری خاک سے جگنو پیدا

معجزے کو لبِ جان بخش نے ایجاد کیا
چشمِ جانان سے ہوا خلق مین جادو پیدا

شرمگین یار کا ہے تخمِ محبت بویا
ہوگا میرے چمنِ دل مین لجالو پیدا

غیرتِ عطر پسینا ہی بس اے رشکِ بہار
تو جو لیٹا گلِ قالین مین ہوئی بو پیدا

جب سے نظرونمین سمایا نہ رہی کوئی دوئی
آئینہ مینے جو دیکھا تو ہوا تو پیدا

شغل بیجا مین لطافت نہ کر اوقات بسیر
کہ ہوا محض عبادت کے لیے تو پیدا

قتل کرکے مجھے کیا پائیے گا
دیکھئے دیکھئے پچھتائیے گا

دفن کرکے مجھے بولے احباب
ہم بھی آتے ہین نہ گھبرائیے گا

دل مرا چھین کے جاتے تو ہین آپ
پھر بھی تشریف کبھی لائیے گا

جان دیتا ہون مین صبحِ شبِ وصل
دفن کر لیجیے تو جائیے گا

عاشق زلف سے وہ کہتے ہین
کہیے اس پیچ مین پھر آئیے گا

کیون برہنہ ہوے خلوت مین آپ
ہم جو لپٹین گے تو شرمائیے گا

قطعہ

طالب دید نے جب اوس سے کہا
آپ کب تک مجھے ترپائیے گا

بولے وہ دیکھنے آئے تو ہین آپ
مثل موسی ابھی غش کھائیے گا

وصل کی رات ہی باقی نہین صبح
ابھی سوتے ہین کہان جائیے گا

عشق ظاہر جو کیا وہ بولے
امتحان ہوگا تو گھبرائیے گا

غیر سے صورت اخلاص نہین
لاؤن قرآن قسم کھائیے گا

ہوگی مشکل مری آسان دم مین
نزع مین آپ اگر آئیے گا

قطعہ

مال منعم کو صدا دیتا ہے
جمع کرکے مجھے کیا پائیے گا

مین تو رہجاؤنگا اورون کے لیے
آپ دنیا سے چلے جائیے گا

سر مغرور سے کہتی ہے زمین
ایک دن ٹھوکرون مین آئیے گا

ہم جو پیدا ہوے چلائی اجل
کدہر آپ آئے کہان جائیے گا

آج ہم خوب سے بوسے لین گے
اور کیا کیجیے گا جھنجلائیے گا

کرکے پامال وہ فرماتے ہین
پھر نہ قدمون کی قسم کھائیے گا

ہے لطافت کو بہت قبر کا خوف
یا علی بہر مدد آئیے گا

اوسکے عارض سے پسینا جب ٹپکتا جائیگا
عطر گل کی بو سے ہر کوچہ مہکتا جائیگا

گر پیون گا فرقت ساقی مین بھولے سے شراب
گھونٹ ہر اک حلق مین میرے اٹکتا جائیگا

بیقراری کا لکھین گے حال خط مین ہم اگر
مثل دل کے مرغ نامہ بر پھڑکتا جائیگا

میکشی سے دل بھریگا ساقیا برسات تک
شیشہ خالی ہوکے جب ساغر چھلکتا جائیگا

وہ کمان ابرو جو ہوگا مائل تیر افگنی
مرغ ناوک تیر دستی پر پھڑکتا جائیگا

غرفہ مین چلمن اولٹکر بیٹھیگا آپ اگر
جو ادہر سے جائے گا صورت کو تکتا جائیگا

جب وہ قاتل کند خنجر سے کریگا مجکو ذبح
خون ہر اک چشم جوہر سے ٹپکتا جائیگا

ہوگی مجھہ عاشق سے نفرت وصل کی شب بھی اگر
ساتھہ سوئیگا تو پہلو سے سرکتا جائیگا

حسن کیا پیدا کیا ہے بازوؤن نے آپکے
جو کوئی دیکھے گا مچھلی سا پھڑکتا جائیگا

حاجت شرح فراق ہوگی نامہ لکھنے مین اگر
جابجا خون اپنی آنکھون سے ٹپکتا جائیگا

یار سے ہم کہہ سکین گے کسطرح احوال دل
جب زبان کو ہوگی لکنت دل دھڑکتا جائیگا

شب کو اوٹھہ جائیگا محفل سے جو وہ آتش مزاج
آگے آگے شمع کا شعلہ لپکتا جائیگا

تیغ ہونے مین جو غصہ آئیگا ہمکو بار بار
آب آہن منہ پہ وہ قاتل چھڑکتا جائیگا

اللہ اللہ کوچۂ قاتل کی کیا تاثیر ہے
جو کوئی آئیگا بسمل سا پھڑکتا جائیگا

ہا شب تاریک ہے فرقت دل ٹھہر جائیگا مجھہ
میرے گھر سے جب کوئی جگنو چمکتا جائیگا

اب مرے عیسی کے گر پڑنے تو نقش ہو جائینگے
ای لطافت دم مین آئینہ کا سنکتا جائیگا

اوس حور کے در کو کبھی دربان نے نچھوڑا
فردوس کے گلزار کو رضوان نے نہ چھوڑا

کس درجہ ہے تیرے لب خوشرنگ کی الفت
سرخی کو کبھی لعل بدخشان نے نہ چھوڑا

پیدا ہے ہوا آگ سے آخر بھی ہوا خاک
ہاے قہر غرور اسپہ بھی انسان نے نہ چھوڑا

جسکو اسے کنوئین بحر محبت مین ڈبویا
عاشق کو تری چاہ زنخدان نے نہ چھوڑا

سلجھا دیا کیا مشاطہ نے کنگھی سے بہت سا
بل کہہ سے مگر گیسوے جانان نے نہ چھوڑا

پتہ اثر چھید مژگان کا ترے دشت مین پایا
قدمون کو مرے خار مغیلان نے نہ چھوڑا

پردہ ہوا باتون مین اغیار سے ایسا
کیا قہر ہے چلمن کو بھی جانان نے نہ چھوڑا

بیدرد حسینون نے کیا طائر دل صید
زلفون سے چھٹا لشکر مژگان نے نہ چھوڑا

[illegible] ہوتا تری جانب متوجہ
دل آرزو و حسرت و ارمان نے نہ چھوڑا

کیا ضعف کی شدت مین گلا زور سے گھونٹا
زندہ تھے فرقت مین گریبان نے نہ چھوڑا

امید بر آئی نہ مرے طائر دل کی
صدقے تھے اسی کر کبھی جانان نے نہ چھوڑا

اس صید فگن نے تو کئی بار چھڑایا
پر دل کو مرے تیر کے پیکان نے نہ چھوڑا

اغیار کے سر کٹ گئے مشتاق رہے ہم
تلوار کا اک ہاتھ بھی جانان نے نہ چھوڑا

برسات مین برسا بھی تھم بھی گیا بادل
رونا مگر اس دیدۂ گریان نے نہ چھوڑا

ہای بار گنہ قبر مین سینے پہ لطافت
مر کر بھی تجھے کثرت عصیان نے نہ چھوڑا

گر محبت نہین آنا ہے ضرور آپ کو کیا
بندہ جیتا ہی کہ مرتا ہے حضور آپ کو کیا

خم لگا کے مرے منہ سے یہ کہا ساقی نے
اتنی سی مے مین بھلا ہوگا سرور آپکو کیا

کاسہ ہائے سر مغرور سے کہتی ہی زمین
دیکھیے ٹھوکرین کھلوائے غرور آپکو کیا

دوڑ کر ساقی مہوش کو گلے لپٹایا
جان کی سمجھے کیا نشہ مین چور آپ کو کیا

دود آہ دل سوزان سے گھٹا دون دعوے
آسمان کھینچتے ہین کبر سے دور آپ کو کیا

دیکھا عاشق کے جنازے کو نکل کر گھر سے
سچ ہے تکلیف ہوئی آج حضور آپ کو کیا

دفعتہً ہو گئے حضرت موسی بیہوش
کہیے دکھلائی دیا تھا سر طور آپ کو کیا

ماتم غیر نہ کرنے پہ خفا کیون ہین حضور
خیر مین ہنستا ہون مجکو ہے سرور آپ کو کیا

خفگی کیون ہی چٹکتے ہین جو غنچے صاحب
زمزمہ سنج ہین گلشن مین طیور آپ کو کیا

ہمنے باندھی جو کمر کھینچ کے مرجانے پر
ہنسکے بولے کہ ہی جانا کہین دور آپ کو کیا

جان دیتی ہین جو عشاق تو بیکار ہے بحث
آئیے پاس مرے کیجیے دور آپ کو کیا

چار ہی دن کی ہے بس چاندنی یہ گورے گال
عارضی حسن پہ صاحب ہے غرور آپ کو کیا

حشر مین عاشق صادق سے ہے کہتا رضوان
آئیے ہوگا کہین شور نشور آپ کو کیا

آپ کیون گور غریبان مین نہ اٹھلا کے چلین
مینے مانا کہ لرزتے ہین قبور آپ کو کیا

جبکہ ہم حسن خداداد کی کرتے ہین ثنا
منسکے وہ طعن سے کہتے ہین حضور آپ کو کیا

ہجر کے صدمے اُٹھاتے ہو لطافت تمہید
دل لگانا تھا حسینون سے ضرور آپ کو کیا

اوسکو فراشباب کا اے دل نہین ملا
معشوق جسکو حور شمائل نہین ملا

آئے اگر وہ نکہت گیسو تو پوچھیو لون
کوچے مین زلف کے تو مرا دل نہین ملا

کیا خوب حسن و عشق کے قصے سے نکلیے
صد شکر دل لگانے کے قابل نہین ملا

طینت مین عشق تھا یہ نہایت ہون بدنصیب
ناگ ایسے تخت پر کوئی خوش گل نہین ملا

ای آسمان مقابلہ کر میرے چاند سے
اسطرح کا تجھے مہِ کامل نہین ملا

جوشِ جنون کی فصل مین کہتا ہی سرو باغ
صد شکر پاؤن بہر سلاسل نہین ملا

صورت تو اس سے ہوگئی اخلاص کی مگر
گردن مین ہاتھ کرکے حمائل نہین ملا

ہی بحرِ اشک جوش پہ آہین ہین متصل
لب سی لب اپنا صورتِ ساحل نہین ملا

زلفین دکھاکے تختۂ سنبل سے بولے وہ
مثل انکے تیرے پاس سلاسل نہین ملا

دون جان کیون نہ کھاکے غمِ عشق خطِ سبز
اس سے زیادہ زہر ہلاہل نہین ملا

رحمت خدا کی کہتی ہی سنکر مرے سوال
ایسا حریص تو کوئی سائل نہین ملا

قمری سی ہر چمن کی صدا ہی دکھاکے سرو
کسکو برائے عشق یہان دل نہین ملا

نرگس کی چشم کا مرے گل سے اشارہ ہے
جز تیرے کوئی دید کے قابل نہین ملا

انسان ہی کیا جو وادیِ وحشت مین میری آئے
حیوان کوئی سیکڑون منزل نہین ملا

دل مین مرے وہ غیرتِ لیلی نہان ہوا
بہتر نفیس اس سے جو محمل نہین ملا

صیاد سے چمن مین شگفتہ ہوے تو کیا
سچ ہی گلون مین خونِ عنادل نہین ملا

دنیا سے پہنچے تشنۂ دیدار تا عدم
پانی کا قحط تھا کسی منزل نہین ملا

اس زہرہ وش کی ہجر مین ہین تنگ زیست سے
گرنے کو چیت ہے چہِ بابل نہین ملا

پہنا کفن تو لاشۂ مجنون نے دی صدا
لیلی کا ہاے پردۂ محمل نہین ملا

دنیا سے قبر قبر سے ہم تا عدم گئے
آرام اک گھڑی کہی منزل نہین ملا

سینے سے مین لگائے ہون پیکان تیر یار
کیا دل کی پوچھتے ہو مجھے دل نہین ملا

ہر اک سے پوچھتے ہین مجھے طفل راہ مین
تمکو تو کوئی پہنے سلاسل نہین ملا

گلہاے باغ دہر کی دیکھی بہت بہار
پر کوئی دل لگانے کے قابل نہین ملا

اللہ رے لاغری کہ جو آیا غم فراق
ڈھونڈھا کیا بہت پہ مرا دل نہین ملا

آتا ہی بار بار اسے یاد وصل غیر
عاشق سے آپ مل تو گئے دل نہین ملا

ابروے یار کا مہ نو سے ہے یہ کلام
ابتک تو کوئی مد مقابل نہین ملا

کہتا ہے آفتاب کو دکھلا کے آسمان
پھرتا ہون سر بکف کوئی قاتل نہین ملا

فاروق تھا علی سا لطافت جہان مین
آپس مین اسلیے حق و باطل نہین ملا

یہ عالم ہے جنون مین لاغری و ناتوانی کا
بنا ہے طوق گردن مین ترا چھلا نشانی کا

یہ نقشا ہجر عالم مین ہے اپنی زندگانی کا
کوئی دم بلبلا ہے جس طرح سے پانی کا

خزان کی فصل آ جائیگی اگر قتل عنادل کو
پھرے گا حلق پر خنجر ہر اک برگ خزانی کا

دل و جان و جگر بہر ضیافت تن مین حاضر ہے
ارادہ ہجر جانان مین ہے غم کی میہمانی کا

تری میکش کے آگے گل میکدے مین پھول ہوتے ہین
پیالی کی ہے جا ساغر شراب ارغوانی کا

تری بے اعتنائی پر ہون غش مانند موسی کے
نہایت وجد ہے سنکر ترانہ لن ترانی کا

ہماری اشک چشم تر سے کہتا ہے ہر اک دریا
کہ مین ادنے سا اک شاگرد ہون تیری روانی کا

نشاط و عشرت و عیش و طرب کو ساتھ لیجائے
سفر کرتا ہے ملک جسم سے عالم جوانی کا

کسی گلرو کی چشم مست دیکھی مجکو غش آیا
عوض پانی کے چھینٹا دو شراب ارغوانی کا

ملی ہے ریگ صحرا جسم پر ذرے چمکتے ہین
ملا سرکار وحشت سے یہ خلعت کامدانی کا

ہم ایسی ناتوان ہین ایکدم مین غش آ جاتے ہین
اگر دل مین خیال آ جاے لفظِ ناتوانی کا

مرے گھر کا پتا یہ پوچھتا پھر عشق آیا ہے
کہان پہنچے ہے دل آفت بلاے آسمانی کا

حسین کی چشمِ میگون و فقرہ پر جان جاتی ہے
لگا ہے میکشو کا تانتا شرابِ ارغوانی کا

سمجھ کر آبرو داران بخیلون کو نہ جا اے دل
سراب اکثر دیا کرتا ہے دھوکا سب کو پانی کا

نہین سوجھ سر انسان کا ہلتا ضعفِ پیری سے
اشارہ ہے نہ پھر کر آئیگا موسم جوانی کا

نہین لازم ہے ایسی نفی تاکید اپنے عاشق سے
کیا محروم فقرہ کہہ کے تمنے لن ترانی کا

کیا مشہور حسن و عشق نے قصہ زمانے مین
تمھاری نازکی کا اور ہماری ناتوانی کا

اوٹھائے ہین جو صدمے حشر کو ہم کانپ اوٹھینگے
فرشتے لائینگے پیغام جسدم زندگانی کا

حبابِ بحر کہتی ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
مرقع بے ثباتی نے ہے کھینچا زندگانی کا

کبھی یادش بخیر اے دل محبت تھی حسینونکی
کبھی ہم بھی جوان تھے ہان مزا تھا زندگانی کا

نہ اینٹھی چاند سے منہ پر غرور آشنا کرو صاحب
جہان مین چاندنی دو دن کی ہے عالم جوانی کا

حیا کہتی ہے اونکی دور بیٹھا رہ شبِ وصلت
گلے مین ڈال باہین ہے اشارہ مہربانی کا

تری تلوار چلکر ہی خبر دیتی شہادت کی
صدا ہے تیر کی قاصد ہون پیغامِ زبانی کا

فقط تھا آشنا حسن ان حسینون کا اکین تک
ہوا عارض سے رخصت جبکہ خط آیا جوانی کا

شفق پھولی فلک پر شام کو جب موسمِ گل مین
کہا مستون نے شیشہ ہے شرابِ ارغوانی کا

نہین روجین تنون مین منشیِ قدرت کی صنعت سے
بیان ہو وصف کس سے ایسے الفاظ و معانی کا

حجابِ حرف لن مثلِ نقاب اکدن اوٹھاؤ تو
سناؤ طالبِ دیدار کو فقـــرہ ترانی کا

دلِ سوزان سے نکلی آہ [illegible] آنسو پیے مینے
دھوان اوٹھا دیا ہے آگ پر چھینٹا جو پانی کا

کیے ہین وقتِ پیری جو [illegible] موے سفید اپنے
خضاب اسکو نہ سمجھو سوگ رکھا ہے جوانی کا

گلون کا عشق بھولے منہ کی کھائی ہے [illegible]
رہا آفت سے کرے دعوے جو بلبل ہمزبانی کا

سدا رکھتا ہی غلطاں چھوٹ جانا آشنائی کا
گہر کے دل مین ہے ناسور دریا کی جدائی کا

پڑا ہے عکس لکھنے مین ترے دست حنائی کا
ہوا ہر سطر خط مین رنگ زنجیر طلائی کا

چبھوتا خار غم ہی دل مین چھٹنا آشنائی کا
قلق پوچھے کوئی مچھلی سے دریا کی جدائی کا

بوقت نزع عزرائیل سے کیون خوش نہون ہوتا
سنایا حکم آکر جن دنیا سے رہائی کا

لڑا کر آنکھین آئینہ مین وہ خوش چشم کہتا ہے
تماشا دیکھنے آؤ غزالون کی لڑائی کا

تڑپ کر بے بلائے خود بخود وہ گھر مرے آئے
اثر اے آہ دکھلا دے کبھی اپنی رسائی کا

مین دیکھون قابلیت سنگ اسود ہو جو آئینہ
ہوا ہی قصد دہلیز صنم پہ جبہہ سائی کا

تمھارا رنگ کندن سا جو وقت غسل مکھ آ
تو عالم موج دریا مین ہے زنجیر طلائی کا

کسی خورشید رو کے در پہ سجدے جا کی کرتا ہے
قمر کے داغ سے روشن نشان ہی جبہہ سائی کا

کمر میری فراق یار کے صدمون نے توڑی ہے
شب وصلت اثر دکھلائے آکر مومیائی کا

شفق آلودہ ماہ نو کو پا کر یار کہتا ہے
خجل کر دون اشارہ کرکے انگشت حنائی کا

کیا پیر مغان نے بند دخت رز کو شیشے مین
چھپایا قہر ہے رندون مین جامہ پارسائی کا

زبان موج وقت غرق تھی فرعون سے کہتی
خدا کی شان بندے بھی کرین دعوی خدائی کا

ملا روئی کتابی چاہیے ماتھے پہ افشان بھی
اسی مصحف پہ لازم حسن ہے لوح طلائی کا

حباب بحر دم مین لوٹ کے موجون سے کہتے ہین
بہت نازک ہی رشتہ اس جہان مین آشنائی کا

طبیعت مین شہنشاہی کی بو ہی جام جم لیتے
جہان دیکھے ہوسے ہین ہم ارادہ ہی گدائی کا

ورق دونون الگ ہو جائینگے تاثیر رقت سے
لکھون گا حال وصلی پر جو مین اپنی جدائی کا

ارادہ ہی لطافت بھی لگائے اب وہین بستر
شہنشاہون کو ہے ارمان جس در کی گدائی کا

ہمیشہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا
قائم ہو تو رکھون ابھی سیماب کا پھاہا

ہی زخم جگر پر مرے تیزاب کا پھاہا
مانع ہے شب و روز خور و خواب کا پھاہا

حسرت رو کے گا زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا
جراح ہے مانع کہیں سیلاب کا پھاہا

چھٹ جائے جو داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا
ہو تاجِ سرِ مہرِ جہاں تاب کا پھاہا

پیہم ہوں دلِ غفلتِ ساقی سے ہی مجروح
جراح رکھے آکے مئے ناب کا پھاہا

خنجر سے مرے قاتل کا رکھو زخمِ گلو پر
درکار ہے اسطرح کی تیزاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزاں پہ ٹھہرتا نہیں دم بھر
کرتا ہے عیاں خاصۂ سیماب کا پھاہا

تسکین ہوئی بلبل کو بہار آئی چمن میں
ہر برگ ہے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

سینے پہ مرے بعد ہیں رکھتے مرا دیوان
ہر صفحہ ہے داغِ دلِ احباب کا پھاہا

دیکھا ترے جگنو کو ہوا دل مرا زخمی
رکھوں گا پر کرمکِ شب تاب کا پھاہا

دیکھا خطِ جاناں کا لفافہ ہوئی تسکین
دیکھو ہو کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

دیدے کوئی بیکار سپر گر مرا قاتل
ہو زخمِ دلِ رستم و سہراب کا پھاہا

بلبل کے جو نالوں نے کیا چاک چمن میں
شبنم ہوئی زخمِ گلِ شاداب کا پھاہا

زلفیں جو جبیں آپ کی چین آگیا ہمکو
شانہ ہے کہ زخمِ دلِ بیتاب کا پھاہا

داغِ دلِ سوزاں سے جلا مرہمِ کافور
دکھلائے نہ کیوں چھوٹنا مہتاب کا پھاہا

دل آرزوئے وصل سے زخمی ہے شب و روز
رکھو پرِ پروانہ و سرخاب کا پھاہا

آئیگی تری روزنِ دیوار سے جب دھوپ
ہوگی مرے داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

آنکھوں پہ لگاتا ہوں تو آجاتی ہے ٹھنڈک
عینک ہے ہر اک دیدۂ پرآب کا پھاہا

بیچین شبِ ہجر ہے میرا دلِ پرداغ
ہے چادرِ مہتاب لہ تیزاب کا پھاہا

آنکھیں جو ملیں رہگذرِ یار پہ سو یا
تھا نقشِ قدم دیدۂ بیخواب کا پھاہا

دولت سے بخیلوں کو زمانے میں ہے راحت
درہم ہے کہ داغِ دلِ بیتاب کا پھاہا

ہیں نفع رساں زینتِ دنیا سے مبرا
دیکھا نہ کبھی اطلس و کمخواب کا پھاہا

سوزانِ دلِ پرداغ ہی مرکر جو کفن میں
ہر پارہ کافور ہے تیزاب کا پھاہا

رحم آتا ہی غلطان ہی گہر دل مین ہے تانا
ہاتھہ آئے تو رکھدون ابھی گرداب کا پھانا

مس کرکے ترے در سے رکھا زخم جگر پہ
ممنون ہے مسجد کا نہ محراب کا پھانا

کیا اٹھون کہ زخمی ہی جگر صبح شب وصل
ہر گھاؤ پہ ہے فرش ترے خواب کا پھانا

گو غافل مجروح ہے دل غم سے لطافت
کہدو تو غزل مین ہو فقط خواب کا پھانا

رہا یہ عالم سودا مین رعب و داب اپنا
جنون مآب جہان مین ہو خطاب اپنا

بہت عروج دکھاتا ہے آفتاب اپنا
اسے دکھاؤن کبھی ساغر شراب اپنا

سدا ہے نوحہ و ماتم گیا شباب اپنا
رکھا ہے سوگ نہین یہ سیہ خضاب اپنا

زمین کی غرق کا ہی خوف رو نہین سکتا
کرم کرے مجھے دامن جو دے سحاب اپنا

یہی ہی قول جوانون سے زال دنیا کا
کبھی فلک کے لڑکپن مین تھا شباب اپنا

یقین ہے اورکسی کی نہ آئیگی نوبت
شروع ہوگا اگر حشر کو حساب اپنا

سبق ہی موت کا طفلی سے ہمنے یاد کیا
کفن بغل مین رہا صورت کتاب اپنا

پس فرس کوئی دیوانہ دوڑا آتا ہے
بنا دے طوق گلو حلقہ رکاب اپنا

وہ نازنین جو کرے میکشی لب دریا
اولٹ کے جام ابھی نذر دے حباب اپنا

شب فراق کا جاگا ہون نیند آجاے
جو قرض دین مجھے اصحاب کہف خواب اپنا

ہمیشہ بیسر و سامان ہے قبر گریبان کی
کبھی تو کھینچدے منگیرہ اے سحاب اپنا

شب وصال ہی دوگالیان مین سے تو لون
رکھو شمار تم اپنا نہ مین حساب اپنا

جھپک کے آنکھہ کھلی جب تو صبح پیری تھی
مثال خواب کے تھا عالم شباب اپنا

حسین کو دیکھہ کے اٹھے ہین وصل ہو تعبیر
کہین گئے حضرت یوسف سی جا کے خواب اپنا

رہی ہین آکے کوئی دم جہان فانی مین
جو بے ثبات تجھے مسکن ہوا حباب اپنا

زمین مین نال گڑی جب مری تو بولی موت
کیا ہی تازہ مسیا فرنے پا تراب اپنا

ارے شکار فگن ہم وہ صید گریان ہین ہوے ہین ذبح تو پُر اشک ہے کباب اپنا
بنائے اسلیے صانع نے اونکے دو ابرو نہ ہو غرور ہر اک دیکھ لے جواب اپنا
مرا کمال ضعیفی مین مجھسے کہتا ہے مقام حیف ہے پیری ترے شباب اپنا

سوال ہو جو امامت کا قبر مین ہمسے
علی علی ہو **لطافت** فقط جواب اپنا

کام عاشق کا صنم تیغ قضا سے نہوا اس طرف ایک اشارہ بھی ادا سے نہوا
جب کہا دل نے رہا زلف دوتا سے نہوا ہنسکے وہ کہنے لگے میری بلا سے نہوا
درد الفت مین منفر مجکو قضا سے نہوا کچھ دعا سے نہوا اور دوا سے نہوا
جب تلک آیا نہ زبان پر مرے محبوب کا نام معجزہ حضرت موسیٰ کی عصا سے نہوا
ٹھنڈی سانسون سی نہ اس گل کا کھلا غنچۂ دل آہ سے کام ہوا وہ جو صبا سے نہوا
لاغر و زار وہ ہون راہ مین جب پاؤن پڑا مین رہا یار کی نقش کف پا سے نہوا
زاہد خشک کا ہی زہد دکھانے کے لیے بوریا ہیچ ہے خالی جو ریا سے نہوا
آئے سب مثل مسافر کے یہان اور گئے کوچ کس شخص کا دنیا کی سرا سے نہوا
ہنکے مانند حنا شوق قدمبوسی مین رنگ قالین کا جدا اوس کف پا سے نہوا
دل مین کٹ گیا چمکا جو شب عید ہلال ہمسر اے ماہ ترے ناخن پا سے نہوا
حسن محبوب کا چلمن مین ہی عاشق سی کلام مطلب اے شربت دیدار کے پیاسے نہوا
واہ ری صنعت صانع کہ فطور اسمین ہے خاک سے آگ سے پانی سے ہوا سے نہوا
داغ ہاتھون مین حسینون کے لگائے کیا کیا انتقام آج تلک دزد حنا سے نہوا
رنگ سب تیرا اگڑ جائیگا ای دشت جنون سرخرو خار جو مجھ آبلہ پا سے نہوا
غافلو سر کو پٹک کرہی کہتے ہین حباب ہمکو دنیا مین ثبات آب و ہوا سے نہوا
سفر ملک عدم مین جو بٹا لیتے بوجھ کام اتنا بھی ہمارے رفقا سے نہوا

دل کھنچا میرا بہر حال اوسی کوچہ کی طرف — منحرف قبلہ سے ہو قبلہ نما سے نہوا
ہم سسکتے ہی رہے وصل کی خاطر افسوس — رحم بت سے نہوا ظلم خدا سے نہوا
اور دانتون سی کہا دانت جو پیری مین گرا — تھام لیتے مجھے اتنا رفقا سے نہوا

ای لطافت ہی عجب طرح کی اسیر بلی
کونسا دفع مرض خاک شفا سے نہوا

ہی ضعف گریبان سے ڈہل جاے نہ تنکا — گردن مین مری طوق پڑا ہے کسی تن کا
ہی قرب جو اوس افعی گیسو کے دہن کا — یاقوت کے بندے پہ ہی شک سانپ کی من کا
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا — غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا
ہی بعد فنا شوق مری روح کو تن کا — غربت مین مسافر کو تصور ہے وطن کا
پروانہ صفت جل گئے اس بزم مین جب ہم — آنسو نہ تھما صبح تلک شمع لگن کا
معشوق بنی چشم خلائق مین ہے دنیا — بدلا زن فرتوت نے کیا بھیس دلہن کا
شیشہ کو تری بزم مین اچھو ہے جو ساقی — دھیان آیا کسی بادہ کش تشنہ دہن کا
کیا لاغری و ضعف مین بستر سے اوٹھون مین — ہی قلعہ مرے گرد بچھونے کی شکن کا
تھی روز ولادت ہی گلو گیر اسیری — حلقہ تھا گلے مین مرے آنول کی رسن کا
تصویر تو مانی و بہزاد نے کھینچی — نقشہ نہ بنا پر ترے بیساختہ پن کا
بلبل ہے یہ مشتاق ابھی دل مین چبھو لے — کانٹا بھی قفس مین اگر آجاے چمن کا
ہی شام غریبان نے جلا کر مجھے مارا — کافور کفن مین ہو مری صبح وطن کا
عشق لب خوشرنگ سے روشن ہے مرا دل — اس گھر مین چراغ آج جلا لعل یمن کا
وہ گیسوے مشکین لب رنگین مین دیے ہین — ڈانڈا ہی بدخشان سے ملا شہر ختن کا
آیا ہی جو شب کو پے گلگشت وہ گل رو — ہی بزم حسینان سے سوا نور چمن کا
تھالی مین ہی سرو اور سر سرو پہ قمری — جلوہ مع شعلہ ہے عیان شمع لگن کا

ہر بار ہی عاشق کے جو سینے مین کھٹکتا
یہ دل ہے کہ پیکان ہے کسی تیر فگن کا

آئینہ مین وہ دیکھتے ہین چشم کی شوخی
صحراے طلب مین ہے رم آہوے ختن کا

سمجھا مہِ نو دیکھ کے مین درد رسیدہ
پھر تازہ ہوا زخم دلِ چرخ کہن کا

وحشت کدہ دہر کی شاید ہے نشانی
کر دیتے ہین سب چاک گریبان کفن کا

کہتا ہے صدف سے یہ نکلکر دُرِ غلطان
ناسور کلیجے مین ہے دوریِ وطن کا

مستی مین کہی یہ مہِ بے نور پہ پھبتی
پنبہ ہے عیان شیشۂ گردون کے دہن کا

بوسے ہون عطا خطِ رخِ پُر نور پہ نکلا
خیرات کرو وقت ہے یہ چاند گہن کا

دیوانہ کو دنیا کے تعلق سے چھڑایا
ممنون ہون مین حشر تلک دُزدِ کفن کا

وصفِ قدِ جانان مین بنا مین اسے مطلع
مصرع ہمین ملجاے اگر سرو چمن کا

کیا لطف دکھایا شبِ دیجور لحد مین
کافور سفیدہ جو بنا صبحِ کفن کا

سر پھوڑنے سے پہلے ہی سر ہوگیا فرہاد
تیشہ جو لیا ہاتھ مین ماتھا وہین ٹھنکا

آفت مین پھنستا ہے بہت دوڑ کے چلنا
ملتا ہے پتا سم کے نشانون سے ہرن کا

مینا ے شکستہ نہ سمجھنا اسے ساقی
ٹوٹا ہوا دل ہے یہ کسی توبہ شکن کا

ہوتا جو دہن کرتے یہ دعواے خدائی
بہتر ہی نہونا ہے حسینون کے دہن کا

آنکھ اوسکی پڑی ہمپہ جو کین بزم مین آہین
تیرون سے شکار آج کیا ہمنے ہرن کا

ہو خون بھی اگر جمع تو دشمن ہے زمانہ
نافہ سبب قتل ہے آہوے ختن کا

مشتاق نحیف ہند مین رہتا ہے لطافت
بلبل کو قفس مین ہے سدا دھیان چمن کا

ہے سوال اوس سے سدا مرتبہ عالی کا
پنجۂ مہر مین عالم ہے کفِ خالی کا

قول ہے [illegible] حنا اور گلِ [illegible] لالی کا
پائنا م اپنے شرف ہے تری پامالی کا

[illegible] نہ سمجھ [illegible] کا
ہاکہ مرد سمجھ حساب اپنی کفِ خالی کا

ہاتھہ مین نہ رہا مرکے خوش اعمالی کا
کھل گیا حال سکندر کو کفِ خالی کا

بینے بوسون سے لبِ یار کیے سرخ و کبود
رنگ مستی کا جما یہان نہ کبھی لالی کا

ماہِ نو اسلیے انگشت نما ہے ای چرخ
کام مستون مین ہے کیا اس قدحِ خالی کا

نہ اذان ہو نہ بجے صبحِ شبِ وصل گجر
سرِ موذن کا قلم ہاتھہ ہو گھڑیالی کا

چشم بے اشک ہی عشاق کے آگے بیقدر
رتبہ کیا جوہریون مین صدفِ خالی کا

مثل طنبور نہو پیٹ کا ہلکا کوئی
حال در پردہ ہے کہتا شکمِ خالی کا

سفلہ گر صدر نشین ہے تو نہین فخر کی جا
مرتبہ کون سمجھتا ہے خسِ قالی کا

باغِ فردوس جو مشہور دو عالم مین ہے
ایک بوٹا ہے ترے پیرہنِ [illegible] کا

طالبِ امن اگر تو ہے تو ہو گوشہ نشین
صدمہ ہر راہ کی [illegible] پامالی کا

تاج ہی داغِ جنون ریگِ بیابان خلعت
غل ہی ہر سو ترے مجنون کی خوش اقبالی کا

پھوٹ کر آبلۂ پا مرے کیا روتے ہین
صدمہ کانٹے کو پہنچتا ہے جو پامالی کا

جانبِ کعبۂ رخ جھک کے ہین کہتی ابرو
قابلِ سجدہ یہ قبلہ ہے خوش اقبالی کا

چہرۂ حور سے بہتر ہین وہ تلوے شفاف
پشت پا سے ہے یہان رنگ گلِ [illegible] کا

وصل مین عاشق و معشوق ہین دونون مجبور
[illegible]

منطقی کہتے ہین سب دیکھہ کے وہ سیم دہن
غلط ہی اک [illegible] اس مطلبِ اجمالی کا

ای مرے صدر نشین فخر سے سدرہ ہو نہال
رتبہ پائے جو تمھارے [illegible] قالی کا

عشق حیدر مین لطافت رہو سمجھے یو جیسے
رنگ آئے کسے قالی نہ کسے غالی کا

دکھا کر شب کو مہ یہ قول ہے صحرا مین کا لونکا
اودگل کر منہ سے کھانا چاہیے ایسے نوالونکا

وہ ابرو دیکھہ کے یہ قول ہے صاحب کمالونکا
خدا کی شان مطلع ایک [illegible] جاتے دو ہلالونکا

نظر مین ہر گھڑی بوٹا سا قد ہے نونہالونکا
عدی آنکھون [illegible] شمشاد و نکے نہالونکا

رہیگا گر یونہین آباد کوچہ خوش جمالونکا
نہ لیگا نام کوئی مسجدون کا اور شوالونکا

تماشا دید کے قابل ہی وہ آنکھین ہین تم گا بیز
بجائے شیر مسکن ہے نیستان مین غزالونکا

ابھی تو آہنگی سے اک زمین افلاک پھٹ پڑتے
ہمارا اگر ہوتا عاشق غمگین کے نالونکا

صدا ہر صید کی صحرا مین یہ ہے اے شکار افگن
کہ بھوکا ہون تری بندوق کے منہ کے نوالونکا

لگا دی اُسنے لالی کیلئے مسی اپنے ہونٹو پہ
فق آلودہ ہوا شام کو دیکھو ہلالونکا

دل ویران بسا رہتا ہے خوش چشمونکی الفت سے
یہ وہ صحرا ہی جھمگھٹ جسمین رہتا ہی غزالونکا

ہوئی جب شمع روشن بزم مین ہنسکے فنا بولی
ہوا سامان لو تمکا یہ منہ کے نوالونکا

شب وصل اس قمر نے ناخنونسے چٹکیان لیکر
عجب خلعت پنھایا جسم عاشق پر ہلالونکا

تمہین معلوم کس سینہ سپر کا آنا و ماتم ہے
خمیدہ غم سے ابتک ہین سپر رنگت ہالونکا

صدا ہی آسیا کی مین عجب برگشتہ قسمت ہون
جہان مشتاق رہتا ہے مرے منہ کے نوالونکا

نہین یہ سبزہ خط ہین نمایان نیل عارض پہ
لیا تھا خواب مین عاشق نے بوسہ انکے گالونکا

دکھا کر نقش نعل توسن جانان زمین بولی
فلک پر اک مہ نو ہے یہان مجمع ہلالونکا

ملال و صدمہ و اندوہ و حرمان و الم یارو
ہر اک ہی نام مجھ مہجور کے منہ کے نوالونکا

خبر دیتے ہین اے مشاطہ جوہر صاف عاشق کو
لیا غیرون نے آئینہ مین بوسہ انکے گالونکا

مہ نو دیکھکر ہر ماہ مین وہ یار کہتا ہے
ہمارے ناخنون مین ہی کرشمہ ان ہلالونکا

غزل مین قافیہ ہر طرح کے موزون کیے ہمنے
لطافت کیا کرین یہ ڈھنگ ہے صاحب کمالونکا

رُوکے مین اُونکی نظر سے گر گیا
آبرو پر آج پانی پھر گیا

گیسوون مین یار کے دل پھر گیا
سو بلاؤن مین اکیلا گھر گیا

میکدے مستون کا مجمع پھر گیا
آسمان پر ابر آ کر گھر گیا

حلق پر قاتل کا خنجر پھر گیا
ڈوب کر میرے گلے مین تر گیا

سخت جانی ہاے ہم کٹ کٹ گئے
خنجر قاتل گلے پر کر گیا

دل چرا کر مجھسے فرماتے ہین وہ
ڈھونڈتے کیا چیز ہو کیا گر گیا

کیا بہت میٹھا تھا عاشق کا لہو
خنجر سفاک کا منہ پھر گیا

قتل سے میری خوشی ایسی ہوئی
منہ پہ اوس خنجر کے پانی پھر گیا

عشق مین شیرین و خسرو بچ گئے
رنج سارا کوہکن کے سر گیا

ایک دو بوسونپہ قیمت آ رہی
بھاؤ ایسا جنس دل کا گر گیا

کی چڑھائی فوج خط نے اے صنم
لشکر مژگان کا لو منہ پھر گیا

مہربانی عشق کی جب سے ہوئی
لاکھ ارمانون مین یہ دل گھر گیا

رفتہ رفتہ دل مین گھر ہو گا مرا
آج غیر اونکی نظر سے گر گیا

اے زلیخا قید یوسف کو کیا
نام فرد عاشقان سے گر گیا

اے لطافت آنکھ پھیری یار نے
دفعتہً سارا زمانہ پھر گیا

جونہی آیا فقط الست مین پیغمبر ہوا
میرا پیغمبر ہے وہ محبوب جو آکر ہوا

دل مرا ٹوٹا جو چکنا چور ہو ساغر ہوا
ہاتھ پڑتا محتسب بیدرد کا پتھر ہوا

آیۂ بشری ہے شاہد جانشینی پر ہوا
فرش خواب مصطفے بہر علی بستر ہوا

سب خوشی بھولا خیال ابروے دلبر ہوا
دل کو عاشق کے ہلال عید اک نشتر ہوا

مرتضے و مصطفے دونون بنے اک نور سے
بنگیا کوئی امام اور کوئی پیغمبر ہوا

خواہش عزت اگر ہے تو وطن سے تو نکل
آبرو پائی جو دریا سے جدا گوہر ہوا

ہجر کا جاگا ہوا تھا چین سے نیند آگئی
بہر پروانہ حریر شعلہ جب بستر ہوا

کیا ہی مجھ وحشی کو دربان کی اجازت سے غرض
سر جو ٹکرایا تری دیوار سے اک در ہوا

جب شب وصلت ہوئی آخر دیا کیا میرا ساتھ
صبح نے پھاڑا گریبان پھر تنگ بستر ہوا

ہاں سدا گوشہ نشینی سے جہان مین آبرو | قطرۂ نیسان صدف مین جب رہا گوہر ہوا
جا کے اوس کوچہ مین کیسی نیند آئی چین سے | نقش پائے یار مجھ پامال کا بستر ہوا
شمع روشن ہو کے کرتی ہے سلاطین سے کلام | سر زمانے مین کٹا جو صاحب افسر ہوا
کہہ رہے ہین یہ زبان حال سے موئے سیاہ | زلف کے سودے کو پیدا عاشقون کا سر ہوا
فصل گل آتے ہی نکلی شیشۂ خم سے شراب | مست کیسے بادہ تک بھی جامہ سے باہر ہوا
عشق کے جھگڑے بکھیڑون سے تو ہو جاتی نجات | ہائے سینے مین نہ کیون دل کی جگہہ پتھر ہوا
بڑھ گیا اے چرخ فکر قوت سے دوران ہجر | آسیا کی طرح گھر بیٹھے مجھے چکر ہوا
مال ہی کیا مال منعم آدمیت چاہیے | فخر کیا گر مثل ہدہد تاج زیب سر ہوا
ہون وہ دیوانہ نہ نکلی خون کی ایک بوند بھی | آب آب اکثر رگون مین ڈوبکر نشتر ہوا
حلقہ حلقہ گرد جب پھرنے لگے عاشق تمام | شمع وہ محبوب فانوس خیالی گھر ہوا

قطعہ
جب وہ آئے میکدے مین طرفہ کیفیت ہوئی | لڑکھڑائے مست ساقی جامے سے باہر ہوا
گردنین شیشون کی اوٹھین بڑھ گئے دست سبو | دور سے محو نظارا دیدہ ساغر ہوا

خون ناحق کے جو قطرے بنکے مُہرین جم گئے | خنجر قاتل ہمارے قتل کا محضر ہوا
خون ناحق عاشق صادق کا ثابت ہو گیا | جب شہادت کی گواہی کو زبان خنجر ہوا
گرم صحبت عرش پر معراج مین برسون رہی | سرد احمد کا نہ دنیا مین مگر بستر ہوا
فرش بھر غیر بچھوا کر وہ بولے طعن سے | لو تمھارے بخت کے سوئے کو یہ بستر ہوا
ای زلیخا ہی مراد لیبر نصیری کا خدا | فخر کیا تیرا اگر معشوق پیغمبر ہوا
لوگ سجدے کرتے ہین اللہ رے تعظیم جنون | تن پہ مجھ وحشی کے پڑ کر ربت ہر اک پتھر ہوا

ای لطافت جنسے کی دنیا مین مدح اہلبیت
بیت کے بدلے عطا فردوس مین اک گھر ہوا

سیم تن کرتے ہین کشتہ دل بیتاب اپنا | چاہ مین حال ہوا صورت سیماب اپنا

سرنگون ابروئی جانان کے تصور مین ہین
سجدہ صد شکر ہوا ہے تہ محراب اپنا

نافہ سے اوس یم خوبی کے نہوگا ہمسر
سر پھرا آتا ہے ہیبت سے بحر مین گرداب اپنا

دیکھتے ہی نہین وہ خط کی عبارت قاصد
کھول کر نامہ فقط پڑھتے ہین القاب اپنا

رات بھر مجکو نظر آیا تھا سامان وصال
رشک مانع ہے بیان کس سے کرون خواب اپنا

دعوئی ہمسری اسکے رخ رنگین سے واہ
دیکھے منہ نہر چمن مین گل شاداب اپنا

آفتاب آج بڑی شان سے نکلا ہے صنم
اسکو دکھلاؤ ذرا جام مے ناب اپنا

ہوگا عاشق کی لحد پر نہ اندھیرا شب دفن
دل جلائینگے عوض شمع کے احباب اپنا

سجدے کرتے ہوے جاتے ہین زمین پر ہر گام
قد جو پیری سے ہوا صورت محراب اپنا

زلف دلدار کا رہتا ہے تصور ہر رات
اس سبب سے ہے پریشان ہر اک خواب اپنا

جاؤن مین زلف کا سودائی اگر دریا مین
طوق پہنائے گلے مین مرے گرداب اپنا

ہاتھ پر رکھکے وہ سیماب یہ بولے مجھسے
لائیے سامنے اسکے دل بیتاب اپنا

بے نقاب آئین جو وہ بام پہ تو ہو یہ خجل
پردہ ابر سے منہ ڈھانک لے مہتاب اپنا

ہائے منظور ہے تعبیر بری دے کوئی
مجھسے غیرون مین وہ کہتے ہین کہو خواب اپنا

برق ہے موج ہی سیماب ہے شعلہ ہے مگر
سب سے بڑھکر ہے **لطافت** دل بیتاب اپنا

عجیب جبر ہے کہتا نگار ہے میرا
کہ دل ترا ہے مگر اختیار ہے میرا

مرے پہ بھی یہ عروج و وقار ہے میرا
جنازہ چار کے کاندھے سوار ہے میرا

صدا ہی زلف صنم کے لیے دل عشاق
بڑی ہی ساکھ بڑا اعتبار ہی میرا

وہ دل اگر لیے جاتے ہین اے جگر نہ تڑپ
پرائی چیز پہ کیا اختیار ہے میرا

وہ زلف چشم سے کہتی ہے پاکے عاشق کو
جگر ہے صید ترا دل شکار ہے میرا

مرے گناہ یہ سمجھے ہین اسکی رحمت سے
ترا حساب نہ ممکن شمار ہے میرا

عدم کے قافلے والو نہ یون بڑھے جاؤ
مناسب ایسی جگہ انتظار ہے میرا

فراقِ یار مین کہتی ہے حسرتِ مردہ
نہ سمجھو سینۂ عاشق مزار ہے میرا

صدا نفس کی یہ ہر دم ہے ابکی آون نہ آون
کہ مستعار ہون کیا اعتبار ہے میرا

وہ بی ثبات ہون مین ڈوب کر ہی بہتہ آئی
نہین حباب کا گنبد مزار ہے میرا

حریص دیکھ کے انسان کو کہتی ہے دنیا
بچا سکے گا کہین یہ شکار ہے میرا

دکھا کے نقشِ قدم انکا سب سے کہتا ہون
پڑھ آؤ فاتحہ فرضی مزار ہے میرا

جنون مین کر دیے اے قیس و کوہکن حصے
تمھارا دشت و جبل کوے یار ہے میرا

سکھا رہا ہے سکندر کہ ہے نشان باقی
ہر ایک آئنہ دیکھو مزار ہے میرا

ہر اشتباب ترا حسن پا کے بولا عشق
یہ دونو تو ہین فقط انتظار ہے میرا

ہمارے نالون کو سنکر وہ غیر سے بولے
عجب صدا ہے کہ دل بیقرار ہے میرا

بنا ہی حسن سے چہرہ نہ پہ کیا حسینون کے
جہان مین دیدکے قابل غبار ہے میرا

یہ حسن قہر کا دیکھون تو کیون نہ مین تڑپون
تمھین بتاؤ کہ کیا اختیار ہے میرا

صدا یہ رحمتِ غفار حشر کو ہوگی
چلی چلے کدہر امیدوار ہے میرا

گیا ہی گیسوے جانان مین دل الٰہی خیر
سفر مین ہاے غریب الدیار ہے میرا

کسی نے یار سے پوچھا مجھے تو فرمایا
یہ ایک طالب و امیدوار ہے میرا

سگِ حبیب کا ہی دانت قبر منہ پھیلائے
یہ دو گرسنہ ہین اک جسم زار ہے میرا

ہمیشہ گرد وہ تصویر قیس بنتا ہے
مصوّرو یہ جنون زا غبار ہے میرا

یہی تو اول و آخر عدم ہوے مشہور
کمر ہے یار کی یا جسم زار ہے میرا

نشان کھینچ کے کوچہ مین انکے کہتا ہون
خدا نصیب کرے یہ مزار ہے میرا

سحر کو شمع کے شعلے کا جھلملانا دیکھ
کہ ماجراے دلِ بیقرار ہے میرا

دکھا کے روح کو کہتی ہے دوش پر میت
کہ مین سوار ہون پیدل سوار ہے میرا

زہے شرف جو لطافت امام عصر کہین
کہ یہ بھی منتظر امیدوار ہے میرا

بلبل کو شکے باغ مین اسنے رولا دیا
غنچون کی بات کھولی اگر مسکرا دیا

بوسہ لیا تو دل تمھین اسے دلربا دیا
الفت مین کام آیا ہماری لیا دیا

امید کیا بھلائی کی اخوان دہر سے
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

روز ازل جو خلق کیا حق نے حسن و عشق
معشوق آپ کو ہمین عاشق بنا دیا

کفارہ اس گناہ پہ دل دونگا یار کو
کیون آنسوؤن کو آنکھ سے مینے گرا دیا

ای آسمان خوب تری گھات بن پڑی
لے اب تو چین آیا کہ مجکو مٹا دیا

مدت کے بعد جا کے لحد مین لگی تھی آنکھ
کیون غافلون نے شانہ ہلا کر جگا دیا

ہوتے ہی صبح جانے پہ وہ مستعد ہوئے
کیون بوسے لے کے وصل مین مینے جگا دیا

مانی سے کھنچ سکا نہ رخ صاف جب ترا
حیران ہو کے آئنہ آخر بنا دیا

کمسن تھے نزع مین مجھے دیکھا تو ڈر گئے
افسوس پاس سے نہ کسی نے ہٹا دیا

لپٹا جو حسن دیکھ کے عاشق شب وصال
شرمائے وہ تو شمع کو جل کر بجھا دیا

غیرت نے دی صدا کہ نہ کھو آبرو ٹھہر
بہر طلب جو ہاتھ طمع نے بڑھا دیا

روز ازل بنا تھا جو عاشق کا کالبد
تھا آب و گل مین عشق بھی شاید ملا دیا

پنہان کیا ہے قلب مکدر مین عشق کو
اس آگ کو ہی راکھ مین ہمنے دبا دیا

پھولا اگر بہار پہ اپنی چمن مین گل
پتون نے ہاتھ مل کے خزان کا پتا دیا

کہتا ہے ماہ نو کو دکھا کر وہ تیغ زن
اوچھا سا ایک ہاتھ ادھر بھی لگا دیا

بازار عشق مین مرے یوسف کا پا کے حسن
قیمت کے بدلے آنکھون نے ہی دل لگا دیا

باقی رہتی عاشق و معشوق مین دوئی
کیون حسن و عشق کو نہ خدا نے ملا دیا

لہو و لعب جہان کا لطافت کیا پسند

اقرار تو نے عالم زر کا بھلا دیا۔

خون چکان ہے جوہر اک دیدہ گریان میرا
دامن گل سے زیادہ ہے گریبان میرا

ہنسکے وہ بولے گرا جب دل نالان میرا
شور مشہور نہو چاہ زنخدان میرا

فرق مجنون پہ لگا سنگ تو آئی یہ صدا
کچھہ نشان چاہیے سر پہ ہے یہ احسان میرا

لے کے دل بوسہ لب اسنے دیا جب تو کہا
خاک کے مول بکا لعل بدخشان میرا

جوش وحشت مین سب اشعار کیے ہین موزون
کیون نہ مصرع ہو ہر اک دست و گریبان میرا

دل مین آتا ہے غم یار تو کہتی ہے روح
میزبان اسکی ہون مین اور یہ مہمان میرا

چھین کے دل کو کہان آپ لیے جاتے ہین
کہ نکلنے نہین پایا ابھی ارمان میرا

بوسہ دیتے ہین تو وہ ناز سے فرماتے ہین
کیجیے شکر نہایت ہے یہ احسان میرا

سر نو فصل جنون مین ہے اشارہ کرتا
ہان فقط چاک سے باقی ہے گریبان میرا

غیر کیا چیز ہے صدمے جو ترے سہ جائے
یہ کلیجہ ہے یہ دل اے شب ہجران میرا

خون فرہاد بہا جب تو یہ تیشے نے کہا
رنگ لایا ہی عجب سر پہ یہ احسان میرا

کر کے بیدل مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
آپ کے دل مین رہے تھر ہے ارمان میرا

موسم گل مین عمامے کو جو رکھا باقی
بادہ خوار و سر واعظ پہ ہے احسان میرا

جا کے گیسوے بنا حسن سے آہو نکلا دہوان
ہای مجسم سر جانان پہ یہ احسان میرا

حیف صد حیف جوانی مین نہ کی قدر شباب
ہاے آزردہ چلا مجھسے یہ مہمان میرا

باہین گردن مین مرے ڈال کے وہ کہتے ہین
اب بھی کہیے گا کہ نکلا نہین ارمان میرا

قول آئینہ کا ہی جب سے وہ عارض دیکھا
نہ کبھی بند ہوا دیدہ حیران میرا

قیس کو میرے جنون سے ہے بھلا کیا نسبت
کانپ جائے نظر آئے جو بیابان میرا

تنگ پوشاک سی رہتا ہون نہین دیوانہ زار
کیون گلا گھونٹنے آیا ہے گریبان میرا

اشک خونین کے سدا پھول بھرے رہتے ہین
گلکدۂ وشون کا سبد ہے کوئی دامان میرا

وقت پیدائشِ انسان سے صدا دنیا کی
رنج و غم کھانے کو آیا ہے یہ مہمان میرا

جس قدر آج ہو تاریک زیادہ ہی خوب
مانگ بے بخت سیہ ای شبِ ہجران میرا

جان پر آج بنی ہے تو بگڑ بیٹھا ہون
خاتمہ اب ہے ترا یا شبِ ہجران میرا

دیکھ کر حسن غش آنے جو لگا اسنے کہا
سونگھ لو آ کے قرین سیبِ زنخدان میرا

مین بھی دیوانون کا ہمدرد ہون کہتا ہے دل
پنجۂ مہر مین رہتا ہے گریبان میرا

آپکی زلف کے اشعار مین مضمون ہین بندھے
جمع رکھیے گا یہ دفتر ہے پریشان میرا

وحشت مین مرغِ جنون کا جو شکار آئیگا
تیر جاک اور کمان ہوگا گریبان میرا

قولِ آئینہ کا ہے پردہ دری خوب نہین
خود نظر آوگے دیکھو تنِ عریان میرا

آرزو ہے کہ علی حکم کرین قرب صراط
ہان لطافت سے کہو تھام لو دامان میرا

فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ابھی جاتا رہے درد و ملال و رنج و غم سارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را

محبت کے بکھیڑون سے ابھی ہو جائے چھٹکارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را

کہے مشاطہ ہاتھ آیا عجب آئینہ حسن آرا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را

گمان مستون کو ہو ساقی لیے ہے شیشہ کیا پیارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را

یہ کی ہے نذر سمجھون جان کو بھی پھر نہ مین پیارا
اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دلِ ما را

وہ عاشق ہون جو مجکو سلطنت ہو صورتِ آوارا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

رخ شفاف جانان کو اگر دیدون حلب سارا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

مقام شرم ہے ایسی عطا کیا چیز ہین دونون
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگر ہوتی حکومت تو اجازت حسن سے لیتا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

دکھایا حسن و سینا چاہتے دل کیا ہین یہ دونون
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

قسم کھاتا ہون آ و مشاطہ مین وہ رخ اگر دکھلا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

بہار کوچہ جانان سے دل سے بھلاتی ہے
کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلے را

حسین آباد گر دیکھین تو بھولین حافظ و سعدی
کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلے را

پڑہی کیا لوٹ ہین معشوق جب سے ہین بنا عاشق
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

نہایت شوخ ہین چالاک ہین عیار ہین یہ بت
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

ہزارون عاشقون کو سادگی نے آپکی مارا
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را

وہ مکھڑا بھولا بھولا گورا گورا ہے عجب پیارا
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را

کہا روز ازل صانع سے انکے حسن ذاتی نے
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را

بنا کر آئینہ اس رخ کی جا لکھا مصور نے
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا را

سر بازار جب آیا صدا دی حسن یوسف نے
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

لکھا تھا کاتب تقدیر نے یہ روز اول سے
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

مرے محبوب و یوسف کو دکھا کر حسن نے پوچھا
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را

کمر اسواسطے ہر دم ہی باندھے وہ ستم آرا
کہ کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

بنایا وہ دہن معدوم صانع کا یہ مطلب تھا
کہ کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

کیا ہی روح کو بند اسلیے اللہ نے دل مین
کہ کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

دلا کہنا ہمارا مان الفت مین کہ سنتے ہین
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

سنو کہنا مرا تم بھی کہ در گوش کرتے ہین
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

محبت مین تمہاری گالیان بھی ہین عجب شیرین
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکرخا را

برا عاشق کو کہنا تجھپہ اے ناصح نہین پھبتا
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکرخا را

کہا فرہاد نے اپنی برائی سنکے شیرین سے
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکرخا را

جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعلِ شکر خارا	سوالِ بوسہ پر دی یار نے گالی تو یہ پوچھا

لطافت کچھ سنا اس کان کے جھالو نکلی موزون کی
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را
لطافت سنکے یہ مصرع صدا ہے روح حافظ کی
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را
ہر اک مصرع پہ حافظ کے لطافت کہہ سنا مصرع
کہ بر نظمِ تو افشاند فلک عقدِ ثریا را

آجکل دستِ جنون حد سے سوا چالاک تھا
چھپ نہ جاتا تو گریبانِ سحر تو چاک تھا

آشنائی مین یہ دل مشتاق تھا بیباک تھا
کھا گیا غوطہ وہی ڈوبے سی جو پیراک تھا

کوئی آدم کی مصیبت پر نہ یون غمناک تھا
پیش ازین کب خلد مین گندم کا سینہ چاک تھا

ہائے کیا دن تھے گناہون سے جو ہر دم پاک تھا
آبرو سے کوچۂ دلدار کے مین خاک تھا

بلبل و گل ہو گئے یکرنگ جب آئی بہار
وان گریبان چاک تھا منقار مین یان چاک تھا

ہائے کیون عاشق ہوا مین اِن بتانِ مہ جبین
حسن اِن مٹی کے پتلون مین بھلا کیا خاک تھا

کہکشان کو دیکھ کر وحشت مین عاشق نے کہا
ہو گیا ثابت کبھی دامن فلک کا چاک تھا

کس بھروسے پر کیا انسان نے دنیا مین غرور
ابتدا بھی خاک تھا اور انتہا بھی خاک تھا

غیر سمجھے تھے جسے چلمن درِ دلدار مین
یار کے پیشِ نظر میرا دلِ صد چاک تھا

روح قالب سے نکل کر پھر نہ آئی حشر تک
جسم خاکی ملگجی اُترسی ہوئی پوشاک تھا

جب بہار آئی ہوائے گل مین سودا ہو گیا
ایک اک پر بلبلِ گلزار کا صد چاک تھا

مار ڈالا کبھی جلایا کبھی تمھارے حسن نے
زہر خطِ سبز تھا خالِ سیہ تریاک تھا

اہل دنیا کی طمع نے کر دیا بے آبرو
دُر ملا قسمت سے تو سینہ صدف کا چاک تھا

رزق طفلی مین تو پایا ہے جوانی مین ہراس
اب نہ کیون دیگا دیا تھا جب نہ کچھ ادراک تھا

وصلت دلدار کی کسطرح لکھتا لذتین / اتنی دوات الٹ چکی اتنے سینہ قلم کا چاک تھا
ہائے کیون لائی مجھے تقدیر دنیا کی طرف / جز گناہ و صدمہ و رنج اس زمین پر کیا تھا
وہ نہانے آئے جب حمام مین عاشق تھے جمع / دم مین اشرفیون سے مالا کیسہ دلاک تھا
تنگ کی جا تھی ہیون مین کیا پہنتا بعد لیس / جامہ عریانی اوتری تہبند کی پوشاک تھا
ہائے پہلو سے نکالا تمنے کیون پہلے نہ دل / اتنی سی تو بات تھی الفت کا قصہ پاک تھا
ملکے جسم یار کیا لوٹے مزے حمام مین / مصلحت ہے تو نہ خالی کیسہ دلاک تھا
تیرے دندان کی صباحت سے دہن کی بو کیسے یار / صبح کو رشک گل شب بو مسواک تھا
عشق مین یوسف زلیخا دونون یکسان ہوگئے / انکا دامن چاک تھا انکا گریبان چاک تھا
ساتھ ہی دونون کو جو روز ازل پیدا کیا / بخت عاشق کیا معین گردش افلاک تھا
وائے ناکامی عجب حصے ملے روز ازل / پھر گردش یا مری تقدیر تھی یا چاک تھا
پہلے کفنی آکے پہنی اور آخر مین کفن / ابتدا سے انتہا تک مین گریبان چاک تھا
اب کفن پہنا تو اے غافل نہ سمجھا نیک و بد / دیکھتا تھا دن پہنتا جب نئی پوشاک تھا

ای لطافت لیگیا پہلو سے وہ دل چھین کر
کس قدر عیار تھا بیباک تھا چالاک تھا

گورے گالون پر خط شبرنگ پیدا ہوگیا / لو محیط یار کی زلفون کا سایا ہوگیا
کس سے پوچھون کون سے دلبر پہ شیدا ہوگیا / دل ابھی تک تو مرے پہلو مین تھا کیا ہوگیا
کیون محبت کی بتون سے حال کیسا ہوگیا / ہائے اس اچھے بھلے دل کو مرے کیا ہوگیا
کچھ خوشی کچھ رنج کچھ امید تھی کچھ مجکو یاس / جب بلایا اسنے گھر مین اور پردا ہوگیا
گل کھلا کر تازہ ہر اک کو دکھاتی ہے بہار / ٹکڑے ٹکڑے یون ہین بلبل کا کلیجا ہوگیا
ہائے رونے مین نہ دیکھا حسن بھی معشوق کا / چادر آنکھون پر پڑی اشکون کی پردا ہوگیا
نازسے جب رکھدیا چھاتی پہ اس دلبر نے پاؤن / ہاتھ بھر خوش ہو کے عاشق کا کلیجا ہوگیا

ایسے لپٹے پہ [illegible] بگڑے تو عاشق نے کہا
مصحفِ رخسار پر قرآن کا دھوکا ہو گیا

[illegible] ہی نظر سے یار نے دیکھا مجھے
پرزے پرزے دل ہوا ٹکڑے کلیجا ہو گیا

[illegible] نکلے ہین خط کا منہ
ہر نگہ کی گرد سے آئینہ میلا ہو گیا

[illegible] جو آکر پاس دل لینے کو وہ
بڑھ کے اِس پہلو سے اُس پہلو کلیجا ہو گیا

[illegible] اس شوخ کے آگے کہتے ہین عشق
عشق مین پتھر کا بھی ٹکڑے کلیجا ہو گیا

[illegible] کرتا ہی پیدا خود وہی جو عمدہ ہو مال
حُسنِ یوسف باعثِ عشقِ زلیخا ہو گیا

[illegible] ہین تو نے بھی مثلِ آسمان پیسا مجھے
دے کے جان اُجلا کفن پایا تھا میلا ہو گیا

کیا قدم جاتا تھا گھوڑا یار کا عاشق تھے جمع
پتلیون کا باغ مین دن کو تماشا ہو گیا

رفتہ رفتہ کی ترقی خوب قد یار نے
پہلے بوٹا بعد سرو آخر کو طوبیٰ ہو گیا

ڈال کر باہین گلے مین اُسنے پوچھا ناز سے
ابتو دل ٹھہرا کہو ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

فخر سے کہتا ہی وہ محبوب سب عشاق مین
لطف ہی عاشق لطافت بھی ہمارا ہو گیا

جوبن آئینہ مین دیکھا وہ حسین شاد ہوا
مین فنِ عشق مین جب قیس کا اُستاد ہوا
کوچۂ زلف مین دل جاکے بہت شاد ہوا
فکرِ معشوق ہوئی عشق پھر اُستاد ہوا
سُنکی سوکھ کے پھر عاشقِ ناشاد ہوا
نالۂ دل مرا ہر رنگ مین اُستاد ہوا
طفلِ اشک آنکھ سے نکلے مرا دل شاد ہوا
ملکے ابرو تیری اِک مطلعِ اُستاد ہوا
غمِ خزان کا نہ بہار آنے سے دل شاد ہوا

دھوم ہے شہر حلب حُسن سے آباد ہوا
دل لگایا تو محبت کا سبق یاد ہوا
ہاے برباد ہوے ہم تو یہ آباد ہوا
ہاے بھولا ہوا آموختہ پھر یاد ہوا
مُنہ لگانا ترا پھر باعثِ فریاد ہوا
قہقہہ وصل مین تو ہجر مین فریاد ہوا
فخر مجھکو سببِ کثرتِ اولاد ہوا
دونو آنکھین ہین کہ دو مرتبہ ہی صاد ہوا
سرو کی طرح مین اِس باغ مین آزاد ہوا

غل مچانا میرا اثر رکھتا ہی گیا ہجر کی شب — آہ سے نالہ ہوا نالہ سے فریاد ہوا
میرے اشعار کے مضمون جو کسی نے کاٹے — دل کے ٹکڑے ہوے گویا غم اولاد ہوا
عشق کر کے دلِ شیدا نے مجھے ذبح کیا — ہاے پہلو مین رہا جو وہی جلاد ہوا
ہمکو عادت ہی حسینون کے ستم سہنے کی — پوچھتے رہتے ہین کوئی ستم ایجاد ہوا
تیری تصویر بنا ہین نظر آجاے حسن — اس غرض سے کوئی مانی کوئی بہزاد ہوا
ہڈیان کھانے کو آتی ہی ہما پیستے ہین — مر کے بھی گھات سے غافل نہین صیاد ہوا
کان دھر کر وہ سنا کرتے ہین محفل مین ستار — یہ بھی در پردہ ہماری کوئی فریاد ہوا
رنج سہتے ہین خوشی سے جو ہمیشہ عشاق — یہ بھی شاید کسی معشوق کی بیداد ہوا
صاف صاف آکے کہی منہ پہ جو تھی حیرانی — آئنہ سامنے انکے مری روداد ہوا
کچھ تو سر پھوڑنے کی داد مجھے ملجاتی — ہاے زندہ نہ مرے وقت مین فرہاد ہوا
مین وہ دیوانہ ہون بدلا مرے سایہ نے جو بھیس — جان آئی کوئی مجنون کوئی فرہاد ہوا
دل پھنسایا تری تقریر نے ای غیرتِ گل — جانتے تھے جسے بلبل وہی صیاد ہوا

تیرے شاگرد ہون استاد لطافت ہی لطف
فخر کیا تو ہی جو شاگردون کا استاد ہوا

جوانی تھی مزے تھے لطف معشوقون سے حاصل تھا — ہمین ہان یاد تو آتا ہی سینہ مین کبھی دل تھا
فدا مانند مجنون بلبلِ خود رفتہ کا دل تھا — سحر کو رشکِ لیلی بو بھی غنچہ مثلِ محمل تھا
روان شوقِ شہادت مین جو سوی کوی قاتل تھا — یہ بھی خود رفتگی آگی کبھی مین تھا کبھی دل تھا
خوشامد لاکھ کی بندون نے پر مطلب نہ حاصل تھا — یہ تو دعوی خدا ہونے کا حق یہ ہی کہ باطل تھا
سواری اسکی جب نکلی تو پروانہ مرا دل تھا — مثالِ شمع تھا وہ شعلہ رو فانوس محمل تھا
ادہر اس مہروش کی یاد مین مضطر مرا دل تھا — ادھر شب بھر جو آغوشِ فلک مین ماہ کامل تھا
کلامِ یار پر طفلی مین بھی شیدا مرا دل تھا — پڑھی استاد سے جسوقت بسم اللہ بسمل تھا

زمانہ اور پری پیکر ترے جوبن پہ مائل تھا
کلیجہ کوئی پکڑے تھا کوئی تھامے ہوئے دل تھا

جنون مین سیر دریا دیکھ کر مجنون مراد ل تھا
کہ لیلی پہ تباتی تھی حباب بحر محمل تھا

محبت جب نہ تھی ہمکو بھی لطف زیست حاصل تھا
کبھی زندون مین داخل تھے ہماری پاس بھی دل تھا

سمجھ کر غیر اپنے عکس کو شرمائے جاتے تھے
جھجکتے وصل مین وہ تھے جو آئینہ مقابل تھا

تمھارے رخ کے ہوتے کیون قسم قرآن کی کھاتے
کہ یہ پیش نظر ہر وقت تھا وہ ہفت منزل تھا

رسائی ہوا گر مین عاشق روز ازل پوچھون
بنایا صانع قدرت نے پہلو مین مرے دل تھا

سقر کہتا ہی کچھ دے کر تجھیلو کیون نہ پار اترے
کہ جب زندہ تھے تم کشتی لیے موجود سائل تھا

نہ کیون مجنون ہو دل میرا سیہ ہی آنکھ مین تیلی
تری لیلے کو زیبا پردہ دار ایسا ہی محمل تھا

ستم ہی قلب عاشق ملکے تلوون سے وہ کہتے تھے
ہماری وصل کا مشتاق مدت سے یہی دل تھا

نگاہ غیر سے مر کر بھی در پردہ بچاتے تھے
غبار اٹھ کر ہمارا گرد اس لیلے کے محمل تھا

جوانی جاتی ہے دندان گئے تو غم سوا مجکو
پکاری صبح پیری رات ہی بھر لطف محفل تھا

عجب دن تھے کہ جینے کو ترستے بھی ہے تمر ملتا
وصال یار کا جب اے لطافت لطف حاصل تھا

غش آگیا تمھین کیون جاکے جان جان دیکھا
اثر دکھا ہی گیا خون ناتوان دیکھا

فلک کے ظلم تو پیری مین اٹھ نہین سکتے
ہزار شکر نہ ہمنے اسے جوان دیکھا

حرم مین دیر مین مسجد مین دل مین آنکھ مین
کہان کہان تمھین ڈھونڈھا کہان کہان دیکھا

اسی سبب سی ہی بیمار چشم کہہ دیتی
بھلا ہوا نہ مجھے تمنے ناتوان دیکھا

حسین ہو یار تو عود شباب کیا ہے محال
ہوئی تھی پیر زلیخا مگر جوان دیکھا

ہماری یاد کی تاثیر دیکھ لی ساقی
ہر ایک شیشہ کو آتی ہین ہچکیان دیکھا

مرے علاج کو آکر طبیب کہتے ہین
سنا کبھی نہ کبھی ایسا ناتوان دیکھا

جھلک دکھا کے نہ چلمن کو جانجان چھوڑو
تمھارے حسن کا جلوہ ابھی کہان دیکھا

تمہارے آئینۂ رخ مین خط کے آ گئے بال
دکھا کے دل اثر آہ ناتوان دیکھا

تمہارا کوچہ ہوا ہے یار واقعی فردوس
یہان جو پیر کبھی آیا تو جوان دیکھا

ہمارا اہل خیر کا بیڑا ہے پار ہاتھون ہاتھ
کبھی نہ کشتی سائل نے بادبان دیکھا

یہ موت بھی ہے جہان مین عجیب اک بیدرد
نہ طفل ہے نہ حسین کوئی نوجوان دیکھا

برائے صرف ملا اے بخیل مال تجھے
خدا کی راہ مین کچھ خیر کر یہان دے کھا

مرے مسیح نے رکھ رکھ کے ہاتھ سینے پر
نفس مرا صفت نبض ناتوان دیکھا

نظر لگی نہین معلوم کس کی رونے کو
کہ طفل اشک نہوے کبھی جوان دیکھا

تمہارا جلوہ کوئی برق تھا جلا عاشق
کہ تھوڑی راکھ نظر آئی کچھ نشان دیکھا

زمین سے عرش پہ جاتی ہے آہ بیکس کی
یہ تیر چلتے ہوئے ہمنے بے کمان دیکھا

لڑکپن آپکا جب تھا مری جوانی تھی
ہزار حیف ہوا پیر تو جوان دیکھا

جہان کے لوگ بھی کس درجہ ناتوان ہین یہ
کہ سیر کی جو حبابون کو ناتوان دیکھا

مقام ہیچ مین پتلی کو دے کے آنکھون نے
یہ دوربین جو لگائی ترا دہان دیکھا

کہا بہشت مین حورون سے آنکے عاشق نے
ہزار شکر کہ تمنے مجھے جوان دیکھا

وہ آئے بہر عیادت تو آگئی طاقت
سنا کیئے نہ کبھی مجکو ناتوان دیکھا

کلام سخت سے پیری مین دانت ٹوٹ گئے
دہن مین آخر اکیلی رہی زبان دیکھا

وہ اپنی بزم مین کرتے ہین یون صفت میری
سنا نہ ہمنے لطافت سا خوش بیان دیکھا

روئی خون ایذا اٹھائی غم ہوا سودا ہوا
ایک الفت مین ہمارے واسطے کیا کیا ہوا

جب کہا مینے کہ تمکو عشق غیرون کا ہوا
بولے جھنجھلا کر اجارہ ہے ترا اچھا ہوا

اک تو وحشت تھی برابر جوش جنون دونا ہوا
فصل گل آتے ہی مجکو اور بھی سودا ہوا

عالم وحشت مین مینے خاک اڑائی اسقدر
دامن صحرا وفور گرد سے میلا ہوا

اُنکو عاشق کے جو مرنے کی کسی نے دی خبر
ہنس کے بولے روز کا جھگڑا گیا اچھا ہوا

آپ ہی کرتے ہین گھائل مجکو تیغِ ناز سے
مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین کہ تجھکو کیا ہوا

تھا جو منظور اُس دہن کا وصف میری طبع کو
طائرِ مضمون بھی فکرِ شعر مین عنقا ہوا

عشق دلبر مین بُرا ہمکو نہ کہہ ناصح خموش
دل دیا اپنا دیا جو کچھ ہوا اچھا ہوا

داغِ دل نے شمع کے مانند دکھلایا فروغ
سینہ دربردہ مرا فانوس کا پردا ہوا

زلفِ مشکین کے نہ بوسے پر خفا عاشق سے ہو
آدمی تھا کی خطا جانے دو صاحب کیا ہوا

وقت فکر آیا طبیعت کو جو دھیان اُس زلف کا
کیا تکلف ہے کہ نکلا شعر بھی اُلجھا ہوا

الفتِ لیلا مین مجنون سے ہوا آخر نہ ضبط
اُسکو بھی رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا

مین جو نکلا قبر سے جائے تعجب ہے عبث
آپ نے ٹھوکر لگائی ناز سے زندا ہوا

کہتے کہتے حالِ فرقت جب ہوا خاموش مین
ہنسکے فرمانے لگے وہ ناز سے پھر کیا ہوا

اے لطافت ہستیِ فانی کا کیا ہے اعتبار
ایک دن ناپید ہو گا جو کہ ہے پیدا ہوا

ہمدمو جان عزیز اُس سے بھلا کیا کرتا
اتنی سی بات پہ قاتل کو خفا کیا کرتا

نامہ اُس گل کو کیا اشک کے دریا مین رواں
التجا تجھسے مین اے بادِ صبا کیا کرتا

کی قضا ہو کے خجل پہلے ہی مجھہ وحشی نے
سامنا قیس بیابان مین مرا کیا کرتا

خونِ عاشق ترے ہاتھون مین ہے مہندی کے عوض
دخل یہان دیکے بھلا دزدِ حنا کیا کرتا

تھا مجھے حشر کو بھی کوچۂ جانان کا خیال
دیکھہ کر گلشنِ جنت کی فضا کیا کرتا

لیتا وحشت مین نہ کیونکر ترے لب کا بوسہ
غیرِ عناب مین سودے کی دوا کیا کرتا

شکوۂ غیر نہ قاتل سے دمِ ذبح کیا
تہِ شمشیر گلا رکھہ کے گلا کیا کرتا

چشمِ جانان نے مرے دل کو نہ صحت بخشی
سچ ہے بیمار کی بیمار دوا کیا کرتا

دو سزا مجکو فرشتو نہ یہان تربت مین
تھا وہان دورِ بتان یاد خدا کیا کرتا

دل ہوا تیرا ہدف دیکھیے بڑھ کر جھپاب
آپ کا تیر نشانے پہ خطا کیا کرتا

سرو کو دیکھ کے تم باغ سے پھر آئے کیون
سرکشی بندۂ آزاد بھلا کیا کرتا

بیوفائی کا ہی ایجاد کیا لیلا نے
بعد اسکے کوئی معشوق وفا کیا کرتا

اسکے ساتھ آئینہ بھی سامنے اٹھایا تھا کبھی
غیر نادان تھا بعد گلا کیا کرتا

کل مرے سامنے آئے ہوئے وہ ہنستے تھے
دوستو اور مین رونے کے سوا کیا کرتا

تنگ تھا جبر مین جینے سے لطافت ہر دم
جان دیتا نہ تو پھر اسکے سوا کیا کرتا

ابر سے ... کھلے ہین گل گلشن کیا کیا
لطف دکھلاتا ہے منجدار کو ساون کیا کیا

تماشہ دکھلاتا ہی رابطہ بت پرفن کیا کیا
دوست خوش ہوتے ہین غم کھاتے ہین دشمن کیا کیا

دشت ... چل جاتا ہون جب مین وحشی
کانٹے پڑھ پڑھ کے ہین لیتے مرا دامن کیا کیا

... بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
سنگ مرقد سے بنے سنگ فلاخن کیا کیا

... ہین کیسی گلرو کی جو تقریر پہ ہم
بلبلین بول رہی ہین سر مدفن کیا کیا

عشق گلرو کا مین چلا باغ سے جب جانب دشت
کھینچا کانٹون نے جنون مین مرا دامن کیا کیا

طالب دید جو جاتا ہے ترے کوچے مین
آنکھین دکھلاتے ہین دیوار کے روزن کیا کیا

داغ جل جل کے ہین گلزار مین کھلتے طاؤس
نازکی چال ہے چلتا ترا توسن کیا کیا

زلف جانان کا سر شام جو آتا ہے خیال
رات بھر دل کو مرے رہتی ہے الجھن کیا کیا

لب پہ اس گل کے جو مسّی کی اوداہٹ دیکھی
نیلی پیلی ہوئی گلزار مین سوسن کیا کیا

نزع کے وقت جب آیا مجھے اس زلف کا دھیان
تیغ جلاد سے الجھی رگ گردن کیا کیا

زیست مین ہم سے یہی سوچ کے خاموش ہین ہم
سختیان جھیلنی ہونگی پس مردن کیا کیا

چاک کرتا ہون اسے چھوڑ کے جب مین اسکو
رشک کرتا ہے گریبان پہ دامن کیا کیا

چرخ دوار کے بھی ہوش اڑے جاتے ہین
گردشین کرتی ہے چشم بت پرفن کیا کیا

گور تیرہ غم اعمال حساب اور فشار
مشکلین ہونگی لطافت پس مُردن کیا کیا

الٰہی غضب ہی یہ کیا ہو گیا
کہ سارا جہان بے وفا ہو گیا

در یار کا جو گدا ہو گیا
وہ اک آن مین بادشا ہو گیا

اودھر وہ گئے بزم اغیار مین
ادھر درد دل مین سوا ہو گیا

سدا دوستی کا جو بھرتا تھا دم
وہ دشمن مری جان کا ہو گیا

عزیزو مرے دل کو ڈھونڈھو ذرا
ابھی پاس تھا ہاے کیا ہو گیا

ملی مہندی ہاتھون مین کس شوخ نے
مین پامال مثل حنا ہو گیا

مگر تیرا دیوانہ مجذوب ہے
کہ جو منہ سے اُسنے کہا ہو گیا

ترقی ہین کہتے اسے حسن کی
کہ دو دن مین وہ کیا سے کیا ہو گیا

جبین سائی اسدرجہ عاشق نے کی
ترا سنگ در آئینا ہو گیا

مرا پیرہن فقر مین دیکھنا
رفو ہوتے ہوتے نیا ہو گیا

لیا بوسہ بے اذن عاشق نے جب
خفا وہ ہوے اور کیا ہو گیا

ترے ہجر مین ہون عجب سخت جان
اگر زہر کھایا دوا ہو گیا

چمن مین جو مہندی ملی آپ نے
ہزارون کا خون دلربا ہو گیا

جو دعواے یکتائی اوثت کیا
ارے توبہ توبہ خدا ہو گیا

جب اس روے رنگین کی لکھی ثنا
قلم شاخ گل سے سوا ہو گیا

خجل وہ ہوے آئنہ دیکھ کر
مقابل جو ہین دوسرا ہو گیا

نہین مجکو زنجیر وحشت مین بار
تری زلف سے سلسلا ہو گیا

جو مجھ زار نے چال پر جان دی
لحد آپ کا نقش پا ہو گیا

یہان تک ہوا ہمکو جوش جنون
کہ مجنون سے رتبہ سوا ہو گیا

مرے پسینے کے لیے دھر مین
فلک صورت آسیا ہو گیا

نہ نکلا جو پیکان تیرا اے صنم
مرے دل مین کیا حوصلا ہو گیا

لطافت ستارے کی گردش تو دیکھ
کہ بے مہر وہ مہ لقا ہو گیا

لحد پہ فاتحہ پڑھنے جو یار آئے گا
تو خواب چین سے زیر مزار آئے گا

جو ایکبار مرے گھر وہ یار آئے گا
ہزار بار مجھے اعتبار آئے گا

نظر جو حسن دو ابروے یار آئے گا
گلوے غیر پہ ذو الفقار آئے گا

جو دیکھ لوگے مرے داغہاے تن کی بہار
پسند پھر نہ تمھین لالہ زار آئے گا

ابھی تو شام ہی گھبرا نہ ہجر مین اے دل
اجل اگر نہین آئی تو یار آئے گا

بہار کوچہ جانان پسند ہے دل سے
بہشت مین بھی نہ مجھکو قرار آئے گا

ہزار تو نے کیے جھوٹ وصل کے وعدے
نہ ایک بات کا اب اعتبار آئے گا

سبو مین ہی ابھی کے جام بھر جو اے ساقی
مگر کوئی نہ کوئی بادہ خوار آئے گا

ہوا ہے اس گل رعنا کو شوق جو سر کا
ہر ایک نقد دل اب مفت مار آئے گا

وہ قتل کر کے مجھے اپنی در پہ کہتے ہین
نہ آج سے کوئی امیدوار آئے گا

کبھی ملونگا نہ صیاد مین وہ بلبل ہون
چمن مین دام لیے تو ہزار آئے گا

اخیر ہی شب فرقت ہوا جگر کو سکون
تجھے کب اے دل مضطر قرار آئے گا

وہ ہم گلون کے ہین عاشق کہ اڑ کے گلشن مین
پس فنا بھی ہمارا غبار آئے گا

ضرور حشر کے دن بھیڑ ہو گی قابل سیر
ہر ایک طالب دیدار یار آئے گا

سمجھ اسکو دیدۂ دل کا بنائینگے سرمہ
جو ہاتھ پاے صنم کا غبار آئے گا

جو اشکبار نہ آئیگی میری قبر پہ شمع
ضرور رونے کو ابر بہار آئے گا

پس فنا بھی جلائیگا دل کو عاشق کی
وہ گل سمجھانے کو شمع مزار آئے گا

شگفتہ ہوگا ہر اک پھول باغ مین گلچین
وہ گل نہال نسیم بہار آئے گا

رکھونگا عین جنون مین میان وحشت جو پاؤن
قدم لگانے کو آنکھون سے خار آئے گا

ہی اس دہن کی مجھے یاد جاؤن باغ مین تنہا
جو مسکرائینگے غنچے تو پیار آئے گا

بہار عمر و جوانی نہ اے **لطافت** کھو
نہال عشق مین ہرگز نہ بار آئے گا

آگ اگر دل کی بجھائے تو جگر جل جائیگا
کوئی دونون مین ضرور اے چشم تر جل جائیگا

آئیگا وہ چاند کا ٹکڑا جو شب کو بزم مین
آتش غیرت سے ہر رشک قمر جل جائیگا

شمع پروانون سے کہتی ہے یہ شب کو بزم مین
عشق صادق جسکو ہے وہ بیخطر جل جائیگا

غیر کو دیگا گزک جب نشہ مین وہ بادہ خوار
رشک سے مثل کباب اپنا جگر جل جائیگا

فصد مجھ مجنون کی لینے آئیگا فصاد جب
خون مین حدت ہی ایسی نیشتر جل جائیگا

گلشن ایجاد مین وہ سوختہ قسمت ہون مین
سائے مین بیٹھونگا جسکے وہ شجر جل جائیگا

نالۂ سوزان جو ساحل پر کرونگا ہجر مین
مچھلیان دریا کی تو کیسی مگر جل جائیگا

اے ہما مجھ دل جلے کی ہڈیان کھانا نہ تو
دیکھنا فوراً ترا ہر بال و پر جل جائیگا

آتش فرقت اگر دل مین بھڑکتی ہی یہا
دیکھ لینا نالۂ سوزان سے گھر جل جائیگا

آئیگا گلگشت کو جب وہ نہال باغ حسن
دیکھ کر سیب ذقن کو ہر ثمر جل جائیگا

کون دلسوزی کرے گا آکے میری قبر پر
ہان پہنچ جائیگا تو بیتاب اگر جل جائیگا

بولے وہ محفل مین پروانہ پھرا جب گرد شمع
کوئی کہدے اس سے دیکھو بیخبر جل جائیگا

وہ جو ساحل پر کریگا خندۂ دندان نما
آتش حسرت سے دریا مین گہر جل جائیگا

نالۂ سوزان جو مین دیوانہ کھینچونگا کبھی
دشت مین مثل چنار اک اک شجر جل جائیگا

اے صبا صحن چمن مین چل نہ آندھی کی طرح
آتش گل سے کسی بلبل کا گھر جل جائیگا

اے **لطافت** مشتعل ہونگے اگر داغ جنون

رفته رفته عشق کے مانند سنبل جائینگے

هاجر غیرون کا گدا اراده کر یا کیونکر هوا
آج پهر بستی کی طرف آنا ترا کیونکر هوا

خون شهیدون کا تری زینت هوا مهندی تبهی
سرخرو آئے ترے رنگ حنا کیونکر هوا

زرد جوڑے نے هی کیسکے تجکو سودائی کیا
تنکے چپنے کا کمال اتنا ابهر کیونکر هوا

میکدے مین روز و شب چهپ چهپکے پیتا هی شراب
مجکو حیرت هی که زاهد پارسا کیونکر هوا

بات کرنے پر تو مجکو گالیان دیتے تهے آپ
آج غیرون کو بهلا بوسه عطا کیونکر هوا

مال و دولت کا نهین منعم جهان مین اعتبار
قلب کر اقبال کو یه لاتقا کیونکر هوا

جب اُنهون نے جان بلب مجکو سنا کهنے لگے
اُسنے کب دیکها مجهے عاشق مرا کیونکر هوا

آتش رخسار هی حد سے زیاده مشتعل
سبزهٔ خط شعله رو تیرا هرا کیونکر هوا

شب کو جو ذلت دی اُسنے کیا کهون اب آپ دو
کسطرح مجکو نکلوایا خفا کیونکر هوا

تهانه قربان چشم پر تیری یه ابرو کمان
تیر مژگان کا هدف دل نخیطا کیونکر هوا

صبر لازم هی دل نادان نه کر فکر معاش
رزق سے مملو دهان اُسکا کیونکر هوا

وه پریشان باغ مین آراسته یه سر بسر
سنبل اُسکی زلف سے همسر بهلا کیونکر هوا

کیا خبر همکو یه وقت قتل محو دید تهی
کب لگائی تیغ اُسنے سر جدا کیونکر هوا

چاندنی مین دیکهکر اُس ماه کو کهتی هے خلق
ایک تو تها چاند پیدا دوسرا کیونکر هوا

غیر کے گهر سے لطافت کے جو گهر آیا هے آج
مهربان ذره په تو اے مه لقا کیونکر هوا

عشق مین اُسکے هی اپنا دل شیدا ٹهرا
جسکی پاپوش سے هے عرش معلے ٹهرا

ذبح هوکر مین کئی بار جو تڑپا ٹهرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹهرا

هوگیا هجر مین آنے سے اجل کے زنده
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹهرا

الفت سبزهٔ خط مین دل مضطر کو هے چین
اک تهوهن سی بوٹی سے هی پارا ٹهرا

رکھتے ہین کھیل مین بھی غنچہ دہن ہاتھون مین
گل ہمیشہ برگ ہمارا دل شیدا ٹھہرا

ہاے گھر سے کبھی نکلا ہی نہ اونھون دیکھا
دیر تک کوچے مین عاشق کا جنازا ٹھہرا

ہو گئی عمر مری ناز اٹھانے مین بسر
دے سکے دل مفت مین مزدور تمھارا ٹھہرا

ساتھ ٹھوکر سے کے وہ دوڑاتے ہین سوئے دل
نہی شوخی ہی کہے جلتے ہین ٹھہرا ٹھہرا

جی مین آتا ہے کرون نقل مکان وحشت مین
واسطے رہنے کے مجنون کا ہی صحرا ٹھہرا

اسکی رفاقت کا قیامت مین جو آیا ہے بیان
سیدہا فردوس مین جاکر تہ طوبے ٹھہرا

دیکھنے آتے ہین آنکھونکو تمھارے عاشق
پتلیون کا ہی نیا ابتو تماشا ٹھہرا

گردش پیر فلک دیکھ کے کہتی ہین صنم
چرخ پوجے کا بتون کو یہ تماشا ٹھہرا

دل عشاق ہین مانند سکندر حیران
کوچۂ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا

چشم مین آئے تصور ترا مژگان کے قریب
ہی نیا گھر نئی چلمن نیا پردا ٹھہرا

[illegible] بلبل نے اٹھایا آکر
تن لاغر مرا گلزار مین تنکا ٹھہرا

ناتوان وہ ہون جہان بیٹھ گیا پھر نہ اٹھا
خاکساری سے جبین نقش کف پا ٹھہرا

چاہ اک بحر کرم کی جو لطافت کو ہوئی
دل کے [illegible] کو جا کر لب دریا ٹھہرا

زلف مین الجھا رہا پا کر گرہ کا نا مشک کا
بالاخر دل نے بنایا آشیانا مشک کا

کشتۂ زلف سیہ ہون احتیاج گل نہین
دوستو لازم ہے تربت پر چڑہانا مشک کا

شہر مین پھیلی اگر خوشبو تمھاری زلف کی
دل لینا چھوڑ دے سارا زمانا مشک کا

خال کا اسکے تصور چشم محبوبان مین ہے
فی الحقیقت آہوونمین ہے ٹھکانا مشک کا

نکہت گیسوی جانان سے معطر ہین دماغ
سنکے نادان نام بھی لینگے نہ دانا مشک کا

عقدۂ گیسوے جانان نے اگر بازی ہوا
شہر مین موقوف ہو جائیگا آنا مشک کا

عقدہ دل مین جگہ دی عشق زلف یار کو
تھا ہمین [illegible] نطفہ نافہ بنانا مشک کا

دودِ تمنا کو ہے خوشبو سے ہمین ثابت ہوا — ہی جلا کر یار کو منظور اوڑانا مشک کا
رشک گیسوے صنم سے اسطرح کا فور ہو — نام کو رہجاے عالم مین فسانا مشک کا
ہی انھین منظور میری زلف لاثانی رہے — عود کے بدلے نکالا ہے جلانا مشک کا
عشقِ زلفِ یار دل مین کسطرح پنہان رہے — بو کی باعث سے ہی کھلجاتا چرانا مشک کا
چشمِ مستِ یار کو آہو نہ سمجھون کسطرح — دیکھ کر تل کو نظر آیا ٹھکانا مشک کا
صحبتِ گیسوے عطر آگین کا اللہ رے اثر — مرتبہ آفاق مین کھتا ہی شانا مشک کا
آئنہ مین دیکھ کر خالِ سیہ کہتے ہین وہ — جای حیرت ہے حلب مین ہی ٹھکانا مشک کا
زلف کی تعریف مشتاقون سے کرتے ہو عبث — عیب ہی وقتِ خریداری بتانا مشک کا
زلفِ جانان خالِ عارض پر ہی دیکھا اسے مرغِ دل — دام سنبل کا زمین صندل کے دانا مشک کا

زلف کے سودے مین ہرگز زخمِ دل اچھا نہو
ہی لطافت خوب مرہم مین ملانا مشک کا

اپنی زلفون کو جو جانا نہ بنایا ہوتا — وصل مین پنجۂ مرا شانہ بنایا ہوتا
چین کب عاشقِ دیوانہ کو آتا پس مرگ — قبر کے گرد جو جنگلا نہ بنایا ہوتا
یتنے پامال کیا کیون دلِ صدچاک مرا — اپنی زلفون کے لیے شانہ بنایا ہوتا
میکشی مرکے بھی تقدیر مین رہتی ای چرخ — کاسۂ سر مرا پیمانہ بنایا ہوتا
بلبلو حسنِ گلِ تر پہ عبث نازان ہو — میرے محبوب سا جانانہ بنایا ہوتا
دشتگردی مری تقدیر مین لکھی تھی اگر — یاخدا آبلۂ پا نہ بنایا ہوتا
قصر تعمیر کیے بادہ کشو کیا حاصل — سب نے ملکر کوئی میخانہ بنایا ہوتا
ای پری مین تو ازل سے ترا سودائی ہون — کسی ہشیار کو دیوانہ بنایا ہوتا
دم مین ہوجاتی فنا سوز نہ جلتی ای عشق — کاش اسنے ہمین پروانہ بنایا ہوتا
بام پر بال سنوارے تھے جو دن کو تمنے — پنجۂ مہرِ فلک شانہ بنایا ہوتا

ای برہمن تجھے منظور ہی گر شیخ سی بحث
کعبہ کے پاس ہی بتخانہ بنایا ہوتا

غیر نے بوسہ جو مانگا تھا تری زلفون کا
ای پری جان کے دیوانہ بنایا ہوتا

صدمے اُس بُت کی جدائی کی مین کیونکر سہتا
پتھر اپنا جو کلیجا نہ بنایا ہوتا

شیشہ جو پھینکدیا تمنے سمجھ کر بیکار
جام ٹوٹا تھا تو پیمانہ بنایا ہوتا

عاشقون کو ہو جلا دیتے جلانیکے لیے
تمکو خالق نے مسیحا نہ بنایا ہوتا

بچتی تکلیف شریعت سے تو راحت ہوتی
ہمکو اللہ نے دیوانہ بنایا ہوتا

عشق مین دردِ جگر کی نہین یارب مجھے تاب
دل دیا تھا تو کلیجا نہ بنایا ہوتا

ہوگی آبادی دنیا تو لطافت برباد
سکن اپنا کوئی ویرانہ بنایا ہوتا

جو بلند اس آہِ سوزان کا شرارا ہو گیا
ہجر کی شب آسمان پر جا کے تارا ہو گیا

جب بڑھی حدت ہماری داغ دل کی وقت ہجر
آفتاب آسمان جل کر شرارا ہو گیا

وصفِ خالِ چہرۂ پر نور جب خط مین لکھا
اوڑتے ہی اوڑتے کبوتر اپنا تارا ہو گیا

آنسوؤن نے بہ گئے ساری آبرو کھو دی مری
آج رازِ عشق اُنپر آشکارا ہو گیا

دل مرا تڑپا جو ان دونون کی آگے ہجر مین
برق نادم ہو گئی شرمندہ پارا ہو گیا

کب ہی سوئی کا علی بند اسکی پشت دست کی
ہی ہتیلی کا ہر اک نقش آشکارا ہو گیا

کیون تجاہل کر کے صاحب پوچھتے ہو کیا کہین
دل ہمارا تھا کبھی اب تو تمہارا ہو گیا

نہر پر جب تیری گریان کا ہوا اکدم گذر
چشم سے سو بار شرمندہ ہزارا ہو گیا

یا ہی شفاف اسنی رکھا جسگھڑی قالین پر
پشت پا سے رنگ ہر گل آشکارا ہو گیا

ہو گئی محفل کی محفل اس نے بسمل دیکھنا
ناز ہی کیا تیری ابرو کا اشارا ہو گیا

ہجر کی شب آسمان کی پار کیون جاتا نہین
تو ہی اے تیرِ دعا نالہ ہمارا ہو گیا

غیر سے گو اُسنے میرے سامنے باتین نہ کین
لڑ گئین آنکھون سے جب آنکھین اشارا ہو گیا

دیکھ کر اسکی زبان سوجھی مری دل کو یہ بات
عکس بینی پہ دہن میں آتشکدہ سا ہو گیا

شرع کی تکلیف سی میخوار سارے بچ گئے
خوب نازل آپ ہی اتمام مکاری ہو گیا

سبزہ خط یار کے رخسار نازک پر نہین
یاد گلگوں کا دلا رنگ سا آشکارا ہو گیا

ایک جا بیٹھا ہون ضعف و ناتوانی سے دو دن مین
قطب شاید مین سے طالع کا ستارا ہو گیا

ای لطافت جب کبھی لغزش قدم کو ہو گئی
منہ سے بس نام علی نکلا سہارا ہو گیا

مجھ سیہ کار کا ان گیسوؤن پر دل آیا
رات کو تھک کے مسافر سر منزل آیا

عیدگہ مین جو تماشے کو وہ قاتل آیا
خنجر تیز ہزارون کے گلے مل آیا

بیمروت ہی نہ پہلو مین کبھی دو دن گا دیکھ
کوچۂ زلف سے ابکی جو مرا دل آیا

کسی محبوب کی ہی خال کا جلوہ آنکھین ہے
بی سبب آنکھ مین مردم کے نہین تل آیا

عشق کا جن نہ اتارا گیا میرے سر سے
خود ہی دیوانہ بنا جو کوئی عامل آیا

گھاٹ کا قصد مرے بحر کرم نے جو کیا
خود قدم چومنے کو دوڑ کے ساحل آیا

بیخبر عشق سے زاہد ہے تو مشتاق ہو نہین
اس جہان مین کوئی جاہل کوئی عاقل آیا

آہ کی نجد مین مجنون نے تڑپکر جو جا
لیکے خود ناقۂ لیلی وہین محمل آیا

بوستان مین جو چلے چند قدم ناز سے وہ
کفش کے گل پہ دلِ زار عنادل آیا

وقت مرنے کے بھی تقدیر کی گردش نہ گئی
قتل کرنے مجھے منہ پھیر کے قاتل آیا

ہم گنہگار تو دوزخ ہی کے قابل ہونگے
عدل کرنے پہ اگر خالقِ عادل آیا

ایکدم تو مجھے آرام سے سو رہنے دے
تھک کی تجھ تک ہون مین ای گور کی منزل آیا

مین جو تڑپا تو یہ گھبرا کے احباب نے کہا
کس طرف آنکھ لڑی ہائے کدھر دل آیا

نہ عبادت کی خبر ہے نہ گنہ کرنے کا ہوش
شکر صد شکر مین اس دہر مین غافل آیا

بام پر فرش کا اسنے جو دیا رات کو حکم
چاندنی برق سے ایک مہ کامل آیا

یاد دلوانی وہ ابرو شبِ عید اے مہِ نو
تو بھی آیا تو مری جان کو قاتل آیا

اے فلک مجکو بھی خورشید لقا یار ملا
لکھا ہے حصے مین جو تیرے مہِ کامل آیا

درِ گلشن سے روش تک جو گئے چند قدم
بولے وہ ناز سے مین تو کئی منزل آیا

بعد مدت کے چھُٹا ہی جو تری زلفون سے
پوچھتا پوچھتا مجھہ تک ہے مرا دل آیا

کربلا جلد **لطافت** کو خدا پہنچائے
بمبئی تک تو ہے طے کر کے منازل آیا

آنکی آنکھون کو میانِ طاق ابرو دیکھنا
عین کعبہ مین رما کرتے ہین آہو دیکھنا

امتحان مین عاشقِ شیدا کو بیجان کر دیا
تھام مخفین بد نظر آنکھونکا جادو دیکھنا

پاس سنبل کے ہین گلشن مین سنوارے تم نے بال
آئینہ اے سادہ رو چلکر لبِ جو دیکھنا

تیغ مین مژگان کی ہی صیاد کی چشمِ سیاہ
ہی تماشا شیر کے پنجہ مین آہو دیکھنا

آہوون نے مشک کو شرما کی نافونمین رکھا
تا ختن پہنچی تمہاری زلف کی بو دیکھنا

اوس پڑتی ہی سحر کو ہین وہ گلشن سے چلے
دیدۂ نرگس مین بھر آئے ہین آنسو دیکھنا

کاتبِ قدرت کی صنعت ہی وہ ابرو چشم
کس قدر خوشخط لکھا ہے مدِ آہو دیکھنا

آئینہ سی اولے خلوت مین برہنہ ہوگئے وہ
شرم آتی ہے نہ ہرگز اس طرف تو دیکھنا

آج تو اونسی الگ ہٹکر نہین بیٹھا ہی رقیب
کل خدا نے چاہا تو پہلو بہ پہلو دیکھنا

قطعہ

باغ مین کس غیرتِ گلزار کی آمد ہے آج
بوستان مین ہین خوشی کے طور ہر سو دیکھنا

نغمہ سنجی پر ہین آمادہ چمن مین بلبلین
وجد کے عالم مین ہی سروِ لبِ جو دیکھنا

چوب ہی نقارۂ گل کے لیے موجِ نسیم
اپنی تھہنا ہے لیے طبلۂ خوشبو دیکھنا

نالۂ سوزان ہین پیہم چرخ سے ٹکرا رہے
اطلسِ گردون نہ ہو جائے گا اُتو دیکھنا

نشان دکھلاتے ہین کیا نامِ خدا خالِ سیاہ
آیتین رکھتا ہی اُنکا مصحفِ رو دیکھنا

شکل بدہ ہر دم بھوون کے پاس ہے چین جبین
آبرو ہو جائینگے آخر وہ ابرو دیکھنا

آئینہ حیرت سے بنجاؤن گا بزم غیر مین
مین تجھے دیکھون گا اے دلبر مجھے تو دیکھنا

رو نیوالے ہین نہ اُس کوچے سے اُٹھینگے کبھی
گر پڑینگے ہم کسی دن بنکے آنسو دیکھنا

ای لطافت ہوگا سارا دن صفائی سے تمام
صبح اُٹھ کر یار کا آئینہ رو دیکھنا

اک عید عاشقون کو ہے جاتے ہین یان سے کیا
آنکھین پھری ہوئی ہین چلے ہین جہان سے کیا

اُٹھیگا رعب حسن دلِ ناتوان سے کیا
دیکھین حضور یار کی نکلے زبان سے کیا

نالے ہین لب پہ ہجر بتِ نوجوان سے کیا
چلتے ہین آج تیر ہماری کمان سے کیا

ایدل غمِ فراق ہی کہتا زبان سے کیا
صدمے گذر رہے ہین تو گذرے بیان سے کیا

وہ عندلیب ہین کہ کھلی ہے قفس مین آنکھ
گلزار سے غرض ہمین کام آشیان سے کیا

مانند تیر بھاگتے ہین ہمسے نوجوان
پیری مین ہو گئے ہین خمیدہ کمان سے کیا

پتھر کا دل تو چاہیے فولاد کا جگر
اُٹھینگے ناز یار کے مجھ ناتوان سے کیا

اوڑکر بدن سے کہتی ہے یون عندلیب روح
آئی خزان چمن مین چلے ہم یہان سے کیا

مژگان کا رخ ہے ابروے دلدار کی طرف
اکبار سب یہ تیر چلین گے کمان سے کیا

برچھی سے قتل اُسنے جو ہی غیر کو کیا
تلوارین دیتی ہین مجھے طعنے زبان سی کیا

اُس شاہِ حسن کی جو محبت کا تھا فرہ
رغبت ہوئی ہما کو مرے استخوان سے کیا

مدت کے بعد دل مین ہے آیا کسی کا غم
اک جان ہے عزیز کرون میہمان سے کیا

ویران ہونگی بنتی ہین ناحق عمارتین
گھر ہے ہمارا قبر غرض ہے مکان سے کیا

سینہ سی جا کی زلف مین دل کو سکون ہوا
صحت ہوئی مریض کو نقلِ مکان سے کیا

جاہی سوال وصل کہا اُس سے رازِ عشق
کہتا تھا کیا مین نشہ مین نکلا زبان سی کیا

سنتے ہو کان دھر کے جو غیرون کو دل لگا ل
دلچسپ ہے زیادہ مری داستان سے کیا

یہ مشتِ خاک مر کے بنی گرد کوے یار
دو گز زمین لیجیے اِس آسمان سے کیا

ظالم نہ دورِ چرخ مین ہون تیز کس طرح
ہوتی ہی بارہ تیغ پہ سنگِ فسان سے کیا

وہ جائی کو ہین صبحِ شبِ وصل کیا کرون
مطلب ہزار ہا ہین کہون اک زبان سے

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینہ مین کبھی
ملتی ہین لذتین مجھے دردِ نہان سے کیا

سیراب ہوکے آبلۂ پا سے دشت مین
کانٹے دعائین دیتے ہین مجکو زبان سے کیا

بلبل خموش گل ہمہ تن گوش ہوگئی
پائے مزے ہزار مری داستان سے کیا

مژگانِ تیز کو کبھی کہتا ہون مین جو تیر
رہتے ہین دیر تک وہ کشیدہ کمان سے کیا

یارب دکھا دوبارہ لطافت کو کربلا
گھبرا گیا ہے دل مرا ہندوستان سے کیا

دل یون نتھا شکستہ خیالِ کمر نتھا
اس آئنہ مین بال کبھی پیشتر نتھا

طفلی مین کچھہ فراق کا غم جان پر نتھا
کیا اچھے دن تھے عشق سے بالکل خبر نتھا

عاشق رخِ صنم کا کوئی پیشتر نتھا
اس آئنہ کا سیر سے سوا دل مین گھر نتھا

ضعف تھے سب غرور سے کوئی خبر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

قبلِ سکندر آئنہ اے سیم بر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نتھا

غصہ تو مجھپہ یار کو آیا تھا ہان مگر
افسوس ہے کہ نیمچہ زیبِ کمر نتھا

آیا تڑپ کی یار نہ گھر سے رقیب کے
افسوس اپنی آہ مین کچھہ بھی اثر نتھا

پیری کا دھیان تھا نہ جوانی مین غافلو
کیا شب تھی خواب مین بھی خیالِ سحر نتھا

کیا لطف سے بسر ہوئی کل کی شبِ وصال
سوئے لپٹ لپٹ کے رقیبونکا ڈر نتھا

آنسو بہاکے فاش کیا اسپہ رازِ عشق
کیا اور کوئی وقت تجھے چشمِ تر نتھا

دنیا کے چھوٹنے سے نہ غمگین ہو غافلو
یہ جائے مستعار تھی کچھہ اپنا گھر نتھا

قارون کا حال دیکھہ لے اے منعمِ دنی
نازل بلا تھی سر پہ ہر اک گنجِ زر نتھا

مثلِ بسیر فراق مین ہر درد تھا عزیز
آنسو محل ہے تھے جو لختِ جگر نتھا

اس مصرع میں ... لفظ ... [illegible]

کیا سخت تھی دلا شب مہتاب ہجر کی — پتھر تھا میرے سینے کے اوپر قمر تھا
ناقص ہی ہے خدا کی مدد صنعت بشر — شداد نے بہشت بنایا تو در تھا
صبح شب وصال تھی عاشق نے کی قضا — آخر گھڑی تھی عمر کی پچھلا پہر تھا
سیب ذقن کا وصف لکھا ہو گئی بہار — باغ جہان مین شاخ قلم پر ثمر تھا

پاتا تھا کربلا مین لطافت عجب شرف
دہلیز شاہ پر ہر اک وقت سر تھا

کبھی جلوہ اپنا جو خواب مین مجھے تو نے ہی دکھا دیا — مری بخت خفتہ نے کیا کہون مجھے کس مزے مین جگا دیا
ترے وصل نے ہی شباب مین مرے دل کو کیا ہی مزا دیا — مجھے بوسہ لب کا دیا صنم یہ غضب کا لپکا لگا دیا
شب وصل دیکھ کے حسن کو کیا پیار انھین جو لپٹ — ہوی بوسہ لینے سے شرمگین تو چراغ جلکے بجھا دیا
جو دم گلے تھی ہم بغل مری آنکھ چین سے لگ گئی — تو ہلا کے شانہ فراز مین مجھے دوستون نے جگا دیا
شب وصل عیش مین گزر گئی جو اکیلا پایا تھا یار کو — تو دبا کے پاؤن سلا دیا کبھی بوسہ لے کے جگا دیا
مجھے بوسہ دے کے جو دل لیا تو یہ بات کوئی بری نہین — یہ خموشی آپکی ہے عبث جو لیا لیا جو دیا دیا
جو اثر دکھایا اس آہ نے تو یہ رہرون نے برائی کی — مرا گھر وہ پوچھتے پھرتے تھے نہ پتا کسی نے بتا دیا
مری داغ دل کے چراغ کو تری زلف و رخ کی خیال نے — ہوئی شام جب تو جلا دیا ہوئی صبح جب تو بجھا دیا
ہوی بعد وصل وہ شرمگین جو خیال دل مین کچھ آگیا — تو حیا سے سر کو جھکا لیا مجھے پاس سے بھی ہٹا دیا
ہے خیال تمکو رقیب کا مرے حال کی نہین کچھ خبر — اسی یاد کرتے ہو ہر گھڑی مجھے دل سے تم نے بھلا دیا
جو سحر کو چٹکی کلی کوئی تو چمن مین بولا وہ نازنین — ابھی آنکھ لگ گئی تھی مری مجھے نالے کس نے جگا دیا
کوئی کہدے اتنا رقیب سے مری ساتھ تو نے بھی جان دی — مرے مرنے سے تھی وہ خوش بہت ترے غم نے انکو رلا دیا
جو ادائین زلفین غبار مین ابھی صاف صاف بیان کرو — کسے دفن کر کے تم آئے ہو کسے خاک مین ہی ملا دیا
ترے گیسوؤن مین الجھ گیا نئی پیچ سے ہوا مبتلا — مرے دل نے کیا ہی غضب کیا مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

شب ہجر یون ہی بسر ہوئی جو لطافت اسکا خیال تھا

کبھی غم نے دل کو جلا دیا کبھی آنسوؤن نے بجھا دیا

لب سیہ سے جو خال چہرہ جانان ہوا
آتش رخسار روشن سے یہ تل بریان ہوا

دل کو الجھن ہوگئی سودا بڑا ہیجان ہوا
باعث وحشت خیال گیسوے جانان ہوا

ہار مین ہنسکر سربازار کہتا ہے یہ گل
یہ ہوئی نوبت کہ پھٹے کپڑون مین جو خندان ہوا

ذبح کرکے بند کردے آمد و رفت نفس
خنجر قاتل ہماری حلق کا دربان ہوا

ملگئی کوچے مین تیرے اسن مانے سے جگہہ
سایہ دیوار کا سرپر مرے احسان ہوا

دفن تربت مین ہوا جب مین تو چلائی اجل
لو ہوا آباد اک گھر آج اک ویران ہوا

جوہری بازار مین لعل و گہر کی سیر کی
جب ترے مشتاق کو عشق لب و دندان ہوا

ایک بوسہ پر لیا کرتے ہین معشوقان دہر
اسقدر سودا دل عشاق کا ارزان ہوا

ناز سے کہتے ہین وہ بانہین گلے مین ڈالکے
آج تو پورا دل مشتاق کا ارمان ہوا

روح کہتی ہے نکلکر خانہ تن سے مری
امی بسا افسوس یہ گھر آج سے ویران ہوا

آدمی پیدا جو ہوتا ہے سراے دہر مین
موت کہتی ہے کہ وارد اور اک مہمان ہوا

مین عجب بیکس ہون شبنم دوست دشمن ابر شمع
کون کون آکر نہ میری قبر پر گریان ہوا

انجمن مین آپکی عشاق ہی ششدر نہین
دیکھ کر یہ روے صاف آئینہ بھی حیران ہوا

جب کہا مینے کہ الفت ترک کردی آپسے
ہنسکے فرمانے لگے وہ آپکا احسان ہوا

رنج و اندوہ کا نہ شاکی ہو لطافت یہ جہان
بہر کافر خلد مومن کے لیے زندان ہوا

ملیگا حسن کی خیرات اک بوسہ تو لیا ہوگا
فقیرون کا سوال اے دوست پورا کر بھلا ہوگا

گلے مین ہاتھ ہونگے لب پہ لب سینہ ملا ہوگا
شب وصلت جو آئیگی تو پھر کیا مزا ہوگا

تمنا دل کی بر آئیگی پورا مدعا ہوگا
اگر آپ ایک بوسہ ہمکو دیدینگے تو کیا ہوگا

طریقہ کجروی کا چھوڑ اے ظالم ترا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا نہ ہوگا

تری ترچھی نظر سے کام مجھ عاشق کا کیا ہوگا
نہ نکلے گا کمان سے تیر جب سیدھا خطا ہوگا

ہوئی بس دوستی و دشمنی کی حد زمانے مین
نہ مجھسا باوفا ہوگا نہ تمسا بیوفا ہوگا

اشارہ خنجر ابرو کا کرکے کیون ڈراتے ہو
ہماری جان بس جاتی رہیگی اور کیا ہوگا

شب فرقت ہی تو آئیگی تو سو ونگا راحت سے
بڑا احسان تیرا آج مجھپر اے قضا ہوگا

خدا پوری کرے مانی ہین نذرین میرے مرنے کی
قضا آئیگی جب مجھکو تو وہان سجدہ ادا ہوگا

فقط دنیا ہی مین ہے امتیاز زینت و ثروت
لحد مین جاکے یکسان غالب شاہ و گدا ہوگا

دعا سو جہ سے کرتا ہی عاشق اپنے مرنے کی
سنا ہے نزع مین دیدار روے دلربا ہوگا

فقیری کی شرف سے ہوگا وہ سرتاج شاہون کا
ہماری ہڈیان جو زاغ کھائیگا ہما ہوگا

حسینون سے محبت کرکے آخر کردیا بیدم
نتھا معلوم مجھکو دل ہی دشمن جان کا ہوگا

ہنسی تھی زعفران زخیر مری خود ہی ہنسی جاتی
ہنسا جائیگا وہ بیشک کسی پر جو ہنسا ہوگا

جو میخانے مین یاد آئیگی اسکی گردن نازک
ہمارے ہاتھ ہونگے اور صراحی کا گلا ہوگا

نہ آئینگے نہ آئینگے لطافت ہند مین پھر کے
اگر جانا دوبارہ اپنا سمت کربلا ہوگا

ہونگا مین رسوا کسی رشک قمر سے دیکھنا
چھٹ نہین سکتا محبت کی نظر سے دیکھنا

یاد دندان مین جو رویا مین تو بولے ہنسکے وہ
آج موتی دیدۂ گریان سے برسے دیکھنا

مفت مر جاتے ہین اے بیرحم عاشق چشم کی
زہر ہوتا ہی ترا میٹھی نظر سے دیکھنا

گر اسی صورت رہا رونا ہمارا جوش سے
ایکدن طوفان اٹھیگا چشم تر سے دیکھنا

اے دل شیدا نصیحت یاد رکھنا تو مری
دیکھنا جسکو محبت کی نظر سے دیکھنا

وہ چلی صبح شب وصلت ہوئی ہے صبح حشر
ہون گریبان چاک مین پچھلے پہر سے دیکھنا

کیا تماشا ہو اگر دستار اچھالو پڑھکے تم
میکشو واعظ وہ جاتا ہے ادہر سے دیکھنا

آخر شب اس قمر نے بام پر الٹی نقاب
آفتاب اوبچا ہوا پچھلے پہر سے دیکھنا

یا نہ آئیں نہجان کی آج آئی ہے قضا
نیمچہ اسنے لگایا ہے کمر سے دیکھنا

ظلم کرنے مین شریک اسکے ہوئے ہین وہ نگہ
عاشقو بگڑے گی چرخ فتنہ گر سے دیکھنا

تیر ہے تلوار ہے شیدای چشم مست کو
سرمہ دیکر یار کا ترچھی نظر سے دیکھنا

رائگان ہونگے مرے نالے نہ ای ہمدم کبھی
آئینگے وہ ایکدن انکا اثر سے دیکھنا

آتے ہی پہلو مجکو خالی آتا ہے نظر
کوئی دلبر لیگیا ہے دل کو بر سے دیکھنا

یاد آتا ہے وہ شرمانا تمھارا بعد وصل
مسکرا کر منہ مرا نیچی نظر سے دیکھنا

دھوم سے تابوت اٹھیگا شہید ناز کا
دو قدم تم بھی نکلکر اپنے گھر سے دیکھنا

ہے وہ مشہور ای لطافت بیوفا و پرجفا
دل لگایا ہے کس بیداد گر سے دیکھنا

ہر ایک گل کی کشش مین جو اضطراب ہوا
دل آب ہو کے مرا شیشۂ گلاب ہوا

وفور رحمت غفار بے حساب ہوا
گناہ کر کے جو مجکو ذرا حجاب ہوا

جو اسکے رخ سے قرین ساغر شراب ہوا
تو آفتاب مین پیدا اک آفتاب ہوا

بشر کی وقت ولادت ہی شور بجر جہان
فنا کے واسطے مخلوق اور اک حباب ہوا

ہوئے جو پاؤن کے چھالون سے خار رہ سیراب
سبیل کا ترے دیوانے کو ثواب ہوا

پلائی مجکو مۓ آتشین جو ساقی نے
رقیب بزم مین جل بھن کے کیا کباب ہوا

گئے بہشت مین نادار و فاقہ کش پہلے
نہ کچھ شمار ہوا اور نہ کچھ حساب ہوا

خیال مصحف عارض مین جل رہا ہے دل
ثواب جان کو میری عجب عذاب ہوا

رخ صنم کی صفائی گئی نکلتے ہی خط
کہ بال آگئے یہ آئینہ خراب ہوا

عروج گریۂ عاشق پس فنا بھی رہا
بگولا اٹھکے مری خاک کا سحاب ہوا

دیا جواب نہ کچھ سنکے آگئی انھین نیند
ہمارا حال دل افسانۂ وقت خواب ہوا

جہان مین جو ہین فنا ہوگی تم الفلو دیکھو
نظیر کے لیے پیدا ہر اک حباب ہوا

کہلائین کیا نہین قلب و جگر کوئی تن بنیہ
فراق یار مین غم سے ہمین حجاب ہوا

پڑہتا ہے ہر قدِ موزون کی وصف مین مصرع
چمن مین مصرعِ شمشاد کا جواب ہوا

جو کی ہی ماتم کے دانت اسنی سحر مین کلی
صدف مین شورِ گہر سے مین آب آب ہوا

زمین مین روز ولادت گڑی جو نال مرکے
کہا اجل نے مسافر کا یا تراب ہوا

ہوا افشار لطافت کو پھر نہ تربت مین
تہِ زمین جو عیان عشق بوتراب ہوا

ردیف باے موحدہ

آپکی دیوار پر گر بیٹھہ جائے عندلیب
نرگس آنکھو نپر رکھے گلشن مین پائے عندلیب

پھول سے عارض جو ہم اسکے دیکھہ پائے عندلیب
گل تو کیا گلشن کو نظرون سے گرائے عندلیب

آشیان ہرجا نہ شاخون پر بنائے عندلیب
باندھ دے گلچین رگِ گل سے کے پائی عندلیب

باغ کی خاطر پھڑک کر تنگ ہوی صیاد یہ
روغنِ گل سے قفس مین کردو ای عندلیب

نامۂ رنگین بہار یہ ہے اُس گل کو لکھا
مرغِ نامہ بر کے بدلے لے کے جائے عندلیب

چہچہے نغمے ترانے زمزمے پھر ہون عجیب
سیرِ گل کا سالب و لہجہ جو پائے عندلیب

باغ مین گلگشت کو آیا ہے وہ رشکِ بہار
ہان تصدق کو زرِ گل لے کے آئے عندلیب

گوشِ گل فصلِ بہاری مین بنی اسواسطے
کان دہر کر تا سنین افسانہ ہائے عندلیب

عشقِ گل مین ہوا گر جوشِ جنون میری طرح
باغ مین سنبل بنے زنجیر پائے عندلیب

گفتگو معشوق و عاشق کی ہوی یکبار اب
آئی غنچون کے چٹکنے سے صدائے عندلیب

دے اری صیاد پانی کی جگہہ اسکو گلاب
چاہتا ہے تو قفس مین گر شفائے عندلیب

عشقِ گل یون ہو سراپا بنگئی تصویرِ باغ
غنچہ ہے منقار شکلِ خار پائے عندلیب

باغ مین آکر نقاب اُلٹے جو میرا گلبدن
چٹکیو نمین ہر گلِ تر کو اوڑائے عندلیب

خاک اڑتی ہے چمن مین گل کی جا پر جا بجا — ہای خزان مین باغ اک ماتم سراے عندلیب
آتش گل اسقدر بھڑکی ہوئی ہے باغ مین — جمع شاخون پر نہین پروانے بجاے عندلیب
پھول پہنے باغ مین آیا ہی وہ رشک بہار — ہان گلابی ہر گل تر کو بنائے عندلیب
بعد مردن بھی گلونکی ہے محبت کیا عجب — روح عاشق کی چمن مین بنکے آئی عندلیب
واہ کیا طرفہ دو رنگی ہی تری اے حسن عشق — گل کو خندان دیکھکر آنسو بہائے عندلیب

عشق صادق تھا لطافت کچھ نکچھ ہوتا اثر
گوش گل مین گر پہنچ جاتی صداے عندلیب

دیکھ لی جب سے گلون نے ہی وفاے عندلیب — سر پہ رکھتی ہین تحبیالفت سے پاے عندلیب
عشق مین گل کے اگر آنسو بہائے عندلیب — موتیے کے پھول ہون سب آنکھہاے عندلیب
تیری ایوان کی جو گل بوٹون کو آکر دیکھلے — چھوڑ کر گلشن نشیمن یہان بنائے عندلیب
صحن گلشن مین ہو عدہ فرش بلبل چشم کا — جبکہ اس گل کے لیے آنکھین بچھائے عندلیب
مین جدا ہون اپنے رشک باغ سے آٹھ پہر رشک — وصل گل کے یون مرے ہر دم اوڑائے عندلیب
ہو اگر مدنظر اس رشک گلشن کو بناؤ — باغ مین افشان ور گل کی بنائے عندلیب
پوچھکر مجھسے نہ عزرائیل نے کی روح قبض — گل کو ہی گلچین نے توڑا ہے رضائے عندلیب
زر جو لیکر مٹھیو نمین غنچۂ گل آئے ہین — دینگے شاید بوستان مین خونبہائے عندلیب
چلتی ہی باد خزان ہو جائیگی دم مین فنا — بلبلا پانی کا ہے گویا بقائے عندلیب
عشق مین اس گل کے مجھسے یون کھٹکتے ہین رقیب — ہی خلش جسطرح کانٹون کی برائے عندلیب
سخت دل ہین کسقدر غنچے نہ پھوٹی منہ سے کچھ — روئی شبنم سن لیا جب ماجرائے عندلیب
گر پڑونگی گل اگر چمن مین زار دلاغر ضعف سے — جان کر تنکا گلستان مین اٹھائے عندلیب
عشق معشوقان باغ دہر کا بیکار ہے — گل ہر اک ہنستا ہے سنکے نالہائے عندلیب
ہو مری گل کو چمن مین گر گل بازی کا شوق — باغ مین اوڑ اوڑ کے آنکھون سے اٹھائے عندلیب

کاتب تقدیر حسن و عشق سے آگاہ تھا
لکھ دیا گل کے ورق پر ماجرائے عندلیب

سنبل و سوسن کے تختے باغ میں ہیں جا بجا
ہو گیا ہے جمع دودِ نالہائے عندلیب

ای لطافت قطرہ شبنم نہین یہ رات کو
آبدیدہ گل ہین سُنکے نالہائے عندلیب

مژگان کا ہی نہ ابروے دلدار کا جواب
تیرون کا ہی جواب نہ تلوار کا جواب

رخسار سرخ ہین گل گلزار کا جواب
آنکھین تری ہین نرگسِ بیمار کا جواب

کبکِ دری ہی بھولا ہوا مدتون سے چال
کیا اس چلن پہ دے تری رفتار کا جواب

اعمال کا سوال جو ہین ہوگا حشر کو
دیگا ہر ایک عضو گنہگار کا جواب

بینی یار کا ہی اشارہ نہ بوسہ مانگ
سید ما فقط ہی حسن کی سرکار کا جواب

وعدہ ہی گاہ حشر کا گہ لن ترانیان
اقرار کا جواب نہ انکار کا جواب

کہتا ہی شیخ وعظ مین مستون کو دور کی
دے کون فحش مردمِ بازار کا جواب

نالہ و لا فراق مین کر جب کہین رفیق
تسکین دوستون کی ہی بیمار کا جواب

رکھ لی ہی بات عشق مین اے جسمِ زار واہ
پیدا کیا ہے کیا کمرِ یار کا جواب

پیتی ہی چھک گئی نہ کیا دوسرا سوال
ساقی نہین تری مئے گلنار کا جواب

صف باندھ کر جو عاشقِ حیران کھڑے ہوے
دیوار ہو گئی تری دیوار کا جواب

گردون پہ کیون چمک کے نکلتا ہے ماہِ نو
کیا ہوگا تیری ابروے خمدار کا جواب

حاضر دمِ سوال ہے تجویز ہو سزا
اقرار آپ کے ہے گنہگار کا جواب

وحشی کے دل مین عشقِ مژہ ہی کھٹک رہا
دیتا ہی دشت مین خلشِ خار کا جواب

پیدا کرے یہ بات تو ہمسر ہو لا کلام
کیا منہ جو غنچہ دے دہنِ یار کا جواب

واعظ سی بھی گناہ ہوا شغلِ بادہ خوار
مسجد بنائی خانہ خمار کا جواب

مضمون دہان تنگ کا اسمین سوی ہین نظم
اسوجہ سے نہین مرے اشعار کا جواب

ابرو کا بوسہ مانگا تو بڑھ کر لگائی تیغ
دیکھو مرا سوال مرے یار کا جواب

سبزہ نکلتے ہی ترا جوبن رواں ہوا
کیا حسن سے گیا خطِ رخسار کا جواب

واعظ سے کہتے ہیں قدحِ مے دکھا کے رند
ہو اپنے پاس بھی تری دستار کا جواب

غیبت اگر کرے ترے مقتول کی کبھی
دے تیر کی زبان لبِ سوفار کا جواب

ہم سب طرف ہیں بوسوں کی تنخواہ بند ہے
وہ خطِ رخ ہے حسن کی سرکار کا جواب

یوسف لقا ہی تو خریدار جمع ہیں
کوچہ ترا ہے مصر کی بازار کا جواب

گلشن میں چہچہے نہ اے عندلیب پھول
غنچہ ہے شاخ پر تری منقار کا جواب

بخشش میں تو وحید تو عصیاں میں ہم ہیں فرد
آمرزگار کا نہ گنہگار کا جواب

کیونکر نہ اسکا عشق ہر اک کے گلے پڑے
پتلی کمر ہے یار کی زنار کا جواب

بولے ہمارا نامہ **لطافت** وہ دیکھ کر
کسکو دماغ لکھے جو طومار کا جواب

تھا ہجر میں جو نزع کا عالم تمام شب
دیکھا کیے ہیں دم مرے ہمدم تمام شب

پروانہ بھی جلا تو ہوا غم تمام شب
گریاں برنگِ شمع رہے ہم تمام شب

دن بھر جنوں میں ریگِ بیاباں کا ہے لباس
تن پر مرے ہے جامۂ شبنم تمام شب

صورت نہ دیکھی وصل میں بھی ہمنے یار کی
بہرِ تواضع ایسے رہے خم تمام شب

آیا جو رات کو نہ چمن میں وہ رشکِ گل
کانٹوں پہ لوٹی باغ میں شبنم تمام شب

کس مشکلوں سے رات گذرتی ہے ہجر کی
کرتا ہوں عید ہوتی ہے جس دم تمام شب

مانا کہ حسبِ وعدہ وہ آتے ہیں میرے گھر
لیکن مزاج رہتا ہے برہم تمام شب

پہلو میں انکے چین سے سویا وہاں رقیب
بیتاب اپنے گھر میں رہے ہم تمام شب

کیونکر بسر فراق میں ہوتی ہے کیا کہیں
دن بھر غم اپنے گھر میں ہے ماتم تمام شب

کل تھی شبِ فراق تو آئے نہ دم میں دم
کیا کیا اجل کو ہمنے دیے دم تمام شب

پڑتی ہے اوس جا نہین سکتے وہ اپنے گھر — باران کا کام کرتی ہے شبنم تمام شب
خندان عبث ہے ہستی ناپائدار مین — گریان ہے گل کے حال پہ شبنم تمام شب
کہتے ہین وہ کہ آؤن مین کس طرح تیرے گھر — دن بھیگتے ہی پڑتی ہے شبنم تمام شب
مضطر رہے وقت صبح مین تجھ سے ہم شب فراق — ہاتھ دل پہ رکھتے رہے ہم تمام شب

تنہا نہ ایک دم تھا لطافت شب فراق
ہمدم تھے رنج و درد و غم و ہم تمام شب

ہٹتی ہین وہ چڑھے ہوے ابرو جبین سے کب — تلوارین یہ اترتی ہین عرش برین سے کب
ہوگا زیادہ حسن وجمال اس حسین سے کب — بہلے گا خلد مین مرا دل حور عین سے کب
معمور دل مرا ہو خیال حسین سے کب — آباد یہ مکان ہو دیکھو مکین سے کب
خالی زمانہ ہوگا مجھ اندوہگین سے کب — اے آسمان یہ بوجھ اٹھیگا زمین سے کب
شاہ ختن ہے زلف کی مشاطہ سے بھی علم — فغفور چین سوا ہے ترے جامہ چین سے کب
بیخوف جاکے کوچۂ جانان مین ہین سہل — مومن نکالا جاتا ہے خلد برین سے کب
اقرار ہے کبھی کبھی انکار وصل کا — حیران ہم نہین ہین تری ہان نہین سے کب
بیٹھے کہین ہون دیکھتے ہین پر جمال یار — کم ہے ہمارا دیدۂ دل دوربین سے کب
عاشق کو دیکھنے کو مسیحا ان آئیے — ہوگا زیادہ وقت دم واپسین سے کب
ہونٹون کے گرد کیون نہ ہے خط کا مورچہ — شیرین لب اس پری کے ہین کم انگبین سے کب
نازک مزاج غیر کے احسان سے ہین بری — مطلب قبائے گل کو ہوا جامہ چین سے کب
شمعین ہین نور کی کنول ہین بلور کے — باہین تری عیان ہین سفید آستین سے کب
نازک ہو انتہا کے نہ اتنا کرو بناو — افشان کا بار اٹھیگا تمھاری جبین سے کب
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین — زنبور بہرہ مند ہوی انگبین سے کب
عشاق ہین گدا کی طرح طالب جمال — تشریف آپ لائیگا خانہ نشین سے کب

چین بر جبین جھین دوپٹہ ہے آپ کا
فرمائیے خطا ہوئی تھی جامہ چین سے کب

ہوگا جنان مین بھی تری چشم سیہ کا دھیان
آنکھین لڑاؤن گا مین بھلا حور عین سے کب

بھیجون کوئی رسول اولوالعزم اسکے پاس
پیغام میرا جائیگا روح الامین سے کب

ہے جب سے خاکساری و افتادگی پسند
نقش قدم کی طرح اُٹھے ہم زمین سے کب

نام علی ہے دل پہ لطافت کے کھُد گیا
ہوگا جُدا یہ نقش بھلا اس نگین سے کب

پہروز نالہ اپنا گزر کا آسمان سے کب
قوت مین کوئی پیر ٹرہا ہے جوان سے کب

کہتی ہے شمع کیون ہمہ تن جل ہی ہو نہین
مینے لیا تھا نام محبت زبان سے کب

وہ رنج دوست ہون کہ مین رہتا ہون منتظر
نازل مری طرف ہو بلا آسمان سے کب

پیسا ہے اُسنے آنی ہی مٹی خراب کی
دیکھین رہائی ہوگی زمین آسمان سے کب

قاصد سے حال کہتے ہوے پہنچے یار تک
دیکھو تو بیخودی ہوئی فرصت بیان سے کب

کیون میکدے مین آنے نہین دیتے مغبچے
باہر ہو نہین اطاعت پیر مغان سے کب

آنسو روان ہین چشم سے عاشق کے حال پر
چلتے ہین تیر صید فگن کی کمان سے کب

محتاج غیر کے ہین کہان صاحبان خیر
کشتی فقیر کی ہے چلی بادبان سے کب

جب آنکھ بند ہوگئی سب حال کھل گیا
غفلت کے پردے ہاے اُٹھے درمیان سے کب

نالے بلند ہو کے یہ کہتے ہین آہ بر مین
کیا چیز ہے دبین گے ہم اس آسمان سے کب

دنبالہ چشم یار مین سرمہ کا ہے ستم
دیکھین یہ تیر ظلم چلے اس کمان سے کب

مرنے کا میرے حال سنا جبکہ غیر سے
بیساختہ نکل گیا انکی زبان سے کب

کو عشق کہہ رہا ہے حسینون سے دل لگاؤ
پر انکے ناز اٹھین گے مجھ ناتوان سے کب

یکسو جو ہین جہان مین نہین وہ روان دوان
نکلا ہے مرغ قبلہ نما آشیان سے کب

نامہ روانہ کرکے لطافت ہے انتظار

قاصد جواب لاتا ہے دیکھیں وہان سے کب

یون ہر جگہہ ہون یار سے مین ناتوان قریب
جس طرح سایہ جسم سے ہو ہر زمان قریب

ابرو کے سمت رُخ تری مژگان کا تیر ہے
کیونکر نہ تیر لیس رہین ہے کمان قریب

گھبرا کے بولے وہ کہ لگی کسکے گھر مین آگ
پہنچا جو میرے نالۂ دل کا دہوان قریب

یون حاسدون کی بزم مین اہل سخن ہین
دانتون سے جسطرح ہو دہن مین زبان قریب

عاشق تنون کے واسطے کیا خوف قبر کا
حُبِ علی ہے پاس تو ہو ہر جنان قریب

دل تھام لو صنم کہ مرے لب تک آئے آہ
اُمڈی وہ فوجِ اشک وہ آیا نشان قریب

پاس اُس ذقن کے زلف مین دل مردہ ہو گیا
پیاسے کو موت آئی رہا جب کنوان قریب

چاہِ ذقن مین یوسفِ دل کر نہ اضطراب
خطِ عذار یار کا ہے کاروان قریب

مجھ خستہ خطا کے واسطے یہ جوڑتی ہے ہاتھ
کھنچنے مین گوشہ کرتی ہے اُنکی کمان قریب

بلبل کے واسطے جو وہ گل آئے باغ مین
شاخین شجر کی جھک کے کرین آشیان قریب

کہتی ہے سب کو گور غریبان دکھا کے موت
بڑھ کر ملو مسافرو ہے کاروان قریب

جب سے پڑی ہے دختر رز گھر مین مست کے
ہین بادہ کش عزیز تو پیرِ مغان قریب

بولی لچک کے ڈاب سے نکلی جو تیغ یار
صحبت کا ہے اثر کہ ہے موئے میان قریب

ہمسے مکدر آپ ہین نکلین گے اشک بھی
اُٹھا غبار سمجھے کہ ہے کاروان قریب

ای زلف ہوشیار کمر تک چلی تو ہے
نازک مقام ہے کہ ہے موئے میان قریب

آہین جو مینے کین تو یہ بولا وہ نازنین
بس بس ہٹو کہ آنے لگا اب دہوان قریب

کم مایہ چاہیے کہ رہے ہر غنی سے دور
بی آبرو ہے بحر سے گر ہے کنوان قریب

دولت بڑھے تو مثل ترازو کے جھک کے مل
پلہ سبک ہے دور زمین سے گران قریب

صدہا برس کی راہ سے تو ہین پئے سلام دور
کیا قہر کرتے ہوتے اگر آسمان قریب

صحرا کا قصد جب ترے دیوانے نے کیا
آ کے پاؤن پڑنے لگین بیابان قریب

خوف سوال ہوگا لطافت کی دل سے دور
ہوجائینگے علی لحد مین دم امتحان قریب

ردیف یاے فارسی

ہاتھ پاک مین انگور کے جوبن لیے پڑی دھوپ
ہر جا ہے بنی حسن سے پھولونکی چھڑی دھوپ

اُس پرتو عارض سے کہیں دن جو لڑی دھوپ
رخ چھوٹ گئے بھاگی مصیبت مین پڑی دھوپ

گرمی مین وہ خورشید نہ کیون گھر سے آئے
بن بن کے رقیب اسلیے گلیون مین اڑی دھوپ

ہوتے ہین جو وہ چاندنی مین شکوہ خرامان
کہتے ہین نزاکت سے نہایت ہی کڑی دھوپ

معمور تجلی ہے ترے خورشید کا جبہ
دیوار کے سایے سے نہ اگر دز لڑی دھوپ

کالی ہوئی ہرن چوکڑیان بھول کے بھاگین
کھا مین جو ترے دشت کی دو چار گھڑی دھوپ

رونے مین ہے اُس پرتو عارض کا تصور
ہے ایک جگہہ دیکھہ لو ساونکی جھڑی دھوپ

کوٹھے پہ حسین بیٹھتے ہین سامنے آکر
راحت مجھے دیتی ہے زمستان مین بڑی دھوپ

اُس مہر کی فرقت مین جو کی دشت نوردی
عاشق پہ ہے کیا صاعقہ بن بنکے پڑی دھوپ

ٹھنڈا نفس سرد نے عاشق کے کیا یہ
ہے اوس کے مانند ترے گھر مین پڑی دھوپ

ہم لیگئے دنیا سے ترے رخ کی محبت
خورشید تو باہر رہا تربت مین گڑی دھوپ

سورج کے نکلتے ہی فنا کرتی ہے دم مین
شبنم پہ کنیا کرتی ہے بیداد بڑی دھوپ

عکس در دندان سے سم چاندنی چھٹکی
رخسار کے پرتو سے زمین پر ہے پڑی دھوپ

خورشید مین تیزی ہے غضب ہے کہا دن ہے
دل جلنے لگا صبح سے آنکھون مین گڑی دھوپ

معشوق نکلتے نہین گرمی مین گھرون سے
عشاق کو دینے لگی تکلیف بڑی دھوپ

دن ہجر کا کس قہر سے مشکل سے کٹا ہے
ہر ایک گھڑی اپنی نگاہون مین تڑی دھوپ

ہٹتی کسی صورت سے نہین روز فراق آہ
سورج نے کرن لے کے زمین پر ہے جڑی دھوپ

نازک ہو بہت پاؤن نکلتا نہین گھر سے / زنجیر بنی ہے تمھین گرمی کی کڑی دھوپ

دہلیز منور سے ترقی کی ہے سائل / جب صبح ہوئی در پہ تری آکے پڑی دھوپ

ہر گوشِ گلِ تر مین دمِ صبح ہین چھالے / شبنم کو بنا دیتی ہے موتی کی لڑی دھوپ

اسی مہر ہوس ہو کہ ہوئی کیون نہ سیہ مین / دیکھے تری ہونٹون پہ جو مسی کی دھڑی دھوپ

بالون پہ وہ گل چنپئی اوڑھے ہے دوپٹہ / ہی تختۂ سنبل پہ گلستان مین پڑی دھوپ

گرمی کے ہین دن دوپہر آئی ہے میرجان / جاؤگے کہان سو رہو پڑتی ہے کڑی دھوپ

پیری سے ہوے بال سفید آنکھ کھلی اب / ہوشیار ہوے نیند سے سر پر جو پڑی دھوپ

ہو گا علمِ حمد کے سائے مین **لطافت** / کیا خوف اگر حشر کے دن ہوگی کڑی دھوپ

بیچین ہو کے کیا نکل آئے ہین گھر سے آپ / ڈریئے ہماری آہ و فغان کی اثر سے آپ

کہتے ہین عشق زلف مین ہم سے سب آشنا / للہ ٹالیے یہ بلا اپنے سر سے آپ

کھینچا جو صبح کو ترا نقشہ تو بولے چرخ / سرخی شفق سے لیجیے سفیدہ سحر سے آپ

آئینہ مین پسند کیا اپنے حسن کو / بیمار چشمِ یار ہے اپنی نظر سے آپ

منظور کیجیے آج ہی کس نگینہ کا خون / تلوار کیون لگائے ہوے ہین کمر سے آپ

اُٹھا جنازہ آپ کے عاشق کا دھوم سے / صاحب نکل کے دیکھیے تو اپنے گھر سے آپ

خوشبو سے تین روز بسی رہتی ہے وہ راہ / ایجان گذرتے ہین جس رہگذر سے آپ

مشتاق روے صاف کا ہی کیجیے تو یاد / بیتاب ہو کے آئینہ نکلے گا گھر سے آپ

انصاف کیجیے کہ نہ کیونکر ہون شیفتہ / دیکھین تو اپنے حسن کو میری نظر سے آپ

مژگان کی تیریون سے ہو غربال کیا عجب / آنکھین تو چاندنی مین لڑائین قمر سے آپ

وہ آج آکے پاس مرے بولے ناز سے / بیتاب کل تھے شدتِ دردِ جگر سے آپ

بادِ خزان گلون سے یہ کہتی ہے منعمو / خندان ہون باغِ دہر مین پھولین نہ زر سے آپ

دل جل رہا ہے ہنسکے دکھا دیجے ہمکو دانت
اس آگ کو بجھائیے آب گہر سے آپ

کہتے ہین وہ بلا کے ہمین بہر وصل یاس
خاطر ہے ہم آئیے کہ ہین مدت سے ترسے آپ

دیکھ ہمین فشار یہ دی قبر نے صدا
کیونکر گلے لگاؤن نہ آئے سفر سے آپ

طالب مدینہ کا یہ لطافت ہے یا علیؑ
بندہ کی سعی کیجیے خیر البشر سے آپ

ردیف تای فوقانیہ

اللہ اللہ افتخار و عظمِ شان کوی دوست
لامکان سے ہے کہین بڑہ کر مکانِ کوی دوست

ایک لحظہ جو کوئی آئے بیانِ کوی دوست
داغ حسرت لے کے جائے ارمغانِ کوی دوست

عرش اعلیٰ ہی زمین اللہ ری شانِ کوی دوست
دود آہِ عاشقان ہی آسمان کوے دوست

فخر سے رضوان بنا ہی پاسبانِ کوی دوست
جسکو کہتے ہین جنان ہی بوستانِ کوی دوست

عاشقِ جانباز کی کھائی ہین جیسے ہڈیان
خندہ زن شیرِ ژیان پر ہین سگانِ کوی دوست

خاک پر رکھتے نہین ہین پاؤن اللہ ری عروج
آسمان پر ہے دماغ ساکنانِ کوی دوست

خون دل پیتے ہین راحت پاتے ہین رنج کو
غم خوشی سے کھا رہے ہین میہمانِ کوی دوست

ہاتھ اٹھاتے ہی دعا ہوتی ہی فوراً مستجاب
بار ہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوے دوست

کھیعص آیا عجب رحمت کا ذکر ہے
دیکھ لو قرآن مین بھی ہے بیانِ کوی دوست

استخوانون مین ہماری عشق کا ہی جو اثر
کھا رہے ہین کس حلاوت سے سگانِ کوی دوست

دشت پیمائی ہین کرتے مدتون سے کیون خضر
خوش رہین سرسبز ہون آکر میانِ کوی دوست

مجمع حجاج کعبے مین بہت ہونے لگا
بھیڑ اب رہنی لگی یان بھی بسانِ کوی دوست

تو بھی چل کے انہین ملجا ای سگِ نفسِ خبیث
پاک خصلت پاک طینت ہین سگانِ کوی دوست

قمریان کرتی ہین کوکو سرو پر گلزار مین
راہ سیدھی پوچھتے ہین اور نشانِ کوی دوست

اُنہی ہاتھوں عزّ و شرف مسجود خاص و عام ہے — ہین فقط تنہا نہین ہم رتبہ دان کوے دوست
دانت جو انپر لگائے اے ہما کیا منہ ترا — استخوان میری ہین خوراکِ سگان کوے دوست
فخر کرتے ہین ہمیشہ خضر و الیاس و مسیح — جب سے آکر بنگئے ہین پاسبان کوے دوست
میرے دل کو خوب سا میری طرف سے پوچھنا — گر کہین تمکو ملے اے رہروان کوے دوست
پاوٗن پھیلا کر لحد مین تا قیامت سوئین ہم — آسمان دو گز زمین دے گر سیان کوے دوست
حشر کو اللہ سے کہدینگے رکھے ہمکو یہین — کیا کرین جا کر جنان مین عاشقان کوے دوست
کوئی کوے یار کی جاروب کش سے مانگ دے — اگر پڑا پایا ہو دل میرا میان کوے دوست
برہمن اور شیخ مذہب پر جھگڑتے ہین سدا — رات دن آپسمین اٹھتے ہین سگان کوے دوست
پاوٗن پھیلائے زمین پر کھینچکر دنیا سے ہاتھ — لوٹتے ہین ہین کیا پڑے افتادگان کوے دوست
صور اسرافیل سے بیچین ہونگے حشر کو — سو رہے کس چین سے ہین خفتگان کوے دوست
سجدہ کرتا دور سے کوچے مین اسکے جاوٗنگا — پاوٗن کے بدلے رکھونگا سر میان کوے دوست

اسی لطافت قبر سے آ کر ملا تک لے گئے
اور جا کیونکر رہین باشندگان کوے دوست

حرکت ہی ہوئی پیری مین یہ سر کی صورت — جھلملاتا ہے عیان شمع سحر کی صورت
ٹھوکرون مین سرِ بازار ہے فرقِ جمشید — رفتہ رفتہ یہ ہوئی کاسہ سر کی صورت
کسقدر عاشقِ لاغر سے ہے نفرت انکو — کھیل مین بھی ہین اڑاتے اسے پر کی صورت
لختِ دل چشم سے اشکون کی طرح باہر آئے — نکلے یاقوت صدف سے ہین گہر کی صورت
کیون نہ عشاق کو بتلائے عدم کا رستہ — نیمچہ انکا لچکتا ہے کمر کی صورت
لاغری مین ہین جو گل کھائے ترے چھلے کی — ہے کلائی مرے طاؤس کے پر کی صورت
طفلِ اشک آنکھ سے نکلے تو نہ کیون شاد ہون مین — خوش پدر ہوتا ہے دیکھے جو پسر کی صورت
اسکی آنکھون کے تصور مین ہوا یہ لاغر — ہون نظر سے مین نہان تارِ نظر کی صورت

خط کی سبزی سے گیا سب فتن کا ترے حسن — پوچھتا کوئی نہین خام ثمر کی صورت
چاندنی مین مرے اشکون کا جو دریا امڈا — بنگیا ہالہ مہتاب بھنور کی صورت
اور بھی خوف سی کانپے تن خورشید فلک — دیکھے اکدن جو مرے داغ جگر کی صورت
ابر گھر گھر کے ہزار آئے جہان مین لیکن — خاک برسے گا مرے دیدہ تر کی صورت
گردش چرخ کی دنیا مین حقیقت نہین کچھ — جب مین چاہون کہ پھرے یہ مرے سر کی صورت
جیسے انکے در دندان کا تصور ہے مجھے — ہمہ موقال پہ غلطان ہون گہر کی صورت
بالکے محفل مین ملا شمع کو شاہون کا شرف — شعلہ ہے تاج وہان صاف تپور کی صورت

جب سے اس مہر کا دیوانہ لطافت ہے بنا
چاک رہتا ہے گریبان سحر کی صورت

سوز پروانہ دکھاتا ہے اثر ساری رات — شمع بھی کرتی ہے جل جل کے بسر ساری رات
وصل مین ہائے ہوئی یوہین بسر ساری رات — پاؤن تھے یار کے اور تھا مرا سر ساری رات
چاندنی چھٹکی رہیگی مرے گھر ساری رات — آج مہمان ہے وہ رشک قمر ساری رات
آج سنتی ہین وہ ہین فکر کے گھر جانے کو — بہہ نہ اشکون کا تھمے دیدہ تر ساری رات
تمہ ہجر ہو [illegible] کا دنیا مین رہا ہمکو خیال — خواب مین دیکھا مسافر نے سفر ساری رات
زلف کی یاد مین ہر سو نظر آتے ہین سانپ — کاٹے کھاتا ہے مجھے ہجر مین گھر ساری رات
چاندنی ہجر مین ہو جاتی ہے تاریکی قبر — داغ دیتا ہے مرے دل کو قمر ساری رات
یاد پیری سے جوانی مین رہے ہم غمگین — دل مضطر کو رہا خوف سحر ساری رات
سقدر جانے پہ آمادہ رہے وہ شب وصل — باندھے بیٹھے رہے تا صبح کمر ساری رات
یار کے آنے سے کیا باغ ہوا تھا روشن — شجر طور تھا ہر ایک شجر ساری رات
وہ تو سویا کیے دیکھا کیے ہم حسن انکا — کام کرتی رہی عاشق کی نظر ساری رات
چھیڑ کر پوچھتے ہین مجھسے وہ یون از رہ طعن — ہجر مین ہوتی ہے کسطرح بسر ساری رات

الفتِ مال ہی آرام کو کیا کھو دیتی ہے
جاگتے خوف سے ہین صاحبِ زر ساری رات

وہ وہان چُنتے رہے ماتھے پہ اپنی افشان
تارے گن کر ہوئی یان ہمکو بسر ساری رات

عطر و آئینہ تھا اللہ ری شبِ عید بناؤ
کنگھی چوٹی مین ہوئی اُنکو بسر ساری رات

نہ سرک جائے کہین نیند مین چہرے سے نقاب
اونکو رہتا ہے شبِ وصل یہ ڈر ساری رات

ہم تری یاد مین بیدار رہا کرتے ہین
چین سے سوتے ہین عالم مین بشر ساری رات

ہوکے بے پردہ شبِ وصل وہ فرماتے ہین
آنکھین پھوٹین تری دیکھے جو ادھر ساری رات

نیند گرمی سے مری غیرتِ گل کو جو نہ آئے
بلبلین اوڑکے جھلین باغ مین پر ساری رات

ناسی آیا نہ کوئی پوچھنے صبحِ شبِ دفن
کہو کیونکر ہوئی تربت مین بسر ساری رات

وصل کی شب وہ حیا سے رہے ایسے پنہان
نہ ہوا اپنی نظر کا بھی گذر ساری رات

وار اوس تیغِ نگہ کی جو چلی وصل کی شب
بندہ آنکھون سے رہا سینہ سپر ساری رات

صبح کو اُٹھ کے جو پاس آئے ہو عاشق کہتے تم
سچ بتاؤ کہ گنوائی ہے کدھر ساری رات

شام ہی سے مجھے بیتاب کیا کیون تو نے
کاٹنی ہے ابھی اے دردِ جگر ساری رات

اشک آنکھون سے شبِ ہجر چلے آتے ہین
دل کے دیتے ہین یہ ہرکارے خبر ساری رات

کربلا مین جو شبِ جمعہ لطافت ہو نصیب
آستان شاہ کا ہو اور مرا سر ساری رات

دیکھ کر روح نے تربت مین بدن کی صورت
آہ کی پائی دگرگون جو وطن کی صورت

ہون قفس مین ہمہ تن رنج و محن کی صورت
مین وہ بلبل ہون کہ دیکھی نہ چمن کی صورت

شیفتہ ہوکے لیے باغ مین بوسے مینے
پائی غنچہ مین جو اس گل کی دہن کی صورت

چاندنی جبکہ سیہ خانے مین آئی شبِ ہجر
پھری نظرون مین پھری گور و کفن کی صورت

گھر کو چھوڑے ہوے اک عمر ہوئی ہے مجکو
یاد بھی اب تو نہین اہلِ وطن کی صورت

اوس گلِ تر نے لگائے جو ہین سوسن پتے
کھل گئے زخم مرے تن پہ چمن کی صورت

جوشِ وحشت مین ہی یان موت گلوگیر سدا | چاک رہتا ہے گریبان کفن کی صورت
خون فشان آبلہ پا ہین نئے گل پھولے | ہمنے صحرا کو بنایا ہے چمن کی صورت
افعیِ زلفِ صنم نے یہ ڈرایا ہے مجھے | سانپ سمجھا نظر آئی جو رسن کی صورت
ہجرِ دلدار مین مُردہ سا پڑا رہتا ہون | پیرہن ہے تنِ خاکی پہ کفن کی صورت
رو سیہ عیسے نے منہ اس رُخِ روشن پہ رکھا | میری آنکھونمین پھری چاند گہن کی صورت
اسقدر زلف کے سودے مین ہوے آوارہ | ہمنے دیکھا نہ وطن مشکِ ختن کی صورت
بیٹھے بیٹھے قدِ موزون جو ترا یاد آیا | آہ سینہ سے اُٹھے سروِ چمن کی صورت
ہی اندھیرے سے عجب توسنِ جانان کا بناؤ | مُنہ پہ کس حسن سے گھونگھٹ ہے دولہن کی صورت
آہِ سوزان جو کرون رات کو مین گلشن مین | سرو تھالون مین جلین شمع لگن کی صورت
بڑھکے شیشہ سے بھی شفاف ہی ساقی کا گلا | گفتگو مین نظر آتی ہے سخن کی صورت
لکھدیا لفظِ عدم کھینچ کے نقشہ تیرا | بن سکی جب نہ مصوّر سے دہن کی صورت
باعثِ بغض و حسد ہے مرا عالم مین کمال | قتل کا خوف ہے آہوے ختن کی صورت

صدقے ہونے کے لیے روح لطافت نکلی
نزع مین دیکھ کے سلطان زمن کی صورت

رخِ صنم پہ عرق ہے دمِ عتاب بہت | نہ کیون ہو تلخ کہ ہی تند یہ گلاب بہت
رہیگا وصل کی شب آج مستِ خواب بہت | خدا کے واسطے ای بت نہ پی شراب بہت
نہ کر ارے دلِ خون گشتہ اضطراب بہت | چھلک نہ جائے کہ ساغر مین ہی شراب بہت
مری کفن مین کئی چادرین ہون اے غسّال | گناہگار ہون خالق سے ہے حجاب بہت
مشام سے جو نہ اے گل ترے پسینے سے | کشیدہ ہم سے رہا عطر اور گلاب بہت
سفید بال ہوے مغفرت کا طالب ہو | دعا سحر کو ہے واللہ مستجاب بہت
بھر ایک چشم ہی تر جب سی دل بھر آیا ہے | اٹھا ہے قبلہ سے برسے گا یہ سحاب بہت

کھلین جو حشر کو کیا میرے دفتر اعمال
غضب ہے دن تو ہے تھوڑا مگر حساب بہت

عبث فراق مین نالان ہین آپ حضرت دل
سزا ہی عشق سے مانوس تھے جناب بہت

ہمیشہ سوگ سے گذری ہوئی جوانی کا
پسند ہے دم پیری میں خضاب بہت

خیال شعلۂ رخسار مین پھنکا دل بریان
جلا جو آگ پہ ٹھہرا ہوا کباب بہت

گئے حواس وہ رخ دیکھ کر عرق آلود
معطر دماغ کو میرے ہوا گلاب بہت

وہ واعظون نے سنا دئیے ہین نصیحت مین
بیان کرنے لگے حرمت شراب بہت

پکاری عمر غنیمت سمجھ جوانی کو
کہ چند دور مین یاد آئیگا شباب بہت

سدا ہی آتش رخسار مشتعل رہتی
نہ کیون ہو گیسوے جانان کو پیچ و تاب بہت

عرق آئے مجکو جو عصیان کی یاد مین ہمدم
تو رخ کو ہے عرق شرم کا گلاب بہت

وہ بحر حسن جو ساحل سے سیر کرکے اٹھا
تو پھوٹ پھوٹ کے رویا ہر اک حباب بہت

جنون ہی عشق مین اک شہسوار کے جلاد
گلے کو اب عوض طوق ہے رکاب بہت

ہے شروع سبق عشق کا نہ گھبرانا
دلا ابھی تو ہی پڑھنی تجھے کتاب بہت

دکھا کے خشک زبان آبلون سے کہتے ہین خار
پلاؤ پیاس مین پانی کہ ہے ثواب بہت

خیال زلف مین سوجھی نہ کیون تنی مجکو
دماغ ہوگا پریشان تو ہونگے خواب بہت

خیال رخ مین ترا زار کیا کرے تزئین
کہ ڈوبجانے کو ہی آئنہ مین آب بہت

کہا لگا کے طمانچہ یہ سب بے نہایتی نے
اوٹھا او ٹھاکے ہین سر پھوڑتے حباب بہت

زمین نے قصد لطافت کیا فشار کا جب
تو کام آیا مرے عشق بوتراب بہت

[illegible] گریبان ہمین دکھلائے آفتاب بہت
کہ میکدہ مین ہی مستون کو آفتاب بہت

[illegible] دو بام پہ اگر وہ ذرا اپنے رخ سے نقاب
غرور حسن پہ کرتا ہے آفتاب بہت

[illegible] دل [illegible] مین کا جو پینے [illegible] کیا
تو روز حشر ہوا گرم آفتاب بہت

مرے حسین سے بڑھکر نہ کوئی پائیگا
چراغ لیکے جو ڈھونڈہیگا آفتاب بہت

رقیب اُس رخِ روشن پہ کیون نہ عاشق ہے
پسند دل سے ہے حربا کو آفتاب بہت

وہ چہرہ خط کے نکلتے ہی تمتمایا ہے
ہوا زوال تو ہے گرم آفتاب بہت

خیال جامِ شراب آرہا ہے مستی مین
فلک دکھا نہ ہمین اپنا آفتاب بہت

فلک پہ مہر تو میخانے مین ہین جامِ شراب
وہان ہی ایک تو یہان ہین آفتاب بہت

خیال ہی ترے عارض کا سرد آہون مین
مفید ہوتا ہے سرما مین آفتاب بہت

تمھارے عارضِ پُرنور سے نہین بڑہ کر
کرین غرور نہ مہتاب و آفتاب بہت

بکا یگا مرا دل عشق روے جانان کا
بس اک تمر کے لیے ہے یہ آفتاب بہت

کرینگے پنجتن پاک قبر کو روشن
فلک پہ ایک زمین مین ہین آفتاب بہت

مقام شرم ہے کیا منہ دکھائے دنیا کو
خجل ہے عارضِ جانان سے آفتاب بہت

جنون کے داغ نے عیبون سے مجکو پاک کیا
ہوا جو خاک تو کام آیا آفتاب بہت

زیادہ دیکھ لطافت نہ وہ رُخِ روشن
مضر ہے چشم و بصارت کو آفتاب بہت

ردیف تاے ہندی

آبرو ہوگی دوپٹہ کو نہ اے دلبر لپیٹ
سلک گوہر لیکے پٹی کی جگہ سر پر لپیٹ

عجب و نخوت چھوڑ اے واعظ کفن کی فکر کر
تھان بھر کا روز عمامہ نہ تو سر پر لپیٹ

الفتِ قاتل ہے اے جراح صحت ہو ابھی
زخم گردن پہ مری پٹی کی جا خنجر لپیٹ

مرکے اے غسال خالق سے ہون مین عاصی خجل
سر کے بدلے تو عمامے کو مرے منہ پر لپیٹ

مرگ عاشق کی خبر جاتی ہے انکو ہونگے خوش
رکھ نہ اے کاتب لفافے مین نہ خط لکھکر لپیٹ

عشق سے کہدے کوئی لہرا نہ الفت کا لگا
ایسی آفت مین نہ مجکو آگے سیر سے گھر لپیٹ

الاماں اے گیسوے خمدار جاناں الاماں
پیچ میں لا کر نہ یوں میرا دل مضطر لپیٹ

تیر چلاتا ہوں اے صیاد اوڑ جاؤں گا
دام سے لیکر کوئی اور آ گیا یوں پر لپیٹ

عشق کی منزل نہ طی کرنی تجھے بسیار رو
پر خطر دشوار رستہ ہے کمر کس کر لپیٹ

کیوں نہیں ہر دم کھنچوں تیری طرف جانا تیغ
دام بنکر دل کو لیتے ہیں ترے جوہر لپیٹ

مبتلا ہونگے جو شیعہ حشر کو اعمال میں
سب کو اک دامن میں لینگے حضرت بوذر لپیٹ

عشق زلف اے شانہ جاناں نہ عاشق کو سکھا
اپنے سر کی یہ بلا ناحق نہ میرے سر لپیٹ

روتے روتے جان دی ہے بعد مردن دے کفن
جسم لاغر کو مرے اے مہتاب کی چادر لپیٹ

اب کہاں وہ ولولے جوش جوانی چل بسا
لے چکا درس محبت عشق کا دفتر لپیٹ

سایہ دیوار جاناں ہم سے کہتا ہے یہی
جلد اوٹھ کوچے سے خالی کر جگہہ بستر لپیٹ

سخت جاں کو قتل کرنی ہے طپنچے سے چلا
گوشہ چادر میں قاتل اور اک خنجر لپیٹ

ای لطافت حشر کے دن داور کریگا ہے بری
آپ کو اور گریبان دامن حیدر لپیٹ

رخ حسین سے صنم بام پر نقاب اولٹ
ترے ہالے شوق ادہر روئے آفتاب اولٹ

مقر ہوں اپنے گناہوں کا بخش اے غفار
کریم تو ہے مرا دفتر حساب اولٹ

وہ بحر حسن کرے میکشی جو دریا پر
ہر ایک موج کہے ساغر حباب اولٹ

گیا وہ یار گھر اپنے گذر گئی شب وصل
زمیں پہ بیٹھے ہوئی صبح فرش خواب اولٹ

لحد میں پیکے سرمہ یہی کرے گی ہنسے
نہ دوڑ یوں نہ زمیں کو دم شباب اولٹ

بہار آئی ہے کر میکشی ارے واعظ
شراب خانے میں چل پڑھ چکا کتاب اولٹ

کلائی دیکھ کے عشاق کاٹتے ہیں گلے
نہ آستین کو قاتل دم عتاب اولٹ

نہ جان لی مری اے مار گیسوے جاناں
نہ ڈس دکھا کے نہ یوں اپنا پیچ و تاب اولٹ

نہیں یہ رنگ بھی اے جوش حسن بہار دکھا
وفور گل سے چمن میں ہر اک گلاب اولٹ

بہت وہ کون سی ہین عشاق تیرے طالب دید
نہ شرم کیجیے انداز کا حجاب اولٹ

شب وصال ہے چھٹکا ہے چاندنی گھر مین
تمہارے رخ سے فلک پر ہین سحاب اولٹ

اوٹھا ہے بزم سے وہ یار جلد اے ساقی
اٹھا دے شیشۂ سے ساغر شراب اولٹ

قریب شعلہ رخان دل کو کر تہ و بالا
ہوا ہے آگ پہ سرخ اب تو یہ کباب اولٹ

ذرا تو رحم کر اے جوش گریہ فرقت مین
رواں ہو اشک کے نہ یہان دیدۂ پر آب اولٹ

جھپک کے یار کی پلکین اشارہ کرتی ہین
کہ عاشقوں کی صفین جلد اے شباب اولٹ

اوٹھی جو پردۂ محمل تو بولا آہ سے قیس
پڑی ہی چہرۂ لیلا پہ جو نقاب اولٹ

حجاب کیسا لطافت ہی دید کا مشتاق
شب وصال مین تو اے صنم نقاب اولٹ

اے بتو قہر کی او کھائی چوٹ
عشق مین ہمنے دل پہ کھائی چوٹ

دل کیا ٹکڑے ٹکڑے سینے مین
داد کیا آپ نے لگائی چوٹ

زندہ خسرو ہے کوہکن نے کہا
اپنے سر آگئی پرائی چوٹ

لب ترے دیکھ کر مسی آلود
ہے یہ سوسن کبود کھائی چوٹ

وہ پھکیتی مین ہو گئے مشاق
سیکھ کر وہ ہی دن مین کھائی چوٹ

جب پڑا سایۂ ہما اون پر
ناز سے بولے سر پہ آئی چوٹ

کیا گرا کر فقیر اعلے کو
روز کھلواتی ہے گدائی چوٹ

خط نکلتے ہی ہو گیا جو سیاہ
تیری سیب ذقن نے کھائی چوٹ

حال دل پوچھتا ہے جب وہ یار
تو دکھا دیتی ہے صفائی چوٹ

ہمسری میری سینہ کوبی سے
کیا دہل نے ہمیشہ کھائی چوٹ

قشقہ اے برہمن ہے یا کہ ضماد
کھائی کیا وقت جبہہ سائی چوٹ

پاے سرو آجتک ہے باغ مین لنگ
قد موزون سے کسکے کھائی چوٹ

سینے پر ہاتھ رکھے ہین پس مرگ — عشق مین ہمنے دل پہ کھائی چوٹ
نیلگون ہے فلک نظر آتا — میرے نالون کی ایسی کھائی چوٹ

ای لطافت رقیب ٹل گئے سب
کیا سر مرا بچائی چوٹ

ردیف تاے مثلثہ

چشم خواب آلود مین سرمہ لگاتے ہو عبث — ای صنم سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہو عبث
لب پہ آہین آتشین پیری مین لاتے ہو عبث — تنکے سرخ مشعلین ونکو جلاتے ہو عبث
ساتھ لیکر غیر کو گھر میرے آتے ہو عبث — کسلیے دکھتے ہوی دل کو دکھاتے ہو عبث
خط کی قلمین رکھنے سی کیا فائدہ صنا تمھین — داغ گورے گورے گالون کو لگاتے ہو عبث
دیکھ کر خندان گلون کو باغ مین بولی خزان — پھولتے ہو کسلیے تم کھلکھلاتے ہو عبث
غافلو پچتاوگے تم عاشق دنیا ہوئے — ایسے ہرجائی سے اپنا دل لگاتے ہو عبث
موت دیتی ہے صدا ہوتے ہین جب پیدا بشر — چند دن کے واسطے مہمان آتے ہو عبث
بی ثباتی نے کہا پھولے جو دریا مین حباب — ایک دم کی زندگی پر سر اوٹھاتے ہو عبث
منعمون سے دہر مین ہر روز کہتی ہے اجل — فکر قبرون کی کرو تم گھر بناتے ہو عبث
عمر بھر گذری تعب مین تھک کے آج آئی ہی نیند — دوستو تربت مین تم شانہ ہلاتے ہو عبث
دل کو تڑپاوگے صاحب منہ لگاوگے نہ پھر — بوسہ دے کر وصل کی لذت چکھاتے ہو عبث
ہم نہا دہوکر ابھی کپڑے بدلکر آئے ہین — دفن کرکے خاک مین یار و ملاتے ہو عبث
رعشہ پیری مین صدا دیتا ہی سمجھاتے ہو کیا — سر ہلا کر عمر رفتہ کو بلاتے ہو عبث
حسن کہتا ہے کہ بوسہ کا اجرت لو کبھی — عاشقو فرد ورنبکر ناز اٹھاتے ہو عبث
عمر غفلت مین کٹی شانہ نہ تربت مین ہلاؤ — جاچکا جب ہاتھ سی وقت اب جگاتی ہو عبث

یہ جنازہ بھی اوٹھائینگے نہ آکر دو قدم
اے لطافت نازِ یارونکے اوٹھائی ہو عبث

ہر پل اشکون سی مری چشم ہی تر کیا باعث
انکھڑیان کسکی ہوئین مدِ نظر کیا باعث

نہ رہا نالۂ بلبل مین اثر کیا باعث
اسکے رونے پہ ہین خندان گلِ تر کیا باعث

نہین سینہ مین جو دل اور جگر کیا باعث
آج سونا نظر آتا ہے یہ گھر کیا باعث

کون سے عاشقِ ابرو سے کشیدہ ہین حضور
نیمچہ آج ہی کیون زیبِ کمر کیا باعث

کسکی دانتون کی تڑپنے ہی انھین تڑپایا
صورتِ اشک جو غلطان ہین گہر کیا باعث

سبز جوڑا مرے قاتل نے ہی پہنا شاید
کیون ہرے ہو گئے پھر زخمِ جگر کیا باعث

باغ مین کونسی بلبل کا ہی ماتم گلچین
چاک رہتی ہے قبائے گلِ تر کیا باعث

خود بخود آپ تڑپ کر نکل آئے گھر سے
میرے نالون کا ہوا آج اثر کیا باعث

کیا کسی مہر کا آیا ہے نظر روئے صبح
چاک رہتا ہے گریبانِ سحر کیا باعث

پہلوئے غیر مین بیٹھا ہے وہ دلبر شاید
آج شدت سے ہے کیون دردِ جگر کیا باعث

شاید آئے ہو کسی غیر کے گھر سے مری یار
نیچی نیچی ہے جو شرمائی نظر کیا باعث

کیا وطن چھوٹنے کا رنج اسی ہر مین ہے
نہین بھرتا کبھی ناسور گہر کیا باعث

دورِ افلاک پہ ہی بادہ کشی کا کسکی
صورتِ جام جو ہین شمس و قمر کیا باعث

پھر کسی زلف مین شاید ہین پھنسے حضرتِ دل
رات ہوتی ہے تڑپ کر جو بسر کیا باعث

میرے خوش چشم کی آنکھین ہوئی ہین کیون لال
کارگر ہو گئی ہے کسکی نظر کیا باعث

اشکِ چشمِ ترِ عاشق سے خجل ہی شاید
جوہری خشک ہی کیون آبِ گہر کیا باعث

کسی محبوب کی ہی انکو زمانے مین تلاش
ہین جو گردش مین سدا شمس و قمر کیا باعث

کیا ہی صیاد کو بلبل کی رعایت منظور
آج باندھے ہین رگِ گل سے جو پر کیا باعث

خون بہا ہی یہ کسی بلبلِ مقتول کا کیا
کفِ گل پر ہے دھرا باغ مین زر کیا باعث

کیا سیہ بخت ہین نیرنگی دنیا سے بری
بحران ہوتے ہین گلہا سے سپر کیا باعث

چاندنی مین جو نہ تم آئے جہان تھا اندھیر
اور رونے کا ہوا اے رشک قمر کیا باعث

کیا مرے بخت سیہ کا ہے اثر اسمین ہوا
کیون نہین ہے شب فرقت کی سحر کیا باعث

سبزئ خط ہے تری سیب ذقن پر اے یار
پختہ سے خام ہوا ہے یہ ثمر کیا باعث

اوٹھ کے پہلو سے مرے پوچھتے ہین طعن سے وہ
کیا ہوا کسلیے تھامے ہو جگر کیا باعث

کیا مری نالۂ سوزان کا ہی شہرہ یہان بھی
دیکھ کر مجکو بھڑک اٹھا ہے سقر کیا باعث

کوچۂ زلف مین قاتل کی ہے کیا قتل ہوا
نہین ملتی دل شیدا کی خبر کیا باعث

کیا رقیبون نے کوئی آکے شگوفہ چھوڑا
باغ جانے کا ہوا اے گل تر کیا باعث

کیا ہوا خاک مین قارون کا خزانہ برباد
گل نکلتے ہین زمین سے لیے زر کیا باعث

زلف دلدار کی خوشبو سے ہوا کیا ہمسر
آگ مین لوگ جلاتے ہین اگر کیا باعث

دل دکھانا مرا منظور ہے کیا حضرت عشق
آپ کیون لائے ہین تشریف ادھر کیا باعث

نہین معلوم کہ ہے کونسی قاتل کی تلاش
پھر رہا ہے کئی دن سے مرا سر کیا باعث

ہند مین موت لطافت کی ہے کیا اے تقدیر
کیون نجف کا نہین ہوتا ہے سفر کیا باعث

مجھسے برگشتہ ہین پلکین تری اے یار عبث
اک مرا قتل صفین ہین کئی تیار عبث

ہونگے سب مثل زلیخا کے خریدار عبث
میرا یوسف ہی گیا سیر کو بازار عبث

جان بیتابی دل جسکو سناتا ہون اونھین
ہنسکے فرماتے ہین کرتے ہو مجھے پیار عبث

آتشین مے کا جو مینہ باغ مین ساقی برسائے
جانے پائے نہ گھٹا اٹھ کے دھوان دھار عبث

عشق ہر چند ہمہ حق شیخ و برہمن سن لین
پڑتا ہے کاٹ کی تسبیح تو زنار عبث

خواب مین ہاے ابھی دیکھ رہے تھے وہ حسن
بخت خفتہ نے کیا نیند سے بیدار عبث

رحمت حق کی صدا ہے کہ عبث ہو تمسن و مسیح
فرط عصیان سے ہین گھبرائے گنہگار عبث

لعل لب اور درِ دندان کا ہی انکے شہرہ / جوہری کیون ہین لگائے ہوے بازار عبث
جھانکتے کاتر ہے عاشق نے اسمان قصد کیا / آنکھین دکھلاتی ہین کیون روزنِ دیوار عبث
حسن پہ ناتہ جو تجھہ زار کی گردنمین پڑین / تو نے پہنا ہے ہا صنم کیلیے زنار عبث
دن جو انکے تھے مرے پہلو مین وہ سویا کرتا / بوسے لے لے کے کیا رات کو بیدار عبث
ناتوان تھا ترے کوچہ مین حسد سے پیسا / بنکے دیوار گرا سایہ دیوار عبث
رخ پہ آتا ہے خط سبز کی بیجا ہے غرور / آنکھین طوطے کی طرح پھیرتے ہو یار عبث
یاد دن دل پالے مرے ہوے قبر مین ہم سوتے تھی / کردیا صور سرافیل نے بیدار عبث
استخوان کھائیگا مجھہ سوختہ تن کی کیا خاک / کیون جلاتا ہی ہما مفت ہین منقار عبث
تھین بھوین تیوری چڑھی اونپہ غضب چین جبین / کیون لگاتے ہین وہ تلوار پہ تلوار عبث
سادات کا وحشی مژگان ہے وہ دیوانہ ہون / کیون دکھاتا ہے خلش دشت کا ہر خار عبث
کوئی کہدے کہ نہ نکلیگا ابھی وہ خورشید / سر پہ رکھے ہی فلک مہر کی دستار عبث
حسن پر لوٹ گئین پھر کیا آنکھون نے / کردیا دل کو مصیبت ہین گرفتار عبث
دمبدم ہاے تری مژگان کی محبت رہتی / دامن دل سے الجھنے لگے یہ خار عبث
تیر تو انکے چلین بڑھ کے نشانہ ہون گا / خندہ زن طعن سے عاشق پہ ہین سوفار عبث
کیا ہوا قتل جو عاشق کو کیا کچھ نہین غم / خم ندامت سے ہوئی آپکی تلوار عبث
گردش چشم ہے کیون تیز ہے خود ابروے یار / ہر گھڑی سنگ فسان پر ہے یہ تلوار عبث
کب نشانہ نہین اس تیر کا بڑھ بڑھ کے بنا / چٹکیان دل مین مرے لیتی ہین سوفار عبث
انکے جلوے سے غش آیا تو یہ بولے ہنسکر / مثل موسیٰ کے ہوے طالب دیدار عبث
دل مرا یار جو لیتا ہے تو کہتے ہین رقیب / مال مردے کا ہے سوتے ہو خریدار عبث
صرف کرنے کے لیے دی ہے خدا نے دولت / حسن رکھتے ہو تو ہی وصل سے انکار عبث
عشق گل مین ہے مری طرح جنون بلبل کو / چاک مانندِ گریبان نہین منقار عبث

وقت تزئین مجھے کب ہوش تری دید کا تھا
بنگیا آئنہ منہ پھیر کے دیوار عبث

عشق میں کہتے ہیں احباب لطافت مجھسے
کر دیا اچھے بھلے دل کو گرفتار عبث

چمن میں سننے آیا نالہ و فریاد کیا باعث
خود آیا بلبلوں کے دام میں صیاد کیا باعث

ہوا ہی کیا اسیرِ دام دردِ نالۂ بلبل
نکلتا باغ سے باہر نہیں صیاد کیا باعث

نہیں منظور پھلنا پھولنا باغی کا عالم میں
پسند آیا خدا کو گلشنِ شداد کیا باعث

کیے ہیں ظلم شاید انتہا کے تو نے بلبل پر
جو غنچہ کا ہی منہ پھولا ہوا صیاد کیا باعث

جھکا جاتا ہے سر حاضر ہوں ہر دم قتل کو تیغ
کشیدہ صورتِ شمشیر ہے جلاد کیا باعث

نہیں معلوم میخانے میں ہے کس مست کا ماتم
سدا قلقل سے شیشے کرتے ہیں فریاد کیا باعث

چھڑایا آکے عزرائیل نے اس قیدِ ہستی سے
رہائی کا ہوا شایان خدا صیاد کیا باعث

زیادہ حسن بھی شاید بلا ہے آفتِ جان ہے
سدا ہیں بھاگتے پریوں سے آدم زاد کیا باعث

خدا جانے پڑا ہی صبر کیا عندلیبوں کا
کہ پھلتے پھولتے اکثر نہیں صیاد کیا باعث

نہیں معلوم انکے سر میں کسکے قد کا سودا ہے
الف ہیں کھینچتے ماتھے پہ کیوں آزاد کیا باعث

مرے محبوب کی خوبی کا ہے شاید اثر آیا
شرف رکھتا ہی سب پر حسن آدم زاد کیا باعث

مگر آکر اجل پہلے ہی اپنا منہ دکھاتی ہے
جو پیدا ہوئی ہے روتے ہیں آدم زاد کیا باعث

خبر تھی اسکو شاید جان شیرین اسکی جائیگی
ہمیشہ سرنگوں تھا تیشۂ فرہاد کیا باعث

حیا آتی ہے شاید ہم سے چار آنکھیں نہیں ہوتیں
جو پٹی باندھتا آنکھوں پہ ہے جلاد کیا باعث

غضب ہی طائرِ رنگِ حنا ہاتھوں سے اڑتا ہے
گرفتار اسکو کیوں رکھتا نہیں صیاد کیا باعث

مگر فولاد سے بڑھ کر لطافت قلب انکے ہیں
کہ مطلق رحم دل ہوتے نہیں جلاد کیا باعث

یہ کیوں ابرو پہ بل ہیں اے ستم ایجاد کیا باعث
ہوا آزردگی کا ہی کوئی ناشاد کیا باعث

سدا تیشہ کی تہی کیون جان شیرین اپنی کھوتا ہے
بتا سر پھوڑنے کا ہے ارے فرہاد کیا باعث

تمھاری خشمگین آنکھونپہ ابرو ہین تعجب ہے
کہینچے ہین نیمچے لڑتے ہین دو جلاد کیا باعث

کسی کی پیرہن کی بو نے مست اسکو کیا شاید
کہ نکہت ہے سدا وارفتہ و برباد کیا باعث

کسی مژگان کی الفت مین تو سودا ابھی نہین تجھکو
جو نشتر خون کے پیاسے ہین اے فصاد کیا باعث

دلا دہر کا محبت مین عبث ہے جان جانے کا
بتا تو بیقراری کا ہے اے ناشاد کیا باعث

نہین معلوم دیکھی آنکھ کس طفل دبستان کی
سدا کھولے ہوے ہین چشم حیران صاد کیا باعث

اشارہ صبر کا ہے کشتگان چشم سے شاید
کیا ہے اوسنے فرد عاشقان پر صاد کیا باعث

خدایا کیا کہونگا جب عدم مین لوگ پوچھینگے
نہ توشہ ہے نہ کچھ ہمراہ لائے زاد کیا باعث

ہمارے دل مین کیون اے حضرت عشق آپ آئے ہین
کدہر تشریف لائے کچھ تو ہو ارشاد کیا باعث

اشارہ کرکے حق کا فلسفی سے روح کہتی ہے
ہوے ہین جمع تجھمین کسطرح اضداد کیا باعث

جہان ماتم سرا ہے کونسی عاشق کے ماتم مین
فلک کا نیلگون خیمہ ہے کیون استاد کیا باعث

ترے ہی عشق مین تو حال یہ اپنا بنایا ہے
غضب ہے پوچھتا ہے او ستم ایجاد کیا باعث

خیال انجام کا ہے ہم تو پیدا ہو کے روتے ہین
عزیزو منین ہے کیون شور مبارکباد کیا باعث

وہ مہر و آئنہ جب دیکھتا ہے ہنسکے کہتا ہے
بیان حیرت کی کیون کرتا نہین بہزاد کیا باعث

خدا جانے جہان مین آکے چھائی کیا فراموشی
عدم کا ماجرا ہمکو نہین کچھ یاد کیا باعث

سنا جب نام لیلے ہم سے آکر قیس نے پوچھا
ملا جاتا ہے دل سینے مین اے استاد کیا باعث

زبردست ایسے ہون لوہا ترا مانین تو ہم جانین
پہنتے زیور آہن نہین حداد کیا باعث

حرم مین کونسا نام خدا ایسا صنم آیا
گرے سجدے کو بت طرفہ ہوئی افتاد کیا باعث

غم شبیر نے جنت مین پہنچایا لطافت کو
ہوئی ہے مغفرت کی آہ اور فریاد کیا باعث

ردیف جیم عربی

جھوم کر آئی ہی ساون کی گھٹا مستانہ آج
ساقیا چھلکا دے تو بھی ساغر و پیمانہ آج

آئیگا محفل مین میرا شعلہ رو جانانہ آج
دیکھنا جلنے لگے گا شمع سے پروانہ آج

پوچھتا ہی حال میخانہ جو وہ جانانہ آج
کہتا ہے ہر مست سے قلقل لب پیمانہ آج

یار کے آنے سے ہی آباد کیا میخانہ آج
پڑہ رہا ہے شعر جامی کے لب پیمانہ آج

بزم مین اُس شمع رو کے اوڑ کے جاؤن مین نحیف
جی مین آتا ہے یہی بانگون پر پروانہ آج

گرمی تقریر دیکھی ہے جو شب کو بزم مین
ہی ہماری شمع رو پر شمع بھی پروانہ آج

خلعت تن ریگ صحرا تاج سر داغ جنون
پادشاہی وقت کا اپنی ترا دیوانہ آج

ہو گیا سرشار چشم مست ساقی دیکھ کر
پھر گئی میری نظر مین گردش پیمانہ آج

چاہتا ہون لاکھ فرقت مین مگر آتے نہین
موت بھی کرتی ہی مجھسے ناز معشوقانہ آج

بعد مدت میرے گھر آنے کو ہے وہ شمعرو
آئے محفل مین نہ بے پروا نگی پروانہ آج

دیکھنا اللہ کی قدرت شفق مین ہے قمر
عاج کا دست حنائی مین ہے اُسکے شانہ آج

قمریان کرتی ہین کوکو سرو بر گلزار مین
کر دیا ہے کسنے ذکر کوچۂ جانانہ آج

ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے گرم ہے بازار مے
پوچھتے پھرتے ہین زاہد بھی رہ میخانہ آج

کیا کہین افسوس عالم خوابگاہ دہر کا
جو کہ تھے موجود کل حال اونکا ہے افسانہ آج

دل ہمارا لے کے گالی اُسنے دیکر یہ کہا
کل ملیگی قیمت اسکی پر ہے یہ بیعانہ آج

قبر تنہا مین عروس مرگ سے ہون ہم بغل
مر کے ہے پیدا کیا مینے یہ خلوتخانہ آج

دل پھنسا اُس زلف مین جا کر تو سینہ ہی اداس
صاحب خانہ نہین تو گھر مین ہے ویرانہ آج

دل ہمارا لے کے بولے ہی محبت کی سزا
کل کرینگے قتل تمکو پر ہے یہ جرمانہ آج

آنکھ سے میرے نکل کر نزع مین کہتے ہین اشک
بعد مدت کے اُٹھا ہے یان سے آب و دانہ آج

دل مرا پر آبلہ کر دے گا بڑہ کر عشق خال
خوشنہ بنجائیگا کل ظاہر مین ہی یہ دانہ آج

ای لطافت حسب وعدہ آئیگا وہ تشنہ کام

ضمیرتِ برج قمر ہوگا مرا کاشانہ آج

کہتا ہی رو کے کون ہے گا ہزار رنج
ہی شمع سان لحد پہ مرے اشکبار رنج

دکھلا رہا ہے ہجر مین کیا کیا بہار رنج
ہین داغ دل کے پھول تو مانند خار رنج

بعدِ فنا ہی قبر مین بھی غمگسار رنج
آیا ہے پوچھتا ہوا میرا مزار رنج

عامل کوئی ملے تو کہین ہجرِ یار مین
مانندِ جن کے سر سے ہمارے اوتار رنج

دو دوستون سے مرگئے ہوا ہی ہین فراق
نکلا ہے دم کے ساتھ دمِ اقتضا رنج

ہوتی ہے حسن وعشق مین داد وستد نئی
عاشق کی جان لیتا ہے دیتا ہی یار رنج

صیاد باغبان مغزان خار دام موت
بلبل کی ایک جان حزین ہے ہزار رنج

ساقی کا ہی فراق ہیین کیا شراب ہم
غصہ ہمیشہ نشہ مے ہے خمار رنج

خطِ غبار مین ہے لکھا نامہ یار نے
تحریر کہہ رہی ہی کہ ہے آشکار رنج

فرقت کی شب یہی مری دوچار ہین اسیر
صدمہ قلق ملال الم اضطرار رنج

ہجر صنم مین حسرت مردہ کو گاڑ کے
عاشق کے قلب کو ہے بناتا مزار رنج

فرہاد کی ہے جان گئی جیسے بیگناہ
پنہان ہوا ہے سنگ مین بنکر شرار رنج

جب امتحان ہجر مین عاشق کا لے چکا
آخر کو تھک گیا تو ہوا شرمسار رنج

آتا ہی جب تصورِ دندان میان چشم
اشکون کے موتیون کو ہے کرتا نثار رنج

گھیرے ہوی ہے رخ کو مری آہ کا دہوان
خط کے نکلنے کا نکرا ہے گلعذار رنج

لیتا نہین فراق مین افسوس میرے جان
معشوق کی طرح ہے تغافل شعار رنج

عاشق ہی زندہ در گور اب ہجر یار مین
مثلِ زمین ہے زیست مین دیتا فشار رنج

وعدہ فراق یار مین تھا پر نہ جان لی
جاتا رہا ہمین تو ترا اعتبار رنج

دل پر رکھین گے ہم تو نہ بولینگے آپ سے
کرلینگے جبر کرکے اگر اختیار رنج

گرمی مین دھوپ سے ہین جو پتھر چٹک رہے
کرتے ہین کوہکن کے لیے کوہسار رنج

افسوس فراق یار مین پانی ہین دے رہے — ہوتا نہ ہے دل مین شتل شجر ہست تو رنج
عاشق کے قلب سے نہ بھلا کیا مقابلہ — کیا جائے دلمین اور کہ نہ تا ہو یا رنج
باہر آگیا جو قید رہا دل مین مدتون — تھک کر خوشی ہی کا کرنے لگا انتظار رنج
آتا ہو سیر جسم کے عالم کی ہجر مین — ہی تخت دل پہ تھا سلیمان سدا ار رنج
دعوت جو ہجر یار کی ہوتی ہے میرے گھر — اورون سے مانگ لیتا ہون مین مستعار رنج
سینہ مین چھپ کی طائر جان ڈھونڈھنے لگا — ٹٹی کی اوٹ کھیلنے آیا شکار رنج

صدقے مین پنجتن کے لطافت کو ہو خوشی
کب تک سہا کرے مرے پروردگار رنج

رخ کو ہی افعی گیسوے بتا نکی احتیاج — حسن کی دولت کو بھی ہے پاسبان کی احتیاج
گر بہار آئے نہو مال جہان کی احتیاج — کیا زر گل سے بر آئے باغبان کی احتیاج
پوچھتی ہے رازق مطلق سے گلشن مین بہار — کیا زر گل سے بر آئے باغبان کی احتیاج
ہے کے منہ مین شمع کا شعلہ کہا گلگیر نے — شکر خالق اس دہن کو تھی زبان کی احتیاج
ابروے دلدار سے ہمسر نہ اسیر بھی ہوئی — چلے کھینچے پر نہ بر آئی کمان کی احتیاج
وقت مطلب راست ہو جاتے ہین انسان کج مزاج — وضع کھو دیتی ہے دم مین ترچھی بانکی احتیاج
قبر مین پہنچا یا مجھے اہل سخن کا جسم زار — تھی دہان گور کو ایسی زبان کی احتیاج
قتل عالم کے لیے ہی تیر بنواتا وہ ترک — ہی پئے سوفار میرے استخوان کی احتیاج
پیر و خم گشتہ ہو نہیں ساتھ اپنے رکھو او نوجوان — تیر کو ہر وقت رہتی ہے کمان کی احتیاج
شمع اور گلگیر دونون ناقص آئے بزم مین — ہی وہ محتاج دہن اسکو زبان کی احتیاج
ماہ نو سیکا رچمکا کر دکھاتا ہے فلک — کب ہی تیر آہ کو اپنی کمان کی احتیاج
عاشق شیدا ہو نہیں لب خشک ہین تر چشم ہے — پوچھتے کیا ہو عیان کو کیا بیان کی احتیاج
چبھہ کے کانٹے نے کیا احسان گویا پاؤن پر — تھی دہان آبلہ کو بھی زبان کی احتیاج

بیں منعم سکو غیرت نے لیا یہ منفعل — زرد رنگت ہو گئی جسدم بیان کی احتیاج
اون منہ ہم طائع سگان یار آئے قبر پر — کھینچ لائی انکو میرے استخوان کی احتیاج
ہا تعلی وصف بام یار کچھ موزون کرون — ہی زمین شعر کو بھی آسمان کی احتیاج
سایہ دیوار جانان کی محبت چھا گئی — تھی مکان دل مین اپنے سائبان کی احتیاج
دیکھتے ہین جھک کے اپنے سینہ پر داغ کو — ہمکو ہوتی ہے جو سیر بوستان کی احتیاج
دستخط اپنے لو بیٹھے ہاین وہ مقتولونکی فرد — ہی پئے قط گیر میرے استخوان کی احتیاج
پر خطر ہی کوی زلف ای دل بچنا تنہا وہان — نالے آہین ساتھ لی ہے کاروان کی احتیاج
تنکے جنواتی ہے کیا کیا آمد فصل بہار — بوستان مین بلبلونکو آشیان کی احتیاج
اسکو کہتے ہین کشش جب حضرت یوسف — کھینچ لائی چاہ پر خود کاروان کی احتیاج
قصہ میرے بخت خفتہ کا سنو آجائے نیند — تمکو وقت خواب اگر ہے داستانکی احتیاج
دود آہ عاشقان کافی ہے دیکھو ہر دو — اونکے کوچے مین نہین کچھ آسمان کی احتیاج
کیون نہو چاہ زنخدان پر ترے خط کا ہجوم — یوسف دل گر پڑا تھی کاروان کی احتیاج
زلف کی پاکر محبت دل کو چھینا اعجب — ہنس کے پھکنے لگا تھی عطردان کی احتیاج
زلف کا عاشق ہو نہین ظاہر پریشانی سے کچھ — مشک بو دیتا ہی خود کیا امتحان کی احتیاج
شامیانہ کھنچتے ہی پہنچا جنازہ تا بہ قبر — کشتی تابوت کو تھی بادبان کی احتیاج

تخت شاہی سے بھی ہے بہتر لطافت جانتا
اس گدا کو ہے علی کے آستان کی احتیاج

آتے ہی اس جہان مین ہوا ابتلائے رنج — ہمزاد کی طرح ہین مرے ساتھ آئے رنج
بازار عشق مین جو دیا دل تو پائے رنج — ہم خوش خرید شدت سودا مین لائے رنج
گردش سے اسکی ہاے زمانے مین پلپے رنج — دانا نہ کیون فلک کو کہین آسیائے رنج
انجام کار کیون نہ ٹھکانے لگائے رنج — جب ابتدائے عشق مین ہو انتہائے رنج

ناخن کے دل مین قید ہے مدت سے ہائے رنج
زندان عجب خدا نے بنایا برائے رنج

دل سے در سے نکلنے کا گر حکم پائے رنج
فرطِ خوشی سے پھر تو نہ پھولا سمائے رنج

اسراف کا کتہ نہین کہدینگے حشر کو
تم نے تو مال و زر کے عوض مین اٹھائے رنج

پہنا جو خلعت آگئی فوراً کفن کی یاد
اوڑھے رہا قبائے خوشی پر عبائے رنج

آدم جو آئے خلد سے دنیا مین یہ کہا
وہ انتہائے عیش تھی یہ انتہائے رنج

مجھ خستہ جان کو ہیں نہ ہجرستان مین تو
دانتون پہ پہنچا آئیگا اسے آسیائے رنج

لکھتا ہون خط مین آج اوسے آزردگی کا حال
کاغذ پہ سنہ صریر قلم یا صدائے رنج

مہمان ہوا جنون کا جو زندان مین جاکے مین
بیڑی بچھائی لا کے کہا ہے یہ پائے رنج

پیے بار جام مے ہے بنا دیدۂ پر آب
ہائے سیکدے مین قلقل مینا صدائے رنج

گردش نصیب کو ہے یہ لغزش نہین مجھے
اچھا ملا ہے قطب پہ آسیائے رنج

عاشق کو سبز بخت کیا اور سرخ چشم
طرفہ بہار آئی چلی جب ہوائے رنج

دل مین بھری ہین خال کے بوسی کی حسرتین
تل رکھنے کی جگہ نہین کس طرح آئے رنج

دل سے اوٹھی جو گرد ملال اور دود آہ
سمجھین یہ فلسفی کہ ہے ارض وسمائے رنج

آزردگی کا خط جو وہ قاتل لکھے مجھے
خنجر ابھی تو بنکے کرے ذبح رائے رنج

سورہ لکھو کفن پہ الف لام میم کا
عاشق ہے کشتۂ الم و مبتلائے رنج

پھیر غیر کی طرف نظرِ مہر ہو گئی
ہائے آپ کے ہمارے کبھی تو بنائے رنج

آیا ہائے ہجر وصل تو آزردہ ہے وہ شوخ
چہرے پہ ہے نقاب کے بدلے ردائے رنج

ہنستی نہ آپ غم سے جو ہون شاخ زعفران
پہنی ہے زرد رنگ کی مینے قبائے رنج

شوریدہ سر کہان ہین یہ سودا خریدلین
فرما دیجئیے جو سر پہ اوٹھائے رنج

سرکار عشق نے ہے مخلع کیا ہمین
داغ جنون کا دے کے عمامہ قبائے رنج

سعدا دم ہو گئے عشق و دہن مین جو آئی موت
احباب نے جنازے کے بدلے اوٹھائے رنج

ملتا ہون راتدن کفِ افسوس بہر قوت
مجھ سخت جان کے ہاتھہ مین یا آسیا سے رنج

کہدینگے روز حشر لطافت دمِ حساب
خونِ جگر پیا تو سدا ہمنے کھائے رنج ؏

کیا منزلت ہی کیا ہی ترے شہ نشین کا اوج
ہی پست اسکے سامنے عرش برین کا اوج

پایا ہی بام یار نے عرش برین کا اوج
ہی رفعتِ مکان سے ہویدا مکین کا اوج

کھینچے نہ دور آپ کو خالق جو دے عروج
آخر زمین پہ پھینکتا ہے انگبین کا اوج

میرے بلند قدر کے رُخ کا پڑے جو عکس
حاصل ہو ذرّہ ذرّہ کو مہر مبین کا اوج

دی اسنے نور تن مین جگہہ کے آنکھہ سے
دیکھو تو میرے لختِ جگر کے نگین کا اوج

ہی عاشقِ ذلیل سے معشوق کا عروج
دیکھو مگس کی وجہ سے ہے انگبین کا اوج

مضمون بام یار غزل مین جو ہونگے نظم
کر دیگا آسمان کو پست اس زمین کا اوج

بن بن کے گرد باد گئی تا بہ آسمان
اللہ رے خاکِ عاشقِ صحرا نشین کا اوج

اسفل کشادہ دل ہین تو اعلیٰ ہین تنگ چشم
دامن ہے دورِ چرخ مین پست آستین کا اوج

تہی پنجتن کے نام سلیمان کی مہر پر
ہوتا نہ شش جہت مین بھلا کیون نگین کا اوج

پھیکون اگر مین نشہ مین ساغر شراب کا
ہو جائے پست کاسہ مہر مبین کا اوج

سر تاجِ عرش کے شب معراج ہوگئی
اللہ رے کفش پائے شہِ مرسلین کا اوج

روشن مرے حسین کے قدم سے ہین دو جہان
جنت مین بس ہے حسنِ رُخِ حور عین کا اوج

کیا غم اگر ہے پلہ اعمال کو حضیض ؏
میزان مین اکطرف تو ہی میری یقین کا اوج

اسمِ علی ہے دل پہ لطافت کے کھد گیا
اس نام کے سبب سے ہوا اس نگین کا اوج

ردیف جیم فارسی

جذب سے اپنی طرف اوسکو کسی تدبیر کھینچ
ای دل شیدا کوئی تو آہ پر تاثیر کھینچ

ای مصور تو جو مجھ دیوانے کی تصویر کھینچ
سلسلہ وحشت کا باقی رکھ مع زنجیر کھینچ

چشم مین ای ترک سرمے کی کبھی تحریر کھینچ
اصفہانی قتل عاشق کے لیے شمشیر کھینچ

ہی کشیدہ یار دل سے آہ پر تاثیر کھینچ
تیز ہین اغیار تو بھی میان سے شمشیر کھینچ

کس قدر تھی سنگدل شیرین کہ فرمائش یہ کی
سختیان اسے کوہکن تو بھر جوئے شیر کھینچ

ای مصور تو بناتا ہے جو نقشہ یار کا
لطف ہو بیساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ

عشق ابرو تیز ہوتا ہے نہ دکھلا تو ہلال
بیگنہ سر پر نہ میرے اے فلک شمشیر کھینچ

ای کمان ابرو تری مژگان نے توڑا دل مرا
پار تو دے کے ہوے ہین اب تو اپنے تیر کھینچ

خاکساری سیکھ سونا مرکے ہوگا خاک مین
صفحۂ دل پر یہ عمدہ نسخۂ اکسیر کھینچ

ہی تعلی کیلیے اکدن فنا تجکو بھی ہے
آپ کو اتنا نہ دور اسے آسمان پیر کھینچ

وصل کی شب کا اگر ہے روز فرقت انتظار
رات بھر اسطرح کا اک نالۂ شبگیر کھینچ

زلف جانان کا سراسر وصف انقاس ہے
بدلے جدول کے مرے دیوان پر زنجیر کھینچ

میرے گل کے عارض خوشرنگ سے کی ہمسری
باغبان تو پوست لالے کا دم تعذیر کھینچ

شوق یوسف مین زلیخا روز کہتی تھی یہی
طول مدت تک نہ یون ای خواب کی تعبیر کھینچ

عشق صادق ہی ترا پہنا گلے مین سینے طوق
دار پراسے سرو قمری کو نہ بے تقصیر کھینچ

ہجر مین کر اے کمان لب نشانہ غیر کو
ترکش دل سے کوئی آورسا کا تیر کھینچ

خاک سے پرہیز کیا مٹی مین ملجائیگا تو
گھر سے دامن نہ یون اے صاحب توقیر کھینچ

ہمسری کرتی ہے اوسکے شعلۂ رخسار سے
شمع محفل کی زبان لازم ہے اے گلگیر کھینچ

ای لطافت گر نہین ہے کربلا جانیکی شکل
صورت مانی تصور ہی مین تو تصویر کھینچ

تمکو یکتائی کا دعوی کیون ہے جانان جھوٹ سچ
آئینہ دیکھو تو کھلجائے مرجان جھوٹ سچ

حسن کا دعوی بہت کرتی ہین پریان جھوٹ سچ — آوسکے تو سامنے ہمسر پرین کھلی ہان جھوٹ سچ
گرتے پڑتے جاتے ہین اس در پہ جب ہم ناتوان — ٹال دیتے ہین غضب کہکے دربان جھوٹ سچ
کاذب و صادق ہوے ہم جستجو نکلے سامنے — صبح ہوتی چاک کرتی ہے گریبان جھوٹ سچ
دیکھہ لین اوس لب کی سرخی کو تو پھر کھلکی گہر — بیچتے پھرتے ہین جوہری لعل بدخشان جھوٹ سچ
امتحان ہو گر پڑین اس چاہ مین آکر اگر — غیر رکھتے ہین ترا عشقِ زنخدان جھوٹ سچ
عشق زادت انسی کیا چاک گریبان عاشق نے جب — ہنسکے وہ بولے کہ ہین خوابِ پریشان جھوٹ سچ
زندہ اب ہوتا تو دکھلاتے لبِ محبوب ہم — دیکھہ آیا تھا سکندر آبِ حیوان جھوٹ سچ
خوب دعوی کر دیا پایا دل وہان یار نے — اپنی نایابی پہ عنقا کیون ہی نازان جھوٹ سچ
شمع کا ایما ہی مین گویا نہین اچھی ہے بات — ہی زبان لیکن نہ غیبت طعن بہتان جھوٹ سچ
دفعتًا ایسی چلی اولٹی زمانے مین ہوا — پھر ہی سچ جانتے ہین جھوٹ انسان جھوٹ سچ
صورتِ عاشق اگر سکتہ ہو تو قلعی کھلے — دیکھنے کو ہے فقط آئینہ حیران جھوٹ سچ
چشمِ عاشق کی طرح دریا بہائے تو ہی لطف — ہی برستا چند دن ساون مین باران جھوٹ سچ
میرے گل کی قد کی موزونی نہ پائیگا کبھی — دیکھنے کو راست ہے سروِ گلستان جھوٹ سچ
جھمگاتے غول گہہ روشن کبھی خاموش ہین — نجد مین ہے قبرِ مجنون پر چراغان جھوٹ سچ
پیچ اوٹھائیگا عبث تقلید زلفِ یار کی — ہی خدا کی شان سنبل بھی پریشان جھوٹ سچ
سبکو وحشت کی ہوا لگتی ہے باغِ دہر مین — ہان شجر بھی کچھہ دنون رہتے ہین عریان جھوٹ سچ
صبح صادق اور کاذب سے ہوئی ظاہر یہ بات — ہوگیا پیرِ فلک کا بھی نمایان جھوٹ سچ
مین ہی دیوانہ ہون جو ہون عمر بھر صحرا نشین — قیس نے کچھہ دن بسایا تھا بیابان جھوٹ سچ

ای لطافت تابعِ احکام حیدر جو نہین
ہی زبانی اونکو عشقِ شاہِ مردان جھوٹ سچ

آشناونمین ہین وہ دریا پہ ہے مشکل پہنچ — آہ سنکر تو بھی ای دل تا لبِ ساحل پہنچ

ہوکے تو بھی زمرۂ عشاق مین شامل پہنچ
دلبری کرتا ہے وہ جان جہان اے دل پہنچ

ہم سریع السیر کیا سمجھین قمر کو اے فلک
شعلہ ہاے آہ کی ہے سیکڑون منزل پہنچ

دل کو مجھ مجنون نے رنج و غم سے خالی کیا
غیرت لیلےٰ تری خاطر سے ہے یہ محمل پہنچ

گر پڑا ہے دل مرا چاہِ زنخدان مین نکال
جلد اے دستِ خطِ جانان دمِ مشکل پہنچ

وصل کی شب ہے وہ منہ دھونے کو ہے مستعد
طشت بنکر آسمان سے اے مہ کامل پہنچ

اشتیاق کا حائل ہے دریا کیا تصور اسکا ہے
لے کے کشتی چشم کی اے دل لب ساحل پہنچ

ضعف کہتا ہے نہ راہِ عشق مین رکھنا قدم
حوصلہ کہتا ہے بڑھ چل جلد تا منزل پہنچ

عشق مین اوس روے روشن کے ہوں مضطر تلک
ٹکے بھاتا داغ دل کا اے مہ کامل پہنچ

نذر اوس دلبر کے ہم آنکھون سے دینگے عشق مین
پنجۂ قمر کا نہ ٹکڑے ہوکے جلد اے دل پہنچ

سینہ والا ہے تاب پہنچی ہے نکلکر دل سے آہ
ضعف مین کیا بڑھ سکی ہے ایک دو منزل پہنچ

عاشقون کو تیغ کی گھاٹ آج اتاریگا وہ ترک
ہر غریقِ بحرِ غم کی ہوگئے تا ساحل پہنچ

ہر بگولے کو دکھا کر قیس سے کہتا تھا شوق
نجد مین وہ دیکھ لے لیلےٰ کی ہے محمل پہنچ

وقت آرائش ہے کہتی اس نگہ سے ناز کی
چشم سے تا آئنہ طے کر کئی منزل پہنچ

کوچۂ جانان مین اوڑ کر اے لطافت جائینگے
خاک ہی جب ہوگئے ہم پھر ہے کیا مشکل پہنچ

ردیف حاے مہملہ

صبا جو کام کرے میرا نامہ بر کی طرح
تو اوڑ کے خط اوسے پہنچے ابھی خبر کی طرح

جو بندہ کان مین یاقوتِ سرخ کا پہنا
پہنچ کے لو مین تری اوڑ چلا شرر کی طرح

چلے ہین گھر سے مرے آپ دل تڑپتا ہے
پھر آئیگا ابھی آہِ بے اثر کی طرح

کیا ہے الفتِ موے میان نے زار ایسا
نہان ہوا ہون نظر سے تری کمر کی طرح

خیال ابروے جانا نہین اے دل پُر داغ
ہمیشہ پاس ترے چاند ہے سپر کی طرح

جنون مین تا بہ گلو ہے جو اشک کا دریا
ہوا ہے طوق گلے مین وہ بھنور کی طرح

ہوا زبان حریفان سے دل مین جب ناسور
تب آبرو ہی جہانمین ملی گہر کی طرح

اوٹھا نہ سوے مہ نو یہ پرخیال انگشت
ہلال شق ہو نہ ایجان جان قمر کی طرح

قریب موے میان آہ جو دآب مین ہر دم
لپکتی ہے آپ کی تلوار مین کمر کی طرح

جو وقت صبح وہ خورشید بام پر آئے
زوال مہر کو ہو جائے دوپہر کی طرح

عجیب ہے لب شیرین یار کی تاثیر
مٹھاس ہوگئی سوا اک نیشکر کی طرح

بشر جہان مین کسی دن نہ موت کو بھولے
ہمیشہ ساتھ ہی کافور ہو سحر کی طرح

وہ تیرہ بخت ہون نمین ہون پناہ دشمن دوست
سدا ہون خانہ بدوش اسلیے سپر کی طرح

بلاے پاس اشارے سے چشم کی جو وہ یار
تو جاؤن دوڑ کے آنکھون سے مین نظر کی طرح

وہ بہر قتل ہے تیار سلطنت کا ہے لطف
کہ تیغ سر پہ کھنچی ہے ہما کے پر کی طرح

خیال ہی ترے دندان کا آنسوؤنمین غرق
تن نحیف مرا رشتہ گہر کی طرح

شب فراق ہوا انتظار صبح کا جب
تو کان بجنے لگے ہر گھڑی گجر کی طرح

ملا یہ دشت مین سوداے خام سے مجھے پھل
دبا رہا خس و خاشاک مین ثمر کی طرح

کمال محنت و گردش سے ہاتھ آتا ہے
پھرائے سر کو شب و روز جب قمر کی طرح

فراق یار مین خاموش بیٹھا رہتا ہون
زبان سے نطق بھی جاتا رہا اثر کی طرح

غرور و کبر سے سلطان جو تاج پہنے ہے
یہ اک جنون کا تمغہ ہے داغ سر کی طرح

ہمارے گھر مین لطافت ہے چاندنی چٹکی
بکھر کے آئے ہین وہ رات کو قمر کی طرح

جو روؤن الفت دندان مین ابر تر کی طرح
زمین پہ اشک ہون غلطان ابھی گہر کی طرح

بھلا کلام تو بیہودہ اعتراض ہوے
لگائے سنگ گران نخل پر ثمر کی طرح

رقیب آئے ترے پاس ہون وہ سوختہ تن ہے
کہ سنگِ فرش مین چھپ جاؤنگا شرر کی طرح

جہانمین دولتِ منعم ہے دیکھنے کی بہار
کسی کا کام نہ نکلا گلون کی زر کی طرح

ہر ایک دن ہے ہزارون برس کا فرقت مین
ہر اک گھڑی ہی قیامت کی دوپہر کی طرح

بنا ہون لاغری و ضعف سے تماشا مین
اوڑائی پھونک کے وہ طفل کیون نہ پر کی طرح

کہا جو میان کو عدم تو حال کھلا
صنم نے کھینچ کے باندھا مجھے کمر کی طرح

اوٹھائے بار طلا سر پہ بنکے ہُدہُد کون
کسے دماغ رکھے تاج جانور کی طرح

عیان ہی نور کا اوس گردنِ صبیح پہ خال
چمک رہا ہے عجب اخترِ سحر کی طرح

گیا ہی صبحِ شبِ وصلِ یار ہو ماتم
سحر ہے سینہ زنی چاہیے گجر کی طرح

بخیل جو ہین برا کیون سخی کو کہتے ہین
دہن کو بند رکھین کاش اپنے در کی طرح

گلے سے اوسنے لگایا نہ وقتِ رخصت بھی
یہ داغ لے کے چلے توشۂ سفر کی طرح

کہا تھا شام کو آونگا آئے پچھلے پہر ہے
تم اپنے وعدہ مین کاذب ہوے سحر کی طرح

خدا کمال اگر دے تو انکسار کرے
زمین پہ سر کو جھکائے پھلے شجر کی طرح

فشارِ قبر سے آغوشِ مادر آیا یاد ہے
تھپک تھپک کے سلایا مجھے پسر کی طرح

صدا او ہان صدف سے یہ روز آتی ہے
نکل وطن سے تو ہو آبرو گہر کی طرح

مین آیا صبح کو کب جھوٹ سچ کہا کسنے
خبر ہے کاذب و صادق صنم سحر کی طرح

نہ مجھہ تک آنے دیا ہاے میرے قاتل کو
یہ بخت تیرہ رہا بیچ مین سپر کی طرح ہے

سحر سے کوچۂ جانان مین گرم ہے بازار
کھنک رہا ہے کٹورا یہان گجر کی طرح

جہان مین سبز لطافت نہ کیون ہو کشتِ عمل ہے
غمِ حسین مین روتا ہون ابرِ تر کی طرح ہے

عشق ہو تیری بھوون کا تیز اور آرام روح
بنگیا ہے تیغ ابرو کا نیام اندام روح

دل کی صورت آج پہلو مین ہی وہ آرام روح
عیش و عشرت سے مبدل ہوگئی آلام روح

تیری زلفون کا ہے سودا اسکو او آرام روح
اندنون شاید سیہ ہے بخت نافرجام روح

پاؤن قاتل کے پڑے ہین جب او ٹھے آتش سی سر
کیا قدم جاتا ہی اپنا توسن خوش گام روح

ہون شراب سرخ شیشے مین ہے ساقی بھر دیا
ہو دل شفاف سی جیسے عیان اندام روح

ہجر قاتل مین یگانے ... ہو جائینگے
تیز ہو ہو کر پھر یگی حلق پر صمصام روح

زلف جانان سے دل ... نکل کر یہان
کھیلتے ہین ہم شکار اکثر بچھا کر دام روح

موت بھی آفاق مین ... کفن سے کم نہین
خاک کرکے تن برہنہ کر دیا اندام روح

ساقیا فصل بہار آئی ہی بھر سب مین شراب
چشم کے پیمانے دو ہین شیشہ دل جام روح

ظلم حق سے کعبہ دل مین نکیون داخل ہوئے
غیب کے پردے سی آیا جامہ احرام روح

ہجر کی شب ہر گھڑی آتی ہے نالونکی صدا
دل کا ہی گھڑیال بجتا جب ہی بھرتا جام روح

جسم خاکی سے سفر کا قصد ہے سوئے عدم
نالے ہر دم ہجر مین لاتے ہین یہ پیغام روح

کند فی رنگونکی الفت بھی عجب اکسیر ہے
پکا سونا دل بنائے گا طلائے خام روح

ہاے گرفتار اپنی آرائش مین او جان جہان
ہی دوپٹہ تیرا گلشن لپیٹ کا گلدام روح

فصل خالق سے قضا ہی خوب ہوتی ہے ...
دل ہے گھر ود ہے وطن سینہ ہی میرا بام روح

عشق مژگان کی کھٹک سے یہ بہت بے چین ہی ...
پاؤنمین کانٹے چبھے ہین اٹھ سکے کیا گام روح

دل کا بیشہ استخوانون کا نیستان جل گیا
جھومتا پھرتا ہے ہر سو جسم مین ضرغام روح

سیلی بالون کی نہین سینہ پہ انکے تا بہ ناف
ہی تن شفاف سی ظاہر ہوا اندام روح

زندگی تو ہے لطافت کی فقط دیدار پر
شکل تیری دیکھ کر جاتی رہی آلام روح

بنگیا گہوارہ دل جاتے رہے آلام روح
عشق صادق مین ہی دھڑکن باعث آرام روح

لاغری سی ہجر مین ہے جان جلتا آشکار
شمع ہو فانوس مین یا جسم مین اندام روح

آب و دانہ کھینچ کر دنیا مین لے آیا مجھے
جسم خاکی پھنس گیا فوراً بچھا تھا دام روح

دل جو امڈا فرقت دلدار مین طوفان اٹھا
چشم سے آنسو ہوے جاری چھلک کر جام روح

گریہ مین اشکون کے دریا کا رہیگا زور شور
دیکھنا یہ جائیگا اک دن مکان خام روح

جسم مین آئے عدم سے تن سے جنت مین گئی
دیکھنا آغاز سے بہتر ہوا انجام روح

رند و میری جان کی ہے ساتھہ شغل میکشی
دل کے شیشے سے ملا رہتا ہے ہر دم جام روح

آمد و شد ہی نفس کی نزع مین کیون جلد جلد
آرہے ہین لب تلک آنے کو کیا پیغام روح

جسم خاکی مین نہین رہنے کو اسکے کچھہ ثبات
بیمروت آو ہوا اہل اسی سے نام روح

آبرو پائے جو تیرا عشق و ندان تیز سے
ہی نیام دل مین جوہر دار اب صمصام روح

میرے سب احباب کو تڑپا دیا بسمل کیا
کھینچکر غصہ سے عزرائیل نے صمصام روح

عرش اعلے ہے دل شیدا اگر اسکی قدر ہو
روح یان ہی عرش پر جبریل ہے ہمنام روح

کیون مسلمان ہو نہ پیدا ہوتے ہی ہر عضو عضو
کعبۂ دل سے مرے شایع ہوا اسلام روح

عشق مین افعال بد اغیار نے ایسے کیے
دل کی سنتا ہون ملامت رات دن دشنام روح

دل مین سبکی آرزو ہر دم بھری ہی مثل جان
ہم عدو بھی آرزو ہے اسلیئے ہے نام روح

بارش اشک مسلسل نے ہماری جان لی
کیا گھر وندا تھا کو ڈھٹی کا قصر خام روح

آسمان نے زندگی مین اسقدر صدمے دیے
کانپ اوٹھے زیر زمین ہم سن لیا جب نام روح

حرف اسکے ہین جدا ڈر ہے نہو جاے فراق
جمع او ٹھہ کر وصل مین لیتا نہین مین نام روح

دیکھہ پچتائے گا آخر کو نہ یون ہر دم ستا
جان دے دیگا لطافت تجپہ او آرام روح

لاغر ہوے جو عشق مین ہم تار کی طرح
اے بت گلے پڑے ترے زنار کی طرح

ساقی سے پائین مست قدح گر شراب کا
رکھین ادب سے فرقیہ دستار کی طرح

کرتے ہین وہ بناو نظر جاے کس طرح
آئینہ سد راہ ہے دیوار کی طرح

کیا بلبل آئی بھیس بدل کر بہار مین
کانٹا ہے گل کے پاس جو منقار کی طرح

اشعار میرے سنکے نہ کیونکر لٹین عدو
گویا زبان دہن مین ہے تلوار کی طرح

بےحس ہون مین جہان مین نقطے کی طرح سے
گرد آسمان ہے خطِ پرکار کی طرح

ق
صحرا کی ریگ خلعتِ زرین ہے جسم پر
مجنون ترا ہے دشمنِ زردار کی طرح

آرام پالی آبلون نے دی ہے پاؤن کو
قسمت کے پیچ سر پہ ہین دستار کی طرح

کانٹے ہین منہ چڑاکے یہ بلبل سی کہہ رہے
ہمنے اوڑائے کیا ترے منقار کی طرح

ہوتے ہین قتل شرم سے کیا ہم کرین سوال
بائے طلب ہے حلق پہ تلوار کی طرح

شمشیرِ یار باڑھ کا ڈورا جو دے ہمین
زیبِ گلو ہو رشتۂ زنّار کی طرح

منعم یہ سرکشی یہ تعلّی خدا سے ڈر
رکھے آسمان نہ فرق پہ دستار کی طرح

کوچہ مین اوسکے سایہ صفت ہون گرا پڑا
حیرت بڑھی تو اوٹھونگا دیوار کی طرح

بلبل سے بحث باغ مین کرتی ہے کیا بہار
پھیلی کلی جو ہوتی ہے منقار کی طرح

اوس ترکِ کج ادا سے نہ ممکن ہوا وصال
تلوار بیچ مین رہی دیوار کی طرح

دنیا مین گردش ایک کو ثابت ہی دین ہے ایک
دو پاؤن ہمنے پائے ہین پرکار کی طرح

کس بت کی برہمن سے خلائق خبر نہین
شہرک ہر اک گلے مین ہے زنّار کی طرح

ہنستے ہین لوگ کوچۂ جانا نمین دیکھ کر
حیرت سے ہون جو قہقہہ دیوار کی طرح

کس بت کے ابروون نے بنایا ہمین برہمن
مالا سرو ہیو نمین ہے زنّار کی طرح

ہے چاندنی جو بھاگتی مجھ تیرہ بخت سے
کیا سیکھے اونکے سایۂ دیوار کی طرح

ہے جستجوے قبر عناصر مین کھینچتی
یہ نفس مردہ کو ہین لیے چار کی طرح

حائل طمع ہے قربِ خدا کیا نصیب ہو
دستِ دعا ہین بیچ مین دیوار کی طرح

تابوت کے ہین زیب مرے اشک و دودِ آہ
سہرے کے شکل یہ ہین وہ دستار کی طرح

نایاب کسطرح نہ لطافت کے شعر ہون
مضمون بندہ گئے کمرِ یار کی طرح

تن سے نکلی ہے جو عشقِ گلِ رخسار مین روح
قبر مین زیر زمین جسم ہے گلزار مین روح

دل کے ہمراہ گئی گیسوے دلدار مین روح
آج کل سیر کیا کرتی ہے تاتار مین روح

کون سا غیرتِ یوسف سر بازار آیا
لے بیعانہ کے ہی دست خریدار مین روح

دیکھتا ہے جو مجھے جان کے گھٹ جاتا ہے
ادہی ہی گیا ہے ترے سایۂ دیوار مین روح

فصل گل مین نہ چمن سے اسے لیجا صیاد
بلبل زار نہین ہے تن گلزار مین روح

جائے کسطرح نکل کر کہ عناصر مین ہے قید
آ کے فردوس سے کیا گھر گئی ان چار مین روح

باطنی حسن ملی خوبیٔ سیرت پائی
حور پردے مین نہان ہے کہ تن یار مین روح

یا خدا جلد کسی غیرتِ یوسف کو بہیج
بیچنے نکلی ہے دل عشق کی بازار مین روح

حضرت عشق نے کیا تفرقہ ڈالا افسوس
گھر مین تن زلف مین دل کوچۂ دلدار مین روح

بیوفا یار پہ دے کوئی نہ جانِ شیرین
بعد فرہاد یہی کہتی ہے کہسار مین روح

زندہ و زاہد پہ برابر ہے عطاے خالق
دیکھو یکسان ہے تن غافل و ہشیار مین روح

زندگی بادہ کشی کے ہے سہارے پہ مدام
مے ہے شیشہ مین بھری یا تنِ میخوار مین روح

تیر جوڑا کس ادا سے ہے کمان مین تمنے
بوسے لاو نگلیون کی آئی جو سوفار مین روح

پھر گلگشت پھڑکتی ہے بہار آتی ہے
کوئی بلبل ہے قفس مین کہ تن زار مین روح

باہین ڈالو نہ گلے مین جو ترے مین لاغر
برہمن سمجھین گے ای بت کہ ہے زنار مین روح

غول کے غول ہوے چال کے پیرو ہمراہ
پائی ہے نقش قدم نے تری رفتار مین روح

چلنے پھرنے سے سر معرکہ ہوتا ہے ثبوت
دمِ شمشیر نہین ہے تری تلوار مین روح

وعدہ وصل پہ ٹھہرا مرنا جینا
موت آئی تری انکار مین اقرار مین روح

ای لطافت اوسے سمجھون مین حیاتِ ابدی
تن سے نکلے جو رواقِ شہ ابرار مین روح

ردیف خاے معجمہ

آمد سے خط کی ہے وہ رخِ لاجواب سرخ
وقتِ طلوع جیسے کہ ہو آفتاب سرخ

ہی گلرخون کے ہجر مین چشم پرآب سرخ
برسے گا خوب چم کے اٹھا ہے سحاب سرخ

ہوگا لہو سے آج ہر اک شیخ و شاب سرخ
چہرہ ہے میرے ترک کا وقتِ عتاب سرخ

کیا وصل و میکشی مین گذرتی ہے رنگ سے
معشوقِ سبزہ رنگ بغل مین شراب سرخ

خوناب چشم عیب گلون کی کشش مین جان
ہی نقص کی یہ بات کہینچے گر گلاب سرخ

پھوٹا ہی رنگ گل سے ترے عارضون کا کیا
شوخی سے عکس پڑ کے ہوئی ہے نقاب سرخ

پھولی شفق جو شام کو سمجھے یہ بادہ کش
شیشہ مین آسمان کی بھری ہی شراب سرخ

دہانی ہی جوڑا اوسکا تو رخسار لال لال
اک شاخ سبز پر ہین کھلے دو گلاب سرخ

رویا مین دیکھا ہمنے کسی لالہ رو کو کیا
آنکھین بغیر وجہ نہین بعد خواب سرخ

ای شہسوار آتشِ رنگِ حنا سے تیز
رکھتی ہے پاؤن دم مین نکیون ہو رکاب سرخ

بوسہ لیا ہی ہمنے جو اس لالہ فام کا
زردی کے بدلے رخ ہی بوقتِ حجاب سرخ

ہوتا ہے رتی رتی کا ہمین خدا سوال
آجائیگی شمار مین وقتِ حساب سرخ

اعلی ہی نشۂ مے کا عجب رنگ و کیفیت
آنکھون کو پہلے کرتی ہے دیکھو شراب سرخ

بھڑکی ہی دل مین آگ حرارت کی ہے دلیل
پوشاک ہے پسند جو وقتِ شباب سرخ

صحبت کوئی ہو جوہر ذاتی کا پر سے رنگ
مانند خون کے تیغ کو کرتا ہے آب سرخ

ایما ہی قتل کرنے کا سمجھا یہ نامہ بر
کاغذ منگایا اسنے جو بہرِ جواب سرخ

تارِ شعاعِ مہر پہ لکہ شفق کا ہے
ریش سفید پیرِ فلک پر خضاب سرخ

نہلا کے اسنے خون مین لٹایا زمین پہ
پوشاک کیا ہوئی ہے ہماری خراب سرخ

لکھے ہین وصف چہرۂ رنگین یار کے
یہ وجہ ہے ہوئی جو ہماری کتاب سرخ

کیا فصل گل مین رنگ سے گذری بہار ہو — بھر دے گلابیون مین جو ساقی شراب سرخ
گلنار محرم آج ہے اُوس سبزہ رنگ کی — دریاے سبز مین او بھر آئے حباب سرخ
عاشق کا خون پیا تو ہے کیسا برس رہا — ابرے پھل اُسکی تیغ کا ہے یا سحاب سرخ
گرم آنسوؤنمین سیخ مژہ پرہین لخت دل — انگارون پر ٹھہر کے ہوے یہ کباب سرخ

یکرنگ رہ لطافت تو حب آل مین
جنّت مین جلوے دینگے تجھے بوتراب سرخ

پھولون سے رنگ پر ہے نہال چمن کی شاخ — فصل بہار مین ہے شبیہ انجمن کی شاخ
بھیتل نارگی مین ہین دست صبیح یار — صدقے ہے اسپہ یاسمن و نسترن کی شاخ
زلف سیاہ یار ہے خوشبو مثال مشک — ہو کنگھیونمین صرف غزال ختن کی شاخ
اس سبزہ رنگ کے جو تصوّر مین یُون ہین — ہو جاے سبز بزم مین شمع لگن کی شاخ
وہ نازنین جو بال بنائے شب وصال — کنگھی بناؤن توڑ کے نازک بدن کی شاخ
زیبا ہو قدّ یار پہ دھانی لباس کیا — تازہ ہری بھری ہے یہ سرو چمن کی شاخ
ایسی چمن مین جھک گئی پھولونکے بوجھ سے — دکھلاتی ہے بہار مین صورت دلھن کی شاخ
پھولون مین چاندنی کے لگا یا ہو آخر داغ — گلشن مین تیرگی ہے دکھاتی گہن کی شاخ
ظالم ہین دور چرخ مین سرکش ہوا نہو — خنجر سکا کام کرتی ہے ہر گردن کی شاخ
مسواک تیری دیکھ کے آتا ہو مجکو رشک — کیا سونگھتی ہو شوق سے خوشبو دہن کی شاخ
پھولون سی ہے بھری ہوئی ڈالی نہ تو برن آپ — دکھلاتی ہو چمن مین بہار انجمن کی شاخ
غربت مین گرچہ باغ ہو لیکن ہو مثل دشت — پھولون کی اک چھڑی ہی نہال وطن کی شاخ
جھولا درخت مین ہے پڑا جھولتا ہے یار — جھک جھک کے لے رہی ہین بلائین رسن کی شاخ
طوبی سے حُلّہاے جنان شیعہ پائینگے — تدبیر بس کریگی ہر اک پیرہن کی شاخ
کیا رنگ پر بہار مین ہے ہر درخت باغ — پتے زمردین ہین عقیق یمن کی شاخ

ف

ہون ناتوان بتون کی محبت مین وہ عصا
ہو قطع دیر سے شجرِ برہمن کی شاخ

آیا ہے خطِ یار بنانے تو ہے بہار
حجام کا ہی ہاتھ کہ سیبِ ذقن کی شاخ

ہو امتحان طبع لطافت تو لطف ہے
موزون کرو تمام غزل مین کفن کی شاخ

دیکھو خلش رکھی ہے جو نازکبدن کی شاخ
ہے دھجیان لحد مین اوڑاتی کفن کی شاخ

باسل نے آشیان مین قضا کی خزان سے ہاے
تدبیرِ چھال دے کے کرے اب کفن کی شاخ

آئے جو سمت مرقدِ عاشق تو پھل یہ پائے
ہر ساقِ پا ہو سوکھ کے دُزدِ کفن کی شاخ

مثلِ قضا جو آئی خزان مُردہ کر دیا
شبنم سے باغ مین ہوئی طالب کفن کی شاخ

بادِ خزان چلے گی تو بدلیگا رنگ باغ
سمجھے گی زرد پتون کو چادر کفن کی شاخ

ہندو کے مُردے لپٹے شجر مین پھنک گئے
کیا جل اوٹھی ہر ایک درختِ کفن کی شاخ

گر سدرِ صحن شہ سے لطافت تجھے ملے
تا حشر پھر ہو باعثِ عزت کفن کی شاخ

سوکھی ہی یون خزان مین نہالِ چمن کی شاخ
جیسے ہو خشک دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

آتا ہی اسکی چشم و مژہ کا جو مجکو دہیان
کارِ سنان ہے دشت مین کرتی ہرن کی شاخ

سرمہ جو چشم یار مین دُنبالہ دار ہے
وحشی پکارتے ہین کہ دیکھو ہرن کی شاخ

وحشی وہ ہون جو برسے مرے آنسوونکا مینہ
ہو جاے سبز دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

خوش چشم ہو حسین ہو بناتے ہو بال روز
بنواؤ شانے یار رنگا کر ہرن کی شاخ

مین آہِ آتشین جو کرون دشت جل اوٹھے
روشن ہو مثلِ شمع کے ہر اک ہرن کی شاخ

نکلی سواری آپ کے وحشی کی دشت مین
آگے ہے برچھیان لیے ہر اک ہرن کی شاخ

دشت مین مار زلفِ صنم آے گا جو یاد
ناگن بنے گی دشت مین ہر اک ہرن کی شاخ

نکلا مہاسہ ابروے جانانہ قربِ چشم
کوپل ہے تازہ ہمکو دکھاتی ہرن کی شاخ

سودا کسی کی زلف کا اِنکے سرونمین ہے | خمدار پیچ دار ہے ہر اک ہرن کی شاخ
وحشی کو تیرے دین یہ کفن اور جریدتین | دامن اوڑہا ہین وحشت کا رکھتین ہرن کی شاخ
وحشی کو کیا علاقۂ باغِ جہان سے کام | بی برگ و بے ثمر ہے ہمیشہ ہرن کی شاخ

وحشت مین چشمِ یار کے لکھتے ہو گر ثنا
خامہ بناوے کے لطافت ہرن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

دل مین رکھیگا اسے کون سدا میرے بعد | غم بہت روئے گا آ کر مری جا میرے بعد
کوہکن کو ہ پہ پہنچا مری جا میرے بعد | جانشین لو مرا شاگرد ہوا میرے بعد
ستم ایجادیان عاشق ہی کے دم تک ہین فقط | ترسیگی تری بیداد و جفا میرے بعد
خون عاشق کا بہایا تو ہوا دونا حسن | رنگ لائی ترے ہاتھون کی حنا میرے بعد
حسن کہتا ہی حسینون سے غنیمت سمجھو | منہ لگائیگا تمھین کون بھلا میرے بعد
قبر پر جمع ہین رونے کو مثال احباب | حسرت و یاس و غم و رنج و وفا میرے بعد
قتل عاشق کو جو کرتے ہو برا کرتے ہو | کون اٹھائیگا کہو ناز بھلا میرے بعد
جای حیرت ہی جوانون سے یہ کہتا ہی شباب | یاد برسون ہی کروگے نجدا میرے بعد
کرے کانٹون کی زبان خون سے سیراب اے دشت | مجھسا آئیگا نہ پھر آبلہ پا میرے بعد
کہکے عاشق مرے دلبر نے پکارا سرِ قبر | مستجاب آج ہوئی میری دعا میرے بعد
کوے جانان مین مری خاک کو پہنچا دینا | کرنا احسان یہ اے بادِ صبا میرے بعد
دے کے فقرہ جو نکالا مجھے اپنے گھر سے | آپ کے پاس رقیب آئیگا کیا میرے بعد
پوچھتا ہے گلِ تر باغ مین ہر بلبل سے | کہہ خزان مین ترا کیا حال ہوا میرے بعد
قیس نے آ کے کہا خواب مین مجھ وحشی سے | کون دنیا مین ہے اب تیرے سوا میرے بعد

روح قالب سے نکل کر یہ صدا دیتی ہے — ہاے ویران رہیگی یہ سرا میرے بعد

زیست کہتی ہی لطافت سی کہ کر نیک اعمال
جز پشیمانی و افسوس ہے کیا میرے بعد

چشم جانان مین عجائب حسن دکھلاتی ہی نیند — یہ وہ شیشہ ہی پری بنکر اوتر آتی ہے نیند
بعد مدت کی مری آنکھون مین جب آتی ہے نیند — چشم پر مژگان کا گھونگھٹ لیکے شرماتی ہی نیند
صورتِ معشوق کیا عاشق کو ترساتی ہی نیند — غمزہ و ناز و ادا سے ہجر مین آتی ہی نیند
ہین وہ کمسن وصل کی شب جلد آجاتی ہی نیند — شرم بنکر انکھڑیون مین شام سے آتی ہے نیند
عشق خالِ روے جانان مین کسے آتی ہی نیند — رات بھر تارے گنا کرتا ہون اوڑجاتی ہی نیند
چشمِ جانان پر ہی پھبجاتی اگر آتی ہے نیند — سُرمہ بنکر نرگسی آنکھون مین رہجاتی ہے نیند
منتظر رہتا ہون پھر دن پر نہین آتی ہی نیند — ہجر کی شب کس جگہہ پر جاکے سوجاتی ہے نیند
حال دل کہتا ہون جب کمسن ہین سوجاتے ہین وہ — کس مزے کی ہی کہانی سُنکے آجاتی ہے نیند
بعد مدت کے شبِ وصلت جو ہوتی ہی نصیب — بختِ خفتہ کا بُرا ہو شام سے آتی ہے نیند
شبکو بی معشوق سوتے کیا ہین مر رہتے ہین ہم — ہجر جانان مین اخ الموت ایسی کہلاتی ہی نیند
ٹھنڈی سانسین بھرتے بھرتے ہجر مین آتا ہی غش — سرد ہوتی ہی ہوا جب مجکو آجاتی ہے نیند
نزع مین یٰسین پڑھتے ہی نکلجاتا ہے دم — جب کہانی یار کی سُنتے ہین آجاتی ہی نیند
پوچھتا اُنسے اگر ملتے مجھے اصحاب کہف — کسطرح تمکو فراقِ یار مین آتی ہی نیند
وصل کی شب خوابِ غفلت سے نہین وہ چونکتے — چشم کو کیا جان کر گہوارہ سوجاتی ہی نیند
اُس حسین کا ہی تصور رات بھر رہتا مجھے — بدگمان ہوتا ہو لمین آنکھون مین کیون آتی ہی نیند
عاشق و معشوق مین ہوتی ہین باتین رات بھر — میرے خلوتخانے مین کیا آئے شرماتی ہے نیند
آنکھین ملکر ہی وہ قاتل صبحدم اوٹھ بیٹھتا — صیقل اُس تیغِ نگہ پر خوب کر جاتی ہے نیند
وصل کی شب آنکھین تلوون سے ترے ملتا ہون مین — پاے نازک سی سحر تک ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

ہم شبِ اول لپٹ کر قبر سے یون سوئے ہین
جس طرح نوشہ کو پہلی رات آجاتی ہے نیند

آنکھ کر گرتے ہین مجھپر بزم مین کس حسن سے
جاگتے ہین بخت میرے انکو جب آتی ہے نیند

کٹ گئی غفلت مین جوانی آئی پیری اب تو چونک
رات بھر تو سو چکا تو دن کو بھی آتی ہے نیند

دیکھ لی ہائے چشم خواب آلود میرے گل کی کیا
دیدۂ نرگس مین گلچین کیون نہین آتی ہے نیند

دارِ دنیا مین عجب خود رفتگی ہے کیا کہین
وائے غفلت تھہرے سولی پہ بھی آتی ہے نیند

جھومنا انگڑائیان لینا ہمین کرتا ہے مست
نشہ کی کیفیتین ساقی کی دکھلاتی ہے نیند

قمریان سوتی ہین شب کو سرو پر گلزار مین
اہل غفلت دار پر بھی دیکھ لو آتی ہے نیند

وصل کی شب تارے لیتے ہین وہ انگڑائیان
کہہ رہے ہین چلکے ہم تم سو رہین آتی ہے نیند

وقتِ موت احباب رو رہتے ہین تو سمجھاتا ہون نہین
چپ رہو کیون غل مچاتے ہو مجھے آتی ہے نیند

ای لطافت چشم جانان کی لطافت کیا کہون
بند آنکھون کو کیے ہے پر نظر آتی ہے نیند

قفس مین بند ہوا جب کھلی زبان صیاد
ترے ستم کے سوا کیا کرون بیان صیاد

اگر گلاب سے دھووے مری زبان صیاد
تو گل کا حال کرون رنگ سے بیان صیاد

جو سوز دل کی کرون داستان بیان صیاد
مثال شمع کے جلنے لگی زبان صیاد

گلون کے ہجر مین کی اسقدر فغان صیاد
کہ سوکھ کر ہوئی کانٹا مری زبان صیاد

کبھی ہائے چشم کبھی زلف مہوشان صیاد
ملی ہین بلبلِ دل کو کہان کہان صیاد

پھنستی ہے بلبلِ نالان عجب بکھیڑے مین
قضا قفس کی ہے دربان نگاہبان صیاد

بہار مین دلِ بلبل کے پار ہوتے ہین
یہ تیلیان ہین قفس کی کہ برچھیان صیاد

خدا کے واسطے کر خوف آہِ بلبل سے
کہ توڑتا ہے غضب تیر بے کمان صیاد

قفس کی طرح سے ہے آشیان مین بند کیا
بنی ہے بلبلِ گلزار کو خزان صیاد

گلون کا عشق بھرا ہے پھنسے گی ہر بلبل
لگائے دام مین عاشق کی استخوان صیاد

فراق گل مین ہوا ہے تڑپ تڑپ کے یہ حال
قفس مین چند نفس کا ہون میہمان صیاد

یہ عندلیب کے اک مشت پر کی خواہش ہے
کہ روز لڑتے ہین ہم ایسے مین باغبان صیاد

نہین ہے یاد کوئی داستان اسیری مین
سناؤن پڑھ کے گلستان و بوستان صیاد

وہ عندلیب ہون بعد فنا بھی ہون نہ رہا
قفس بنائے مرے ہے کے استخوان صیاد

اجل کو روح نے تن مین بلا لیا شب ہجر
جو میزبان ہوئی بلبل تو میہمان صیاد

قفس کے چاک سے نکلی جو بلبل لاغر
پھڑک پھڑک کے پکارا کہان کہان صیاد

فراق گل مین ہے بلبل نحیف بند نکر
قفس ہے ہم اسکے لیے آہ کا دھوان صیاد

نہ ہونگی بلبل و گل پھر خزان جب آئیگی
چمن مین اور ہین کچھ روز میہمان صیاد

پھڑک رہی ہے گلون کے الم مین بلبل روح
قفس بنی ہین مرے تن کی استخوان صیاد

قفس مین بند ہی بلبل تو بنا گلون پوشش
نئی زمین نیا اب ہے آسمان صیاد

گلون کے عشق مین پانی کی جا گلاب دیا
یہ بلبلون کا ہوا ہے فراخ دان صیاد

مین وہ ہون بلبل خوش نغمہ باغ کی رونق
بناتے ہین مرا آکے آشیان صیاد

قضا جو آئی تو سمجھا کہ دم چرایا ہے
ملا ہے بلبل نالان کو بدگمان صیاد

گلون کے ہجر سے بلبل کو ہے قفس مین جنون
بچھا منگا کے رگ گل کی بیڑیان صیاد

جو دیکھے پھول سے تلوے پھڑک گئی بلبل
بنے ہین دم ترے پاؤن کی نشان صیاد

بدن مین روح کی حافظ ہے ای لطافت ہوت
ہمیشہ ہے پئے بلبل نگاہبان صیاد

جو سنکھ دیر مین کعبہ مین ہے اذان فریاد
غرض ہے ہم عشق مین دونون جگہہ فغان فریاد

نکل کے لب سے گئی تا بہ لامکان فریاد
اب آگے بڑھ کی بھلا جائیگی کہان فریاد

کرون فراق مین کس سے مین ناتوان فریاد
بمشکل آئی ہے سینہ سے تا زبان فریاد

عروج پر شب فرقت ہے ہم ہر زمان فریاد
گرائے کیون نہ رقیبو پہ بجلیان فریاد

تنانہ مجکو بنائے جو بنخیطا وہ ترکِ
زبان تیر سے کرنے لگی کمان فریاد

اثر دکھائے گا گر سوز عشق پروانہ
کرے گا بزم مین گلگیر بن زبان فریاد

جو کھینچون آہ ترے در پہ ہو جہان تاریک
سمجھ کے رات کرین ساری پاسبان فریاد

گلون کے عشق کا طفلی سے ہو گا دل پہ اثر
کرونگا پڑھ کے گلستان و بوستان فریاد

جو زرد ہو کے کرے نالے آپ کا بیمار
بلند ہو کے بنے شاخ زعفران فریاد

فراق یار مین یہ سب رفیق ہین اپنے
بکا ملال قلق یاس غم فغان فریاد

جو بیٹھ کر لب ساحل اٹھیگا وہ یم حسن
کرے گا شور جو دریا تو مچھلیان فریاد

گلون کو دینگے اگر عندلیب کا پُرسا
کرینگے باغ مین ہم قرب آشیان فریاد

ہماری آہ ضعیف آسمان تک پہونچی
بنی فراق مین گر شکل نزو بان فریاد

زمین پہ یون ترے نالان کو پیتا ہی فلک
کہ آسیا کی ہو جس طرح درمیان فریاد

لرز رہے ہین جو اعضا تو آرہی ہے صدا
تپ فراق مین کرتے ہین استخوان فریاد

تمہارے عشق مین پردہ ہے ابر کا رکھا
زبان برق سے کرتا ہے آسمان فریاد

سقر بھی شور کرے گا جلا جلا اُف اُف
کرینگے نار مین جب ہم شرر فشان فریاد

جو عشق کوے حسینان انھین ستائے گا
کرینگی سرو پہ کوکو سے قمریان فریاد

ہر ایک در پہ لگائے ہے اسلیے زنجیر
اگر مکین سے ہو خالی کرے مکان فریاد

ہوا نہ ضبط کہ تھا خام عشق پروانہ
جلا جو شمع پہ کرنے لگا فغان فریاد

ہوا سے باغ مین ہی برگہا سے خشک کا شور
گلون کے حال پہ کرتی ہے یہ خزان فریاد

بلند شور ہے قلقل کا مئی جو گھٹتی ہے
مری طرح سے ہین کرتین صراحیان فریاد

فلک نے ظلم سے پیسا ہے اب لطافت کو
دوہائی حق کی ہے یا صاحب الزمان فریاد

وصال یار کی خاطر جو ہے فغان و بکا
تو میرے دل سے نکلتی ہے توامان فریاد

فراق مین ہو نہ ایسی شرر فشان فریاد
جلے جلے مرے اف اف سب استخوان فریاد

سب آسمان کہین بول کے الامان فریاد
کرون جو پہلے پہل بہر امتحان فریاد

ہلا یا قلب و جگر یار کا رسائی سے یہ
اثر دکھانے لگی ہے تما کہان کہان فریاد

بہار آئی گلستان مین روز غل ہوگا
کرینگی بلبل و گلچین و باغبان فریاد

خیال رات کا رہتا ہے واہ ری غفلت
جو دن کو خواب مین کرتے ہین پاسبان فریاد

جو دل بادل کا یہی نون چھپائے پڑ جائین
ابھی کرے تری تلوار کی زبان فریاد

جو ہم لگاتے ہین نالون سے آگ ساحل پر
تڑپ کے کرتی ہین دریا کی مچھلیان فریاد

قفس مین جاکے پہنچی جو بلبل نالان
کرے گا بن کے دہن خالی آشیان فریاد

پہنچ گئی مرے منہ سے نکلتے ہی تا عرش
رسا ہے خود نہین محتاج نردبان فریاد

یہ اشتک دم مین زمین آسمان ملا دیتے
نہو تی گر ترے عاشق کے درمیان فریاد

پڑا ہی عشق بلا دانا دماغ ہی یارب
یہ لوٹتا ہے دل و ہوش و صبر و جان فریاد

خیال یار کی تمر گان سا ہو جو فرقت مین
لگائے دل پہ مرے غم کی برچھیان فریاد

ہے جو اشتک محبت مین دل ہوا نالان
پڑا جو آگ پہ چھینٹا ہوئی فغان فریاد

خیال لعب مین کیون آنکھ سے ٹپکین ٹپک
کہ اٹھ کے دل سے ہمارے بنے دھوان فریاد

بنے فراق مین نالے تو قہقہہ شب وصل
ہوئی ہے عشق مین ایسے فراجدان فریاد

ہوئی سوار جو لیلی تو قیس یاد آیا
کرے نہ کیون صفت ناقہ ساربان فریاد

عدم کے قافلے والو نہیں یون ہوتین نالان
جرس کے جیسے ہو ہمراہ کاروان فریاد

فراق یار مین ہر دم لبون پہ رہتی ہے
بہت دنون سے ہے عاشق پہ مہربان فریاد

بہار مین ہین قمر اور خزان مین رنج و الم
غضب ہے کرتے ہین ہر طرح باغبان فریاد

مین دن کو ساتھ نقیبون کے غل مچاتا ہون
تمام رات ہے ہمراہ پاسبان فریاد

مری طرح سے ہے گھڑیال رحم دل شاید
کٹورہ ڈوب گیا جب تو کی فغان فریاد

ٹھہر ٹھہر کے پہنچ لامکان پہ ضعف میں تو
کہ نو فلک ہیں بنے تیری نردبان فریاد

گرا ہے یوسفِ دل اوس چہِ زنخدان میں
نکال آکے اب اے خط کی کاروان فریاد

بہت غرور سے تنتے ہیں خیمۂ افلاک
اُتارہ گردون کرے دم میں دہجیان فریاد

یہ مغفرت کا لطافت بڑا وسیلہ ہے
غمِ حسین میں لازم ہے ہر زمان فریاد

روان ہیں اشک دلا تو بھی کر فغان فریاد
جرس کے چاہتے ہیں آہ کاروان فریاد

جو اس قمر کے تصور میں ہو فغان فریاد
بلند ہوکے کرے ماہ کو کتان فریاد

جو سینہ عشق سے ہے گرم ہے فغان فریاد
سدا ہے داغ محل تمام تو امان فریاد

خموش بیٹھے ہیں بت ہوگی رائگان فریاد
عبث ہے دیر میں ناقوس کی فغان فریاد

لرز کے ڈر کے کرین ساتون آسمان فریاد
فراقِ یار میں جو آئے تا زبان فریاد

زمین سے چرخ پہ اور چرخ سے گئی تا عرش
کریگی اور کہان تک بلندیان فریاد

جو اوسکے کوچہ میں نالے کیے تو بوسہ ملا
ہوئی ہے کیا سببِ رزق پاسبان فریاد

وہ سنگ دل ہے تو کیا موم نالے کردینگے
کریگی صلح مرے اُسکے درمیان فریاد

ہم اونکی وصل کے لوٹین تمام رات مزے
گلے میں غیر کرے بیٹھکے پاسبان فریاد

چباتے ہیں سگِ جانان تو آرہی ہے صدا
فنا کے بعد بھی کرتی ہیں استخوان فریاد

اگر سنیگا وہ نازک مزاج ہوگا خفا
کریگی عشق کی محنت کو رائگان فریاد

بڑھا کے دستِ سوال آبرو جو ہم کھوئین
کرین ہتھیلیون کی کیون نہ مچھلیان فریاد

پڑا اگر ترے نالان کا اسے پری سایہ
کریگی قہقہہ دیوار بھی فغان فریاد

قطعہ

اگر جہان میں ہو حسن اور عشق کی دھوم
ہر ایک بند کرے کان ہو فغان فریاد

مچا ہی شور ادہر خوب ہی تری غلغال
ادہر جنون میں کرین میری بیڑیان فریاد

نحیف و زار وہ بلبل ہون اوڑ نہیں سکتا
پھنسا ہون دام میں جب سے بنی ہوان فریاد

قسط ۱

لبون تک آتی ہو مشکل سے ناتوانی مین
نفس کو تھک کے بناتی ہو زربان فریاد

بتون کے عشق کو مخفی رکھا ہے دل نے
شرر ہی سنگ مین سینہ مین یا نہان فریاد

اگر ہی قوت کی خواہش تو چل سپیرا سے نادان
یہ روز صبح کو کرتی ہین چکیان فریاد

سُنے جو نالۂ عاشق تو انکو نیند آئی
بنائی بے اثری نے ہے داستان فریاد

جب آتشکدہ مین ہے اوس شعلہ رو کا پرتا عکس
چٹک سے کرتے ہین جو ہر سپند سان فریاد

نہین گہن نے چھپایا ہی بدر کو شب ماہ تجھ سے
خیال زلف مین بنکر گئی دہوان فریاد

فلک کو وصل کسی کا نہین گوارا آہ
ہمیشہ رکھتا ہی دو لب کے درمیان فریاد

علیؔ بہشت مین پہنچا مین گے لطافت کو
کرے گا حشر مین عصیان سے جب فغان فریاد

بلبل کو تھی میانِ قفس یہ چمن کی یاد
بن بن کے داغ رکھئے دل مین وطن کی یاد

کیا تجھ جنون نے کیا بڑھ کے چاک چاک
بھولے سے دل مین آجو گئی پیرہن کی یاد

کیونکر نکل کے جسم سے پھر آئی حشر تک
تکلیف سب ہے روح کو زندانِ تن کی یاد

شبنم اوڑا ئیگی گل تر مرزدہ پر جفا ہے
کھاتے ہین آفتاب کو دزدِ کفن کی یاد

پابند ہوگیا نظر آیا جو پیچ و تاب ہے
کرلی ہے زلف یار نے بندش رسن کی یاد

یون غافلو خیال رہے قبر کا سدا
دل مین مسافرون کے ہی جیسے وطن کی یاد

قرآن پڑھا جو عالم طفلی مین یہ کہا
کی ابتدا سے ہمنے عبارت کفن کی یاد

دنیا نے ہر جوان کو ہے عاشق بنا لیا
اس پیر زال کو ہین ادائین دولہن کی یاد

لا کر اندہیری قبر مین سب بند کر گئے
ہی بیمروتی مجھے اہل وطن کی یاد

جُھک جُھک کی دیکھتا ہون جو زلفو نہین وہ رخ
کیسی نماز ہے مجھے سورج گہن کی یاد

غنچہ نہ مُنہ سے پھوٹین گے ای عندلیب کچھ
لب بند ہین جو ہی کسی شیرین دہن کی یاد

آئی بدن مین حشر کو جب روح یہ کہا
آخر وطن مین کھینچ کے لائی وطن کی یاد

ماتم سے ہاتھ رکھے ہین سینہ پہ بعد مرگ
یا ہے بغل سے کفنی ہون گلے پڑی

ایسا ہی کفنی پہ ہاتھ پہ سدا پنجتن کی یاد
لازم ہے مرنے والی ابھی سی کفن کی یاد

عشق رضا مین طوس کا رہتا ہے دل کو دھیان
غربت مین ہر گھڑی ہے لطافت وطن کی یاد

ردیف دال ہندی

کھلا جو خط مٹائیگا اے سیمبر گھمنڈ
اس حسن عارضی پہ نکرا استقدر گھمنڈ

دکھائی لباس تم بھی پہنکر کبھی چلو
کرتے ہین سبز ہوکے چمن مین شجر گھمنڈ

کیا ہے بدر کو رخ جانان سے ہمسری
مٹ جائیگا یقین ہے وقت سحر گھمنڈ

دکھلاو نینان جو اشک فشانی تو ہوش اوڑین
کرتا برس برس کے ہے کیون ابر تر گھمنڈ

ہوکر عدم دہان نے ہے دعوے مٹا دیا
کرتی تھی نازکی پہ تمھاری کمر گھمنڈ

کہتا ہو حال آکے ہر اک بے ہنر کے پاس
کرتے ہین کیون کمال پہ اہل ہنر گھمنڈ

دیکھے ہین کہ سینہ پہ لاکھون ہین داغ عشق
کیون چار پھول پاکے ہے کرتی سپر گھمنڈ

دو ٹکڑے اوسنے ایک اشارہ سے کردیا
کرتا تھا اپنے حسن پہ بیجا قمر گھمنڈ

سیب ذقن کا حسن کبھی چل کے تم دکھاؤ
کرتے ہین باغ مین شجر پرثمر گھمنڈ

اچھا نہین غرور سے چلنا اکڑ کے یار
شرمندہ کرکے تجکو جھکائے گا سر گھمنڈ

تم گردن صبیح کا دکھلادو کوئی خال
کرتا چمک چمک کے ہے نجم سحر گھمنڈ

دیکھو شرف حبیب خدا مصطفے نبی
کیونکر کرین نہ حسن پہ اپنے بشر گھمنڈ

ناسور دل مین یار کے دانتون نے کردیا
کرتے تھے آبرو پہ نہایت گہر گھمنڈ

مال جہان زمانے مین ہے چلتی پھرتی چھاؤن
دولت پہ اسقدر نکرین اہل زر گھمنڈ

پامال وہ ہوا ہے لطافت جہان مین

جسکو ہوا ہے کب سے مدنظر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

حال رونے کا لکھون ہی یہی بہتر کاغذ
نامہ بر ہو کہین ابری جو میسر کاغذ

عارض صاف کی مدحت سے بنا آئینہ
ہو گیا وقت رقم صنع سکندر کاغذ

میرا دیوان رقم ہوتے ہی ہر جا پہنچا
کیا ہر اک طائر مضمون کا ہے شہپر کاغذ

قتل ہونے کی ہوس ہے انھین لکھتا ہون خط
اشک گلگون سے کرون خون کبوتر کاغذ

سختیان ہجر کی جھیلو یہ لکھا اوس بت نے
ناتوان ہون مرے سینہ پہ ہے پتھر کاغذ

کچھ نزاکت رخ رنگین صنم کی لکھون
رگ گل ہو جو قلم برگ گل تر کاغذ

حال لکھونگا جو مین اپنے دل سوزان کا
حرف بنجاینگے انگارے تو مجمر کاغذ

نامہ اوس گل کا جو قاصد نے رکھا خوش ہوئی روح
قبر عاشق پہ بنا پھولون کی چادر کاغذ

سوزش ہجر کا احوال جو نامہ مین لکھا
لے اوڑا بدلے کبوتر کے سمندر کاغذ

اوس رخ صاف کے آگے اگر آئینہ آئے
گھٹ کے خجلت سے ہو یہ صنع سکندر کاغذ

بخت خفتہ کا نقاہت کا جو حال اونکو لکھون
حرف خوابیدہ نامہ کو ہو بستر کاغذ

خط و رخ کا ترے مین حال جو نامہ مین لکھون
شکل آئینہ کے پیدا کرے جوہر کاغذ

طبع سے میرے ادھر فوج مضامین ہی بڑھی
دستہ دستہ ہے ادھر کو لیے لشکر کاغذ

ہو مرے قتل کا تیار جو محضر پئے حشر
خون کی بوندین جو بھرین ہون تو خنجر کاغذ

اونکی تصویر جو چھپتی ہے تو یہ عالم ہے
جذب الفت سے نہین چھوڑتا پتھر کاغذ

تیری تصویر تصور مین جو کھینچی ہمنے
ورق دل سے بنایا کوئی بہتر کاغذ

خضر دیکھین وہ خط سبز تو بندہ ہو جائین
لکھ دے عارض کی غلامی کا سکندر کاغذ

ای زہی عز و شرف یار مجھے خط لکھے
کبھی آنکھون پہ ہون رکھتا کبھی سر پر کاغذ

ایذا سے بہجت لطافت ہو مجھے حشر کے دن
خالد ہین رہنے کا وین ساقی کوثر کا قند

لقمہ طلب جو کرتی ہے تو ہر زمان لذیذ — لاؤن کہان سے رزق طعام ایذیان لذیذ
لذت ہوئی بھرا ہے مزا اسمین عشق کا — کیونکر نہ اسے ہما ہون مری استخوان لذیذ
انسان کو گر جہان مین قناعت کا ہو مزہ — نعمت کے بدلے بھوک مین ہو قرص نان لذیذ
دشنام کس مزے سے ہین عشاق کہا رہے — شیرین دہن ہے یار تو ہین گالیان لذیذ
اکلِ حرام پر نکر اے منعم افتخار — تلخی نہ چکھہ غذا ہے اسکے دہان لذیذ
یون عشقِ رخ سے دل مین مرے آگیا مزہ — جیسے ہو دھوپ سے ثمرِ بوستان لذیذ
دنیا پھنسا کے مثلِ مگس کرتی ہے ہلاک — بیکار شہد سمجھے ہین پیر و جوان لذیذ
افسوس زندگی کا مزہ لے گیا شباب — جب دانت ہی نہین تو غذا ہے کہان لذیذ
لون بوسہ کیون نہ مین لبِ شیرین یار کا — کھاتا ہے جسکے باغ سے پھل باغبان لذیذ
دیکھو مزہ نہین دہانِ زخم چھوڑتے — تیرون کے پھل ہین کیا مرے ابرو کمان لذیذ
کھاتے ہین ہم مزے سے غم و غصہ ہجر مین — جو ہین خلق تلخ ہے وہ ہی یہان لذیذ
دنیا مین کیون ہے راحت و نعمت کی جستجو — زندان مین کب ہے چین غذا مین کہان لذیذ
پیدا ہوئے تو شیر کی عادت ہوئی انھین — ڈھونڈہ ہین طعام کیون نہ سب اہلِ جہان لذیذ
دنیا مین آکے خواہشِ نعمت کرو نہین کیا — کرتا نہین طعام طلب میہمان لذیذ

دنیا کی لذتون سے لطافت کر اجتناب
کھانے اگر ہین میوہ باغِ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

دل سے ہونٹون تلک آئی ہے بمشکل کیونکر — ضعف مین آہ نے طی کی ہے یہ منزل کیونکر

ہجر کی رات چھپے گا مہِ کامل کیونکر
ہاے سینہ سے ہٹے گی مری یہ سِل کیونکر

آتشِ حسن ہے بھڑکی ہوئی ماشاء اللہ
تیرے عارض پہ سیہ رنگ ہو تِل کیونکر

ابروے یار کھنچے رہتے ہین باہم ہر وقت
دونون آپس مین نہون مدّ مقابل کیونکر

پا بہ زنجیر ہوے جوشِ جنون مین صد شکر
ہمنے طے کی یہ کڑی عشق کی منزل کیونکر

رشک آتا ہے کہین دیکھ نہ لے چشمِ حباب
لائین اوس پردہ نشین کو لبِ ساحل کیونکر

کیون نہ منعم کی جسارت پہ تعجب ہو مجھے
دیکھتا آنکھ سے ہے خجلتِ سائل کیونکر

چھپتے تارے جو شبِ وصل کہا اوس مہ نے
شرم آتی ہے مین لپٹون سرِ محفل کیونکر

شرم اونکی نگہِ بد سے نہان رہتی ہے
سات پردہ ہون نہ ہر آنکھ مین حائل کیونکر

جمع ہین غیر ترے در پہ رسائی ہے محال
طے کرون وادیِ پُرخار کی منزل کیونکر

عشق سے حسن موافق ہو تو عقدہ یہ کھلے
گوشِ گل ہین پئے آوازِ عنادل کیونکر

رخِ دلدار کے نظارہ سے محروم رہا
ہاے آئینہ ہوا بیچ مین حائل کیونکر

سیرِ محبوب مین ہین جمع ہر اک طرح کے حسن
بندہ کیا چیز خدا بھی ہو نہ مائل کیونکر

پوچھتا ہو نہین قناعت سے بوقتِ حاجت
ہاتھ پھیلا کے بشر ہوتے ہین سائل کیونکر

گر گئے دانت جو پیری مین ہوے بال سفید
ہو گئی صبح نہ برخاست ہو محفل کیونکر

سیر گلزار نجف کا ہے لطافت پھر شوق
ہند مین رہ کے نہ گھبرائے مرا دل کیونکر

پھیر لیتے ہین نگہ حور شمائل کیونکر
ایسے ہرجائیون سے عشق پھرا دل کیونکر

ایسا بیہوش ہوا ہاے خبر بھی نہ رہی
ہون مین حیران لیا آپنے مرا دل کیونکر

آپ تو پاس سے تشریف لیے جاتے ہین
یہ تو فرمائیے بہلے گا مرا دل کیونکر

وہ ہین عیار تو مین بھی کوئی نادان نہین
باتون باتون مین چرا لینگے مرا دل کیونکر

کیا کرین غیر کے پہلو مین اگر جا بیٹھو
بیوفا جان کے دین ہمکو بھلا دل کیونکر

دوست یہ پوچھتے ہین دیکھکے مضطر مجکو
کسپہ عاشق ہوے آیا ہے کہو دل کیونکر

میرے پہلو مین تو بیتاب رہا کرتا تھا
کہیئے پاس آپ کے ٹھہرا ہے مرا دل کیونکر

بعد مدت کے شبِ وصلِ صنم آئی ہے
حوصلے آج نکالے نہ مرا دل کیونکر

کیا کہون ہاے حنائی نظر آئے وہ ہاتھ
مل گیا دیکھکے پہلو مین مرا دل کیونکر

حال پوچھون مین اگر قافلہ آئے کوئی
کوچۂ زلف مین کرتا ہے بسر دل کیونکر

مشعلین نالۂ سوزان کی جلا مین لاکھون
کیا کہین کوچۂ گیسو سے ملا دل کیونکر

اوٹھکے پہلو سے شبِ وصل وہ فرماتے ہین
ہم بھی دیکھین نہ تڑپتا ہی ترا دل کیونکر

جب نہ تھا عشق تو ہم پوچھتے تھے یارون سے
جان کیون جاتی ہے آتا ہے کہو دل کیونکر

ہنسکے وہ کہتے ہین فرق آئیگا دلداری مین
پھیر دین لے کے محبت مین ترا دل کیونکر

میرے پہلو مین بٹھا کر اونھین غیرون نے کہا
ہمنے دیکھا نہین تم توڑتے ہو دل کیونکر

طعن کرکے وہ زلیخا پہ یہ فرماتے ہین
قہر ہے مرد کو عورت نے دیا دل کیونکر

کیا کہون کوچۂ گیسو سے مرے سینہ تک
پوچھتا پوچھتا آیا ہے مرا دل کیونکر

دید بازی کا لطافت نہین چھٹتا لپکا
اچھی صورت پہ نہ آجاے مرا دل کیونکر

بزم مین آئی ہے معشوق پہ پردہ ہو کر
سر سے نکلا ہے دھوان شمع کا گیسو ہو کر

بزم ساقی سے جو اوٹھ جاے خفا تو ہو کر
چشمِ ساغر سے بہے مئے ابھی آنسو ہو کر

مین سیہ کار جو ہون عاشقِ ابرو ہو کر
نامۂ عصیان کا بڑھے زلف پریرو ہو کر

یاد کرکے جو خزان باغ مین موت آجائے
روح بلبل کی گلِ تر مین رہے بو ہو کر

چرخ ہشتم پہ گیا نالۂ موزون میرا
برجِ میزان مین رہا تیر ترازو ہو کر

زلف کی یاد مین آہون کا دھوان ہو جو بلند
حسنِ رخسارۂ خورشید ہو گیسو ہو کر

دستِ رنگین سے چھوے تونے جو اسے رشکِ بہار
گلِ تر باغ مین شرمائے لجالو ہو کر

تم جو آئے تو اڑا رات کو یہ باغ کا رنگ
رنگیا لالہ چمن مین گل سے بو ہو کر

عشق مین لاغری و ضعف سے یہ رنگ ہوا
چھوٹے اس گل سے تو برباد رہے بو ہو کر

جوش سودا یہ ہوا عشق مین جوش چشمون سے
بھاگتا مجھسے ہے سایا مرا آہو ہو کر

ہجر ابرو مین جو دیکھون مہ نو گردون پر
نیش زن ہو دل بیتاب پہ بچھو ہو کر

باغ سے تم جو چلے غم کا ہوا یہ سامان
رہگئے موتیے کے پھول سب آنسو ہو کر

بلبلین مست ہوئین جھومتے نکلے میخوار
خبر موسم گل جبکہ اوڑی بو ہو کر

ہجر مین ہمنے یہ سیکھی ہے نشست و برخاست
در و بن بن کے اٹھے گر پڑے آنسو ہو کر

کون سی مست کی شیشے کو لگی ہاے نظر
مے گلے سے نکل آتی ہے جو اچھو ہو کر

یاد ابرو مین ہلالون پر ہون جو دوڑاتا ہون
خار کا ڈنک لگا دیتے ہین بچھو ہو کر

مدحت زلف مین جو شعر لکھے کاغذ پر
حسن رخسارہ مضمون ہوے گیسو ہو کر

گورے گالون کا ترے نہر مین گر پڑتا عکس
غنچے فوارے کے کھلتے گل شب بو ہو کر

ہم وہ مظلوم ہین قاتل نے بنایا جو ہدف
تیر بھی چشم کمان سے چلے آنسو ہو کر

مست عشاق ہوے مشک چھپانا تو نہین
گیسوؤن کا ترے شہرہ جو اوڑا بو ہو کر

سرمہ کا یار نے دنبالہ بنایا جب سے
شاخ وحشت کی لگی چشم مین آہو ہو کر

ہم لو آنکھونپہ حسینون نے جگہ دی صد شکر
خم و لاغری یہ عزت ہوئی ابرو ہو کر

غیر آیا تو ہوا لاغری و ضعف مین وصل
چھپ رہے پیرہن یار مین ہم بو ہو کر

سرمہ آنکھین جو لگا کرتے ہین بھونکو دیتین
چشم کو کرتے ہین تسلیم خم ابرو ہو کر

اس زمانے مین ہوا جوہر ذاتی بھی بلا
جان لی آہوون کی مشک کے رکنے خوشبو ہو کر

تل سیہ و سے کئے ان آنکھونکو کہا صانع نے
چاہیے نافہ بھی آئے ہین یہ آہو ہو کر

شمع اس بزم سے جب سمجھ کے چلی رو کے کہا
سرخرو آئے تھے ہم نکلے سیہ رو ہو کر

حسن جس یار مین جتنا ہے سمجھ لیتا ہون
تول لیتی ہین مری آنکھین ترازو ہو کر

یار کے گھر کا اشارے سے بتاتے ہین پتا
اسطرف ہجر مین جاری مرے آنسو ہوکر

نور یعقوب کی آنکھون کا جو رونے سے گیا
جامۂ حضرت یوسف مین رہا بو ہوکر

نہر پر آکے ہنسا مین جو وہ فوارون کو
منہ سے پانی نکل آئے ابھی اچھو ہوکر

خطِ ابیض نہین صبحِ شبِ وصلت اے مہر
نور نکلا ہے تری آنکھ سے آنسو ہوکر

کالی آندھی مرے آہونکی اگر اٹھیگی تو
مہر و مہ خوف سے اڑ جائینگے جگنو ہوکر

بخیۂ زخم جگر کو مرے آئے گا جو تار تو
چشم سوزن سے نکل جائیگا آنسو ہوکر

مین سیہ بخت ہوا زار لطافت جب سے
گیسوے یار مین رہتا ہون سدا بو ہوکر

اہل دل تھا تو رہے زینتِ پہلو ہوکر
موت کبھی آئے تو معشوق پریرو ہوکر

زار ایسے ہین کہ ہم عاشقِ گلرو ہوکر
باغ مین نکلے بہار آئی چلی بو ہوکر

قلب ماہیت اگر مہر کی صورت ہے تو کیا
حسن کیا نام ہوا جبکہ سیہ رو ہوکر

کبھی کھینچی تھی مرے آئینہ رو نے تلوار
عکس اوسی کا ہے عیان آئینہ ابرو ہوکر

چشم بد دور عجب حسن ملا آنکھون کو
جسکو ہین دیکھ رہے خم ترے ابرو ہوکر

کاجل آنکھون کا لگا کر لیے جاتا ہے تمہین
لے چلے ہین کہین آراستہ گیسو ہوکر

آج لکھنے کو ہون اس چشم سیہ کی تعریف
ہان دوات آئیے یہان دیدۂ آہو ہوکر

سبزۂ اکدن نہ چرا آپ کے رخسارون کا
چشم پوشی ستم آنکھونکی ہے تمکو آہو ہوکر

جمع ہوتے تو خدا جانے ستم کیا کرتے
ہین بلا دل کو پریشان ترے گیسو ہوکر

خوب کاجل کا حسینون نے پنھایا ہے طوق
شوخیان کرتی تھین آنکھین بہت آہو ہوکر

اسلیے نزع مین ہم بند کیے ہین آنکھین
لطف نکلے نہ تری دید کا آنسو ہوکر

بے اثر باغ مین اسے گوشِ گلِ تر نہ سمجھ
کیا خطا نالۂ بلبل کی اگر تو ہوکر

نامہ دے جاکے جو قاصد اسے مجھ گریان کا
دائرے چشم ہون نقطے ہین آنسو ہوکر

بادہ کش خواہش میں جو گیا میخانے — مل گیا دست سبو ہونٹ سے چلو ہو کر
کاجل آنکھوں میں لگاتا ہے جو وہ آئینہ رو — عکس اوسی کا نظر آجاتا ہے ابرو ہو کر
پھر تو عاشق ترا گھبرائے نہ سر ٹکرائے — ہجر کی رات جو آئی شب گیسو ہو کر
چاندنی میں مہ کامل کا یہ اس سے ہی سوال — دو اگر حکم رہوں تکیۂ زانو ہو کر
عاشق چشم کی تربت پہ بنا جب روضہ — غائب آنکھوں سے ہوا گنبد آہو ہو کر
غسل پروانے کی میت کو کسی نے نہ دیا — گھل گئی شمع اسی رنج میں آنسو ہو کر
روشنی شمع اگر بانٹ دے تھوڑی تھوڑی — روز پروانے اوڑیں رات کو جگنو ہو کر
طائر قبلہ نما کا ہے نشیمن تسبیح — دیکھ اے دل کہ یہ عزت ہوئی یکسو ہو کر
ہائے کیا غم ہے جوانی کے گذر جانے کا — گر پڑے دانت اسی رنج میں آنسو ہو کر
چاندنی چاند کی دیکھی تو کہا اس رخ نے — ظرف چھوٹا ہے چھلک جاتا ہے مملو ہو کر
پاس آئینے کے جب آئنہ دیکھا ہم نے — بیٹھنا آپ کا یاد آیا دو زانو ہو کر
ان حسینوں کی جوانی بھی عجب وحشی تھی — کبک کی چال تو آئی گئی آہو ہو کر

ای لطافت ہو سدا سجدہ کہ مخلوقات
در سرور پہ رہے خاک اگر تو ہو کر

غیر منقوط ذو قافیتین

گھر سدا یار اسحر وصل وہ مہرو سو کر — دھوم ہو کاسہ گر اس عمر کا مملو ہو کر
صدمہ و درد و الم دور ہو آرام ہو واہ — مار ڈالو اگر اس دل کو ہلاکو ہو کر
رکھ دلا کاکل دلدار کا سودا ہمراہ — رہا آوارہ سدا مسک کو آہو ہو کر
دہم اس دل کا سوا اور ہوا اے دلدار — گر کھلا حال کمر کا گرہ مو ہو کر
ماہ کامل کو گلا دہر کا سر ماہ رہا — کاسہ ڈھلکا مرا سوا ہوا مملو ہو کر
آ ادھر آ ادھر اس سر کو الگ کر للہ — اور اک وار ہو صمصام کا مہرو ہو کر

کھا کر اک لمحہ ہوا ہر سحر اُسکا گھوڑا | گاہ طاؤس ہوا گہہ اژدر آ آہو ہو کر
کس طرح اُسکا گلہ او دل آوارہ ہوا | الم و صدمہ کہاں دن کا ہے سو رو کر
وہ دل آرام اگر دور ہوا اک لمحہ | آہ آوارہ ہا دل ہوا ہر سو رو کر

مسک کا عطر ہر اک عطر کو کر دو ہو دھو
گرہ طرہ طرار کو گاہ دو دھو کر

تمھین عاشق نے دیکھا ہے وہان پہ | کلیم اللہ کو غش آیا جسان پر
جو ان پیری مین ہو مثل زلیخا | جو عاشق ہو فلک اُس نوجوان پر
جلی بلبل جو نالون سے قفس مین | چلی سوے چمن بنکر دھوان پر
کہا سینے پہ رکھکر پاؤن اُسنے | بتاؤ درد ہوتا ہے کہان ان پر
تمنا ہے کیون نہ ہمکو تیر فقرے | رکھی باڑھ آتش خنجر کی زبان پر
ہوا ہے گل مین دوڑی بلبل زار | بنی ان کشتیون کی بادبان پر
مرے تلوون کا خون جب سے پیا ہے | مزہ اب تک ہے کانٹون کی زبان پہ
یہ کسکے قتل کی منت ہے اے تیر | بندھا ہے آجتک چلہ کمان پر
جلے کانٹے مرے تلوے جو تھے گرم | پڑے ہین آبلے نوک زبان پر
عصا ہے ہاتھ مین پیری سے ہون خم | نیا چلہ چڑھایا ہے کمان پر
جلی بلبل جو غنچہ مسکرایا | گری بجلی یکایک آشیان پر
چمن مین کی جو اوس مستی کی تعریف | اوداہٹ آئی سوسن کی زبان پر
مرے لب پر سدا رہتا ہے نالہ | ہمیشہ لیس ہے تیر اس کمان پر
عجب دریا دلی ساقی نے کی ہے | تنا ہے موج ساغر کی زبان پہ
نشانہ کرکے مجکو کیون نہو خم | خطا کا بار ہے پشت کمان پر
اسی تقریر پہ نازان تھی بلبل | مقابل ہے اس پکی زبان پر

جہان تیرہ ہوا یہ روز فرقت — نظر آئے ستارے آسمان پر
ہما ہے کہد و دسنہ پھیلا ہے کیون — سنگ جانان کا ہے دانت استخوان پر
یہ اپنا ہے عصا کا رگ کے اے پیر — کہ اک دن دفن ہونا ہے یہان پر
مقدر نے کیا مڑکر بھی زخمی — ہزارون قطع لگے اک استخوان پر

لطافت اک مسیحا پر ہون عاشق
دماغ اپنا ہے چوتھے آسمان پر

باغ سے گلچین گئے جتنے گل تر توڑ کر — بلبل شیدا کے اوتنے ہی گرے پر توڑ کر
کم ہوئی جب ان کی افشان وقت زینت رات کو — آسمان سے گر پڑے دس بیس اختر توڑ کر
اپنے عاشق پر نہ ہر دم دانت پیسا کیجیے — دیکھیے بے قدر ہو جائین نہ گوہر توڑ کر
ذبح کا شکر یہ تیرا سخت جان کرنے کو ہے — ہو زبان بہر دہان زخم خنجر توڑ کر
دفن ہونے کو ہے تازہ کشتہ چشم یار کا — پھول ہین نرگس کے آئے بہر چادر توڑ کر
چٹھیہ رکھنا ہے دل نازک بھی خط مین ہوشیار — گر نہ جائے راہ مین یہ اے کبوتر توڑ کر
ٹکڑے ٹکڑے ہے دل ہوا جب حسرتین کشتہ ہوئین — پائی افسر نے شکست فاش لشکر توڑ کر
چاہیے یون ہین شکستہ خاطرون کو اتفاق — جیسے ہوتے ہین بہم شبنم کے گوہر توڑ کر
سامنے میرے فسون گر کے جو خط لیجائے گا — گنڈے بازو سے گرینگے اے کبوتر توڑ کر
آبدیدہ دارون کو ہی گھٹتے مین بھی عزت حصول — بہر انگشتر نگین بنتے ہین گوہر توڑ کر
خط اودھر سے دیکر جو ہوگا ذبح تو ہوگی خبر — پاس میرے آئینگے پر اے کبوتر توڑ کر
عاشق لاغر کی گردن کے لیے پھانسی بنا — دست مشاطہ سے تار زلف دلبر توڑ کر
قبر مین میری وہ اترے ہین قدم لینے کو ہون — ہاتھ نکلے ہین کفن سے بند چادر توڑ کر
خط اودھین دے کر یہ بالیدہ ہوا ہنگام ذبح — پنچینی اوتری مگر بائے کبوتر توڑ کر
کچھ نہ آئے گا نظر گا لونسے جز خط سیاہ — یہ طلسم حسن اکدن بندہ پرور توڑ کر

قبر عاشق سے وفا کی بو جو پائی یار نے
گجر کے ہاتھوں نہ کبھی پھولوں کی چادر ٹوٹ کر

چھوڑ دیں گر ساتھ اسفل جوہر اعلے کا لعین
اصل عدد ان سے عیاں ہوتے ہیں تھمر ٹوٹ کر

تھا اوتاری کھولے لب ان دانتوں کے بوسے لیے
چوری اس گھر میں ہوئی یوں قفل گنجر ٹوٹ کر

حسن نے چادر چڑھائی طرف میری قبر پر
وہ جو آئے گر پڑا پھولوں کا زیور ٹوٹ کر

پھوٹے منہ سے یوں وہی دیتے ہیں سائل کو جواب
جیسے وہ تم نکلے مہر کیسہ زر ٹوٹ کر

دونوں کھل کھیلے جوانی میں عجب اودھم مچائی
شرم او ننگی سیری توبہ سے برابر ٹوٹ کر

سرخ عارض ہو گئے بوسے جو عاشق نے لیے
بڑھ گیا رنگ چمن پھول سے گل تر ٹوٹ کر

درد سر ہی پھر تپ فرقت کی دیتا ہے خبر
پھر مرا ایک ایک بند اسے جسم لاغر ٹوٹ کر

ہم بھی نالوں کے دکھا دینگے کبھی تیر شہاب
سیر دکھلاتے ہیں تارے وسکو شب بھر ٹوٹ کر

تیر میں تیری ذقن کے عشق کا یہ پھل ملا
سیب جنت آئے ہیں بہتر سے بہتر ٹوٹ کر

ہی ادب تیرا دم زینت وگرنہ آہ سے
آئینہ کیا گر پڑے سد سکندر ٹوٹ کر

چودھویں شب کی گذرتی ہے سر کامل گھٹا
رات ہی بھر میں ہوا ناقص یہ ساغر ٹوٹ کر

جب تپ فرقت گئی بوسے عجب نعمت ملے
آپ کے بیمار کا پرہیز دلبر ٹوٹ کر

اسے ہوا اے آہ دکھلا آج تو اپنا اثر
گر پڑیں بند نقاب روے دلبر ٹوٹ کر

بوسہ چاہ ذقن سے ہوتے ہیں سیراب غیر
یہ کنواں اندھا ہوا اے ماہ پیکر ٹوٹ کر

آنکھ سے گرتے ہیں جو بنکر بگڑ جاتے ہیں یوں
یہ اشارہ کرتے ہیں اشکوں کی گوہر ٹوٹ کر

میری تربت پر جو اس بے رحم کے ٹپکیں نہ اشک
گر پڑی فوراً گلے سے سلک گوہر ٹوٹ کر

ای لطافت اوس قد موزوں نے دی ایسی شکست
گر پڑے گلزار میں سرو صنوبر ٹوٹ کر

میخواری و مستی کا مزا دل میں بڑا پھر
الفت میں جلانا مجھے منظور ہے کیا پھر

ہاں بادہ کشو جھوم کے آئی ہے گھٹا پھر
ہی مہر تری مجھ پہ مرے مہر لقا پھر

خون ہونگے ہزارون کے چمن مین نجد اٹھکر
ہاتھون مین لگاتا ہے وہ گل آج حنا پھر

اس دار محن ہی مین ہے اندیشہ اجل کا
جب اوٹھ گئے دنیا سے نہ آئیگی قضا پھر

جس سمت کو اوس بت کا دلا کعبہ رخ ہے
تو بھی اوسی جانب صفت قبلہ نما پھر

ہو مثل خضر دشت نوردی جو ہمیشہ
کیا بحر جہان مین مزہ آب بقا پھر

عادت ہی جلانے کی دلا شمع رخون کو
پروانے کے مانند نہ تو گرد سدا پھر

آمادہ ہے قتل پہ ہان آج تو ہین آپ
لیکن مین کہے دیتا ہون پچھتایئے گا پھر

افراط نزاکت ہی نہ جوبن پہ زوال آئے
یون دھوپ مین گرمی کی نہ اے ماہ لقا پھر

اے حضرت دل خوب سزا آپنے پائی
تبلائیے ہان عشق کا چکھیے گا مزا پھر

شاہی سے ہے نفرت ترے سایہ سے ہے وحشت
آآکے فقیرون کے سرون پر نہ ہما پھر

وصف قد موزون جو کیا ہنسکے وہ بولے
کیا خوب ہے مصرع اسے پڑھیے گا ذرا پھر

کی حسن خداداد کی عاشق نے جو تعریف
ہنسکر وہ صنم کہنے لگا آپ کو کیا پھر

بوسہ جو لیا مینے تو جھنجھلا کے وہ بولے
یہ بے ادبی ہمسے نہ کیجے گا ذرا پھر

بیمار محبت سے ہے پرہیز مسیحا کو
تبلائیے کس درد کی ہین آپ دوا پھر

مینے جو دیا وصل کا پیغام وہ بولے
جس سے مجھے نفرت ہے وہی ذکر لیا پھر

دل ہند مین گھبراتا ہے واللہ لطافت
دکھلائیے خدا روضہ شاہ شہدا پھر

دیکھنا گیسوے یار نوجوان بالاے سر
چڑھ گیا ہے کان کی لو کا دھوان بالاے سر

چاند سورج ایک جا پر ہین عیان بالاے سر
ہی لگائے چھپکہ میرا نوجوان بالاے سر

ہو سر مو بھی نہ سر کٹنے کا قاتل شکر ادا
گر بنے ہر بال مانند زبان بالاے سر

بھاری جوڑا پاؤن مین ہی اونکی افشان مانگ مین
ہین ستارے زیر پا اور کہکشان بالاے سر

دام گیسو مین پھنسا تو پائی چوٹی کی جگہہ
طائر دل نے بنایا آشیان بالاے سر

آنکھین نرگس نے بچھائین باغ مین آیا جو تو
رکھے سبزہ نے قدم اوسکا یہان بالاے سر

یک بیک جوشِ جنون نے لاغر ایسا کر دیا
طوق پہنچا زیرِ پا اور بیڑیان بالاے سر

ہو گیا روشن گلِ خورشید پھولا سرو مین
تاج زرین ہے رکھے وہ جانِ جان بالاے سر

فرقتِ جانان سے تنگ آیا ہون مین جاؤن کہان
زیرِ پا فرشِ زمین ہے آسمان بالاے سر

عشق مین خاموش جلتا ہون نہین گویا دہن
شمع کے مانند رکھتا ہون دہوان بالاے سر

کر کے منت کیون لون اونکا بوسہ مین نازک مزاج
ہوگا اک احسان کا بارِ گران بالاے سر

چار دن کو اِس جہان مین پادشاہی کی تو کیا
فخر کیا گر تاج آیا میہمان بالاے سر

لطف ہی ہجرِ صنم مین تیر آہون کے چلین
ہی خمیدہ آسمان مثلِ کمان بالاے سر

کوچۂ جانان تلک پہنچا ہماری ہڈیان
تاج کی جا ہی ہما رکھہ استخوان بالاے سر

دھجیان اوڑ جائینگی فصلِ بہار آنے تو دو
ہے عمامہ شیخ جی کا میہمان بالاے سر

کی جو کنگھی اونے گھر سارا معطر ہو گیا
حلقۂ گیسو ہین یا ہین عطردان بالاے سر

ٹھوکرون مین کاسۂ سر افگنے ہین اے چرخِ پیر
تاج رکھتے تھے سدا جو نوجوان بالاے سر

کیا عجب گر فرق پر ہے داغِ سودا کا مقام
چاہیے تھی سچ ہے جائے میہمان بالاے سر

ہی غرورِ حسن بل کرتے ہین بال اُس حور کے
چڑھ گئی ہین کس قدر یہ ناتوان بالاے سر

خم نہو کسطرح پیری مین کمر انسان کی
دفترِ عصیان کا ہے بارِ گران بالاے سر

آشیان مین پاؤن رکھنے بھی نپائی عندلیب
کس قدر جلد آگئی فصلِ خزان بالاے سر

اوٹھہ سکون کوچہ سے تیرے کسطرح مین ناتوان
سایۂ دیوار ہے بارِ گران بالاے سر

تاج شعلہ کا پہنکر افسری کرتی ہے شمع
ہی جنون کی طرح محفل مین دہوان بالاے سر

جا بجا ہے اے لطافت مصحفِ ناطق کا وصف
میرے دیوان کو رکھین اہلِ زبان بالاے سر

عاشق ہین کسکی ابروون کے سب جمال پر
اوٹھتی ہین انگلیان جو ہمیشہ ہلال پر

بیجا غرور و کبر ہے دنیا کے مال پر
انسان کو غور چاہیے اپنے مآل پر

ہے کیا اعتنا ہر ایک کو دنیا کے حال پر
کیا کیا جوان فریفتہ ہین پیر زال پر

دل مستعد ہے بوسۂ ابرو و خال پر
اک روز نوبت آئیگی تلوار ڈھال پر

عبرت جہان مین چاہیے قارون کے حال پر
مصروف کیون ہین صاحب زر جمع مال پر

ہمراہ یار لطف سے گذری شب وصال
تھے لب پہ لب کبھی تو کبھی گال گال پر

رفتار یار دیکھ لے تو کھائے ٹھوکرین
خود رفتہ کیون ہے کبک دری اپنی چال پر

امید زندگی پہ ہین بنتی عمارتین
یہ بند و بست و پختگی اک احتمال پر

ہے زرا ہر دن کو ڈر غضب کردگار کا
نازان ہین بادہ کش کرم ذو الجلال پر

سنگ فسان کی طرح جو پھرتا ہے آسمان
رکھتا ہے باڑھ قتل کو تیغ ہلال پر

اوڑ کر قفس سے جاؤنگا گلزار کی طرف
صیاد تو کتر نہ مرے اب کی سال پر

قبضہ ہے زر پہ منعم موذی کا اسطرح
جیسے بنا کے سانپ بٹھاتے ہین مال پر

کھوتا ہے قدر عزت و توقیر مانگنا
مر جائیے کسی سے نہ کیجے سوال پر

کیونکر دعا نہ عاشق مضطر کی ہو قبول
کھاتا ہے غم معاش سے اکل حلال پر

رہتا ہون گرم چین سے سرما مین رات بھر
کمل کو میرے فوق ہے منعم کی شال پر

جب وحشیو نمین ذکر اُن آنکھون کا آگیا
صحرا مین چشمگین ہو ہین چشم غزال پر

ہے آجکل بہار پہ کیسی سیہ گری
پھل تیغ مین ہے ہا پھول ہین قاتل کی ڈھال پر

آئی بہار غنچۂ دل سب کے کھل گئے
کیا بلبلین نہال ہین ہر اک نہال پر

ناخن سے یار کے نہین کرتا برابری
نازان نہ اے سپہر ہو اپنے ہلال پر

بخشے تمام عمر کے اک آن مین گناہ
رحم آگیا خدا کو مرے انفعال پر

آنسو بہائیے کہ ہوا رنج یار سے
پانی چھڑکیے اشک کا گرد ملال پر

مدت ہوئی کہ عشق لطافت سے چھٹ گیا

عادت قدیم تھی نہ گئی دیکھ بھال پر

ہوس دیکھو تعلی اور رونے کی فنا ہو کر
جو نکلے ہین مری آنکھون سے آنسو قافلا ہو کر
خیال اسکو ہو یارب مرض کا بنجائے وہ خفا ہو کر
شب وصلت لپٹ کر وہ نہ سوئے اپنے عاشق سے
مرے مرنے سے اوضاع جہان برہم ہوئے ایسے
ریاضِ دہر مین یکرنگ رہنا اک مصیبت ہے
ہمیشہ یاد دلوائے کسی کے عارضِ روشن کے
ملا خلعت جو سرکارِ چمن سے تیرے عریان کو
جو نکلی حب دنیا ہے زبون مین روح شاہونکی
دلِ شیدا کو مین نفرین جو کرتا ہون تو کہتا ہے
ہزارون ٹھوکرین کھائین نہ اٹھے ناتوانی سے
اگر [illegible] شوق [illegible] مجبور ہے لینے دو
[illegible] تن زرد ہے حجام رعب حسن جانان سے
نہ [illegible] قتل ہو پڑا [illegible] عاشق کے لاشے کو
پتا [illegible] ٹھیک اُس بت یکتا کے کوچے کا
دلِ عاشق چلا اُس کے گیسو مین یہ کہتے
چلا [illegible] دل مرا گرنے کو اُس چاہ زنخدان مین
[illegible] سلطنت کا قتل ہوئے ہم جو بیٹھے ہین
[illegible] عریان ہون [illegible] چھپی [illegible]
[illegible] شکر ہے آئی شب وصلت

غبار اپنا اُڑا ہے جانبِ گردون گھٹا ہو کر
تو نالہ بھی چلا ہے ساتھ آوازِ درا ہو کر
دھوان آہون کا پھیلے اسطرح ہر سو گھٹا ہو کر
غضب ہے انکھڑیون مین نیند بھی آئی حیا ہو کر
فلک آ کے پڑا تربت پہ اک نیلی ردا ہو کر
کفِ حسرت حسین ملتی ہین پابندِ حنا ہو کر
مہ و خورشید نے پیسا مرا دل آسیا ہو کر
رگِ گل ٹھیک آئی جسمِ لاغر پر قبا ہو کر
نہ کیونکر استخوان کھانے کی عادت ہو ہما ہو کر
تمہارا کوسنا تا عرش جائیگا دعا ہو کر
زمینِ کوئے جانان پر جو بیٹھے نقش پا ہو کر
ابھی ٹھوڑے گی سرخی ہاتھ مین رنگ حنا ہو کر
کہ خط کے سبزہ خط لیچلا ہے کہربا ہو کر
چھپایا تن کو دامن دار زخمون نے ردا ہو کر
مری آنکھونکی دونون پتلیان قبلہ نما ہو کر
سنا ہے بادشا شب کو نکلتے ہین گدا ہو کر
صدا ہے خضر خطِ سبز کیسے رہنما ہو کر
کھنچی ہے تیغ قاتل فرق پر بالِ ہما ہو کر
ہوئین گلکاریان تن پر نقوش بوریا ہو کر
مبارکباد نالہ دے رہا ہے تھتھا ہو کر

نہ مہندی مل گئے ہیرے کی انگوٹھی ہاتھ مین پہنچے
لگا دینگی حنا مین داغ یہ دزدِ حنا ہو کر

سفیدی سر مین آتی ہے حرارت سب گئی دل کی
سحر ہوتے ہی بھاگا شمع سے شعلہ جدا ہو کر

گلون کے عشق مین وقتِ سحر گر موت آ جائیگی
کفن بلبل کو دیگی باغ مین شبنم ردا ہو کر

وہی تو چاندنی ہے چودھوین شب کی مہینے
جو اترا ہے دوپٹہ اس قمر کا ملگجا ہو کر

دکھائے رنگ کیا کیا وصل مین گرمی صحبت نے
پسینا ہاتھ مین آیا ترے عطرِ حنا ہو کر

جو گھر مین مجھ فقیر و زار کے وہ شاہِ حسن آیا
ادب سے خاک پر بچھ بچھ گیا مین بوریا ہو کر

حسینون کی محبت مین ہوا سودا تو موت آئی
ہمارے سر پہ آئین کھیلنے پریان قضا ہو کر

نہ کیون ہمراہ لیلی مر گیا دیوانہ مجنون تھا
ڈبویا عاشقی کا نام اپنے بیوفا ہو کر

فقیر و زار ہون ہوگی جو سیرِ آب کی خواہش
بچھینگی صفحۂ دریا پہ موجین بوریا ہو کر

حسینون کو رکھے سرسبز خالق سرخرو ہمکو
دعا دیتی ہے گلشن مین زبان برگِ حنا ہو کر

تاسف آجتک فرہاد کے مرنے کا باقی ہے
کفِ افسوس پتھر مل رہے ہین آسیا ہو کر

خضابِ سرخ بنکر ریش تک پیری مین پہنچے گا
پریدہ نوجوانی ہاتھ سے رنگِ حنا ہو کر

مزہ پایا ہی ایسا ذبح ہونے مین ارے قاتل
تہِ خنجر بڑھے جاتے ہین سب اعضا گلا ہو کر

مقامِ رشک تھا شب بھر رہی کیا وصل کا ان سے
مرا دل اونکے گلتکیون نے پیسا آسیا ہو کر

لطافت حشر کو شیعہ کہینگے جا کے جنت مین
مزے کیا کیا اوٹھائے ہین محبت مرتضی ہو کر

غیر منقوطہ و دو قافیتین

رہا گرد ور اک لمحہ ہوا صدمہ گرا رو کر
سحر در آرام ادھر و [illegible]

سدا احوال گردِ راہ آسا ہوگا اڑا کر
[illegible] ہو [illegible]

رسالہ حال دل کا اوس ملک گر لکھا ہمدم
[illegible] ہو کر

ہر اک لمحہ رہا اہلِ دول کو مال کا دھڑکا ہوا آسودہ و مسرور ہر دم ہر گدا سوکر

سطر آسا ہوا رحم و کرم اللہ کا وارد مرا طومار اعمال اسطرح سادہ ہوا دھوکر

مرا دل آدہا آدہا حصہ درد و الم ہوگا ادہر آ وار صمصام ادا کا اک لگا دو کر

غزل ذو قافیتین

وہ شوخ اکثر یہ پوچھا کرتا ہے مجھسے خفا ہوکر طبیعت کسپہ آئی ہے بیان کچھ ماجرا تو کر

چمن سر پر اوٹھائی ہے محبت بلبل سدا رو کر اثر ہرگز نہیں ہونے کا گوش گل ہیں یارو کر

ہنسا بوسہ جو میں لیکے تو وہ بولے خفا ہوکر ارے بے تمیز لازم ہے گنہ کرکے حیا تو کر

دوہائی نوح کی دیتے ہیں ہر دم شور برپا ہے ٹھہر اے دیدۂ گریاں نہ یوں طوفان اٹھا رو کر

ہماری خاک لیجائے اوڑا کر کوئے جاناں میں نہایت آرزو ہے حکم یہ یا رب ہوا کو کر

پیامِ وصل سنکر ہے اشارہ چشم جاناں کا نکل آئیگا مطلب کچھ دنوں تو التجا تو کر

چھری چلتی ہے کسپر کون دیکھیں قتل ہوتا ہے الٰہی خیر ہو وہ قاتل عالم اٹھا سوکر

شفق الشوخ پھولی ہو تماشا دید کے قابل زمیں کو آسماں کردے حنائی دستِ پا دھوکر

یہ وہ ظلمات ہے جسمیں ہزاروں قافلے گم ہیں عبث ہے کوچۂ گیسو میں دل کو ڈھونڈھتا ہوکر

رخِ روشن پہ زلفیں آئیں دونوں وقت ملتے ہیں قبول اسوقت ہوگی اے دلِ مضطر دعا جوکر

سدا ہیں ملتجی دریا میں رہتے سانپ پانی کے کبھی زہر ہلاہل بانٹتے زلفِ دوتا ہوکر

سنا ہے اے حسینو میں نے غضب سے بڑھ کے رحمت ہے اگر اک بار ہو مجھپر خفا بوسے عطا دو کر

مرا دل پھیر دیتے ہیں نہ دلبر جان لیتے ہیں ہمیشہ ہاتھ ملتا ہوں جوانی کا مزا کھوکر

جلاتے مردہ عاشق کا جو وہ اٹھلا کے آتے ہیں صدا اچھا گل ہی آتی ہے لگا ٹھوکر لگا ٹھوکر

قضا جب آئیگی رہ جائیگا سب مال اے منعم لحد میں کسطرح لیجائیگا سیم و طلا ڈھوکر

بتوں کے عشق میں اسکو نہ کر برباد اے غافل جوانی پھر نہ آئیگی بہت پچھتائیگا کھوکر

غمِ شاہِ شہیدان مین لطافت اشک جاری رکھ
کرینگے پاک یہ دفتر ترے اعمال کا دھو کر

غزل سہ قافیہ

دلا رکھہ عشق مین عزت خریدارِ بلا ہو کر
اک آہِ پُر شرر سے گرم بازارِ وفا تو کر

دل و جان و جگر کی کیا حقیقت سونچ اے نادان
بہت کم ہے شبِ وصلت نثارِ دلربا جو کر

دکھا ای استخوان سوزِ محبت بعد مرنے کے
جلا کر خاک ہان اک روز منقارِ ہما تو کر

چمن مین ہو کے جب مغرور اوسکے ساتھہ سوتے ہین
لگاتی ہے ہمارے سر کو رفتارِ صبا ٹھوکر

کیا پُر داغ میرے دل کو اپنی پلکین جھپکا کے
نرالے گل کھلائے آپ نے خارِ جفا بوکر

تمنا ہے کہ اکدن خواب ہی مین وہ نظر آئے
کیا کرتا ہون اکثر انتظارِ دلربا سو کر

اگر سمجھو بڑی محنت ہی قربان ایسی زیست کے
اوتارو دستِ نازک سے صنم بارِ حنا دھو کر

وہ زلفین خواب مین دیکھین پڑا سودا پریشان ہون
یہ کیا معلوم تھا ہونگا گرفتارِ بلا سو کر

مٹا کر داغِ الفت دل سے یون حیران پھرتا ہون
پریشان جسطرح مفلس ہو دینارِ طلا کھو کر

سہے صدمے جو فرقت مین تو آیا موسمِ پیری
جوانی نے بھی چھوڑا ساتھہ یارِ بیوفا ہو کر

ملا ہی مجکو عریانی مین کیا خلعت مشجر کا
بنا ہے جسم پر نقش و نگارِ بوریا سو کر

نہ پھر باقی رہیگا اشتیاقِ گلشن جنت
لطافت چلکے تو سیر بہارِ کربلا تو کر

محفل مین حسینون کو خریدار سمجھکر
عشاق ہین دل بیچتے بازار سمجھکر

مجھہ زار نے گردن مین جو صنم ہاتھہ ہین ڈالے
رہنے دو خدا کے لیے زُنّار سمجھکر

زرّاق اوسے جان کے کر یو ہین توکل
کرتا ہے گنہ جیسے کہ غفّار سمجھکر

پردہ یہ تمھارا ہے نیا واہ ری شوخی
چھپتے ہو مجھے طالبِ دیدار سمجھکر

عشاق کے دل آپ کے کوچے مین پڑے ہین
رکھیے گا قدم خاک یہ اے یار سمجھ کر

اے درد نہ الفت مین جدا ہو مرے دل سے
پہلو مین ہے رکھا تجھے غمخوار سمجھ کر

نرگس کو تری چشم پہ صدقے نہ اوتارا
پھینکا اُسے گلزار مین بیمار سمجھ کر

تم حکم سزا دوگے مین کر لون گا زیارت
عاشق کو بلاؤ تو گنہگار سمجھ کر

گلشن مین گلے عاشق شیدا نے لگایا
ہر سرو چمن کو قد دلدار سمجھ کر

دیدون گا مین جان اپنی یہ ہے زہر مرے یار
اب کیجیے گا وصل کا انکار سمجھ کر

کیا جان کے پہلے مرے پہلو سے لیا تھا
اب روندتے ہو دل مرا بیکار سمجھ کر

جانباز بہت کیجیے گا کس کس کو بھلا قتل
ہان لیجیے گا ہاتھ مین تلوار سمجھ کر

جنت کو تری دیکھ لیا جاتے ہین رضوان
آئے تھے اسے کوچۂ دلدار سمجھ کر

اب دل جگر انکو جو دیے پاس بٹھایا
پہلے نہ مخاطب ہوے نادار سمجھ کر

رحمت پہ تری ناز ہے جو چاہے سزا دے
کرتے ہین گنہ ہم تجھے غفار سمجھ کر

دل اسمین لطافت کا کئی شب سے ہے اولجھا
بکھرائیے گا زلف کو اے یار سمجھ کر

خبر دیتا ہے مجمع موج دریا کا روان ہو کر
چلے ہین ہم اوسی کی جستجو مین کاروان ہو کر

لگائے جام ہونٹون سے اگر وہ شادمان ہو کر
ہنسیگا بول اوٹھے ہر موج مے مثل زبان ہو کر

بناوٹ یہ نہین بیساختہ آنسو نکلتے ہین
تصور زلف جانان کا رلاتا ہے دھوان ہو کر

مسافر جو تنک اب تو صبح پیری سر پہ آپہنچی
ارادہ کوچ کا رکھتے ہین دندان کاروان ہو کر

روان کہتی ہے بحر غم مین ہر اک چشم کی کشتی
فراق یار مین اشکون کی چادر بادبان ہو کر

صدائے قلقل مینا ہے بڑ مجذوب کی بکتے
پیالہ پی مرید حضرت پیر مغان ہو کر

وہ بحر حسن دریا مین جو گھوڑا ڈال دیتا ہے
گلے کا ہار بنجاتی ہین ہیکل مچھلیان ہو کر

تماشا ہو اگر رندون مین سوئے میکدہ آئین
تبرک ہو عمامہ شیخ جی کا دھجیان ہو کر

پڑھین گے رام ہوکر صحبت جو اس محبوب کا کلمہ
صدا نکلے گی ناقوس برہمن سے اذان ہوکر

وہ ایذا دوست ہین ہم سخت جان قحط گیر گزرتی
مزے سے زخم کھالیتی ہمہ تن استخوان ہوکر

تواضع ہی وہ خصلت رتبہ عالی جس سے ہوتا ہے
جھکے مغرور تو پائے بلندی آسمان ہوکر

بنا کر بال گلشن ہین جو میرا شعلہ رو آیا
خجالت سے اوڑا گیا رنگ سنبل کا دھوان ہوکر

علی بند آپ نے پہنا جو ہین دست حنائی ہین
کیا پابند کیا دزد حنا کو بیڑیان ہوکر

چلے جب قافلے عشاق کے اوس کوچہ کی جانب
تو پہنچا خاکسار اول ہی گرد کاروان ہوکر

گنہ سے باز رہ غافل کہ دشمن ساتھ ہین تیرے
گواہی دینگے اعضا حشر کو ساری زبان ہوکر

گلون کا عشق ہے عندلیب زار اسیری ہے
قفس بنتا ہے طرفہ جمع نالون کا دھوان ہوکر

جو وہ تشریف لائے دیکھنے سیر اپنے روتے کی
تڑپتے لخت دل آنکھو نمین آئے مچھلیان ہوکر

جنون نے بند و بست اپنا رکھا صحت مین بھی باقی
بنی بند قبا کپڑے جو اترے دھجیان ہوکر

مدد اے حضرت پیر مغان تشنہ دہانی ہے
زبان خشک کے کانٹے بھی سائل ہین زبان ہوکر

سنو تو کہہ رہے ہین سامنے غیرون کے وہ کیا کیا
لطافت تم نہین دیتے جواب اہل زبان ہوکر

علی اعلا نکیون ہون افتخار مرسلان ہوکر
عروج اک صاحب معراج دی جب نے دبان ہوکر

اگر دین حکم گویا وہ لب معجز بیان ہوکر
ابھی گرم سخن ہو شمع کا شعلہ زبان ہوکر

فراق یار مین ہر دوست ہے ایذا رسان میرا
جو نکلی آہ بھی تو آرزو سے دشمنان ہوکر

روانہ قافلہ فرقت مین اشکون کا ہوا جسدم
غبار دل ہوا ہمراہ گرد کاروان ہوکر

سر فرہاد و پائے قیس کی ہین پٹیان بنتین
نہین ضایع لباس اپنا جنون مین دھجیان ہوکر

عوض قیمت کے سب بازار مین تجھ لگاتے ہین
ہوا بیقدر سودا اپنا جنون تیرا گران ہوکر

چمن مین مل کے مسی گر لب معجز بیان پوچھو
دعائین دے ہر اک برگ گل سوسن زبان ہوکر

لحد تک کشتی تابوت کو کیا جلد پہنچایا
کہ پہنچا صندوق پر جب شامیانہ بادبان ہوکر

وہ زار و ناتوان ہون بامِ جانان تک رسائی کی
کیا کیا کام دودِ آہِ دل نے نردبان ہوکر

دلِ عشاق کا مجمع تمھاری زلف نے توڑا
پریشان ہوکے پھر آئے گئے تھے کاروان ہوکر

کلامِ سخت سے پرہیز کر ایما ہے صانع کا
دہن مین اسلیے آئی زبان بے استخوان ہوکر

نکالا یوسفِ دل کو تری چاہِ زنخدان سے
ہوے موے سیاہ خط جو وارد کاروان ہوکر

خبر دیتی ہین موجین ریگِ دشتِ نجد کی تلک
لباس اوترا ہے یار مجنون کا یونہین دھجیان ہوکر

حلیم الطبع تو اعدا مین ہو تو بات رہجاے
بسر نرمی سے کرتے ہین دانتون مین زبان ہوکر

غزالِ چشمِ جانان نے کیا ہمارے خون کا پیاسا
جو نکلا سرمہ کا دنبالہ ہے سو کھنچی زبان ہوکر

جرس نبکے دلِ نالان بھی آگے چلتا ہے
نکل آتے ہین فرقت مین جو آنسو کاروان ہوکر

جہان سے تنگ مین آیا خدایا اب کہان جاؤن
زمین بھی پیستی ہے ہاے مجکو آسمان ہوکر

زبانِ حال سے ہر نیشکر کہتا ہے دیوانو
لباس اوترا ہے اس وحشت کدے مین دھجیان ہوکر

زہے قسمت کہین تجھکو فرشتے بوترابی ہے
لطافت رہ درِ حیدر پہ خاکِ آستان ہوکر

طبیعت ہو گئی مائل گناہونکی جسارت پر
غضب مین مبتلا ہون ناز کرکے تیری رحمت پر

یہ کیا آفت ہے اس جوشِ جوانی اس طبیعت پر
لڑین جسوقت آنکھین بس گیا دل اچھی صورت پر

گناہون کی سبب یہ دل ہوا مائل جو رقت پر
خدا کو رحم آخر آگیا میری ندامت پر

برستی ہے آج کل یہہ اوس بازارِ محبت پر
کہ بکتا ہے دلِ مشتاق دو بوسونکی قیمت پر

جو … فِ ناز سی جلتا ہے دل عصیان کی کثرت پر
ٹپک کر اشک کہتے ہین نظر کر اسکی رحمت پر

اجائے … کیا شئے ہے جو دل کو چھین لیتی ہے
نہین موقوف الفت گوری رنگت اچھی صورت پر

… کشتون کے تڑپنے دل ہمارا ہے کہ مقتل ہے
پڑی ہے آرزو پر آرزو حسرت ہے حسرت پر

بھلا اس عشق کے پھندے مین پھنسکر کوئی بھی نکلا
بری عادت ہے دل کا لوٹ جانا اچھی صورت پر

علی نے پشتِ احمد پر جو رکھا پاے نورانی
نگین درِ نجف کا جڑ دیا مہرِ نبوت پر

سبب پوچھا جو میرے وصل کا اغیار نے اوسنے — کہا شرما کے ہمکو آگیا رحم اوسکی منت پر

مذمت عشق کی گھر بیٹھے کرتے ہین بہت واعظ — تماشا ہو نظر پڑ جائے گر اک اچھی صورت پر

حسینان جہان کے ناز اوٹھا کر یوہے باقی ہے — بسر کرتے ہین عشاق آجکل اوقات اجرت پر

گئی جب سے جوانی بھول کر اک دن نہ پھر آئی — حسینو بیوفائی ختم ہے اس بیمروت پر

بھلا اوس بھیڑ مین اچھی طرح دیکھے گا کیا عاشق — اوٹھا رکھا ہے دیدار اپنا کیون تو نے قیامت پر

گناہون مین بسر کرتا ہے غافل زندگی اپنی — بھروسا اس قدر اس بیوفا اس بیمروت پر

خدا چاہے تو ہو جائے ہنر ہر عیب بندے کا — بنے موسیٰ کلیم اللہ پیار آیا جو لکنت پر

لطافت حق تو یہ ہے صفت ہمکو مل گئی جنت
گواہی دے کے وحدت پر رسالت پر امامت پر

کہا کرتے ہین لوگ افسوس کر کے میری غربت پر — میسر ہو نہ چادر بھی جسے خاک اسکی تربت پر

فلک کے ہاتھون ابتک ہے جدائی کا اثر باقی — درخت بید مجنون بھی نہین لیلیٰ کی تربت پر

وہ دیوانہ ہون وصلت دوست کر مجکو حکومت ہو — بنی تصویر لیلیٰ نجد مین مجنون کی تربت پر

حسین کھنچ کھنچ کے بہر فاتحہ ہر روز آتے ہین — کوئی تعویذ جب ہے لوح کی جا میری تربت پر

محبت مر کے بھی ان مغمون کو زر کی باقی ہے — پڑی رہتی ہے چادر اشرفی بوٹی کی تربت پر

شب فرقت جو نکلی چاندنی مین مردہ دل سمجھا — پڑی ہے ململی چادر کسی بیکس کی تربت پر

گری گر فاتحہ پڑھنے مین افشان اسکے ہاتھ سے — تو ہو طرفہ ہرا نشان عاشق بیکس کی تربت پر

وہ وصلت دوست ہون دیوانہ کی فرقت پہ رحم آیا — جلا مین قبر مین جب شمع فانوس آئی تربت پر

تری رحمت نے ای غفار کیسی پردہ پوشی کی — بچھائے آکے شہپر قدسیون نے میری تربت پر

مین ایسا کشتۂ فرقت ہون شب بھر جمع ہین بلبل — رہا کرتا ہے مجمع دن کو پروانون کا تربت پر

نہایت بیمروت بیوفا معشوق ہوتے ہین — ہوئی اک شب نہ روشن شمع پروانے کی تربت پر

وہ عاشق تن ہون مین دیوانہ سوت آئی اگر مجکو — حسین لڑکے لگائین ٹھوکرین ڈھیر تربت پر

غضب ہے دفن کر کے سب یگانے تو ہوے راہی
فقط ہے سبزہ بیگانہ مجھ بیکس کی تربت پر

ہوا ہون جب سے شادی مرگ لطفِ وصل جانان سے
مرادین مانتے ہین آ کے عاشق میری تربت پر

مرے سینہ پہ رکھ کر ہاتھ جب دیکھا دل مردہ
کہا شوخی سے اوس نے فاتحہ پڑھتا ہون تربت پر

لطافت بھی اوسی کوچہ مین یارب خاک ہو جائے
جہان مردے پہ مردہ دفن ہے تربت پہ تربت پر

ردیف راے ہندی

شکوہ نہ کر جفا کا نہ دلدار سے بگاڑ
پھر کیا بنائیگا جو ہوا یار سے بگاڑ

اے شیخ تو نہ وضع کو اس بار سے بگاڑ
ہیئت نہ اپنی جبہ و دستار سے بگاڑ

قاتل لگا وہ ہاتھ کہ سر تن سے ہو جدا
مٹی کا یہ گھروندا نہ تلوار سے بگاڑ

وہ بوسہ دے کے مانگتے ہین دل کے ساتھ جان
اتنی سی بات پر نہ خریدار سے بگاڑ

برگشتہ مردمک سے وہ پلکین ہین خوف سے
اچھا نہین ہے فوج کا سردار سے بگاڑ

مینے نشانِ قبر بنایا ہے اسلیے
ہے آرزو کہ تو کبھی رفتار سے بگاڑ

جیسے ہین انکے دوست بنی خلق سے عدو
جب یار سے ملاپ ہے اغیار سے بگاڑ

کوئی پسا ہوا ہے تو برباد ہے کوئی
کس سے نہین ہے چرخ ستمگار سے بگاڑ

گل منہ سے بولتے نہین نالان ہے عندلیب
مفلس کے حق مین زہر ہے زردار سے بگاڑ

جب بے غرض تھے ملتے تھے جھک جھک کے سب حسین
اے دل غضب کیا کہ ہوا پیار سے بگاڑ

دیتا نہین زکوٰۃ جو اے منعم بخیل
ہل ہل کے سکہ درہم و دینار سے بگاڑ

ابھی جسم تر بنا گئے ہین غیر اپنی شکل کو
آنسو بہا کے یار کی دیوار سے بگاڑ

بوسہ نہ دے کے دل کو خفا یار نے کیا
پرہیز کو کہا تو ہے بیمار سے بگاڑ

بکتے ہین کھوٹے دامون پہ یوسف لقا حسین
اس نرخ کا ہے مصر کی بازار سے بگاڑ

لوگ اسطرح کے بھی ہین لطافت جہانمیز
احمد کے دوست حیدر گلزار سے بگاڑ

ابر اوٹھا ہے تو توبہ اے دل مستانہ نہ توڑ
گر نہین ساقی نہو قفل در میخانہ نہ توڑ

بیگنہ گلچین نہ عاشق کا دل دیوانہ توڑ
پھول گلشن مین نہ مثل بلبل مستانہ توڑ

پھینک شیشہ کو نہ تو اے محتسب پیمانہ توڑ
آہ سے مظلوم کے کر خوف دل میرا نہ توڑ

عشق کر سے صنم کا سنگدل اتنا نہو
پھینک یہ پتھر کے بت اے برہمن بتخانہ توڑ

آبرو کھوئی اولجھ کر ہو گیا خود چاک چاک
گیسوون کے پیچ کا لایا نہ کوئی شانہ توڑ

دل مین آیا ہے غم جانان فدا اے روح ہو
آئے گر مہمان مروت کو نہ صاحب خانہ توڑ

پہلے عاشق کے دل مشتاق کو تو دہ بنا
آزما تیر نگہ کا تو جو اے جانانہ توڑ

نقد جان ہے پاس میرے اے صنم لے لیجیے
عشق کے جھگڑے کا کیجے لے کے یہ جرمانہ توڑ

ساقیا یہ بدچلن کہتا ہے رندون کو بہت
زور واعظ کا دکھا کر لغزش مستانہ توڑ

بند و بست اوس جعد مشکین کا نہ کچھ تحریر کھلا
شانہ مین سے کوئی کہدے استخوان شانہ توڑ

وصل سے ہے اونکو یہ نفرت مجھے دیتے ہین حکم
شمع روشن کر جو محفل مین پر پروانہ توڑ

وحشیون مین ہی جنون کرتا تھا دشت نجد سے
قیس کو اپنی طرف دکھلا کے یہ ویرانہ توڑ

حق یہی اے شیخ ہے کر مذہب عشق اختیار
سو طرح کے ہین بکھیڑے سبحہ صد دانہ توڑ

ہای عجب ہے دیدہ یہ منہ دیکھنے قابل نہین
کھوئی یکتائی تری آئینہ اے جانانہ توڑ

اشک جاری کر کے پانی پانی کر دونگا ابھی
میری چشم تر کو دکھلا کے بہت دریا نہ توڑ

زیست کی کیا کیفیت اے محتسب بی شغل مے
دے چبانے کو مجھے شیشہ کا گر پیمانہ توڑ

وصل کی شب یار شرماتا ہے گل کر شمع کو
اے صبا چل کر طلسم الفت پروانہ توڑ

وصل کا وعدہ ہے اسنے پہلے اک بوسہ ملا
دل کی قیمت کا کیا ہے دے کے یہ بیعانہ توڑ

مہربان ہو جائیگا جب تو بہت پچھتائیگا
جوڑنا مشکل پڑے گا یار دل میرا نہ توڑ

شغلِ مے نوشی لطافت ہی کے دم تک تھا فقط
ساقیا سنگِ لحد سے شیشہ و پیمانہ توڑ

ردیف زاے معجمہ

آتا ہے سیرِ باغ کو وہ نونہال روز
امید دل برآئی شجر ہین نہال روز

پڑھتے ہین حرمتِ مے گلگون کا حال روز
تیغ زبان سے کرتے ہین واعظ حلال روز

ہی صبح حشر کا مرے دل کو خیال روز
اک رشکِ مہر کا ہے ہی نظر مین جمال روز

ہوگی ضرور ترک ملاقات دیکھنا
رہتا ہے مجھسے یار سے اب تو ملال روز

لاکھون کو قتل کرتا ہے اوس حور کا بناؤ
گھر سیکڑون بگڑتے ہین بنتے ہین بال روز

آنکھون سے انکے ہوتے ہین دل عاشقون کے صید
کرتے شکار شیر کا ہین یہ غزال روز

کسطرح یار کے رخِ روشن سے دون مثال
ہوتا ہے آفتابِ فلک کو زوال روز

کالی بلا کہین شبِ فرقت کی دور ہو
ہو عید کی خوشی جو دکھائے جمال روز

کیا انتظارِ وصل مین ہے دل کو اضطراب
گر اک مہینہ شب ہے تو ہے ایک سال روز

خوش چشمون کی کشش مجھے بعدِ فنا بھی ہے
چرتے ہین سبزۂ لحد آکر غزال روز

آئی بہار پیچھے پھرتے ہین کو بکو
سر پر سبو شراب کے رکھے کلال روز

ابتک بچا ہوا ہون مین دنیا کے مکر سے
لاتی ہے اپنے دام مین یہ پیر زال روز

باندھی ہی یون ہین تیغ کمر مین تو لطف کیا
دو چار عاشقون کو تو کیجے حلال روز

کہتے ہین وہ کہ دیکھنے جاؤن کہان کہان
رہتا ہے عاشقون کا یونہین غیر حال روز

پھر کربلا کے سمت لطافت روانہ ہو
درگاہِ ذوالجلال مین ہے یہ سوال روز

اسطرح روئے کتابی پر ہے خطِ یار سبز
گردِ قرآن کے ہو جیسے جدولِ زنگار سبز

ہی نقاب سبز مین یون ابروے دلدار سبز
رشک نیرنگ جہان ہے ان حسینونکا لباس
یار نے بوسہ جو خطِ سبز عارض کا دیا
قتل کرنے آتے ہین شمشیر زہر آلود سے
کسقدر رکھتی ہے سمیت ہواے باغ دہر
حسن شاید عاشقِ مظلوم کا ہے سوگوار
اللہ اللہ ہی وہ طفل برہمن کیا سبز رنگ
زمرد ل ایذا رسان بھی ہین یہ ہے فیض بہار
طرفہ نیرنگی دکھاتی ہے ہمین فصلِ بہار
باغِ کوے یار مین ہے کسقدر جوشِ بہار
سبزہ رنگون کو زمرد کے ہے زیور کی تلاش
ہی مرے رشکِ چمن کی چال بھی طرفہ بہار
کیا زمرد کی لڑین دکھلا رہی ہین اپنا رنگ
دھوم ہی ملک ختن مین آگئی فصلِ بہار
کوے جانان مین جو میرے اشک کا دریا چڑھا
فصلِ گل آتے ہی آئی بادہ خواری رنگ سے
زہر کھانے کی اجازت چاہتا ہون یار سے
خط کا ہالہ ہے رخِ دلدار پر کتنا صحیح
اسطرح کے زہر قاتل مین بجھے ہین اونکے تیر
زہر کھا کر سبزہ رنگون پر سے مینے جان دی
خط کے سبزے نے ترے سیب ذقن کی کھوئی قدر

جس طرح سبزے مین جوہر دار ہو تلوار سبز
زرد نارنجی گلابی کاسنی گلنار سبز
آج کل شاید ہے بختِ عاشقِ بیمار سبز
سرخ خلعت دے کے تن کردیگی وہ تلوار سبز
خاک سے ہوتے ہی پیدا ہوگئے اشجار سبز
گورے گالون پر نہین بیوجہ خطِ یار سبز
جسم کی تاثیر سے گردن مین ہے زنّار سبز
کم ہین تیزی مین خلش مین جبتلک ہین خار سبز
سرخ اودے زرد گل پھولے ہوے گلزار سبز
ہی سیہ ہونے کے بدلے سایۂ دیوار سبز
آج کل رہتا ہے سارا جوہری بازار سبز
معجزے سے ہی زمین ہوتی قدمِ رفتار سبز
چھوٹ پڑکر ہو گیا وہ موتیون کا ہار سبز
گیسوے مشکین سے ہین یار کی دستار سبز
کیا طراوت تھی ہوے خارِ سرِ دیوار سبز
ہی شرابِ سرخ خم مین خانۂ خمّار سبز
نامہ لکھنے کے لیے کاغذ ہوا درکار سبز
بھر دیا ہے رنگ گویا پھیر کر پرکار سبز
بدلے سرخی کے اترتے ہین لبِ سوفار سبز
قبر پر میرے ہے زیبا چادر و دستار سبز
جام کہتے ہین اسے جو ہو شرابِ یار سبز

اے لطافت جو کہ روتے ہین غم شبیر مین
کرتے ہین کشتِ عمل اشکون سے وہ دیندار تر

ردیف سین مہملہ

ہی دل کو قید زلف گرہ گیر کی ہوس
دیوانہ کو ترے ہوئی زنجیر کی ہوس

نقشہ رخِ حسین کا کھینچا دل مین شکر ہے
اس آئنہ کو تھی تری تصویر کی ہوس

ملنے کا شوق تھا خطِ توام مین خط لکھا
درپردہ وصل یار کی تحریر کی ہوس

تھا عیش وصل غیر کی قسمت مین یا خدا
رکھی تھی کیا فقط مری تقدیر کی ہوس

پایا نہ لطف دشت نوردی بہار مین
نکلی کبھی نہ بستۂ زنجیر کی ہوس

ہوتی ہین منتین مری پوری بہار مین
رہتی ہے سال بھر مجھے زنجیر کی ہوس

ہے لن ترانیون کا مرے دل کو اشتیاق
تحریر کیا کرون تری تقریر کی ہوس

حیرت مین جو ہین انکو بہار و خزان سے کیا
نکلی کبھی نہ بلبل تصویر کی ہوس

دل سے رقیب کے نہوئی پار میری آہ
پوری ہوئی جہان مین نہ اس تیر کی ہوس

ہی موج بوے گل مجھے گلشن مین کھینچتی
ہوتی ہے گر بہار مین زنجیر کی ہوس

ہی حیرت و سکوت مین برسون سے آئنہ
رکھتا ہے کسکی طوطیِ تقریر کی ہوس

پر نوچ کر لگا دیئے للہ تیر مین
جان آئی نکلی آپ کی نخچیر کی ہوس

باہین گلے مین ڈالدی زلفون نے دل پھنسا
ہے آرزوے طوق تو زنجیر کی ہوس

پیری مین خم ہوئی تو ہوا شوق آہ کا
جب ہم کمان بنے تو ہوئی تیر کی ہوس

پھر سر مین کربلا کی لطافت ہوا بھری
پھر دل کو ہے زیارت شبیر کی ہوس

کوچۂ یار ہے مجھہ عاشقِ ناشاد کے پاس
دشت و کہسار ہی گر قیس کے فرہاد کے پاس

لے کے یہ تحفہ گئے اوس ستم ایجاد کے پاس — تھا نہ کچھ اور سوا نالہ و فریاد کے پاس

سخت جانی ہے نہ مین ذبح سے محروم رہون — یا خدا تیغ بھی ہو خنجر بھی ہو جلاد کے پاس

مژہ و گیسو و ابرو ہی وہان یان اک دل — تیر بھی دام بھی خنجر بھی ہے صیاد کے پاس

تھی الف سے قد دلدار کے مشتاق ہوئے — پڑھنے بیٹھے تھے جو مکتب مین ہم اوستاد کے پاس

یاد آتا ہی جو فرقت مین وہ قد موزون — جا کے ہم باغ مین رو لیتے ہین شمشاد کے پاس

کیا زبان کھول کے آفت مین پھنسی ہے بلبل — چار دن باغ مین پھر قید ہے صیاد کے پاس

نجد کے دشت کا پابند نہ رہتا مجنون — درس لیتا جو جنون کا کسی اوستاد کے پاس

اسقدر محو ہو بیدام پھنسی ہو بلبل — میرے گلرو کی جو تصویر ہو صیاد کے پاس

باب پنجم نے بتائی تھی محبت کی راہ — جب گلستان کا سبق پڑھتے تھے اوستاد کے پاس

عمر اندوہ و غم و رنج و الم مین گذری — نہ خوشی بھول کے آئی ترے ناشاد کے پاس

ناتوان ہم ہین جنون کو ہو کوئی دم آرام — مژہ یار کا نشتر ہو جو فصاد کے پاس

توڑ ڈالین ترے دیوانے نے کیا زنجیرین — کبھی خط لکھ کے شکست آئے ہین حداد کے پاس

وعدہ وصل وہ یہ کہہ کے اوڑا دیتے ہین — کام انسان کا بھلا کیا ہے پریزاد کے پاس

تیز کرتے تھے کس شوق سے خود حضرت عشق — کند ہوتا تھا جو تیشہ کبھی فرہاد کے پاس

سخت جان تھی ترے عاشق کو بہت اے ظالم — التجا لے کے گئے خنجر فولاد کے پاس

زار ہون فصل بہاری مین جنون ہی نے فصد — رگ گل سا کوئی نشتر ہو جو فصاد کے پاس

واے تقدیر جدا عشق نے اوس سے بھی کیا — جان شیرین بھی جو معشوق تھی فرہاد کے پاس

رنگ سے کھینچتی ہے تصویر جو گل بوٹون کی — سو قلم کیا ہی بلبل کا ہے بہزاد کے پاس

کون سی حسن کی ہو بات جو دلبر مین نہین — ہان فقط پر تو زیادہ ہین پریزاد کے پاس

قید بلبل کی ہے تدبیر گلون کو ہے غم — باغبان آتے خوشامد کو ہین صیاد کے پاس

چشم جانانہ پہ لڑکپن سے نظر رہتی تھی — صاد کی مشق کیا کرتے تھے اوستاد کے پاس

مین وہ بلبل ہون کہ مشتاق قفس رہتا ہون
اوڑکے پر پھر طلب جاتے ہین صیاد کے پاس

صنعت انسان کی ہے بے مدد حق ناقص
جب بنا باغ نہ دروازہ تھا شداد کے پاس

بدگمان وہ ہون کہ اسبات کا رہتا ہے خیال
غیر کی یاد نہ ہو دل مین تری یاد کے پاس

ایک بلبل کی ہی جان اور خریدار کئی
زر گل تر ہین لیے دام ہین صیاد کے پاس

عشق مجنون نے تو لیلی کی ادائین سیکھین
دونون کیا خوب پڑھے ایک ہی استاد کے پاس

ہوگیا بعد امانت کے لطافت شاعر
نہ گیا پھر تلمذ کسی اوستاد کے پاس

ردیف شین معجمہ

بلا ہے یار کی چشم سیاہ کی گردش
ترپ ہے برق کی یا ہے نگاہ کی گردش

دکھاتی ہی زحل کینہ خواہ کی گردش
ہماری کوکب بخت سیاہ کی گردش

قریب گھر کے اوسے لاکے آہ پھیر دیا
مرے نصیب نے کیا خوب واہ کی گردش

بچاکے مہر و مہ آسمان سے خالق نے
مرے نصیب مین تحریر آہ کی گردش

فراق مین مرے دوران سر سے کیا نسبت
نہین ہے کچھ فلک کینہ خواہ کی گردش

تمام عمر بسر ہوگئی تھکے عاشق
بلا ہے کوچۂ گیسو مین راہ کی گردش

کسی کی بزم کا دو دور جام یاد آیا
نظر جب آگئی تارون مین ماہ کی گردش

قصور کون سا مجھسے ہوا ہے زیر فلک
عبث زمانے نے ہی بیگناہ کی گردش

نہ پھیر یار کو عاشق سے اسقدر اے چرخ
پسند آتی ہے بس راہ راہ کی گردش

تمھارے کوچہ مین کعبہ سے ہوکے آئے ہین
اوٹھائی حاجیون نے مفت راہ کی گردش

ہوئی ہے تیرے پئے قتل تیغ ابرو کی
فسان بنی تری چشم سیاہ کی گردش

حضور بزم مین ہر اک کو مست کرتی ہے
شراب پینے کے بعد اس نگاہ کی گردش

ہلاتے مردم دیدہ ہین آجکل برچھیا
نہین ہے یار کی ترچھی نگاہ کی گردش

بنا ہی کاسۂ سر میرا جام مئے اے چرخ
گئی نہ مرکے بھی بخت سیاہ کی گردش

کسی حسین کی انکھین جستجو لطافت ہے
عبث نہین یہ سدا مہر و ماہ کی گردش

دیر مین پہنچے حرم مین پہنچے باکر کی تلاش
تھی جو اے معشوق ہرجائی ترے گھر کی تلاش

نام ساقی کا ہون لینے کو طہارت چاہیے
کُلّی کرنے کے لیے ہی آب کوثر کی تلاش

جب سے قول مصطفےٰ الفقر فخری سن لیا
بادشاہون کو فقیرون کی ہی بستر کی تلاش

جو کہ ہین صحرا نشین ہشیار ہین بیشک وہی
ہین وہ دیوانے جنہین دنیا مین ہی گھر کی تلاش

حال لکھا ہی اُسے اپنے دل بیتاب کا
بھیجنے کو خط ہے سیمابی کبوتر کی تلاش

چُبھ گئی نوک مژہ دل مین تو سودا کم ہوا
تھی ترے دیوانے کو ایسے ہی نشتر کی تلاش

رنج عصیان مین ہے جاتا سنگ اسود پر خیال
پھوڑنے کو سر اگر ہوتی ہے پتھر کی تلاش

ہون وہ دیوانہ لیے پھرتی ہے یارونکو مری
طوق کی زنجیر کی زندان کی نشتر کی تلاش

ڈھونڈھ آیا کعبہ و دیر و کلیسا و کنشت
دل مین پایا اسکو جسکی زندگی بھر کی تلاش

گر نہو اونی بہت مشکل ہے اعلیٰ کی شناخت
ہے جواہر تولنے سے پہلے پتھر کی تلاش

زار یہ عشق کمر مین ہون نہ اسکو بھی ملا
ڈھونڈھ ڈالا موت نے بھی آکے بستر کی تلاش

اے صنم اطفال دیوانہ کو تیرے دیکھ کر
بُت اٹھا لاتے ہین ہوتی ہے جو پتھر کی تلاش

اے جنون کب بے سبب چاک گریبان بڑھ گیا
تا بہ دامن اسکو لائی ہے رفوگر کی تلاش

دے کے آئینہ حسینون کو کیا مغرور حسن
بہر شکوہ ہمکو رہتی ہے سکندر کی تلاش

کیا کرے بدذائقہ بدبو نجس دنیا کی مے
ہے لطافت کو شراب حوض کوثر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ٹلتی نہین جو سر سے بشر کے بلاے حرص
افسوس عمر بھر کی مشقت مٹائے حرص
تنبیہ ہے بشر کو نہو مبتلاے حرص
خانہ نشین ہون پاس مرے کیونکر آئے حرص
کرتے ہین جمع مال کو انسان بے ثبات
نیت کے قبضہ مین ہے سدا آدمی کا دل
بوسے کئی لیے تو کہا منہ کے یار نے
منعم کے واسطے ہے جوارش حرام مال
ہین اشرفی کی چادر تربت پہ بوٹیان
کیا جلد دوڑتے ہین زر و مال کی طرف
زاہد نہ پڑھ نماز طمع پر بہشت کے
کیونکر نہ مبتلاے مصیبت رہے حریص
زر کی طلب مین ہے کف افسوس مل رہا
سکہ پہ زر کے چشم قناعت سے کر نظر

زنجیر مین قانع کے پڑا کیا ہے پاے حرص
انسان کے سارے نیک عمل ہون عبث اجر
محرومی اسلیے ہے بناے سراے حرص
دنیا سے ہاتھ کھینچ کے توڑے ہین پاے حرص
طرفہ حباب بنتے ہین بھر کر ہواے حرص
گھر عشق کا ہے جاے قناعت سراے حرص
یہ مال مفت کا نہین اے مبتلاے حرص
کھایا اسے تو اور بڑھی اشتہاے حرص
ہاں شمع ہے بعد فنا بھی لگا سنہ حرص
اے تجربہ یہ دست طمع ہاتھ نہ پاے حرص
مزدور کا یہ کام ہے اٹھاے حرص
رہتی ہے اسکے ساتھ ہمیشہ بلاے حرص
یہ ہاتھ ہین بخیل کے یا آسیاے حرص
افسانہ ہے طمع کا رقم ماجراے حرص

کیا چین سے بسر ہو لطافت جہان مین
دل مین اگر جگہ ہو قناعت کے جاے حرص

گھیرے ہوے ہین ہاے مجھے اسقدر حریص
کھاتا ہی خوان نعمت منعم پہ بیحساب
یہ جانتے ہین کام نہ نکلے گا کچھ مگر
وہ رنج دین کہ تیغ ادا کی لگائین وار
بعد فنا سواے کفن کچھ نہ پاے گا

غم بھی اگر مین کھاؤن لگائین نظر حریص
کچھ اپنی جان کا بھی نہین تجکو ڈر حریص
گلشن مین تاکتے ہین ہر اک گل کا زر حریص
ہین داغ و زخم کھانے مین قلب و جگر حریص
بے سود مال جمع نکر اسقدر حریص

دن رات اُنکے رخ سے طلبگار نور ہین
اللہ کسقدر ہین یہ شمس و قمر حریص

جامِ گلی مین غذب نہو کیونکہ ہے خیال
مجھسا نہین ہے رندون مین کوئی مگر حریص

رزقِ حلال کیا نہین ممکن جہان مین
اکلِ حرام سے تو نہ یون پیٹ بھر حریص

دل عاشقون کے لیتے ہین ہر روز بیشمار
دنیا مین یہ حسین بھی ہین کسقدر حریص

اب تیرا مال لینے کی اورون کو فکر ہے
یہ بھی خبر نہین تجھے او بیخبر حریص

ہے حرص خوانِ نعمتِ منعم کو دیکھکر
بیٹھا ہوا ہے مثلِ مگس بیخطر حریص

کوئی انھین برا کہے یا ہون کہین ذلیل
باندہے ہوے ہین حرص پہ اپنی کمر حریص

سایہ کی طرح ہوتے نہین ایک دم جدا
ہے حرص ساتھ ساتھ ہی جائے جدہر حریص

کیا بارور ہے عشق مین نخلِ مرادِ غیر
پتھر اسے لگائین کہو ہین کدہر حریص

اک بوسہ لے کے مانگا لطافت جو بوسہ اور
وہ ہنسکے بولے آپ بھی ہین کسقدر حریص

ردیف ضاد

روے یوسف پہ بنا حسن و بہارِ عارض
میرے محبوب نے جھاڑا جو غبارِ عارض

گرمیِ حسن مین ہے طولِ بہارِ عارض
خال سو گھٹ کے نہ کیونکر شبِ تارِ عارض

اسی حسین خال سے ہے حسن و وقارِ عارض
طفلِ زنگی ہے شہنشاہِ دیارِ عارض

گرمیِ حسن سے بھڑکی ہے جو نارِ عارض
بُندے یاقوت کے ہین یا کہ شرارِ عارض

خط سمجھتے ہین جسے عاشقِ زارِ عارض
ہو گئے گرد نگاہون کے یہ بارِ عارض

دام ہے خط سیہ خال سیہ دانہ ہے
طائرِ دل ہو نہ کسطرح شکارِ عارض

حسن دکھلاکے ہین کہتے ترے گوشِ نازک
قابلِ دید ہے یہ فیضِ جوارِ عارض

خط جوانی مین سیہ ہوتا ہے پیری مین سفید
رات دن دیکھتے ہین لیل و نہارِ عارض

وصل مین کیون نہ ہوا آکے اولٹ دے ہار
نازکی مین ہی نقاب آپکی بار عارض

خط نکلتے ہی سیہ حسن حسینون کا چلا
اسپ تشنگی پہ چڑھا بادشاہ سوارِ عارض

دیکھکر جو ہر آئینہ وہ رخ کہتا ہے
ہین مرے عکس مین چھپتے ترے خارِ عارض

خوب خورشید قیامت کے مزے لوٹیگا
آنکھین سینکیگا ہر اک تماشق زارِ عارض

بالیون کا ہے طلا سرخ ہمیشہ اے یار
گیش پر نور ہین یا شعلۂ نارِ عارض

آئنہ کہتا ہے ستانے سے نہ چھوٹینگے کبھی
زلف کا صید ہے تو ہم ہین شکارِ عارض

نزع مین قبر مین کہدونگا جو آئینگے علی
کہ ازل ہی سے ہو نہین عاشقِ زارِ عارض

حسن اپنا ہین دکھاتے کہ ہر اک بوسے لے
کرتے ہین چاند سے تلوے ترے کارِ عارض

ہی لطافت جسے سب کہتے ہین باغِ فردوس
اس حسین نے یہ دکھائی ہے بہارِ عارض

عمر بھر کیون نہ رہون عاشقِ زارِ عارض
میری طینت ہے حسینون کا غبارِ عارض

فصل ہو اور گڑہی عاشقِ زارِ عارض
دو جو ماتھے کا عرق اور غبارِ عارض

جستجو مین جو کسی مہر کے ہے سرگردان
داغ ہین ماہ فلک مین کہ غبارِ عارض

ہی یہ عشاق کی تقدیر کا لکھا اے یار
پڑھ سکے خاک کوئی خطِ غبارِ عارض

میرے دلبر سے حسین بھی ہین لگاوٹ کرتے
سرمہ آنکھون کا بناتے ہین غبارِ عارض

مر گئے بھی بوسہ رخسار کا لپکا نہ گیا
خاک ہو کر ہون حسینون کا غبارِ عارض

مین ندامت کے سبب قبر مین گڑ جاؤنگا
دے کے مٹی جو وہ جھاڑینگے غبارِ عارض

اوج خورشید فلک دیکھ کے کہتا ہے وہ یار
ہی یہ اک ذرہ بقدرِ غبارِ عارض

رنگ کندن سا تمہارا جو ہوس دیکھین
مانگین اکسیر بنانے کو غبارِ عارض

اسکی تصویر کا خاکا جو بنائے بہزاد
صبح جنت کا سفیدہ ہو غبارِ عارض

گھر سے آیا ہے گلستان مین مرا رشک بہار
جھاڑ دے دامنِ گل پڑھ کے غبارِ عارض

ہائے وہ مر کے دبے سیکڑوں من مٹی میں
تھا گراں جنکو نزاکت سے غبارِ عارض

صورتِ آئینہ ہو جاتے ہیں صاف اور وہ گال
لطف غازے کا دکھاتا ہے غبارِ عارض

اس بہانے سے بلائیں رخِ دلدار کی لیں
دور سے آئے ہو جھاڑوں تو غبارِ عارض

طالبِ دید کے گھر آکے وہ فرماتے ہیں
جھاڑئے پنجۂ مژگان سے غبارِ عارض

پھر نہ اندھا ہو عجب حسن کی قلعی ہو جائے
آئنہ مانگے اس سے جو غبارِ عارض

غیر کے ساتھ کیا کرتے ہو کوچہ گردی
صاف دیتا ہے خبر مجکو غبارِ عارض

پڑھتے ہے پر سورۂ اخلاص کے بگڑا جو وہ بت
تو کہا پھونک کے جھاڑا ہے غبارِ عارض

واہ رے حسن عجب چہرۂ جانانہ ہے نور
دھوپ پڑتی ہے تو بنتی ہے غبارِ عارض

تیرے اعضا کی صفائی سے ہے آئینہ بھی گرد
کہ قفا سے نظر آتا ہے غبارِ عارض

سرخرو قبر سے اٹھیں گے لطافت شیعہ
حشر کو خاکِ شفا ہو گی غبارِ عارض

محتسب خون بہا تو مئے احمر کے عوض
چور کر شیشۂ دل کو مرے ساغر کے عوض

ہو یہ ظاہر نہ کدورت تھی کسی سے دلمیں
میری تربت پہ ہو نصب آئینہ پتھر کے عوض

واہ جبیں در پہ دھرین پاؤں کے بدلے سر ہم
بے ادب غیر وہاں پاؤں رکھے سر کے عوض

میری تربت پہ وہ جب آئے تو بولے منکر
ہیں مرے نقشِ قدم پھولوں کی چادر کے عوض

بعد مرنے کے تو لازم ہے تمہیں حسرت دو
ہائے تم کہہ کے جلاؤ مجھے ٹھوکر کے عوض

ہجرِ ساقی میں مجھے دیتے ہیں طعنہ احباب
پیجیے خون جگر اک مئے احمر کی عوض

انکے عاشق سے یہ رضوان نے کہا محشر میں
آ جنان دیں تجھے ہم کوچۂ دلبر کے عوض

عشقِ مژگان میں جنون ہے مجھے سن اے فصاد
کھول تو فصد مری خار سے نشتر کے عوض

غیر نے زیست میں پایا جو مکان فخر نہیں
قبر پائینگے ترے کوچہ میں ہم گھر کے عوض

ہونگے عشاق حلال آئی ہے عیدِ قربان
لیکے نکلے ہیں چھری آج وہ خنجر کے عوض

اب مجھے صبر نہین ابر وہ اٹھا ساقی
دونون جاوے بھر دے کہین ساغر کے عوض

بھیجتا ہون جو کبھی اُس شہ خوبی کے پاس
نامہ دیتا ہون ہما کو مین کبوتر کے عوض

آینہ اسنے بنایا ترے چہرے کی مثال
آینہ گر کو سزا دیجیے سکندر کے عوض

کہو اطفال سے اُس چشم کا دیوانہ ہون
ڈہیلے آنکھون کے لگا دے مجھے پتھر کے عوض

وہ نہین آپ کے قابل اسے لیجے صاحب
ہے کلیجہ مرا حاضر دلِ مضطر کے عوض

نازنین آپ ہین بوجھ اِسکا اُٹھے گا کیونکر
رکھیے پھولون کی چھڑی ہاتھ مین خنجر کے عوض

دوستو گور غریبان مین وہی ہے مری قبر
کانٹے جس قبر پہ ہین پھولونکی چادر کے عوض

اُنکا قاصد بھی ہے کیا شوخ کہ خط دے کے مجھے
مانگتا نقدِ دل انعام مین ہے زر کے عوض

پشت پر ہے جو مرے دفترِ اعمال کا بوجھ
ہاے پیری مین کمر جھک گئی ہے سر کے عوض

خوف گفتار علی کو نہ لطافت کچھ تھا
بستر خواب پہ سوئے تھے پیمبر کے عوض

ردیف طائے مہملہ

اچھا تو ہے جو دفن کے وقت اُنکا آئے خط
احباب شاد ہون مرا مردہ جلائے خط

قاصد نے اُسکے رنج دیا کیون دکھائے خط
اپنا تو ایک بھی نہین سب ہین پرائے خط

اُس بت نے دیکھتے ہی کیا پرزے پرزے کیون
شاید خدا کے نام سے تھی ابتدائے خط

تلقین کے عوض اُسے پڑھ دینا دوستو
شاید ہمارے دفن کے وقت اسکا آئے خط

بھیجون گا وصف چہرۂ رنگین مین لکھکے شعر
درکار ہے مجھے ورقِ گل برائے خط

نامے ہمارے اُنکو دکھانا نہ قاصدا
جسطرح ہمکو غیر کے تو نے دکھائے خط

جوشِ جنون ہے نامہ لکھین قاصد اُسکو کیا
لیجا ہماری جیب کا ٹکڑا بجائے خط

ہمنے جو نامہ بھیجا تو اُنکو دکھا دیا
غیرون نے لکھ کے بھیجے تو ہمسے چھپائے خط

قاصد کو بھیجین ہم کہ کبوتر کو بھیجین ہم
کیا خوب وہان حلال ہو جو لے کے جائے خط

اے یار ہاتھ کانپتے ہین رعب حسن سے
انجام کسطرح سے تمہارا اپنائے خط

اب ہی یقین کہ قتل کرے گا وہ کل مجھے
گردن پہ آج تیغ اٹھا کر لگائے خط

قاصد جواب لایا ہے تو انکے پاس سے
پھرلون مین تیرے گرد تو ہونگا فدائے خط

ہمکو تو ایک نامہ بھی لکھا نہ یار نے
غیرون کے پاس ہائے غضب خط پہ آئے خط

جو مین نہ کہہ سکونگا کبھی وہ کہے گا یہ
دے جاکے دل ہرا انھین قاصد سنجا کے خط

قاصد یہ مجھسے کہتا ہے وہان ہم نجا ئینگے
جو ہاتھ دہوئے جان سے وہ لے کے جائے خط

دہوکے مین نامہ پھیر دیا ہے جو یار کا
ہر وقت ہاتھ مل کے مین کہتا ہون ہائے خط

لکھتا ہی حال گریہ لطافت اگر آئے
پہلے منگاؤ کاغذ ابری برائے خط

غیر واقف نہین کہ کیا ہے شرط
دل لگانے کو حوصلا ہے شرط

اچھی صورت ہو تو نہین معشوق
غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط

بہر تسکین عاشق بے صبر
وصل معشوق مہ لقا ہے شرط

میری جانب ضرور وہ دیکھین
مگر اے عشق سامنا ہے شرط

باغ ہو اور پاس ہو معشوق
پھر تو پینا شراب کا ہے شرط

اونکے سننے پہ کچھ نہین موقوف
عاشقو عرض مدعا ہے شرط

حوصلہ دل مین چاہیے ہے ضرور
جیسے کشتی کو ناخدا ہے شرط

دل پر آرزو مین چاہیے عشق
شہر مین جیسے بادشاہی شرط

ظلم کرتے ہین تو کرین معشوق
عاشقون کے لیے وفا ہے شرط

نالہ بھی چاہیے جو اشک بہین
کاروان کے لیے درا ہے شرط

وقت آرائش ان حسینون کو
غازہ کاجل مسی حنا ہے شرط

استخوان دل جلون کی شوق نے کہا
کہہ نہ اُف اُف یہ اسے چاہئے شرط

بعد مرنے کے قبر پر میرے
جائے لوح اُنکا نقش پا ہے شرط

وصل پر وہ ضرور ہون راضی
عاشقون سے التجا ہے شرط

آج گھر سے نکل کے وہ بولے
چال سے حشر ہو بپا ہے شرط

عمل نیک کچھ مفید نہین
یا علی آپ کی ولا ہے شرط

ہجر مین مستعد ہین مرنے پر
اے لطافت مگر قضا ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

اگر ہی آب کی حاجت پئے وضو واعظ
شراب خانے سے بھر لاؤن مین سبو واعظ

برا شراب کو رندون مین کہہ نہ تو واعظ
کہین نہ خاک مین ملجائے آبرو واعظ

سنی ہے وعظ تو میخوار ہین عدو واعظ
جو بس چلے تو بہا مین ترا لہو واعظ

ارے بہار مین بنت العنب حرام نہین
کسے دماغ کرے کون گفتگو واعظ

نماز و روزہ و تقوا و وعظ کچھ نہ ہے
وہ حسن ایک نظر دیکھ لے جو تو واعظ

ارے حرام ہین دو تو شراب اور غیبت
یقین کر نہین فرق اسمین ایک مو واعظ

رہے اگر یونہین پیر مغان کا دور ادور
پکارتا پھرے تو بھی سبو سبو واعظ

قسم بھی کھائے اگر یہ ہمین یقین نہین
شراب مفت ملی اور پئے نہ تو واعظ

نماز کیا پڑھین پانی تو میکدے مین نہین
جواز ہو تو کرین مے سے ہم وضو واعظ

حواس جاتے رہے تھا اُس حسین کو دیکھتے ہی
نماز پڑھنے لگا آج بے وضو واعظ

ہمارے سامنے پیر مغان کو بد کہنا
میان وعظ یہ بیہودہ گفتگو واعظ

میان صحبت وعظ آج ہے فساد ضرور
کہ بد مزاج ہین رند اور تند خو واعظ

رہیگی فصل بہاری مین میکشی گھر گھر
ہزار وعظ کہے روز کو بکو واعظ

نہ بچکے جائیگا بیٹھا ہے سب پھنسا ہی رند و مومنین
شراب پی لے تو بیجا ہے آبرو واعظ

تباہ رند نہونگے نہ میکدہ ویران
یہ تیرے دل کی نہ نکلے گی آرزو واعظ

بھلا حلال ہے ایسی شراب بھی کہ نہین
کہ جسمین کچھ نہ فرا ہو نہ آئے بو واعظ

نہ پاک دھبون سے ہو جامہ پارسائی کا
اگر ہزار کرے اسکی شست و شو واعظ

نہ ہم شراب کرین ترک اور نہ تو غیبت
جو ہے ہماری یہ عادت وہ تیری خو واعظ

جو رند آتے ہین مسجد مین منع کرتا ہے
خدا کے گھر پہ بھی قابض ہوا ہے تو واعظ

وہ رند ہون کہ نہو ناگوار کچھ بھی مجھے
مین وعظ روز سنون ہو جو خوش گلو واعظ

لطافت آکے جو دیکھے بہار کوچۂ یار
کرے نہ سیر جنان کی پھر آرزو واعظ

عشق مین ہے مجھے حسن و شمائل کا لحاظ
اسکو بھی چاہیے مجھ عاشق بیدل کا لحاظ

سامنے اُنکے نہ پھر شمع یہ اے پروانے
بے ادب تجکو نہین صاحب محفل کا لحاظ

اور عشاق کے دل سیکڑون پامال کیے
جانکر کعبہ وہ کرتے ہین مرے دل کا لحاظ

بے حقیقت سمجھ اور نکے دلونکو اے شوخ
جسمین الفت تری رہتی ہے کر اُس دل کا لحاظ

نہین معلوم صبا کہہ گئی ہے باغ مین کیا
غنچے ہین دم بخود ایسا ہی عنادل کا لحاظ

میان سے جب یہ نکلتا ہے جھکاتا ہون سر
کہ ہے قاتل سے سوا خنجر قاتل کا لحاظ

ہائے مقتل مین تڑپنے ندیا بسمل کو
قتل کے بعد یہ مانع ہوا قاتل کا لحاظ

دور سے دیکھ کے ناقہ نہ پکارا ہوتا
قیس کو چاہیے تھا صاحب محمل کا لحاظ

پردۂ ابر مین چھپکر تمہین دیکھا شب بھر
قابل دید تھا صاحب مہ کامل کا لحاظ

ظلم مظلوم پہ کرتا ہے جو تو اے ظالم
تجکو ہی خوف نہ کچھ خالق عادل کا لحاظ

خون کی چھینٹ پڑی کوئی نہ دامن پہ ترے
ذبح کے بعد ذرا دیکھ تو بسمل کا لحاظ

دیکھا یہ چاند سا چہرہ تو چھپا ابر مین ماہ / چاہیے آپ کو بھی اپنے مقابل کا لحاظ
کبھی کامل نکرے بحث کسی ناقص سے / جو کہ ناقص ہے اُسے چاہیے کامل کا لحاظ
وحشی نجد نہ آتے تھے قرین ناقہ کے / قیس کیوجہ سے تھا صاحب محمل کا لحاظ
ہاتھ پھیلائے ترے سامنے ہے اے منعم / منہ سے کہتا نہین کچھ دیکھ تو سائل کا لحاظ
ہاے دربان ٹھہرنے نہین دیتا دم بھر / چاہیے ہے ترے دروازے کے سائل کا لحاظ

اہل دنیا کا عجب طور لطافت دیکھا
پاس حق کا نہین کچھ ہے بھی تو باطل کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

صدقے ہوگی بزم مین گر دیکھ رخ جانانہ شمع / پردہ فانوس سے نکلی ہے بیتابانہ شمع
بس یہی ہین عاشق و معشوق مشہور جہان / سرو و قمری بلبل و گل آپ ہین پروانہ شمع
ہجر کی شب ایک میری نیند آنیکے لیے / صبح تک بالین سر کہتی ہی افسانہ شمع
اسلیے تربت پہ میری شبکو گھیرے ہین پتنگ / تیرگی کے خوف سے بھاگے نہ بیتابانہ شمع
ہم تو کیا ہین اور کے عاشق سے بھی ضد ہی انہین / کہتے ہین آئی مری محفل مین بے پروانہ شمع
ہجر کی شب آکے میرے گھر در و دیوار سے / پھوڑتی ہے اپنے سر کو صورت دیوانہ شمع
قمری و پروانہ و بلبل تصدق ہون نکیون / سرو قامت پھول ہے رخ ساعد جانانہ شمع
ہون وہ عاشق دنکو بلبل نے چڑہائے آکے پھول / رات کو لایا ہی میری قبر پر پروانہ شمع
یون دل تاریک میرا داغ سے پرنور ہے / جس طرح کرتی ہے روشن رات کو کاشانہ شمع
بزم مین اُنکے اگر تیری رسائی ہو کبھی / سامنے اُنکے بیان کرنا مرا افسانہ شمع
رات کو آئی تو سمجھا اہل سخن کی بزم مین / رعب لیکن اسقدر چھایا ہوئی گویا نہ شمع
مین وہ سودائی ہون بعد مرگ میری قبر پر / شب کو روشن کرنے آتا ہے ہر اک دیوانہ شمع

وصل کی شب ہین جو پردے مین ادھر ہم اور آپ
اسطرف فانوس مین مضطر ہے بی پروانہ شمع

شام سے مسجد کے دروازے پہ جلتا ہی چراغ
ساقیا رکھہ تو بھی بالائے در میخانہ شمع

روشنی تو ہے تمھارے چہرۂ پُرنور کی
جلتی ہے ناحق سمجھا دو بزم مین جانانہ شمع

انجمن مین انکی شب کو ہین قرینہ سے یہ سب
آئنہ گلدستہ ساغر بوتلین پیمانہ شمع

شام سے یہ اپنی محفل مین دیا ہے اُسنے حکم
بے ادب آئین نہ پروانے نہ گستاخانہ شمع

ہجر کی شب خوف تھا تنہا نہ آئے میرے گھر
ساتھہ اپنے لے کے آئی سیکڑون پروانہ شمع

اے لطافت بھیڑ پروانون کی لا کر شبکو ساتھہ
کرتی ہے آباد یہ اُجڑا ہوا کاشانہ شمع

دیکھتے ہو رات کو جب سامنے آتی ہے شمع
کیا تمھارے چہرۂ روشن سے شرماتی ہے شمع

کیا مرے گھر ہجر کی شب آ کے گھبراتی ہے شمع
اپنا سر فانوس سے تا صبح ٹکراتی ہے شمع

اہل محفل کو محبت اپنی دکھلاتی ہے شمع
دیکھو پروانے جلا کر خود بھی جلجاتی ہے شمع

میری تربت پر جو گورستان مین آتی ہے شمع
گھیرتی ہے شب کو تاریکی تو گھبراتی ہے شمع

سمجھو یہ مطلب ہے جو فانوس مین آتی ہے شمع
عاشقو پردے مین چھپنا انکو سکھلاتی ہے شمع

جنبش شعلہ نہین یہ صاف صاف اب کہتے ہین
یہ تمھارے رعب سے محفل مین تھرّاتی ہے شمع

ذکر ہم عشاق کا تو کیا اسے کہتے ہین حکم
رو نہین سکتی تری محفل مین جب آتی ہے شمع

آہین جو کرتا ہو عاشق اسکو محفل سے اُٹھاؤ
دیکھو روشن ہو کے جب آتی ہے بجھہ جاتی ہے شمع

عشق میرا اور تمھارا حسن ہے مشہور خلق
ہین خجل پروانے مجھسے تمسے شرماتی ہے شمع

صبح ہے نزدیک رات آخر ہوئی اے اہل بزم
دو گھڑی اب اور دنیا کی ہوا کھاتی ہے شمع

ہمسری کی انکے رخ سے تو ہوا سر بھی جدا
اب سزا پائی ہے محفل مین تو پچتاتی ہے شمع

بعد مردن ہوتی ہے معشوق کو عاشق کی قدر
مردہ پروانہ کو اشکون سے نہلاتی ہے شمع

واہ میرے دوستون کے ساتھہ اکثر شام کو
پہلے ہی سے قبر پر روتی ہوئی آتی ہے شمع

بعد مردن عشقِ صادق یون دکھاتا ہے اثر
غم مین پروانون کے رفتہ رفتہ گھل جاتی ہے شمع

رات کو جاتا ہے جسکی بزم مین وہ شعلہ رو
تا لبِ فرش قدم اسکے استقبال کو آتی ہے شمع

اک ہماری ہی سنا ہی ہے اُنکی محفل مین ہے
آپ بھی آتی ہے پروانونکو بھی لاتی ہے شمع

اے لطافت بزم مین اُس شعلہ رو کو دیکھ کر
آتشِ رشک و عداوت سے جلی جاتی ہے شمع

ردیف غین

آئی ہے اُنکی جوش پہ ایسی بہار باغ
مانند سبزہ سبز ہے ہر ایک خار باغ

میخوارو اب ہے آمدِ فصلِ بہار باغ
لو ابر آ اُٹھا بٹھانیکو گرد و غبار باغ

سو جان سے نکیون ہون عنادل نثار باغ
جوبن پہ اندنون ہے عروسِ بہار باغ

تاراج سارا باغ ہوا آتی ہے خزان
باقی بس ایک سرو رہا یادگار باغ

اُس رشکِ گل کی دیکھی سواری جو باغ مین
سمجھی یہ عندلیب کہ آئی بہار باغ

خط سے بڑھی ہے اُس رخِ رنگین کی آبرو
دیوار کے سبب سی ہے دونا وقار باغ

فصلِ بہار پر تجھے بیکار ناز تھا
گلچین کہان ہین اب وہ گلِ بیشمار باغ

اے عندلیب حسنِ عروسانِ باغ دیکھ
تو کیا ہے خود نثار ہے انپر بہار باغ

جھولا پڑا ہے اُنکے لیے جس درخت مین
سچ تو یہ ہے وہی ہے درختِ افتخار باغ

اُس اسپِ خوشخرام کی بس ہے تا یہی مثال
بالکل سبکروی مین نسیمِ بہار باغ

سامان اگلے سال کا ہے یاد ابھی تلک
وہ ابر وہ ہوا وہ مئے خوشگوار باغ

جب مستفیض ہو چکے فصلِ بہار سے
تسلیم کو جھکے شجرِ میوہ دار باغ

چارون طرف سے ابر نے گھیرا ہے باغبان
اب تو نکل کے جا نہین سکتی بہارِ باغ

گلزار مین یہ بادِ صبا کا ہے بندوبست
اُلجھی کبھی نہ چادرِ شبنم سے خارِ باغ

دیکھے لطافت آکے اگر کوے یار کو
بلبل کی آنکھہ مین نرہے کچھہ وقار باغ

باہر آکر میان سی مقتل مین اٹھلاتی ہے تیغ
ای ستمگر کیا نزاکت اپنی دکھلاتی ہے تیغ
جب نکل کر میان سے غصہ مین بل کھاتی ہے تیغ
دیکھہ رہکر ڈاب مین تاثیر صحبت ہو گئی
اوڑ سنجا دین اے ستمگر بسملونکی مرغ جان
جان نثارون مین تمھارے جبکہ ہوتا ہے فساد
ہجر ساقی مین جو قصد مے کشی کرتا ہون مین
ہاتھہ مین آئینہ لے کر اے ستمگر دیکھہ تو
دیکھتا ہون چشم حسرت سے جو مین ہنگام قتل
اب پس و پیش اس کمر کی عاشقونکو ہے عبث
قتل ہو بلبل نہ کیونکر آتی ہے فصل خزان
صحبت اہل سخن مین کیون زبان کھولون نہ مین
میرے دامن دار زخمون مین چھپائے کیون نہ مین
عجز میرا اسکی نخوت دیکھہ اے قاتل ذرا

عاشقون کو ناز معشوقانہ دکھلاتی ہے تیغ
آج کیون مقتل مین چلتے چلتے رکجاتی ہے تیغ
خوب قاتل معرکہ مین آگ برساتی ہے تیغ
جب لچکتی ہے کمر تیری تو بل کھاتی ہے تیغ
دام جوہر اسلیے مقتل مین پھیلاتی ہے تیغ
میان سے کیا فیصلہ کرنے نکل آتی ہے تیغ
صاف ہر اک موج مے ساغر مین نجاتی ہے تیغ
بے شکن ہے تیری ابرو پر کہ بل کھاتی ہے تیغ
دیدۂ جوہر سے مجکو آنکھین دکھلاتی ہے تیغ
راستا سیدہا عدم کا انکو بتلاتی ہے تیغ
سوکھہ کر ہر شاخ گل گلشن مین نجاتی ہے تیغ
معرکہ مین اپنے جوہر خوب دکھلاتی ہے تیغ
اے ستمگر مجکو بسمل کرکے شرماتی ہے تیغ
جون جون اپنا سر جھکاتا ہون کہنچی جاتی ہے تیغ

اے لطافت ہجر ابرو مین جو پڑتی ہے نظر
کیا مہ نو کی مری گردن پہ پھر جاتی ہے تیغ

ردیف فا

بڑہ بڑہ کے اس حسین کی کمر تک جو آئے زلف
سب عاشقون کو راہ عدم کی بتائے زلف

اے تو ہی دل اُسکا بھی ہو مبتلائے زلف
تصویر مین جو تیری مصور بنائے زلف

اک دل تھا دوست وہ بھی ہوا مبتلائے زلف
الفت مین جان لیگی ہماری بلائے زلف

اُس رخ سے گر نقاب اوڑا ئے ہوا ئے آہ
آتی ہی کچھہ اسطرح سے کہ چہرہ چھپائے زلف

گر آپ حکم دین تو سنوارون مین ہاتھہ سے
شانہ کی احتیاج نہین کچھہ برائے زلف

کوئی نہ تم سے بزم مین بوسہ طلب کرے
گر تازیانہ ایک کو بڑہکر لگائے زلف

شہرِ حلب سے ملک ختن جاؤن ہے یہ قصد
تعریف رخ کی بعد کرون مین ثنائے زلف

برہم نہون کہین کہ وہ نازک مزاج ہین
مشاطہ خوب سوچ سمجھہ کر بنائے زلف

اے یار طائرِ دل عشاق کیا بچین
کاکل کے پھندے تہر غضب حلقہ ہائے زلف

غش آئے اُنکے حسن کے نظارے سے اگر
بڑہ بڑہ کے لخلخہ مجھے اپنا سونگھائے زلف

وہ آئے دیکھنا گل و سنبل کو باغبان
رخ پر کوئی نثار ہے کوئی فدائے زلف

بے اذن یہ بکھر گئے رخ پر تمھارے کیون
جوڑے مین کسکے باندھو ہی ہی سزائے زلف

عشاق کی زبان پہ دن رات ہجر مین
گہہ ہائے ہائے رخ ہے کبھی ہائے ہائے زلف

ایدل چھٹا ہی ایک سے گر عشق مین تو کیا
گیسو و کاکل اور بھی دو ہین سوائے زلف

کہتا ہی مجھسے بال بنا کر وہ شوخ آج
اب دیکھہ دل کو تھام کے ای مبتلائے زلف

بوسہ تم اُنکے رخ کا لطافت سمجھ کے لو
مارِ سیہ کی طرح کہین پل نہ کھائے زلف

دیکھتا ہے جو رخ تابان دلبر کی طرف
پھر نظر کرتا نہین وہ مہر انور کی طرف

بیٹہ دادر دعوئے خون کرکے مین چھوٹا ہوا
ہوگئے سب اہل محشر اس ستمگر کی طرف

صحبتِ ساقی مین گو بیٹھا ہوا ہون مین خموش
جانب شیشہ ہے دل آنکھین ہین ساغر کی طرف

عاشقون کو اپنے کوچہ سے نکالا اُسنے جب
کچھہ گئے بتخانے کچھہ اللہ کے گھر کی طرف

ابتدائے روز فرقت ہے الٰہی خیر ہو
اٹھتی ہے رہ رہ کے ہوک اس قلب مضطر کی طرف

ایک دن اس شوخ نے جھانکا تھا برسون ہوگئے
اب تک ہین لاکھون کی نگاہین روزنِ در کی طرف

بوسہ لینے کی ہے مجھکو آرزو ہنگام ذبح
کیا کرون خنجر کا منہ ہے اس ستمگر کی طرف

سیر کیجے باغ کی سروِ چمن سے کیا غرض
لا کھڑا اکڑی دیکھیے کیون اپنے ہمسر کی طرف

ہی خوشا قسمت زہے عز و شرف حجاج کا
جاتے ہین کعبہ سے ہو کر کوے دلبر کی طرف

دیکھ قاتل اشتیاقِ ذبح کہتے ہین اسے
خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف

ہاے کیا جانین یکایک دل مین کیا سوچا وہ شوخ
پھر گیا یہان آتے آتے غیر کے گھر کی طرف

وہ دلِ پُر داغ میرا دیکھتے ہین اسطرح
جیسے مفلس کی نظر ہو کیسہ زر کی طرف

عاشقون کو مبتلا کرتی ہے خوشبو پھیل کر
دل کھنچے جاتے ہین اُس زلفِ معنبر کی طرف

دیکھ ظالم خون کی پیاسی ہے تیری تیغ تیز
دیکھتی ہے چشم جوہر سے مرے سر کی طرف

قبر سے اٹھا ہین دیوانہ فرشتو ہوشیار
ہاتھ دوڑاتا ہون اب دامانِ محشر کی طرف

اے لطافت ہم وہ ہین مستِ مئے حبِّ علی
خلد مین گھر ہوگا اپنا حوضِ کوثر کی طرف

ردیف قاف

عکس رخ اسکا ہے کھا کر دھوپ سونے کا ورق
شاعرو ہے خاک پتھر دھوپ سونے کا ورق

باغ پر فصلِ خزان مین بھی ہے اک طرفہ بہار
ہو گیا ہر برگ کھا کر دھوپ سونے کا ورق

مرغ زرین بنگیا خط دے کے شاہِ حسن کو
بنگئی بہرِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق

نقرئی گہنے پہ گر جاے ملمع وہ حسین
بام پر ہو بہرِ زیور دھوپ سونے کا ورق

ذبح مین ہے کیا سنہرے رنگ کا قاتل کے عکس را
ہو گئی ہے زیرِ خنجر دھوپ سونے کا ورق

وصل کی دولت سے مالا مال ہون سب راتدن
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

کیا ملمع سازیان اپنی دکھاتا ہے فلک
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق

صبح کو کہنچون جو اُس ملبوس گلگون کی شبیہ / ہو شفق خونِ کبوتر دھوپ سونے کا ورق
ہان سنہری رنگ کا اُس مہر کے لکھنا ہی وصف / اے فلک بنجائے آکر دھوپ سونے کا ورق
گُل پہ ہو لطفِ مرصع کاری ای فصلِ بہار / قطرۂ شبنم ہو گوہر دھوپ سونے کا ورق
نقرئی قبضہ پہ اُس شمشیر کے عاشق کا خون / بنگیا کیا خوب کھا کر دہوپ سونے کا ورق
قبرِ عاشق کی جو ہے پوشش تو چھپی دونا ہی حسن / بنگئی ہے مہر چادر دھوپ سونے کا ورق
نامہ اُس خورشید رو کو لکھہ کے فارغ ہون جو مین / آئی مہرِ لوح بنکر دہوپ سونے کا ورق
تربتِ عاشق کا ہی گنبد طلائی ہر سحر / ہی شفق تانبے کی چادر دہوپ سونے کا ورق
زیبِ پشتِ آئنہ کرتے ابھی خورشید رو / کاش ہوتی اے سکندر دہوپ سونے کا ورق
سوئے گر صبحِ شبِ وصلت لپٹ کر مجھسے وہ / آکے اُلٹی قربِ بستر دھوپ سونے کا ورق
نقرئی اُسکی سہری تک جو پہنچی صبح کو / آرزو سے ہو لپٹ کر دہوپ سونے کا ورق
بام پر آئین گلوری لے کے سرما مین جو وہ / کس لگاوٹ سے ہو آکر دہوپ سونے کا ورق

اے **لطافت** عکسِ روئے یار کو مین کیا کہون
ماہِ تابان مہرِ انور دہوپ سونے کا ورق

ہجر کی رات رہے ہم یہ سحر کے مشتاق / شام سے کان تھے ہر وقت گجر کے مشتاق
زلزلہ آئے پھنکے صور کہ برپا ہو حشر / نہ اُٹھے ہین نہ اُٹھینگے ترے در کے مشتاق
آنکھہ اٹھا کر کبھی اس سمت بھی دیکھہ او ظالم / ہم بھی بیٹھے ہین تری ایک نظر کے مشتاق
جو پسند آئیگا اِن دونون مین وہ لے لینگے / دل مرا دیکھہ چکے اب ہین جگر کے مشتاق
ہوئی شہرت مرے مرنے کی تو اک عید ہوئی / کان اغیار کے تھے ایسی خبر کے مشتاق
کچھہ سمجھتے نہین نادان ہین ناواقف ہین / نخلِ الفت سے ہین کیون لوگ ثمر کے مشتاق
کیا قباحت ہے اگر اتنی اجازت دیدے / سیر کر لین ترے کوچے کی ٹھہر کے مشتاق
ہی جو کعبہ سے سوا آپ کے در کی حرمت / کچھہ خبر ہے اِدھر آئے ہین اُدھر کے مشتاق

واہ خود اونکی کمر کا تو بھلا ذکر ہی کیا — رفتہ رفتہ ہوے معدوم کمر کے مشتاق
ایک گالی تری کھا کر یہ ملی ہے لذت — اے صنم دیر سے ہین بار دگر کے مشتاق
اونکے بیمار بہت ہین یہ جینے سے تنگ — کہ دوا پی کے ہین کمبخت ضرر کے مشتاق
انکھین ہین نگہ لطف ادہر کی تو نے — ہای غضب رہگئی محروم ادہر کے مشتاق
اپنے چھپنے سے ہم ادہر غیر کے گھر مین وہ ادہر — شام سے جاگتے ہین دونون سحر کے مشتاق
جنکو تڑپا گئے وہ اغیار سے بولے ہنسکر — تھے یہ مدت سے مری تیر نظر کے مشتاق

ای لطافت نہین اب ہمکو کسی بات کا شوق
ہین فقط وصل بت رشک قمر کے مشتاق

ردیف کاف

مدتین گذرین یہ ہے عشق کا چرچا اتبک — قیس و فرہاد زمانے مین ہین رسوا اتبک
سنتے ہین جب مرے نالونکی صدا وہ شب ہجر — کہتے ہین ہنسکے یہ کمبخت ہے زندا اتبک
آپ کے سایۂ دیوار نے ممنون کیا — تھا نہ سر پر مرے احسان کسی کا اتبک
اے صنم رسم محبت کو زمانہ گذرا — واہ اٹھا نہ تری شرم کا پردا اتبک
نزع کیوقت یہ انسان کو دہیان آتا ہے — ہائے ہم کسلیے آئے تھے کیا کیا اتبک
اگر جلانا مرے مردے کا ہی منظور انھین — آہ یہ رکھا ہی سر قبر جنازا اتبک
کوے قاتل مین بڑی بھیڑ ہے جانبازونکی — قتل لاکھون ہوے پر بند ہے رستا اتبک
ایکدن ہجر مین دل کھولکے رویا تھا مین — مدتین گذرین یہ ہے جوش پہ دریا اتبک
برسون گذرے ہین مجھے عشق فقرہ ترک کیے — پر ہے کانٹا سا مرے دلمین کھٹکتا اتبک
دوستو ہوتی نگاہ اونکی اگر دزدیدہ — میرے پہلو مین نرہتا دل شیدا اتبک
ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ وہ دیکھین پس مرگ — دل دھڑکتا ہے اچھلتا ہے کلیجا اتبک

کہتے ہین قبر پہ میری غم و ارمان و ملال ؎
دیکھو ہم سب نے ترا ساتھ نہ چھوڑا اب تک

ذکر جب قیس کا ہوتا ہے وہ فرماتے ہین
ہمکو ایسا نہ ملا چاہنے والا اب تک

ہائے برسون ہوئے بیمار ہون مین عاشق چشم
اوسنے جھوٹون کبھی حال نہ پوچھا اب تک

ایسے قیس کے ماتم کو زمانہ گذرا ؎
صف بچھائے ہوئے ہے جادۂ صحرا اب تک

موشگافی تو بہت کی شعرانے اے یار
نہ کھلا بھید مگر تیری کمر کا اب تک

ذکر جانبازئ فرہاد پہ وہ کہتے ہین
سُنتے آئے ہین یہ کوئی نہین دیکھا اب تک

آج کی رات بھی تم آئے بہت خوب کیا
بدگمانی رہی سوچا کیے کیا کیا اب تک

میکشو پیر مغان کیا ہمین سمجھائے گا
خود ہی معنے خط ساغر کے نہ سمجھا اب تک

گو تم اچھے سہی یوسف سے مگر کیا کہیے
نہوا کوئی خریدار تمھارا اب تک

آجکل طرز سخن گو کہ لطافت ہے کچھ اور
شعرگوئی مین وہی رنگ ہے اپنا اب تک ؎

آرام و عیش مین تو ہر اک دوست تھا شریک
وقت مصیبت آکے نہ کوئی ہوا شریک

یہ آسمان تو کیا ہے پہونچتے ہین عرش تک
نالون مین ہے ہماری جو آہ رسا شریک

آتی ہے لاش عاشق شیدا کی دھوم سے
گھر سے نکل کے آپ بھی تو ہون ذرا شریک

مقبول بارگاہ الٰہی کبھی نہین ؎
زاہد تری نماز مین تو ہے ریا شریک

پھر تو نقاب چہرۂ دلدار اوڑے ضرور
گر ہو ہماری آہ مین کچھ بھی ہوا شریک

یارب مبرّہ اور منزّہ ہے تیری ذات
تو لا شریک ہے نہین کوئی ترا شریک

اے توبہ اُنکے حسن پہ عاشق نہو کوئی ؎
گر ہون نہ آکے غمزہ و ناز و ادا شریک

کیا کم تھے عاشقون کے لیے آپکے ستم ؎
بیکار آسمان کو صاحب کیا شریک

جب میری لاش اُٹھنے کی لوگون نے دی خبر
ہنسکر وہ بولے ہوتی ہے میری بلا شریک

الفت کسی سے کرکے بلا مین پھنسا ہون مین ؎
احباب ہین معین نہ ہین اقربا شریک

اوس در پہ ہو ضرور رسائی کبھی کبھی | گر آکے ہم فقیرون مین ہو بادشا شریک
اللہ کیا پڑی تھی مصیبت شبِ فراق | تھا دل سا دوست پاس پہ وہ بھی نہ تھا شریک
یہ منع کرنے آئے ہین یا پینے آئے ہین | ساقی کچھ آج بزم مین ہین پارسا شریک
روندا مرا مزار مگر پڑھ کے فاتحہ | کیا خوب ہے وفا مین بھی اُنکی جفا شریک
مجھ میکش مریض کو ساقی نے دے کے جام | اتنا کہا شراب مین کر لی دوا شریک
تنہا تو ایکدن نہین کھاتا مین اے کریم | ہر روز میری رزق مین ہے آسیا شریک

ہون دفن کربلا مین لطافت جو بعد مرگ
ہو بیشک اپنی خاک مین خاکِ شفا شریک

ردیف گاف

فرقت مین نہ اشکون کی بھی پانی سے بجھی آگ | دل مین ترے عاشق کے بھڑکتی ہی گئی آگ
وہ مہندی ملے پاؤن کو دہو کر جو ہین اُٹھے | دریا مین تلاطم ہوا ساحل پہ لگی آگ
روتا ہوا محشر مین جب آیا مین گنہگار | مالک نے جہنم سے صدا دی کہ بجھی آگ
اللہ کی قدرت سے بچے خوب براہیم | گرمی نہ رہی نام کو یہ سرد ہوئی آگ
کیسا نفسِ سرد عنادل نے بچایا | گلشن مین کبھی آتشِ گل سے نہ لگی آگ
دوزخ سے لپکتے نظر آتے نہین شعلے | ہے ہمسے گنہگارون کے لینے کو بڑھی آگ
اے صلِ علیٰ جبکہ محمد ہوے پیدا | روشن تھے جو آتشکدے اُن سبکی بجھی آگ
دوزخ مین نہ آیا تھا جو مجسا کوئی عاصی | رکھا جو قدم مینے بہت تیز ہوئی آگ
آرام ملا ہجر مین کب سوز درون سے | جب بجھ گئی دل مین تو کلیجے مین لگی آگ
مین سوختہ تن حشر کو دوزخ مین جو پہنچا | مالک تو نکل آیا مصیبت مین پڑی آگ
یہ قلب و جگر پھنک رہے تھے سوز درون سے | اب اشک کے دریا نے بجھایا تو بجھی آگ

نالے شرر افشان جو کیے مینے شب ہجر
ہر سمت ہوا شور ارے آگ لگی آگ

بیت جو گرمی تپ مین مجھہ سوخت تن کی
اوس شوخ نے غیرون سے کہا تپ ہوئی آگ

تم آئے بڑی خیر ہوئی جان بچی خوب
دل اور کلیجے مین بھڑکی تھی ابھی آگ

تن ناریون کے اور بھی پھنکتے تھے لطافت
برسائی تھی جنگاہ مین جب تیغ جلی آگ

ردیف لام

آئے وہ سیر کو جب باغ سے جائے بلبل
بدنگاہین کہین اس گل پہ نہ ڈالے بلبل

منہ سے ہین بولتے خوشخط مرے دیوان کی حرف
اس گلستان مین خوش آواز ہین کالے بلبل

بیٹھو ہم ہین سنا اوس گل تر کا قصہ
ہان بھلا ہو گا فقیرونکی دعا لے بلبل

گل تر خشک خزان مین ہوئے جیتی رہی تو
کچھ جو غیرت ہو نہ پھر نام وفا لے بلبل

بولے وہ کوچہ مین عشاق کی روحین پاکر
ہمنے کیا خوب ہین اس باغ مین پالے بلبل

باغ مین دیکھتے ہی اوس گل تر کے گیسو
ڈس نہ لین تجھکو کسی روز یہ کالے بلبل

جسم سے روح مری کی ملک الموت نے قبض
باغ چھوٹا پڑی صیاد کے پالے بلبل

ہو یہ بازار محبت مین مرے دل کی صدا
تجھے نسلے کوئی جور لقا لے بلبل

باغ عالم مین موافق جو ہوا اچل جائے
خود بخود گل ہون ترے چاہنے والے بلبل

باغ سے جاتا ہے وہ سرو قد و گل اندام
قمریان لوٹتی ہین دل ہین سنبھالے بلبل

بہر صید آئے جو گلشن مین وہ صیاد حسین
کہل کہلا کر کہے ہر گل ادہر آئے بلبل

رفتہ رفتہ مرے گل پر ہوئے عاشق کیا خوب
پیٹ سی پالون بہت تو نے نکالے بلبل

اسقدر جلد نہ جا باغ سے اے فصل بہار
حسن گل دیکھ لے گلزار مین آئے بلبل

پر نکلتے ہی گلستان پہ ہے قبضہ ہوتا
تیری شہپر جمنون کے ہین قبالے بلبل

باغ مین سبزہ کو آتا ہے دل پردہ نشین
پر ذرا دیدۂ نرگس پہ اوڑھائے بلبل

باغبان خار ہی گلچین ہے چمن مین کھاتا
ابتو پھوڑے دل مغموم کے چھالے بلبل

ہی شب وصل چمن مین ابھی ہونا نہ خموش
داستان سنکے تری نیند اسے آئے بلبل

لے چلا باغ سے صیاد تو ہر گل نے کہا
تجکو اللہ کے کرتا ہون حوالے بلبل

کیا قیامت ہی نہین باغ سے ٹلتا صیاد
ہی طمع اور کوئی دام مین آئے بلبل

غیرت باغ سمجھتی ہے تجھے گر پوچھون
عارض گل کی قسم باغ مین کھائے بلبل

قدر کھلجائیگی ہم چل کے وہین بیٹھینگے
فصل گل ابکی برس باغ مین آئے بلبل

باغ پھرتا ہی تری آنکھون مین آتی ہے خزان
دیدۂ تر شجر گل کے ہین تھالے بلبل

گل کی تو فصل بہار آئی ہے پرستش کرلے
سرو گویا چمنون مین ہین شوالے بلبل

پھر گل سرخ گلستان مین کھلے آئی بہار
زخم دل پھر ترے ہو جائینگے آلے بلبل

بدرنگ ہے تو مرے گل کو نہین دیکھا ہے
پھول کو پھر قسم سر پہ اوٹھالے بلبل

آتش گل نے بہت باغ مین بھڑکی ابکی
دیکھ کر چل نہ پڑین پاؤن مین چھالے بلبل

عشق گل کا جو بڑھا خون اگلنے لگے تو
رنج کھانے نہین کچھ منہ کے نوالے بلبل

پھر گلگشت گلستان مین بلائین اسکو
منتظر ہم ہین کہ گلزار سے جائے بلبل

چمنون مین ہین گل سرخ کی ہر سمت صفین
کیا مجسم ہوے سوزان ترے نالے بلبل

کیا چمن مین ہے یہان آئے تو دل ٹھنڈا ہو
دیکھے گلکاریون کے اوسکے دوشالے بلبل

روضۂ شاہ مین نالان ہین لطافت زائر
رشک فردوس وہ گلشن ہے نرالی بلبل

ہی فصل گل مین پیر مغان کی دکان پہ قفل
گویا دیا ہے بادہ کشون کے دہانے پہ قفل

کہتا ہون نشے مین مہ تابان کو دیکھ کر
کیسنے لگا دیا ہے در آسمان پہ قفل

زندان کے در پہ طفل دبستان ہوے ہین جمع
ابجد کا کیا کسی نے لگایا یہان پہ قفل

محروم سیر سے ہین ندے فصل گل مین خار | اے باغبان لگا نہ در بوستان پہ قفل
ہونٹون مین وہ دبا کے گلوری کو چپ ہوے | پایا عجیب رنگ کا انکی دہان پہ قفل
قارون کے سر پہ مال نے آکر یہ دی صدا | دوڑے نگاہبان ہوے مانع نہ یا نہ پہ قفل
بلبل ہے بند و بست جو کرتی بہار مین | غنچہ کا چاہیے ہے در آشیان پہ قفل
حیران ہون اسکی ناف و کمر دیکھ کر کمال | وسواس کا لگا دیا صانع نے یان پہ قفل
آگیا کی گھاٹ پر ہے وہ ہیرے کی دہگدگی | دیکھو جڑا ہوا ہے در گنج نہان پہ قفل
کھٹکا ہوا کہ غیر اسے لیگئے ہین ساتھ | دیکھا جو مینے جا کے صنم کے مکان پہ قفل
دیکھی ہے اسکی ناف تو ہون دیر سے خموش | گویا لگا دیا ہے کسی نے دہان پہ قفل
ملک عدم پہ بھی ہے کیا اسنے بند و بست | ہر دم ہے ڈاب کا کمر جانستان پہ قفل
صد شکر ہے کلید اوسی کی زبان مرے | ہی زیر عرش جو در گنج نہان پہ قفل
دروازہ کھول کر وہ بلانے کو تھا مجھے | طالع کا پیچ دیکھیے بگڑا کہان پہ قفل
دست سخی مین آکے صدا دے رہا ہی مال | کیون منعمو نہ آکے لگایا یہان پہ قفل

حب علی کے پاس لطافت کی ہے کلید
کیا غم جو ہو گا حشر کو باب جنان پہ قفل

چشم پروانہ مین مقتل ہے بنی ہر محفل | شمع کا ظلم ہے کرتی ہے جدا سر محفل
مست ہین موسم گل مین ہے مقرر محفل | بادہ خواری کی رہا کرتی ہے گھر گھر محفل
کی مرے قبر پہ احباب نے مل کر محفل | رو کے اشکون کی چڑھا جائیگی چادر محفل
آئے وہ شمع تو پروانہ ہو آسیر محفل | نبکے فانوس خیالی کرے چکر محفل
مرگیا دیکھ کے اوس حور کی دم بھر محفل | صف بچھائے مرے ماتم مین دلا ہر محفل
شعلہ رو کو مرے دیکھین نظر بد سے اگر | روسیہ غیر ہون اسپند تو مجمر محفل
خاک پر ہم ہین پڑے قبر کے اندر تنہا | کی ہے بیفائدہ احباب نے باہر محفل

متصل دیگا جو ساقی مرا بھر بھر کے شراب
باغ فردوس مین ہوگی لب کوثر محفل

ہے تماشا مرے گھر آئنہ رخسار ہین جمع
فرط حیرت ہو اگر دیکھے سکندر محفل

شرم رخ جو ترے کام رے گل کے اگر عکس پڑے
ہوش اوڑے دیکھ کے ہو خون آہو تر محفل

بزم مین یار جو آیا تو بڑہی قوت روح
ہو گئی جسم کی خوشبو سے معطر محفل

عاشقان رخ و قامت ہین ترے باغ مین جمع
ہے قرین گل کے کبھی قرب صنوبر محفل

بادہ خواری مین خفا ہو کے جو اٹھ جاوے وہ بت
مے کے شیشون پہ لگانے لگے پتھر محفل

ہین نکیرین علیؑ اور مرے سب اعمال
قابل دید ہوئی قبر کے اندر محفل

شب معراج نبیؐ تھے جو وہان عرش نشین
دیکھتے یہان سے علیؑ تھے سر بستر محفل

بھیجا اوس بزم مین خط پر یہ کھٹر کتا ہے دل
مین تو محروم رہون دیکھے کبوتر محفل

بزم مین آئے بھو و نپر ہو چھڑک کر افشان
ہے غرض نیچون کی دیکھے جو ہو ہر محفل

کس شہید ستم و ظلم کا ماتم ہے بپا
ہے ستارون کی فلک جو کھلے سر محفل

ساغر مے نظر آیا ہے ہمین رات کو ماہ
جانتے نشے مین ہین مجمع اختر محفل

نالے کیون کرتے ہین ناقوس بتون کے آگے
نہ اثر ہوگا کبھی دل کی ہے پتھر محفل

بزم مین پنجۂ مژگان پہ ہین آنسو اسے یار
نذر دیتی ہے تجھے اشک کی گوہر محفل

شمع کے اشک لگن مین ہین عوض مہرون کے
خون پروانہ سوا دیکھ لے محضر محفل

کھولتے ہین وہ اگر زلف کی ناگن سر بزم
پوچھتی چشم سے ہے سانپ کے منتر محفل

قبر صوفی پہ ہے گلدام پھنسین تاکہ اسیر
جانتے دھوکے سے ہے پھولون کی چادر محفل

بڑھ گیا خضر کا سن دیکھ کے بزم جانان
کشتی عمر روان کو ہوئی لنگر محفل

بزم مین دست حنائی جو دکھائیگا وہ ترک
جان جائیگی مرے خون کی محضر محفل

بزم ہوتی ہے جو روشن ترے آجانے سے
اوٹھ کے شمعون کو لگا دیتی ہے ٹھوکر محفل

بزم مین یار پہ رومال جھلے جاتے ہین
اوڑ چلے کیون نہ کہ رکھتی ہے پر محفل

حلقہ حلقہ ہین سدا گرد سلاطین جہان
تیرے کوچہ کے فقیرون کا ہی بستر محفل

اے لطافت یہ ہوا حکم خدا روز غدیر
دین خلافت بہ علیؑ کرکے پیمبر محفل

اپنی محرم کو چھپاؤ کہ ہے دلبر محفل
ہوکے بدست جو چھینیگی یہ ساغر محفل

جمع رندون کو کیا ہے تو پلا آکے شراب
ساقیا ہیچ ہے بے شیشہ و ساغر محفل

بادہ خواری جو کرے بزم مین وہ عالی ظرف
لائے نوروز کو خورشید کا ساغر محفل

بھر کے شیشہ مین جو لائے مرا ساقی مے سرخ
لے کے آنکھون سے ترے چشم کی ساغر محفل

دل لگاتا تری آنکھون سے ہے یاد آتا
پاس شیشہ کے دکھاتی ہے جو ساغر محفل

آخری دور ہے ساقی ہے مرا جانے کو
دیکھتا دیدہ حسرت سے ہے ساغر محفل

بزم عشاق مین وہ پھول ہے گر آگر
گل کہین باغ مین لے لے مری ساغر محفل

بزم مین منہ سے لگالے جو ہمارا ساقی
برکت جان کے چومے لب ساغر محفل

بزم مین آپہنچے پی ساتھ رقیبون کے شراب
دل مرا دیکھ گیا بنکے ہے ساغر محفل

مست آنکھین مرے ساقی کی اگر آئین نظر
پھینک دے بادہ گلرنگ کی ساغر محفل

جلترنگ آکے بجاتا ہے جو وہ زہرہ جمال
جمع کر لیتے ہین کیا لول کے ساغر محفل

بے ثباتی کی خبر دیتی ہین دریا کے حباب
اوٹھ گئے چھوڑ کے اولٹے ہوے ساغر محفل

اے لطافت نہ کر اب کاسۂ سر کو خالی
کر چکا نظم بہت طرح سے ساغر محفل

کیا باغ باغ ہین جو کھلے ہین چمن مین گل
کرکے سفر عدم کا ہین آئے وطن مین گل

اندھیر دود آہ سے یون ہے شب فراق
جیسے ہو شمع ماہ فلک پہ گہن مین گل

جکڑینگے دوست مجکو رسن تاب سے کہو
دیوانہ ہون گلون کا بنائے رسن مین گل

ساقین یار سے جو ہٹے شب کو پائنچے
شمعین حیا سے جل کے ہوئین انجمن مین گل

روئے ہین خون قبر مین آنکھون سے ہی بہا
کافور کے بنائے ہین ٹکڑے کفن مین گل

کھولا ہے یاد کرکے اُنہین بلبل نے جیب کو
شب بھر جو باتین سنتے ہین وہ اطلس چمن مین گل

آتش نے جو ان کے عشق مین جلتا ہے روز و شب
تارے ہین یا کہ ہین تن چرخ کہن مین گل

وہ عندلیب جو ترے ہمراہ نہین جاتا ہے چمن کی سیر
جھڑ جاتے ہین آتش شمع کے گر گر لگن مین گل

ہو جائے غضب سے بلبل تصویر یار تیر
گویا کہ رنگ پان سے زبان دہن مین گل

شرمندہ رنگ رخ سے چمن مین ہین ڈوبتی
پاتے جو پانی آپ کے چاہ ذقن مین گل

تختہ مین ہے گلاب کے سنبل کا بند و بست
جوش جنون سے کیا جو بند ہے ہین سمن مین گل

دیوانے تیرے دشت مین طرفہ بہار ہین
تلوون مین خار خاک سر و سینہ مین گل

پژمردہ دل ہوا ہے جو غربت مین دوستو
خط کے عوض سکھا کے ہین بھیجے وطن مین گل

ہمسر ہوئے تھے رخ سے ترے پائی یہ سزا
تشہیر شہر مین ہوے بندھ کر رسن مین گل

ہنس ہنس کے کھیلتا ہے وہ رشک چمن شکار
ہین گولیون کے زخم کہ خندان ہرن مین گل

شب بھر گلے کا ہار ہین ہنستے زہے نصیب
پاتے ہین بھینی بھینی جو خوشبو دلہن مین گل

بلبل تو کیا کسی کی نہین رفع احتیاج
زر سے ہوئے ہین ہمسر قارون چلن مین گل

جھلا دیا ہی قہر و غضب سے جو یار نے
خورشید حشر سے ہین زیادہ جلن مین گل

دل میرا چاک ہو کے گیا ہے جو دیر مین
بیت بتان بنا ہے کف برہمن مین گل

ہم سے شکستہ خاطرون کا ٹکڑے دل ہوا
توڑے جو عشق دلبر پیمان شکن مین گل

دین گر اجازت آپ تو یہ باغ مین ہے شوق
پیوست تخم نکلے ہون سیب ذقن مین گل

تاثیر مان جائین تری اے بہار ہم
کلیون کے ساتھ نکلین جو بلبل کے تن مین گل

سرسون ہماری آنکھون مین پھولی جنون بڑھا
دیکھے جو زرد و زرد ہو لو نکلے بن مین گل

اندھا ہوا ہے دیکھ کے زلف سیاہ یار
دو ن قرب چشم خال سے کالے کئے ہین مین گل

وہ سو گئے ہین اسلیے بازو پہ رکھ کے منہ
بس جائین بوے تازہ سیب ذقن مین گل

آیا وہ رشک باغ تو چھولے یہ ہاتھ پاؤن ہمنے لگائے شمع کے بدلے لگن مین گل
نکلا خط انکے رخ پہ پڑے میرے دل مین داغ گلزار مین ہین خار ہوے جمع بن مین گل
باد خزان سے کہدو کرے دفن اوڑھا کے خاک شبنم نے مردہ پا کے لپیٹے کفن مین گل
کہتا ہون چشم یار کو آہو جو باغ مین شاخین نکالتی ہین ہزارون ہرن مین گل
پژمردہ ہو گئے تھے جو تیزی سے دہوپ کے کیا باغ باغ ہوتے ہین سورج گہن مین گل
چادر ہے میری قبر پہ پھولون کی بعد مرگ مارا کسی نے مفت بندھے ہین رسن مین گل

عشق علی کی مرکے لطافت بہار ہے
کیا داغہاے دل سے کھلے ہین کفن مین گل

بی یار کھائے ہے آتش گل سے بدن مین گل ہم سیر کو گئے تو یہ پھولا چمن مین گل
اوڑ جائے رنگ دیکھین جو عاشق کی تن مین گل اکڑی ہین شوخیان بہت اپنے چمن مین گل
دندان و ساعد رخ جانان سے ہین خجل گوہر صدف مین بزم مین شمعین چمن مین گل
قلیان کشی جو کی مرے رشک بہار نے بلبل اٹھا کے لیگئی اپنے چمن مین گل
دل بلبلون کے غم سے نکل آئے ہوکے چاک فصل خزان مین بھی نظر آئے چمن مین گل
روشن رہا یونہین جو مرے داغ دل کا نام ہوگا چراغ لالہ احمر چمن مین گل
ثابت نہین کہ عشق مین کسکے ہے چاک چاک سینہ مین قلب زلف مین شانہ چمن مین گل
مضمون ہین جو تازہ و رنگین بہار پر دیوان ہے مرا کہ کھلے ہین چمن مین گل
ای تیغ ترک خون مرا جو ہر دن مین ہو طرفہ بہار ہو جو کھلین ہر چمن مین گل
دیتی ہین کیا بہار مین بلبل کا خون بہا ہین زر بکف زمین سے نکلتے چمن مین گل
مینے جو روکے باغ کو دریا بنا دیا ترتے ہین بلبلون کی طرح ہر چمن مین گل
کہتی ہین وہ پہنکے کرن پھول قرب رخ الماس کے کھلے ہین ہمارے چمن مین گل

مدح عذار یار لطافت ہو کیا بیان

اس رنگ کے نہ ہونگے جنان کے چمن مین پھول

دل رقیب نہین تیر یار کے قابل
حرام طیر کہان ہے شکار کے قابل

امام عصر نہ کیونکر ہون شاد شیعون سے
یہی گروہ ملا انتظار کے قابل

سوا نبی کے اٹھاتا علی کو دوش پہ کون
رسول ہی تھے امامت کے بار کے قابل

نہ کیجئے آکے عیادت کے بار احسان کو
نہین یہ بوجھ مرے جسم زار کے قابل

مری لحد پہ چڑھائی جو اسنے چادر اشک
کہا یہ تحفہ ہے ایسے مزار کے قابل

گلے لگا کے یہ کہتی ہے کربلا کی زمین
نہین حسینؑ کا زائر فشار کے قابل

بگلون کو دیکھ کے لیلی سے قیس کہتا تھا
تو ایک میرے لیے یہ ہزار کے قابل

جہان مین احمد و عیسی کے امتحان مین ہی فرق
ہوے یہ عرش کے لائق وہ دار کے قابل

قفس مین ہاے وہ بلبل ہون مردہ دل صیاد
خزان کا رنج نہ سیر بہار کے قابل

تری مژہ کے ہین مشتاق دیدۂ پر اشک
یہ آبلے وہ نہین جو ہون خار کے قابل

پہنکے طوق یہ کہتی ہے سرو پر قمری
گناہگار محبت ہین دار کے قابل

وہ بولے اس دل مردہ کو مل کے تلوون سے
کہ میت ایسی ہے ایسے فشار کے قابل

جھٹک کے خاک گنہگار کی وہ کہتے ہین
نہین یہ دامن پاک اس غبار کے قابل

وسیع ہے تری رحمت مرے گناہ کثیر
حساب اسکا نہ یہ ہین شمار کے قابل

سوال بوسۂ دندان پہ یار کہتا ہے
نہین فقیر در شاہوار کے قابل

کفن پہنتے ہین ہم غیر کی نظر نہ لگے
کہ ہے یہ وضع عدم کے دیار کے قابل

شراب طیب و طاہر کا جام دے ساقی
نجس یہ مے نہین مجھ بادہ خوار کے قابل

منگائین ہم خبر رہروان ملک عدم
پیام بر جو ملے اس دیار کے قابل

ہر ایک گیسوی مشکین ترا ختن کا ہی مول
ہر ایک تار خراج تتار کے قابل

پسا کے سرمہ مری خاک آنکھین چھپاؤ
پسا ہوا ہو نہین ایسے فشار کے قابل

سزا ملی ہے یہ گندم کو صبر آدم سے
کہ ہے جہان مین پس پس کے نان کے قابل

مرے تڑپنے کو کافی کہان ہو عرصۂ حشر
یہ تنگ جا نہین مجھ بیقرار کے قابل

یہ رو کے صاحبِ محفل سے شمع کہتی ہے
بجھا کہ مین نہ رہون تیرے فرار کے قابل

کمان گرچہ خمیدہ ہے پر ہے تیر افگن
عدو کا عجز نہین اعتبار کے قابل

تمھاری آنکھ کے سرمہ مین گر گیا مین زار
نئی زمین نکالی مزار کے قابل

زہے نصیب لطافت ملے جو وہ مئی خلد
بنے جو مومن و پرہیزگار کے قابل

تم ہو گلشن مین مقر ہین شان معبودی کے پھول
ملتجی ہین عارض رنگین سے بہبودی کے پھول

باغ کی دکھلائی ابراہیم کو تو نے بہار
بنگئے صحرا مین شعلے نار نمرودی کے پھول

فرش بزمِ یار پر ہے باغ کی گویا بہار
تختہ سوسن کا نے ہین مخمل عودی کے پھول

بعد مرنے کے یہ دولت خاک مین ملجائیگی
ای دنی نفعے نہ کھا کھا کر زرِ سودی کے پھول

بلبلین کہتی ہین سنبل سے پریشان ہو گا تو
حسن دکھلا کر نہ اپنے گیسوی دودی کے پھول

اسقدر کیون جلد جاتی ہے تو اے فصلِ بہار
باغ مین بلبل سے شاکی ہین ترے زودی کے پھول

مات ہو بلبل سناؤ باغ مین تم زمزمے
ہین بہت مشتاق اے گل لحن داؤدی کے پھول

وصل مین گر چٹکیان لے ناز سے وہ گلبدن
نیل میرے جسم پر عودی ہون داؤدی کے پھول

عشق مین جلنا خلیل اللہ کا تھا طرفہ بہار
فرش خون جاتے تھے اوڑکر نار نمرودی کے پھول

ہجر مین اس گل کے جب اٹھا مرا طوفان اشک
کیا اثر تھا سنگریزے ہو گئے جودی کے پھول

باغ مین منعم کسی کو آنے کیون دیتا نہین
کیا ہی اشرفیان سمجھتا زرد داؤدی کے پھول

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھون سی غائب ہو گئے
تھی بہار ایکی انارِ خاک و بارودی کے پھول

آہ نہین صیاد کا دل آہ سے کردو جو نرم
عندلیبو ہون مقر اعجاز داؤدی کے پھول

وہ شگفتہ دل ہو نہین سکتی اگر کی جب جلے
جابجا گر کر لحد پر بنگئے عودی کے پھول

ای لطافت اوسنے سنی ملکے جب کہ بن گئیان
باغ مین کیا پھولے عودے عودی داؤدی کے پھول

ردیف میم

سنسان بعد قیس ہوا جب کہ بن تمام
شیرین و شون کے عشق مین مرتکی تنی داد
چشمان یار کی جو مین وحشی کرون تمنا
مینے جو ہجر یار مین کی آہ آتشین
وہ گلبدن اکڑ کے چلا ہے جو باغ مین
جلوا مرے صنم کا اگر دیکھین اک نظر
شیرین نے کی نہ بات نہ دیکھا اٹھا کی آنکھ
کیا بات ہے دہان صنم کی خدا گواہ
گر وہ الٹ دین چہرۂ شفاف سے نقاب
دست جنون سے چھوٹے پس مرگ بھی نہ ہم
ہو شاخ آبنوس اگر شمع جلکے آئے
وہ گل جو بات ناز سے کرتا ہے بزم مین
دور فلک مین واسطے کامل کے ہی زوال
سوز و گداز دیکھو جو پروانہ مرگیا

آیا ہمارے عہد مین دیوانہ پن تمام
افسوس نہ ہے بہلے ہوا کوہ کن تمام
آنکھین ہرا مین دشت مین مجھے ہا ہرن تمام
جلکر زمین پہ تن سے گرا پیرہن تمام
گر گر گئے ہین شرم سے سرو چمن تمام
توڑین بتون کو دیر مین خود برہمن تمام
آخر اسی ہوس مین ہوا کوہ کن تمام
ہین تنگ اسکے وصف مین اہل سخن تمام
حیران مثل آئنہ ہو انجمن تمام
ہی چاک چاک مثل گریبان کفن تمام
ایسا سیاہ ہے مرا بیت الحزن تمام
ہوتے ہین تنگ دیکھ کے غنچہ دہن تمام
پڑتا ہے دیکھو بدر پہ اکثر گہن تمام
جل جل کے غم سے ہو گئی شمع لگن تمام

زندہ سدا رہیگا لطافت جہان مین کون
جب آکے شش جہت مین ہوے پنجتن تمام

جاتے ہین سوے ملک عدم اس جہان سے ہم
اب تنگ آگئے ستم آسمان سے ہم

بعدِ فنا لحد بھی ہماری یہین بنی
بیٹھے تو پھر اُٹھے نہ ترے آستان سے ہم

بزاذنِ دخترِ رز پہ نگہ ڈالین کیا مجال
باہر نہین اطاعتِ پیرِ مغان سے ہم

آئینہ دیکھنے نہین دیتا ترا جمال
گر حکم ہو ہٹا دین اُسے درمیان سے ہم

سب رہروان ملک عدم آگے بڑھ گئے
ہین پیچھے پیچھے گردِ پسِ کاروان سے ہم

کہتے ہین میرے بعد مجھے یاد کرکے وہ
لائین اب ایسا چاہنے والا کہان سے ہم

کھلتا کسی طرح نہین اُنکے دہن کا بھید
پوچھین گے ایکدن کسی اہلِ زبان سے ہم

آوازِ صور سے بھی نہ چونکین گے حشر کو
غافل ہین ایسی موت کے خوابِ گران سے ہم

دیتا ہی بے خطا ہمین ہر وقت گالیان
اے عشق عاجز آئے ہین اُس بدزبان سے ہم

ظلم اک طرف یہ سنگِ حوادث بھی گر لگے
کچھ ہو مگر دبین گے نہ اس آسمان سے ہم

کافی بس اپنی آہِ رسا لاغری مین ہے
روز اونکے گھر مین جاتے ہین اس نردبان سے ہم

یارو نہ پوچھو ہائے تمہین کیا پتا بتائین
اس دل پہ چوٹ کھاکے ہین آئے کہان سے ہم

کمبخت اوسکے در سے اوٹھاتا ہے رات کو
اب قصد ہے کہ ساز کرین پاسبان سے ہم

وہ آج مانگتے ہین اشارے سے دل مرا
مطلب یہ ہے کہینگے نہ اپنی زبان سے ہم

سینہ پہ داغ درد ہے دل مین جگر مین زخم
یہ تین تحفہ لائے ہین یارو وہان سے ہم

ناقدر ہے جہان مین لطافت غرض نہین
لینگے سخن کی داد کسی قدردان سے ہم

ردیف نون

ہوئی قیدِ حیات آفت عزیز و ہجرِ جانان مین
ہمارے جسم مین ہے روح یا یوسف ہے زندان مین

ہوئی اجلاف ہمسر ہے دورِ چرخِ گردان مین
کہ جیسے سنگ ہم پلہ جواہر کے ہو میزان مین

نہین افشان کے ذرّے حسن سے اس زلفِ پیچان مین
تماشا ہی نظر آتے ہین جگنو سنبلستان مین

ملک مین ہی نہ پریو نہین نہ حور و نہین نہ غلمان نہین
پری رو تیرے دیوانہ کے مرنے سے ہی ویرانہ
حنا بستی ہی شمشادِ چمن پامال ہوتے ہین
محبت سی قسم کھاتے ہین میرے سر کی کیون قاتل
رخ و پیشانی و گیسو و لب کا اُنکی تھہرہ ہے
کیا جوشِ جنون نے لاغری مین کیا مجھے عاجز
نہین ہوے سیہ پشتِ لبِ رنگین جانانہ پر
تری زلفون کے سودے مین نہ صحرا سی کہین نکلا
لپٹ کر رات بھر کیا چین سے ہم ساتھ سوتے نہ
پھڑک کر ہجرِ گل مین دم نکلجاے جو بلبل کا
جو مین داغِ عزیزان لے کے آیا فاتحہ پڑھنے
بنا کر قبر اپنی چین سے سوؤن قیامت تک
صفت اس چشم کے صحرا مین لکھون شاخِ آہو سے
دلِ پُرداغ مین جلوہ ہے اُسکے روی روشن کا
ترا احسان بعدِ مرگ اے بادِ صبا ہوگا
گمان ہوتا ہی مجکو ہین کنوئین مین حضرتِ یوسف
الٰہی خیر دیکھین آج سر کٹتا ہے کس کس کا
اُٹھائین دھوپ گر اک روز مجھ مجنون کی صحرا کی
نہ کیون یہ شش جہت تا زندگی زیرِ نگین رہتے
جنون مین بھی مرے عزت ہے خالق کی عنایت سے
قدم جوشِ جنون مین جانبِ صحرا جو بڑھتا ہے

ادا و غمزہ و ناز و کرشمہ سے ہے جو انسا نہین
پہاڑ و نہین بیابان نہین بازار و نہین زندان نہین
وہ جب اٹھکھیلیون کی چال چلتی ہین گلستان نہین
دبا جاتا ہو نہین غیرت کے ماری بارِ احسان نہین
حلب ہین چین مین تاتار مین شہرِ بدخشان نہین
اولجھ کر ہاتھہ میرا رہ گیا تارِ گریبان نہین
دھوان اے جوہری ہے آتشِ لعلِ بدخشان نہین
بنا زنجیر پا مجکو ہر اک جادہ بیابان نہین
بہت صحبت ہے گرم اوس آتشین رخ سی مستان نہین
تو اے صیاد اسکو دفن کر دینا گلستان نہین
ہوا لطفِ چراغان رات کو گورِ غریبان نہین
ملے اے ہم آسمان دو گز زمین گر کوے جانان نہین
سیاہی ہے دوا تو نکی طرح چشمِ غزالان نہین
گلِ خورشید پھولا دیکھنا سروِ چراغان نہین
ہماری خاک پہنچانا اوڑا کر کوے جانان نہین
نہایت حسن سے ہے خال اُس چاہِ زنخدان نہین
سحر کو اوٹھہ کے مُنہ قاتل نے دیکھا تیغِ عریان نہین
پڑین کانٹے زبانِ خشک ہر خارِ مغیلان نہین
جنابِ پنجتن کے نام تھے مُہرِ سلیمان مین
قدم لیتے ہین کس تعظیم سے کانٹے بیابان نہین
ہمارے پاؤن پڑتی ہے ہر اک زنجیرِ زندان نہین

دلا کیا فخر جائے سفلہ گر عقل ہین اعلائے ہیں
ہمیشہ ہے سبک بالا گران پائین ہے میزان مین

لڑکپن مین بھی وصل عاشق و معشوق سے خوش تھا
یہ بلبل کی رکھتا تھا نشانی ہین گلستان مین

وہ رشکِ مہر تل بیٹھا ہے صدقے ہی دلِ عاشق
منجم کہہ رہے ہین آفتاب آیا ہے میزان مین

میسر وصل دلبر کا نہین ہوتا لطافت کو
گذرتے ہین یونہین دن ہجر کے امیدواری مین

دلا صنم کی کمر کا خیال ہے کہ نہین
لگی ہے چوٹ تو شیشہ مین بال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو داغی وہ فخر سے بولے
بتاؤ حسن کو میرے کمال ہے کہ نہین

دکھا کے آئنہ کہتا ہون یارِ نوخط سے
اس آفتاب کو دیکھو زوال ہے کہ نہین

وہ ترکِ قتل مجھے کرکے طعن سے بولا
بتاؤ بوسہ کا اب بھی سوال ہے کہ نہین

بتون کے ہجر مین برسون سے دل تڑپتا ہے
مرے نصیب مین یارب وصال ہے کہ نہین

عدم مین جاؤنگا تو شاعرون سے پوچھونگا
بتاؤ وصفِ کمر کا محال ہے کہ نہین

دکھا کے چاند کو انگلی سے وہ قمر بولا
بتاؤ ہمسرِ ناخن ہلال ہے کہ نہین

کسی کے کہنے کا انکو اگر یقین نہو
خود آ کے دیکھین مرا غیر حال ہے کہ نہین

عوض مین بوسہ کے دل لے کے میرا وہ بولے
بتاؤ عاشقو ارزان یہ مال ہے کہ نہین

دکھا کے کان کی بجلی وہ مجھسے کہتے ہین
بتاؤ حلقہ بگوش اب ہلال ہے کہ نہین

مریضِ ہجر سے وہ بعدِ وصل پوچھتے ہین
مزاج اب تو تمھارا بحال ہے کہ نہین

تہ زمین کوئی قارون سے پوچھ لے جاکر
وبال واسطے انسان کے مال ہے کہ نہین

ہمیشہ انکو ہے اٹکھیلیونکی چال سے کام
نہین خیال کوئی پائمال ہے کہ نہین

بشر سے نزع کے عالم مین موت کہتی ہے
گنہ سے اب بھی تجھے انفعال ہے کہ نہین

گلے لپٹ کے لطافت سے بولے وہ شبِ وصل
بتاؤ ہجر کا اب بھی ملال ہے کہ نہین

سودا ہے داغ سر سے پا تک ہین میری تن مین
مجنون سے کوئی کہدے پھولا ہے ڈھاک بن مین

ہے عشق بھیس بدلے حاضر ہر انجمن مین
پروانہ محفلون مین بلبل ہے ہر چمن مین

مژگان کہی ہین دل پر کیا عشق گلبدن مین
پھولون کی بدلے کانٹے بوئے ہین اس چمن مین

باندھا ہے اس خط پر آنسے تجھے رسن مین
بے آبرو ہوا ہون گر کر چہ ذقن مین

آوارہ تجھے جو عشق گیسوے پر شکن مین
مانند مشک آئے پھر کر نہ ہم وطن مین

مشغول ہون جو وصف دندان سیم تن مین
ہے آبرو بکھرتے ہین موتی بھرے دہن مین

گر چشم دل ہو بینا جاؤن نہ مین چمن مین
ہے چار باغ عنصر کی خود بہار تن مین

دندان قرب لب ہین اس شوخ کے دہن مین
شان خدا ہے موتی پیدا ہوے یمن مین

دندان کا ہے تصور ہین چشم تر مین آنسو
کیا پھول موتیے کے پھولے ہین اس چمن مین

دیکر فشار جسم خاکی سے قبر بولی
کیون ہم بغل ہون مین آیا ہے تو وطن مین

کانٹے خط سیہ کے بڑھ کر نکالتے ہین
دل گر پڑا ہے کسکا انکے چہ ذقن مین

وہ زار ہون کہ مجھکو وصل حسین سزا ہے
بن بن کے بور رہا ہون یوسف کے پیرہن مین

سر پھیرتے پھرتے میرا فرقت مین تھک گیا ہے
بیٹھا رہا اوٹھائے رنج سفر وطن مین

کیا توسن صنم کی چالاکیون کو لکھون
چھل بل نہ یہ پری مین شوخی نہ یہ ہرن مین

چوٹی مین اوس پری کے موباف نقرئی ہے
بجلی چمک رہی ہے کس حسن سے ختن مین

کس درجہ صبح فرقت بے نور چاندنی تھی
مین مردہ دل یہ سمجھا کافور ہے کفن مین

ہے تنگ تیرا عاشق کسطرح وصف لکھے
اک نقطہ کی سمائی مشکل سے ہے دہن مین

خط رخ پہ ہے نمایان للہ بوسے دیجے
خیرات کیجیے چہرہ خورشید ہے گہن مین

بولی دوات لکھا جب وصف ان لبون کا
شکر بھری ہوئی ہے گویا مرے دہن مین

گردش جو ہے ہمیشہ کہتی ہے چشم جانان
حاصل ہے ہمکو دیکھو سیر سفر وطن مین

قربان قیس و امق پروانہ کیا کہ بلبل
شاگرد میرے یہ سب ہین عاشقی کے فن مین

اسلام کے ہی پردے مین کفر شیخ پنہان
تسبیح ہے پروئی زنار برہمن مین

آئینہ ہاتھ مین ہے آنکھین ہین وہ لڑتے
نرگس کی سیر ہوئی ہے حسن کے چمن مین

لطافت

وابستہ کربلا سے ہے دل ترا لطافت
کام آئیگا یہ صرہ بعدِ فنا کفن مین

گُل کی لیے ہوئی ہے فرقت جو روح و تن مین
بلبل کے پھول کردے اے باغبان چمن مین

کیا شاد حشر کو ہی عاشق کی روح تن مین
جیسے سفر سے آئے پھر کر کوئی وطن مین

لین چٹکیان جو اُسنے تو نیل ہین بدن مین
سوسن کا تختہ پھولا ہے خوب اِس چمن مین

اُف اُف غضب کی سوزش سودے سی ہی بدن مین
صورت سے میری جلتا ہے ہر خیار بن مین

لیلی کی بو سے عاشق حسرت سے رو رہے ہین
ہی آنسوؤن کا پانی اُنکے چہِ ذقن مین

عبرت کی جا ہی دیکھو وہ خاک مین دبے ہین
مسی کا عطر جنکو تھا بار پیرہن مین

حسرت سی ہاتھ اپنی کیونکر ملے نہ عاشق
ہیہات ہاتھ اُسکا ہو دستِ برہمن مین

ہر ایک سی صدف مین ہے یہ صدا گہر کی
بے آبرو رہیگا جب تک ہی تو وطن مین

باغِ جہان ہے فانی بلبل نہ دل لگانا
غنچہ چٹک کے ہر دم کہتے ہین یہ چمن مین

مجھ زار کو جنون ہے عشقِ بتان مین یارو
بدلے رسن کے باندھو زُنار برہمن مین

پہلے پہل جو آیا صحرا مین تیرا مجنون
تعظیم کو بگولے ہر سو اُٹھے ہین بن مین

اللہ رے بعد مردن تاثیر آہِ سوزان
چنگاریون کی صورت کافور ہے کفن مین

ہی رعب دشمنون پر خاموش گو کہ مین ہون
شمشیر میان مین ہے یا ہے زبان دہن مین

عشقِ بتان مین ہم ہین بعدِ فنا بھی نالان
ہین صرف ہڈیان بھی ناقوس برہمن مین

مُنہ سے جو مُنہ ملایا لب ہوگیا معطر
خوشبو گلاب کی سی اُس گُل کی ہی دہن مین

منعم کی کیون نہ میت ہو قبر مین برہنہ
نباش کہہ رہے ہین اک بُرد ہے کفن مین

اُوس شعلہ رو کو محفل مین رات بھر دعا دی
گر شمع کی زبان ہو گلگیر کے دہن مین

ووہ بناکی تتی کا پھول تو سنے رکھے
ثمرہ ملا تو کیا کیا پھولا ہے ڈھاک بن مین

شکر یہ اپنے قاتل کا کچھ ادا کرین ہم
گر تیر کے زبان ہو ہر زخم کے دہن مین

تسبیح پاس اسکے زنّار اسکا بانا
بی شبہ رشتہ داری ہی شیخ و برہمن مین

فانوس مین ہے جیسے خاموش شمع جلتی
پھلکتا ہی تن ہمارا اسطرح پیرہن مین

آیا خزان کا موسم کاٹو گلون کو اپنے
یہ برگ خشک خنجر ہین بلبلو چمن مین

دیوانون کو ہوا ہے صحرا مین کیا تماشا
اک آگ سی لگی ہے پھولا ہے ڈھاک بن مین

رایج ہوے ہین جیسے دینار داغ دل کے
خورشید و ماہ دو نو کھوٹے ہوے چلن مین

جی جاؤن مر کے شاد رہی روح کیا فراہو
دم نکلے اے **لطافت** گر عشق تیغ تن مین

ہو کے صد چاک کہا دل نے کہ حیران ہون مین
کسی دیوانے کا شاید کہ گریبان ہون مین

لاغری جیسے بڑھی بندہ احسان ہون مین
ساتھ رہتا ہون ترے سایہ مین پنہان ہون مین

تیری بیباکیون سی بزم مین حیران ہون مین
قہر ہے بوسے تو لے غیر پشیمان ہون مین

ہجر کی رات نہین صبح کا خواہان ہون مین
شام سے مثل سحر چاک گریبان ہون مین

آئنہ دیکھ کے نیرنگ جہان کہتا ہے
آنکھ جس روز سے کھولی یونہی حیران ہون مین

چاندنی آکے ہر اک گھر مین ہی کہتی شب کو
زینت خانہ ہون ناخواندہ وہ مہمان ہون مین

دست وحشت مین جو گستاخ تو کہتا ہی ہلال
کیون نہ پوشیدہ رہون شکل گریبان ہون مین

تارے کہتے ہین وہ ہجر کا کیون شکوہ ہے
یہ تو ظاہر ہے کہ دل مین ترے پنہان ہون مین

ہتکڑی سے یہ مرے طوق نے وحشت مین کہا
آستین تو ہی جنون مین تو گریبان ہون مین

ناز سے کہتی ہی وہ تیغ ستان معشوق
کیا گلے لوگ لگاتے ہین جو عریان ہون مین

آج بوسی لب رنگین کے لپٹ کر لون گا
وہ خفا ہونگے تو کہدونگا پشیمان ہون مین

مومنون سے یہ صعوبت مین ہے دنیا کہتی
طالب عیش نہو مجھ مین کہ زندان ہون مین

شمع پر جلکے کہا بزم مین پروانے نے
جا دے سر پہ ناخوانده وه مہمان ہو نہین

آتے جاتے انھین دیکھون نہ رقیب آنے لگے
کیا مزا ہو جو در یار کا دربان ہو نہین

دانۂ خال یہ کہتا ہے نہ کیونکر ہون سیاه
آتشِ حسن رخِ یار سے بریان ہو نہین

میرے محبوب کو دیکھا تو کہا یوسف نے
نام کو خلق مین مشہور حسین ہان ہو نہین

روح قالب مین جو پہلے پہل آئی تو کہا
صاحبِ خانہ ہوے آ کے وه مہمان ہو نہین

استخوان ہین فقط اعضا مرے گر مر جاؤن
کیا مزا ہو دہنِ گور مین دندان ہو نہین

شمع کہتی ہے ہر اک بزم مین نامحرم ہین
کیون نہ پروانے جلین دیکھ کے عریان ہو نہین

چشمِ عاشق ہی عجب رشک سے کہتی شبِ وصل
لوٹتا دل ہے مرے اور نگہبان ہو نہین

بعدِ وصل اونکو یہی کہکے منا لیتا ہون
تو یہ تو بہ ہوئی تقصیر پشیمان ہو نہین

غفلتِ عشق یہ کہتی ہے کہ ہشیار رہو
موت تعبیر ہے وه خواب پریشان ہو نہین

عشق کا راز جو تھا دل مین ہوا وه افشا
ہاے رونا تو اسی کا ہے کہ گریان ہو نہین

شرم کہتی ہے غنیمت ہے یہ نیچی نظرین
چند دن یار جو کم سن ہے تو مہمان ہو نہین

شکر ہے فخر سے کہتا ہے وه محبوب حسین
پیار کرتے ہین **لطافت** مجھے نازان ہو نہین

طلب ہون پھر سے احسن پر نگاه کرین
اراده ہے عمداً ہم ترے گناه کرین

دہان تنگ پہ آنکے اگر نگاه کرین
نشان بوسۂ عاشق کا اشتباه کرین

تمھارے مصحفِ رخسار پر نگاه کرین
ثواب ہو جو ہم اسطرح کا گناه کرین

لحد مین کاسۂ سر پر اگر نگاه کرین
مجال کیا ہے جو فرقِ گدا و شاه کرین

فرشتے لکھ کے عجب کیا جو واه واه کرین
اگر کرین بھی تو ہم عشق کا گناه کرین

وه زلفین ہمسنون کو بڑھ کے روسیاه کرین
سزا ملے جو رخِ یار پر نگاه کرین

غضب ہے جان کے زراق اسے نہین قانع
رحیم جان کے اللہ کو گناه کرین

نہ دوست درہم و دینار کو رکھ اے منعم مثال کیسہ کہین دل نہ یہ سیاہ کرین
ادا سے آئے وہ خوش قد تو ملکے سب زاہد بلند نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ کرین
یہ جل کے کہتا ہی شیطان نسبت نفسون سے غضب ہی نام تو میرا ہو خود گناہ کرین
جفا و ظلم کے شکوے سنے تو اُس نے کہا حضور اب کوئی معشوق خیر خواہ کرین
اشارے دیر سے ہم کر رہے ہین دلکو لیئے ادھر وہ ناز سے کب دیکھیئے نگاہ کرین
بتون کا عشق کیا دل نے شاہد آنکھین ہین بپا نہ حشر قیامت مین یہ گواہ کرین
جو ہاتھ کھینچ کے تکیہ کرے توکل پر درِ فقیر کا دربار بادشاہ کرین
سکھاتے بزم مین عشاق کو ہین پروانے کہ یون خموش جلین عشق مین نہ آہ کرین
بنا ہی فقر کی دولت سے بوریا مسند فقیر کیون نہ لقب اس جہانمین شاہ کرین
چلے ہین دشت کو لین ساتھ مجمع اطفال جنون مین شاہ ہین بھرتی نئی سپاہ کرین
جہان تیرہ مین ہم یون فقیر آئے ہین گدا کا رات کو جس طرح بھیس شاہ کرین
جنون مین آبلے یہ پاؤن پڑ کے کہتے ہین کہ ہم عطا سرِ ہر خار کو کلاہ کرین
وہ بوسہ یار کے لین اور مین جلون اے عشق سزا ملی مجھے اغیار جب گناہ کرین
سمجھ کے غیر وہ میرے گلے لپٹ جائین عجب مزا ہو کسی دن جو اشتباہ کرین
مجھے ہی خوف نہ عاشق کہین نہی سمجھین حسین تم ہو نہ یوسف کا اشتباہ کرین
سکھا کے اشھد ان لا آلہ الا اللہ خدا کی شان ہے بندے کو وہ گواہ کرین
خدا کے رحم پہ نازان ہون کاتبِ اعمال ثواب چھوڑتے جائین رقم گناہ کرین
نہ بحرِ غم مین ہوا ہون سی دل تہ و بالا ہوا کے جھونکے نہ کشتی کہین تباہ کرین
فلک نے عشق مین اسکے دکھا کے صبح کیا کبھی تو آٹھ پہر بعد ہم بھی آہ کرین
عدو تہ فلکِ سبز سبکی دنیا ہے تصور اسکو سدا آبِ زیر کاہ کرین
خموش عشق مین بیٹھے ہوئے ہین دل پکڑے حضور کہیے اجازت ہی ہم بھی آہ کرین

یہ مہر کرتی ہے فریاد اہل دنیا کے
کہ اپنا نام ہو اور مجھکو روسیاہ کرین

اوٹھے گا بوجھہ نہ کاجل کا انکی آنکھون سے
قرین ہے تا زلف سیہ ناز سے نگاہ کرین

تمھارے چاہنے والون کو حور سے کیا کام
نہ جائین خلد مین اس قصد سے گناہ کرین

مشاعرون کا نیا رنگ اے لطافت ہے
رفیق لاتے ہین شاعر کہ واہ واہ کرین

شیشۂ مے جھک گیا ای پیر مغان ملتا نہین
جب گلے سی ساغر تشنہ دہان ملتا نہین

مین جو کہتا ہون کہ بوسہ جان جان ملتا نہین
ہنسکے کہتے ہین ڈھٹائی سی کہ ہان ملتا نہین

کیا کہین جاتا کسی صورت دہان ملتا نہین
چاہتے ہین لاکھہ لیکن پاسبان ملتا نہین

ہی زبان پیری مین دندان کا نشان ملتا نہین
چاہ مین یوسف تو ہی پر کاروان ملتا نہین

غیر کے امداد کے محتاج کب ہین اہل خیر
کشتی سائل کو زور بادبان ملتا نہین

زار و لاغر تھے بناتے قبر اپنی ہم وہین
کیا کہین اس پائے نازک کا نشان ملتا نہین

کون کون اسکی جفاؤن سے ہین پیوند زمین
خاک مین اے آہ کیون یہ آسمان ملتا نہین

اب کہان دندان دہن مین ہو چکا سر بھی سفید
دن کو اے غافل سرا مین کاروان ملتا نہین

عارض شفاف جانان ہین مثال آئینہ
لاکھہ بوسے لے کوئی لیکن نشان ملتا نہین

کیون تعجب ہی صف مژگان پہ آئے ہین جو اشک
راہ مین کیا کاروان کو کاروان ملتا نہین

عشق کا دل پر لگا ہے تیر ہو کیونکر علاج
زخم وہ پنہان ہے یہ جسکا نشان ملتا نہین

مانگتا ہون دل تو ہنسکر ناز سے کہتے ہین وہ
کیجیے فریاد ڈہونڈہا ہمنی ہان ملتا نہین

وہ پیام وصل پر انکار کرتے ہین سدا
خبر نہین ہمکو جواب اک روز ہان ملتا نہین

دل لگانیکا ہوا ہی شوق پیری مین ہمین
کیا کہین کوئی حسین نوجوان ملتا نہین

کیون تقاضا ہی کہانے لاؤ نہین تیرے لیے
خوش مزہ عزت سے لقمہ اے زبان ملتا نہین

عشق ہے نیرنگیان اپنی دکھاتا ہر جگہہ
بنکے یہ ہر رنگ مین پائی کہان ملتا نہین

عشقِ گُل مین کسقدر بلبل ہی گم کردہ حواس
چھوٹتی ہی جب قفس سے آشیان ملتا نہین

ہجر کا جاگا ہون مانگون گر ملین اصحابِ کہف
ہو گیا سوداگران خوابِ گران ملتا نہین

قتل کرکے مجکو اُسنے اپنے کوچہ مین کہا
ٹھنڈی ٹھنڈی جائیے رہنا یہان ملتا نہین

گر پڑینگے ایکدن چاہِ ذقن کی چاہ مین
قبر سے بہتر کوئی اندھا کنوان ملتا نہین

زار تھے ہم بام پر آئے تو حیران کیون ہو تم
سایۂ دیوار جائے نزدبان ملتا نہین

خط مرا دیکھا تو اُسنے گالیان دے کر کہا
اور کچھہ انعام اے قاصد یہان ملتا نہین

پھر گلستان مین کھلے گل پھر چلی بادِ بہار
پھر ہوا پر ہے مزاجِ باغبان ملتا نہین

پیر کی تائید سے ہین بہرہ ور ہوتے جوان
تیر کو ہرگز نشانہ بے کمان ملتا نہین

واہ چھوٹا مُنہ بڑی بات ایسی کج بحثی بری
اُس دہن سی کچھہ بھی غنچہ کا دہان ملتا نہین

چار دن کا ہی تماشا ای غافل اسکو رکھہ عزیز
روٹھہ جاتا ہے تو پھر یہ میہمان ملتا نہین

شعلہ رویون کی محبت مین ہون جلکر مثلِ شمع
اور کچھہ تن مین مرے جز استخوان ملتا نہین

اس بہانہ سی وہ کرتے ہین مرا دل چاک چاک
ڈھونڈھتا ہون تیر مین اپنا یہان ملتا نہین

ہجر کی بندہ نوازی ہی عجب احسان ہے
ناتوان ہون خواب بھی مجکو گران ملتا نہین

قبر کے اندھے کنوئین مین ڈالکر سب چل بسے
کیا کہین کرتے گلہ وہ کاروان ملتا نہین

عشق کا طرفہ اثر دیکھا کہ ہی نایاب وصل
لب سی لب اس لفظ مین بھی ای زبان ملتا نہین

پار اوترنا بحرِ عصیان سے ہے مشکل ای بخیل
ہاتھہ سے سائل کے جبتک ہاتھہ یان ملتا نہین

ای لطافت فکر کر اب وہ سفر درپیش ہے
کوئی جز اعمال رستے مین جہان ملتا نہین

کئی دلبر ہین کسی ہوش ہے پہچانے کون
لیگیا دل مرے پہلو سے خدا جانے کون

تہر دمہ دیکھہ کے ساقی سے کہا مستی مین
بھر گیا مئی سے یہ بلور کے پیمانے کون

انکو عشاق سی نفرت ہی تو کرتے ہین تلاش
ساتھہ لے آیا مری بزم مین پروانے کون

چاہئے واسطے کا دیوانہ رکھا تنے خطاب — سچ ہے ناداں کی باتونکا برا مانے کون
خوان ٹھہرے ہین کے عشاق سے کہتا ہے فلک — آئیگا دیکھیے الفت مین اسے کھانے کون
دشت دکھلائے مجنون سے بتون کہتا تھا — کھیے دلچسپ پسند آتے ہین ویرانے کون
آج اترائی ہوئی کیون ہے نسیم سحری — صبح کو باغ مین آیا تھا ہوا کھانے کون
سخت جان اسنے کہا مجکو کٹے دل مین رقیب — دیکھنا کسکی مذمت ہو برا مانے کون
ہاے اے شمع نہ اتنا بھی سحر کو پوچھا — مر گئے جلکے بچے بزم مین پروانے کون
اٹھتے ہین تیر غمزہ میری کمان ابرو کے — کسکو فرصت ہے ہا چھنی دلکو ترے چھانے کون
کہا اس مست نے دیکھی لب دریا جو حباب — اوٹھ گیا چھوڑکے اولٹے ہوے پیمانے کون
کچھ بنائے ہوے گھر بیٹھے ہین کچھ دشت نشین — عاقلو سوچو کہ دنیا مین ہین دیوانے کون
انتظار اسکا شب وصل یہ تھا جو آیا — بڑھکے ہر مرتبہ پوچھا دل شیدا نے کون
شمع کہتی ہے برہنہ ہین جو محفل مین ہم — جلنے والے ہین عبث بزم مین پروانے کون
آسیا صبح کو چل پھرکے یہ دیتی ہے صدا — کسکی تقدیر کے ہین کھائیگا یہ دانے کون
چلو ون سی جو شراب اسنے پلائی تو کہا — شکر کر کون ہے ساقی ترا پیمانے کون
آستین چاک ہے ہاتھون مین گریبان نہین — ایسی پوشاک کے موجد ہوے دیوانے کون

پوچھہ لونگا مین ائمہ سے **لطافت** دم حشر
مول لیتا گہر اشک کے ہے دانے کون

بلبلون کی نہ اسیری گئی بازار ونمین — کہ لگائے گئے دام آکے خریدار ونمین
جب جوانی تھی مزے اوڑتے تھے دلدار ونمین — جشن تھے قہقہے تھے چہچہے تھے یار ونمین
نام کو ایکی بہار آئی تھی گلزار ون مین — چہچہے بلبلون کے رہگئے منقار ون مین
چرخ کہتا ہے انھین دیکھہ کے دلدار ونمین — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگار ونمین
اک نہ اک ظلم طبیعت سے ہے ہر وقت ایجاد — آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگار ونمین

اک نہ اک ظلم طبیعت سی ہای ہر وقت ایجاد
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

وہ ستم دوست ہون یہ پوچھ کے دل دیتا ہون
آپ یکتا ہین زمانے کے ستمگارون مین

عشق گل کرکے ہای یون برگ خزان مین بلبل
جسطرح کوئی گنہگار ہو تلوارون مین

داغ حسرت دلِ سوزان مین جو ہین آہ نکر
عیب کی جا ہے دہوان ہو اگر انگارون مین

کیون نہ دہارے انھین دریا شہادت کی کہون
گھاٹ بھی باڑہ بھی ہے آب بھی تلوارون مین

خیر حسرت زدہ ہین تم نہ لڑاؤ آنکھین
نفع کیا ڈہیلے لگاتے ہو جو دیوارون مین

سیکھ لی کیا ترے عاشق کی نشست و برخاست
بیٹھنے اوٹھنے کی عادت ہے جو دیوارون مین

پرزے پرزے خطِ رنگین جو مرا اوسنے کیا
بلبلین جان کے گل لیگئین منقارون مین

سرو استادہ ہین یون باغ مین گل تخت نشین
حال مفلس کا ہو جس طرح سے زردارون مین

نشکنین فرش کی زندان ہین تری فرقت مین
قید ہون لاغری ضعف سے دیوارون مین

کیا کسی بت کے ہین دیوانے برہمن سارے
جکڑے جاتے ہاین لڑکپن سے جو زنارون مین

دل پہ جو کچھ کہ گذرتی ہے خبر دیتے ہاین
اشک اے دیدۂ تر ہین مرے ہرکارون مین

داغ الفت سے سدا ہے مرے دل کو آرام
چین ہے مثل سمندر اسے انگارون مین

جذب الفت سے مری طرح جو دم گل کا بھرو
بلبلو پھول کی بو ہو ابھی منقارون مین

وہ گنہگار ہین احسان نہوا قبر کا بھی
دب کے ہم رہگئے اعمال کے پشتارون مین

مٹھیان بند ہین غنچون کے کہلے دستِ حنا
مفلسو ہین ہے کرم بخل ہے ہا زردارون مین

کیا بھرے گا اسے خونِ شہدا سے ای چرخ
صورتِ کاسۂ خالی ہے جو تلوارون مین

پیری آتے ہی گئے دانت ستارہ بدلا
جو کہ ثابت تھے وہ شامل ہوے سیارون مین

نظر آتا ہے پریشان جو چمن مین سنبل
ہای یہ کس کشتۂ گیسو کے عزادارون مین

گل فروش اوس گل تر تک ہو رسائی شاید
جسم لاغر مرا ڈورے کے ہو جا ہارون مین

اوسکی دانتون کا ہنسی مین جو پڑے تھہرے یہ عکس
آب گوہر نظر آئے مجھے فوارون مین

دل جلون کو جو سدا قتل ہین کرتے قاتل
چھالے اسوجہ سے پڑ جاتے ہین تلوار و نہین

اوسکی مژگان سکا رہا بعدِ فنا بھی مجھے عشق
ہڈیان صرف ہوئین تیر کے سوفار و نہین

باغِ عالم مین یہ دن سے ہے ہراک کو کھٹکا
ہاتھ ڈالا نہین گلچین نے کبھی خار و نہین

بوی گل دیکھکے برباد عنادل نے کہا
ہو بہار آکے یہ بسجاے جو منقار و نہین

داغ جو کھاتے ہین دنیا مین نہین انکو خلش
پھول دیکھا نہین لالے کا کبھی خار و نہین

گل ہین پژمردہ خزان سے تو عنادل مین ہے شور
نشل میت ہین اٹھائے ہوے منقار و نہین

حشر مین ہوگا نہ ہرگز وہ لطافت گریان
جو حسین بن علی کے ہے عزاداروں مین

دلا محبت گیسوے مشک بو تو نہین
ہمارا شکر پریشان کو بکو تو نہین

چمن مین ہم گل و بلبل سے پوچھتے ہین کہ آئینہ
وصال و ہجر کی ہمسے مین گفتگو تو نہین

ہم اپنی جان نہایت عزیز رکھتے ہین
نہان کہین دل پر آرزو مین تو تو نہین

وہ بدگمان جو سنم آیا لاش پر تو کہا
یہ دیکھنا ہے کہین لاش قبلہ رو تو نہین

ہمارا جان سے بلبل فدا ہے کیون انپر
گلون مین رنگ محبت وفا کی بو تو نہین

جو چننے پھولون کے ہار اسکو بھیجے تو بولا
یہ پوچھ لو کہ محبت کی انمین بو تو نہین

ہمین ہے وصل کی شب عید کا دن اسے ساقی
بتا کہ شیشہ مے کے گریہ در گلو تو نہین

بھرا ہے حسرت و ارمان سے یون تو دل سیلے
ہمارا شکر کہ دولت کی آرزو تو نہین

وہ دل کو ڈھونڈنے آئے تو پہلے یہ پوچھا
بتاو ہمین کہین میری آرزو تو نہین

کہا یہ رو رو کے شیرین نے لالہ کہسار
کہین یہی سرِ فرہاد کا لہو تو نہین

سنا کسی کا جو مرنا تو دل نے مجھسے کہا
خبر منگاو کوئی میری آرزو تو نہین

جو فصد لی ترے مجنون کی ہمدمون نے کہا
ٹپک رہی ہین فقط حسرتین لہو تو نہین

الگ وطن سے تو ہو قدر حب کہین دانا
کہ ہے صدف مین گہر جبتک آبرو تو نہین

نشانہ کرکے مرا دل وہ دیکھتے ہین
کہ نکلی تیر کے ہمراہ آرزو تو نہین

مری شراب کا لیتا ہے نام کیون
یہ پوچھ لے کوئی واعظ سے بے وضو تو نہین

سبب یہی ہے جو مجھے نزع مین وہ دیکھنے آئے
کہ نکلی دم کے بہانے سے آرزو تو نہین

علی کو کہیئے خدائی کا مالک و مختار
لطافت اتنا سمجھ لیجیئے غلو تو نہین

زبان لب رنگِ پان سے سرخ ہے دندانِ دلبر
خدا نے کی ہے پیدا لال مچھلی آبِ گوہر مین

نمایان ہین رگین اسطرح میرے جسمِ لاغر مین
وصال ایدل ہو جیسے صفحۂ قرطاس و مسطر مین

مزے ہین جشن ہین کیفیتین ہین دورِ ساغر مین
پڑی جس روز سے ہے دخترِ رز مجھ مست کے گھر مین

شبِ فرقت ہے کیا بے نور آئی چاندنی گھر مین
سفیدی جس طرح بے نور ہو مرقد کی چادر مین

تصور ہے جو ان دانتون کا میرے دیدۂ تر مین
درِ شہوار آتے ہین نظر سبکو سمندر مین

یہ عالم لاغری کا ابتو پہنچا ہجرِ دلبر مین
کہ سب احباب مجکو ڈھونڈھتے ہین تارِ بستر مین

نمایان پتلیان کب ہین ہمارے دیدۂ تر مین
مگر ہین آشناء مردمِ آبی سمندر مین

ہوا ہے اب تو ایسا حال میرا ہجرِ دلبر مین
نہ خون تنمین نہ سینہ مین کلیجہ ہے نہ دل مین

بھڑکنے سی لگے دہبا لہو کا خاک شہپر مین
قفس مین خشک ہے بلبل کا خون یادِ گلِ تر مین

فلک سی کہدو نکلا ہے مرا خورشید رو بام پر
سپند اختر کا ڈالے مجمرِ مہرِ منور مین

سمجھ کر شانہ کرنا اب کہے دیتے ہین مشاطہ
پھنسا ہے دل ہمارا یار کی زلفِ معنبر مین

فنا ہو دم جدائی مین اگر اوس بحرِ خوبی سے
تو کفنانا مین مجھے سب آشنا پانی کی چادر مین

خرامان ہو کبھی اے سرو قامت باغ مین چلکر
نہین دیکھی لڑائی ہمنے قمری و صنوبر مین

رہائی قیدِ غم سے عاشقِ صادق کو ہے مشکل
سدا قمری اسیرِ طوق ہے عشقِ صنوبر مین

نہین اس غنچہ لب کی سرخ آنکھین نشۂ مے سے
مئے گلگون بھری ہے دیکھ لو نرگس کے ساغر مین

گمان مجکو ہوا کوئی پری چلمن مین بیٹھی ہے
نہ مژگان نظر آئی جو پتلی چشمِ دلبر مین

مرے اشکون سے ہین لختِ دلِ سم خوردہ وابستہ
زمرد کی طرح کیا خوشنما ہین سلکِ گوہر مین

گلستان کی حکایت کیا کہون نادیدہ مین بلبل
اسیر و آنکھ ہے میری کفِ صیاد کے گھر مین

شکل با ہر حسینون سے مقابل ہو کہین جوہر
عبث حیران بیٹھا ہے مثالِ آئنہ گھر مین

کوئی دیوانہ ہے کیا گھر بنانے کا ہوا موجد
کہ باقی ابتلک ہی سلسلہ زنجیر کا در مین

نہ کر تیرہ دلِ شفاف اپنا حرصِ دولت سے
سیاہی دیکھہ آجاتی ہے فوراً کیسۂ زر مین

مری تربت پہ شبنم نے ہین ٹانکے رات کو موتی
زرِ گل سے تہون کا لطف ہی پھولونکی چادر مین

کفن مین دیکھہ کر مجکو فرشتے ہین بہت حیران
سمجھتے ہین گناہونکی بندہی ہے پوٹ چادر مین

بڑی دولت ہی یکسو ہوکے رہنا بیقرارونکا
جگہہ ہے طائرِ قبلہ نما کے خانۂ زر مین

نہ خائف ہو جہنم سے نہ کر اندیشۂ میزان
معین ہونگے لطافت چاردہ معصوم محشر مین

اب کہان ویسی تڑپ میرے دلِ بیتاب مین
بانٹ دی کچھہ برق مین ہے اور کچھہ سیماب مین

آتشِ عشقِ حسینان ہے دلِ بیتاب مین
شعبدہ ہی آگ لو کہتے ہین ہم سیماب مین

چاندنی مین اوس قمر نے جب دیا جامِ شراب
آفتاب آیا نظر ہمکو شبِ مہتاب مین

منعمون کی ہی لحد کو بھی زرِ دنیا کی چاہ
اشرفی کی بوٹیان ہین قبر کی کمخواب مین

دیکھہ تو اے جوہری سلکِ درِ دندانِ یار
خاک ہوگی یہ صفائی موتیون کی آب مین

موشگافی کر رہا ہون پیچ یہ کھلتا نہین
دام مین عنقا ہے یا اسکی کمر ہے ڈاب مین

دشمنِ ہمجنس سے ہرگز خلش ہوتی نہین
خار چبھتا ہے کہان برگِ گلِ شاداب مین

آرسی مین دیکھیے سلکِ درِ دندان نہ آپ
آب گوہر مل نہ جائے آئنہ کی آب مین

جب مجھی آیا ہی اونکے ساتھہ سونیکا خیال
ہجر کی شب رات بھر رویا کیا ہون خواب مین

دوست گر مجھہ زار کے لاشے کو دریا مین بہائین
کھٹکے تنکا بنکے برسون دیدہ گرداب مین

دن کو یون آنے مین حیلہ ہی نزاکت کا نہین
لیکن آیا کرتے ہین راتون کو اکثر خواب مین

پڑ رہا ہی اونکے دندان مین لب نگین کا عکس
آتشِ یاقوت دیکھو موتیون کی آب مین

چاندنی مین رات کو سویا ہون جب مین ناتوان
جسم لاغر چھپ گیا ہے چادرِ مہتاب مین

آنکھ اپنی جب دُرِ دندانِ جانان سے لڑی
نا تو ہمچشمون نے دیکھی موتیونکی آب مین

ہی لطافت کی دعا یہ کربلا مین موت آئے
صحن مین دم نکلے میرا دفن ہون سرداب مین

بنی مری آہ و چشمِ گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نہ کسطرح ہو جہان مین حیران فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مجکو تڑپا رہی ہی دیکھو یہ مای رُلوا رہا ہے یارو
فراق مین ہی غضب کا سامان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ اپنی کوٹھی پہ ہنس رہا ہی مین اوسکے چہ مین در رہا ہون
ہر اک ہی کہتا کہ ہی نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجیب کیفیتین ہین ہر سو صنم ہے ساون ہی سرکشی ہے
ہرا بھرا ہے ہر اک گلستان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہوا یہ ثابت ہمین جہان مین کہ لسی شادی و غم ہین توام
کوئی ہی خندان کوئی ہی گریان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تمھارے کانون کی بجلیونکا تمھارے جھالونکا سنکے شہرہ
سحاب اور بحر مین ہی پنہان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

بلند ہی قدرِ دل جلونکی ہی رونیوالونکا پست رتبہ
جسے نہ باور ہو دیکھ لے ہان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سُنادون اگر روز اپنا نالہ دکھادون اکِ روز اپنا رونا
بہت ہی جوبن پہ اپنی نازان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

صنم ہی انمین عذر کرتا مہینا ساون کا اک برس ہے
گھٹا ہی اُمڈی لگی ہین جھڑیان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دوپٹہ زرنگاری بجلی کا ہی وہ اوڑھ کر آج مُنہ کو دہوتا
دکھا رہا ہی عجیب سامان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سنبھالو للہ میری گھر سے کہ دوپہر رات آگئی ہے
اوٹھے ہو کیون دیکھ لو مری جان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

زمانۂ وصل اے لطافت مجھے ہی رہ رہ کے یاد آتا
فراق مین اوسکے ہے نمایان فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجب بدبخت ہین وہ جو کسی سے دل لگاتے ہین
شل ہے دن برے آتے ہین تو کیا کہکے آتے ہین

سوالِ مئی پہ ساقی ہر گھڑی آنکھین دکھاتے ہین
ہمارے شیشۂ دل پر نئے ڈھیلے لگاتے ہین

قدِ موزونِ جانانکا زبان پر وصف لاتے ہین
چمن مین مصرعِ شمشاد پر مصرع لگاتے ہین

ہوی مزدوری اب بوسی عوض اجرت کی پاتے ہین
حسینانِ جہان کتے اجکل ہم ناز اٹھاتے ہین

حنائی ہاتھ سے وہ اپنی لفونکو بناتے ہین
شبِ تاریک مین لطفِ شفق ہمکو دکھاتے ہین

جو وہ تلوار ادا سے کہینچکر مقتل مین آتے ہین
تو ہم بھی جان سے محرابِ کعبہ سر جھکاتے ہین

محبت ترک کرکے زلف کے دل اپنے خیمہ لاتے ہین
کلیسا چھوڑتے ہین ہم تو کعبہ کو جاتے ہین

ہوا ہی شمع فانوس اور پروانی سے یہ روشن
حسینان جہان درپردہ عاشق کو جلاتے ہین

دلِ بیتاب ہمکو آپ کے گھر مین ہے لے آیا
ہوی تقصیر جانے دیجیے جاتے ہین جاتے ہین

مچل جاتا ہے جب کوچہ مین اُس بیرحم کے جاکر
ہم اپنے دل کو بہلا کر بڑی مشکل سے لاتے ہین

جو ملنے وعدہ وصل اونکو آکر یاد دلوایا
تو شرما کر کہا مجبور ہین ہم بھول جاتے ہین

شبِ وصلت گذر جاتی ہے ان جھگڑے بکھیڑون مین
ذرا سی بات پر وہ روٹھتے ہین ہم منلاتے ہین

رہا ہم ہوش گم کردہ کو جب صیاد کرتا ہے
قفس سے چھوٹکر راہِ گلستان بھول جاتے ہین

ہماری ذات سے کیا عاشقون کا نام روشن ہے
زرِ گل کی چراغی قبرِ بلبل پہ چڑھاتے ہین

لگاتے ہین لبِ رنگین پہ وہ گلنار مین مسی
نیا ہی شعبدہ لاے کو نافرمان بناتے ہین

ہمین ثابت ہوی یہ بات عالم مین مہِ نو سے
کمال ابرو جنہین منظور ہے وہ سر جھکاتے ہین

لگاتے ہین صنم کی چشمِ خواب آلود مین سرمہ
ہم اکثر چھیڑکر سوتا ہوا فتنہ جگاتے ہین

اونہین بعدِ فنا بھی عاشقِ شیدا سے نفرت ہے
کبھی آتے بھی ہین تو قبر پہ تیوری چڑھاتے ہین

مثالِ شمع مین لاغر ہوا ہون جیسے عالم مین
یہ شعلہ رو جلاتے ہین گھلاتے ہین رلاتے ہین

ہماری ہے ثباتی بعد مرنے کے بھی ظاہر ہے
لحد پر آکے احباب اشک کی چادر چڑھاتے ہین

حسینون کی محبت مین ہوی ہے بیخودی ایسی
دیا ہے کون سے دلبر کو دل ہم بھول جاتے ہین

ہمین اس ناتوانی نے گل بازی بنایا ہے
کبھی گرتے ہین تو معشوق آنکھون سے اٹھاتے ہین

قدِ موزون جو اوسکا ہے لطافت یاد آتا ہے
گلستان مین صنوبر کو گلے سے ہم لگاتے ہین

دل جو کہتا ہی محبت مین ضرر کچھ بھی نہین — اشک کیون آنکھون سے بہتے ہین اگر کچھ بھی نہین
آگے اُن دانتون کے الماس گہر کچھ بھی نہین — جوہری پھوٹے ہین خود انکی نظر کچھ بھی نہین
غم یار آئیگا مہمان مرے گھر کچھ بھی نہین — پاس عاشق کے دل و جان و جگر کچھ بھی نہین
زلف بڑھ بڑھ کے ہی لو موے کمر سے الجھی — حسن پر ایسے ہو مغرور مگر کچھ بھی نہین
شور عالم مین سمندر کی ہے طغیانی کا — آگے اس دیدہ گریان کے مگر کچھ بھی نہین
انکھڑیون نے ترے بیجان کیا عاشق کو — ہم سمجھتے تھے کہ جادو مین اثر کچھ بھی نہین
راتدن یون ہین بسر کرتے ہین ہم فرقت مین — شغل رونے کے سوا آٹھ پہر کچھ بھی نہین
قہر کا دھیان جب آتا ہی تو رہتا ہی نہین — ہائے منزل ہے کڑی زاد سفر کچھ بھی نہین
منفعل ہوکے جو رو دینگے تو بجھ جائیگی آگ — زاہدو عاصیون کو خوف سقر کچھ بھی نہین
ہی عبث خاک کے پتلے کو غرور و نخوت — اصل خلقت کو جو دیکھو تو بشر کچھ بھی نہین
آج ہم خوب سمجھ دام ترے ابروے پیوستہ کا — جیسا ان دیکھنے کا ہوا قصد تو ڈر کچھ بھی نہین
ہین شب زلف پہ مغرور ترے تارے نہان — اس طرح آگئی پیری کی خبر کچھ بھی نہین
احتیاج اور خریدار جہان مین جو نہو — بدتر از خاک ہے پھر رتبہ زر کچھ بھی نہین
یونتو ظلم و ستم و جور رہین اونکے بجا — سامنے وصل کی لذت کی مگر کچھ بھی نہین
یون تو ہے رنج و ملال و غم و اندوہ و الم — آگئی جبکہ تری شکل نظر کچھ بھی نہین
کعبہ و دیر کلیسا مین نہ ڈھونڈھ اس بت کو — اے دل گمشدہ جاتا ہے کدھر کچھ بھی نہین
اسقدر چرخ ہے کیون نور قمر پر نازان — چاندنی چھپ گئی جب وقت سحر کچھ بھی نہین
جام پر جام تو غیرون کو ہے دیتا ساقی — وائے محرومی تقدیر ادھر کچھ بھی نہین
سامنے میرے رقیبون سے گلے ملتے ہو — ایسے بیباک ہوئے تم مرا ڈر کچھ بھی نہین
بات کی اسنے تو ہنسنے کا ہوا شک دل کو — دہن یار تو کچھ ہے پہ کمر کچھ بھی نہین
ہمسے اس بت سے ہوا معرکہ دیکھین کیا ہو — اوس طرف ساری خدائی ہے ادھر کچھ بھی نہین

خواب مین دیکھتے تھے رات کو اُس مہ کا وصال
کھل گئی آنکھ جو ہین وقت سحر کچھ بھی نہین

تجھسے شرمندہ ہون اے پلّۂ میزان عمل
ہای ادھر بار گنہ اور ادھر کچھ بھی نہین

اے لطافت شبِ فرقت کو گذر جانے دے
رات ہی بھر کا یہ صدمہ ہے سحر کچھ بھی نہین

ذرا تجھسے یوسف کو نسبت نہین
یہ شوکت یہ صورت یہ سیرت نہین

کسی سے سوا تیرے الفت نہین
مجھے جھوٹ کہنے کی عادت نہین

جو برہم ہو وہ زلف ہے آپ کی
جو بدلی وہ میری طبیعت نہین

نہین عشق جسمین وہ دل سنگ ہے
جو الفت نہین آدمیت نہین

گئے ہین مزے سب جوانی کے ساتھ
وہ دن وہ سن اور وہ طبیعت نہین

گل تر کو مل دل کے پھینکین نہ آپ
مرا دل یہ حضرت سلامت نہین

ہین دیر و حرم مین بھی اے عشق آپ
کہان آپ کا دخل حضرت نہین

اشارہ یہی چشم نرگس کا ہے
ترے دید کی کسکو حسرت نہین

جو اوڑتی ہے ہر ایک کے ہاتھ سے
یہ پردار ہے چیز دولت نہین

بدن سے نکلتی ہے کیا جلد روح
مروت نہین کچھ محبت نہین

خجل ہوکے پریان چھپین قاف مین
کہان حسن کی تیری شہرت نہین

یہ دنیا ہے مومن کو دار المحن
سوا رنج و ایذا کے راحت نہین

فشار و سوال نکیرین ہے
ہمین تو لحد مین بھی راحت نہین

خدایا میسر ہو وصل بتان
سوا اسکے اب کوئی حسرت نہین

وہ بولے سنا ذکر فرہاد جب
مرے عاشقون مین یہ ہمت نہین

مزا شعر گوئی کا جاتا رہا
لطافت جہان مین لیاقت نہین

ہمارے گھر مین جو مہمان رات بھر کے ہین
طریقے آپ نے پیدا کیے قمر کے ہین

شب فراق عجب اضطراب ہی دلکو
غضب ہی شام ہی سے منتظر سحر کے ہین

شب وصال بھی عاشق سی اونکو نفرت ہی
جو سوتے بھی ہین تو پہلو سے میرے سرکے ہین

جو مین جہان مین آیا تو بولی جنت و نار
کہان کا قصد ارادے کہو کدھر کے ہین

عیان ہی سر مین سفیدی عدم کا قصد کرو
اوٹھو مسافرو آثار یہ سحر کے ہین

سدا ہی سوت پہ تکیہ ترے فقیرون کا
ہمیشہ سوتے کفن کو سرہانے دھر کے ہین

خمار خواب ہی انگڑائیان وہ لیتے ہین
گئے تھے غیر کے گھر جاگے رات بھر کے ہین

عدم کا حال سناتا ہے کیون ہمین زاہد
بندھے ہوے یہ مضامین کسی کمر کے ہین

نکال دو انھین جاین یہ دیر و کعبہ مین
تمھارے کوچہ مین جو لوگ ادھر ادھر کے ہین

نہ دو شراب و کباب اپنی بزم مین ہمکو
امیدوار فقط لطف کی نظر کے ہین

حضور دیکھیے تو کون ہی سوا خوشرنگ
وہ لعل اور یہ ٹکڑے مرے جگر کے ہین

وہ ذی وقار زمانے مین ہے مرا محبوب
فرشتے سیکڑون دربان جسکے در کے ہین

تمھارے گھر پہ وہ آتے ہین یہ کہے کوئی
ہمارے کان تو مشتاق اسی خبر کے ہین

ہی آج رنگ زمانے کا اور کل کچھ اور
یہ شعبدے فقط اس چشم فتنہ گر کے ہین

لطافت اشک بھرے ہین جو میری آنکھون مین
ہر ایک کہتا ہے دو لکے ابر تر کے ہین

اوسنڈتا ہی اگر دل اشک آنکھون سی ٹپکتے ہین
جو خالی شیشہ ہو جاتا ہی تو ساغر چھلکتے ہین

دم تزئین سیہ زلفون پہ وہ افشان چھڑکتے ہین
تماشا ہی شب تاریک مین جگنو چمکتے ہین

معاذ اللہ جمال یار عاشق دیکھ سکتے ہین
سنی ہی لن ترانی جب سی غش آئے ہین سکتے ہین

وہان گلزار مین رہنا مبارک ہمصفیرون کو
اکیلے ہائے ہم کنج قفس مین یان پھڑکتے ہین

ارے قاصد پتہ یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا
ہزارون ہین وہان دم توڑتے لاکھون سسکتے ہین

بھڑکتی ہی ہماری تن سے ایسی آتشِ فرقت
جگر اور دل ہین پہلو مین کہ انگارے دہکتے ہین

کسی کے ہجر مین ہی بال سی باریک جسم اپنا
یہ باعث ہو لہ چشمِ غیر مین ہر پل کھٹکتے ہین

تری مژگان کے سودے مین یہ کی ہی پشت پیمائی
ہمارے پاؤن کی چھالون سی کانٹے بھی کھٹکتے ہین

سمجھتے ہین جسے تیرِ شہابِ آسمان مردم
یہ میری آہ کے شعلے سوے گردون لپکتے ہین

گذر جس راہ سی ہوتا ہے میرے غیرتِ گل کا
بسی رہتی ہین گلیان تین دن کوچہ مہکتے ہین

بیابان مین پہنچتا ہی جو وحشی چشمِ جانان کا
[illegible] غزال کی آنکھون سی سب آہو لپکتے ہین

انا الحق کہتے کہتے مرگیا منصور سولی پر
[illegible] کو پیکر رندِ مشرب یون بہکتے ہین

دلِ عشاق کھاکر داغِ فرقت کرتے ہین نالے
[illegible] گل سوتے ہین تب بلبل چہکتے ہین

کیا تھا حسن روئے یار سے بل تو سزا پائی
کہ پیچ و تاب اب تک گیسوؤنکو ہی لٹکتے ہین

رخِ شفاف کسکا اے سکندر دیکھہ پایا ہے
کہ آئینون کو اب تک حیرتین ہین اور سکتے ہین

وہ پتلا آگ کا مین دل جلا ہون بعد مرنیکے
جہنم دور ہی سے دیکھہ کر مجھکو بھڑکتے ہین

مخل ہین کاتبِ اعمال دو نو اپنی خلوت کے
نہین [illegible] ہم بھی مثالِ سایہ پہلو سے سرکتے ہین

مجھے گریان جو دیکھا اے لطافت دوست یہ بولے
جھڑی ساون کی ہے یا آنکھ سے آنسو ٹپکتے ہین

پڑا ہی قالبِ خاکی جو روح تن مین نہین
اجاڑ شہر ہوا بادشاہ وطن مین نہین

مرا نظیر کوئی عاشقی کے فن مین نہین
یہ وہ کمال ہے جو قیس و کوہکن مین نہین

لیا ہی کون سی دلبر نے دل جو تن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

بیان یہ دوستون کا ہی جو مین وطن مین نہین
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ستم جو کرتے ہین گلچین تمام اور گلگیر
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہوا ہی بلبل و پروانہ پر جو ظلمِ فلک
چمن مین پھول نہین شمع انجمن مین نہین

ہرا ہی سبزۂ رخسارِ یار پھر کیونکر
سنا ہی نام کو پانی چہِ ذقن مین نہین

مثال شمع کے جلتا ہون شب بھر استادہ — جو بیٹھنے کی اجازت اُس انجمن مین نہین
فشار دے کے ملا ہی زمین نہ خاک مین تو — ابھی تلک کوئی دہبا مرے کفن مین نہین
جہان مین خاتمہ تجھپر ہے بیوفائی کا — وہ رحم جو ستم چاہ بھی ذقن مین نہین
خجل ہے کرکے تری چشم نے کیا ناپید — کہ نرگس آنکھہ لگاتے کبھی چمن مین نہین
گذر ہوا چمن کوے یار مین شاید — سماتی آج ہو اگل کے پیرہن مین نہین
ہماری دل مین ہے بلبل ہجوم داغون کا — اگ گلون کے کوئی خار اس چمن مین نہین
خدا کے سامنے جائے ہر ایک خالی ہاتھہ — یہی ہے وجہ کہ جو آستین کفن مین نہین
جلی کٹی کہین پروانہ سے نہ بزم مین ہے — زبان اسلیے گلگیر کے دہن مین نہین
گہر صدف سے نکل کر صدا یہ دیتا ہے — کہ آبروئے دانا کبھی وطن مین نہین

کبھی گئے جو **لطافت** کمال شوق مین ہم — وہ بولے تیری جگہہ میری انجمن مین نہین

پہلو سے وہ اُٹھے ہین کسیطرح کل نہین — کہتا ہے درد تھام کے دل کو سنبھل نہین
کہتا ہے میری قالب بیجان سے یہ کفن — دم مین ملین گے خاک مین کپڑے بدل نہین
پیری مین بھی ہے الفت گیسو سے پیچ و تاب — رسی تو جل گئی پہ گیا اسکا بل نہین
لینگے بلا مین زلف کی ہوگا جو دسترس — شانے کی طرح شکر خدا ہاتھہ شل نہین
دنیا مین اغنیا ہین نرگس کی طرح ہنسے — لیتا ہے جان زہر سے کم یہ عسل نہین
نیرنگ باغ دہر تو قابل ہنسی کے ہے — گلزار مین خندہ گل بے محل نہین
حاضر ہین کھیلیے دل عشاق کا شکار — زلف سیاہ تاب سے بڑہ کر رفل نہین
اس آفتاب حسن کو برگشتہ یون نہ کر — ای دہر رنگ صورت حربا بدل نہین
فرہاد و قیس عالم فانی کو چل بسے — افسوس کیا نصیب مین میرے اجل نہین
عاشق ہوے ہین دست حنائی پہ کی خطا — مہندی کی طرح یون دل عشاق کل نہین

تیغِ بتِ حسین نہ لگائینگے جب تلک
سودا مرا جہان مین ضرب المثل نہین

جوہر ہے زلفِ یار کا خم اور پیچ و تاب
بیکار بحث ہے وہ رسن جسمین بل نہین

بھڑکی ہوئی ہے آتشِ رخسار سے یہ پیچ
ہو جب روئے یار پہ زلفون مین بل نہین

عاشق ترا ہے ضعف و نقاہت مین مبتلا
پڑتی ہے چوٹ طاقتِ ضرب المثل نہین

عشاق سخت جان ہین کیسے قتل سیکڑون
اس پر بھی تیغ یار کی ابرو پہ بل نہین

دل لیچلے ہو تیر تو پہلو پہ اک لگاؤ
کیا شکر ہم کرینگے کہ نعم البدل نہین

تلوار کھینچکر جو وہ آئے ہین بہرِ قتل
سر شوق سے جھکائے ہون ابرو پہ بل نہین

بولے وہ عین نزع مین عاشق کو دیکھکر
بے دید میرے سامنے آنکھین بدل نہین

مشکل کشا کا نام **لطافت** زبان سے لے
مشکل وہ کون سی ہے جو دم بھر مین حل نہین

سمت میخانہ چلو سرد ہوائین آئین
میکشو مژدہ وہ ساون کی گھٹائین آئین

مئے جو پی ہمنے ہنسیا کی صدائین آئین
بنکے موجین لبِ ساغر پہ دعائین آئین

عجب انداز سے آج اسنے بنائین زلفین
قاف سے لینے کو پریان بھی بلائین آئین

باغ مین پھر مئے گلرنگ کا مینہ برسے گا
شوقِ مستون کا بڑھانے کو گھٹائین آئین

مر گیا کیا دلِ بیمار مرا سینے مین
کئی دن سے نہین آہون کی صدائین آئین

قتل عشاق پہ جب حسن ہوا آمادہ
کھیلنے سر پہ پری بنکے قضائین آئین

پھر خدا خیر کرے عشق کا پھر جوش ہوا
پھر جنون خیز بیابان کی ہوائین آئین

زلفِ جانان شبِ فرقت لحدِ تیرہ و تار
سر پہ عشاق کے کیا کیا نہ بلائین آئین

نہین معلوم کہ ہے کون سکھانے والا
تمکو کسطرح مری جان یہ جفائین آئین

غل مچاتے ہوئے میخوار گھرون سے نکلے
جھوم کر باغ مین مستانہ گھٹائین آئین

حالِ دل مجھسے جو پوچھا مرے ساقی نے کبھی
وہان شیشہ سے قلقل کی صدائین آئین

اہل وصل مستان ہی حسینون سے ہو وصل
ہان بغل گرم رہے سرد ہوائین آئین

تم جو اٹھلا کے چلے ہو گئی عاشق پامال
تمنے سیکھین جو ادائین تو قضائین آئین

ہم ہین روتے وہ لگاتے ہین لبو پر مسّی
مینہ برستا ہی بدخشان ہین گھٹائین آئین

ہاتھ اٹھاتے ہین جو مظلوم تو کہتے ہین ملک
کھولدو باب اجابت کہ دعائین آئین

نکلے وہ گور غریبان کی طرف سی جو کبھی
اسطرف آؤ یہ قبرون سے صدائین آئین

باغ مین چلیے لطافت وہین مے آج پئین
مینہ برستا ہی دہوان دہار گھٹائین آئین

ہم اس نگاہ سے ہر شعر تر کو دیکھتے ہین
کہ جیسے پیار سے لخت جگر کو دیکھتے ہین

وہ کس طرح چلے جاتے ہین گھر کو دیکھتے ہین
ہم آج آہ رسا کے اثر کو دیکھتے ہین

کمال عیب کو ہو تو ہنر سے ہے بڑھ کر
بشوق لوگ گہن مین قمر کو دیکھتے ہین

نظر ہمین نہین آتی جو یار کی صورت
مثال آئنہ حیرت سے گھر کو دیکھتے ہین

یہی نہین ہی شب ہجر بلکہ جان نہین
ہم آج شدت درد جگر کو دیکھتے ہین

قفس سمیت اوڑینگے اسیرے صیاد
کچھ آج تول کے سب بال و پر کو دیکھتے ہین

خدا کا شکر صفائی سے دن گذرتا ہے
بجائے آئنہ وہ رخ سحر کو دیکھتے ہین

وہ ترک دیکھ کے لالے کی سیر کہتا ہے
ہم آج باغ کے زخم جگر کو دیکھتے ہین

یہ سیم تن ہین فقط زر کے آشنا سچ ہے
گلے مین ڈال کے باہین کمر کو دیکھتے ہین

اوٹھا ہین شوق سی اب آپ اپنی رخ سی نقاب
کہ ہمنے تھام لیا ہے جگر کو دیکھتے ہین

ذقن پہ اونکی نہ کسطرح ہاتھ دوڑائین
کہ مول لینے سے پہلے ثمر کو دیکھتے ہین

مجھے یہ خوف ہی کم سن ہین ڈر نجائین وہ
بغور کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

ضرور اُسنے ہے خنجر پہ باڑھ رکھوائی
خمیدہ ہم کئی دن سے جو سر کو دیکھتے ہین

بھلا مقابل عشاق ہونگے کیا حجاج
یہ اسکو دیکھتے ہین اور وہ گھر کو دیکھتے ہین

ہمیشہ عالم پیری مین گرد ہین دلسوز
پتنگ یاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہین

دکھا کے حسن وہ ہین لوٹ مین پڑے کیسے
کہ دل تو چھین چکے اب جگر کو دیکھتے ہین

لحد مین شانہ ہلاتے ہین جب عزیز احباب
سنا ہی کھول کے آنکھہ اپنے گہر کو دیکھتے ہین

بچشم یار کی فرمائش اے غم فرقت
ہم اپنے سینے مین دل تو جگر کو دیکھتے ہین

لطافت

شب فراق یہ شوق صبح کا ہے
کہ آدہی رات سے نجم سحر کو دیکھتے ہین

رقم آنکھون سے کرتے چشم جانا نکی ثنا لونمین
نہوتی شاعرو گر شاخ وحشت کی غزالونمین

دورنگی اک طلسم تازہ ہی ان خوشجمالونمین
نہایت کالے کالے تل ہین گوری گوری گالونمین

بلا کے پیچ پھندی قہر کے حلقہ ہین آفت کے
اولجھ کر رہ گیا حسن اونکے گھونگھر والے بالونمین

قیامت کا نمونہ دہوپ ہی صحرای وحشت کی
چھپے آ آ کے کانٹے بھی مرے تلوونکے چھالونمین

تصور مین کسی عاشق نے شاید لے لیے بوسے
نہین بیوجہ سرخی نازکی سے انکے گالونمین

کلیجہ منہ کو آیا دل گیا اس زلف کیجانب
جدائی عشق نے ڈالی مرے نازونکے پالونمین

برہمن کو مبارک دیر یہ پتھر کی تصویرین
ہمارے بت ہین وہ رہتی ہین جو دل کے شوالونمین

جلانے کو کہا گلگیر نے گل شمع کی لیکر
عجب لذت ہی پروانو مرے منہ کے نوالونمین

لگا جوبن مین دہبا اور بوسے غیر کو دیتے
نہین خط سیہ ہی اسکے رخ کا عکس گالونمین

جنون نے دشت گردی مین خمیدہ کر دیا اتنا
کہ بنکر خار پلکین چبہ گئین تلوونکے چھالونمین

دم زینت وہ حسن آئینہ اور مہندی سے کہتا ہے
کہ تو منہ دیکھنے والونمین ہی یہ پائمالونمین

تمھاری ابرونمین چاند سی کی جب نظر آئی
ہوا ثابت کہ فرق اک ماہ کا ہی دو ہلالونمین

حباب بحر کہتے ہین کہ آؤ غافلو دیکھو
بھری ہی بے ثباتی بہر عبرت ان پیالونمین

مرے محبوب پر ہین جان دیتے زیست اپنی
خضر ہین زہر کھانے والے عیسی نیوالونمین

خلاف قاعدہ ہین اس غزل مین قافیے موزون

لطافت کیا کرین یہ رسم ہے صاحب کمالونمین

ہجر کی شب بھر گئے روئے سحر دیکھا نہین
طول ایسا ہمنے قصہ مختصر دیکھا نہین

برہمن کعبہ کے در پر کہہ رہا ہے شیخ سے
ہمکو بھی دکھلا دو کیسا ہے یہ گھر دیکھا نہین

کہتی ہین اسمین پہ یان حسن انکا دیکھہ کر
ہم سے بھی اچھا ہی ایسا تو بشر دیکھا نہین

اونکو یکتائی کے دعوی پر نہایت ہی غرور
اس نظر سے آئنہ بھی بھول کر دیکھا نہین

تو دکہا دے نوح کے طوفان کا ہی اشتیاق
سنتے آتے ہین مگر اے چشم تر دیکھا نہین

آہ ای دل تو نکر نا شاید آئے گا وہ یار
استخارہ اشک کی دانونپہ کر دیکھا نہین

اہل عزت کے لیے ہی شرط ناسور جگر
آبرو سے ہمنے بن بیدھا گہر دیکھا نہین

ڈر گئے ہو اک مری بیتابی دل دیکھہ کر
شکر ہی تمنے مرا زخم جگر دیکھا نہین

اپنی دولت سی بخیلان جہان ہین بی نصیب
بخل کہتا ہی کسی جا جمع کر دے کھا نہین

ہجر کی شب بے سحر اسواسطے مشہور ہے
زندہ رہتے کوئی عاشق رات بھر دیکھا نہین

تو وہان سی آتے ہی انعام کا طالب ہوا
مینے خط بھی کھولکر اے نامہ بر دیکھا نہین

جب دوپٹہ ہٹ گیا سینہ سی پوچھا یار نے
کھا قسم آنکھون کی تونے تو ادھر دیکھا نہین

طعن سے وہ عاشقونمین اپنی فرماتے ہین آج
سنتے ہین پر عشق صادق کا اثر دیکھا نہین

زاہد انکو دیکھہ کر رہتا بھلا پابند شرع
آگیا غش اسلیے بار دگر دیکھا نہین

ای لطافت دیکھیے تدبیر لینے کی ذرا
کہتے ہین وہ دیکھہ کر دل کو جگر دیکھا نہین

وہ کمسن ہین تو اٹھہ کر نیند سی آنکھونکو ملتے ہین
نگہ کے نیچے عاشق پہ صیقل ہو کے چلتے ہین

چلے ہین غیر کے گھر آج وہ کپڑے بدلتے ہین
بہانہ ہو گیا ہم عطر لیکر ہاتھہ ملتے ہین

محبت مین ہی ایسا زخم کھانے سی مزہ پایا
تمھاری تیر کی پیکان سی عاشق دل بدلتے ہین

زیادہ ہجر سی ہی وصل مین پروانونکو ایذا
تڑپتے دن کو یاد شمع مین ہین شبکو جلتے ہین

نہیں معلوم جلوہ کس حسین کا ہے نظر آتا
جو مرنے والے عین نزع میں آنکھیں بدلتے ہیں

وہ ذکر غیر کرتے ہیں گلے میں ڈال کے بانہیں
بظاہر دل تو ٹھنڈا ہے مگر باطن میں جلتے ہیں

مقام رشک ہے کیا دیکھتا ہے یار کا جوبن
ہم آئینہ سے اپنا دیدہ حیران بدلتے ہیں

ہماری عشق صادق سے ہے پروانے کو کیا نسبت
جو وہ ظاہر میں جلتا ہے تو ہم باطن میں جلتے ہیں

کہاں ثابت گریبان وحشیونکے موسم گل میں
رفو ہوتے ہیں اک جا سے تو سو جا سے نکلتے ہیں

ہوائے گلشن آفاق میں سمیت ایسی ہے
شجر ہیں سبز ہو جاتے زمیں سے جب نکلتے ہیں

نکلتے ہیں جو باری باری مہر و ماہ اب سمجھے
ہمارے زخم دل کا آسمان پھاہا بدلتے ہیں

مرے دل میں جناب عشق آتے ہیں مبارک ہو
پھر آہیں لے کے استقبال کو آنسو نکلتے ہیں

خجل مجھکو کیا ہے ذبح میں اس سخت جانی نے
کٹا جاتا ہوں میں ہر بار وہ خنجر بدلتے ہیں

پریشان کیوں نہو عاشق بلا ہے طول دونوں کا
شب فرقت سے بھی کچھ آپ کے گیسو نکلتے ہیں

فلک ہے وصل کا دشمن بڑا کر ضعف کہتا ہے
حسد کی جا ہے کیوں عاشق کف افسوس ملتے ہیں

جو کمسن ہیں کسی کے جھانکنے کا شبہہ ہوتا ہے
مکدر ہو کے وہ ہر بار آئینہ بدلتے ہیں

حنا کہتی ہے یاد آتی ہے جب پیری جوانونکی
کبھی سر پر چڑھائینگے ابھی پاؤں میں ملتے ہیں

کبھی محفل میں پروانہ کبھی بلبل گلستان میں
جناب عشق ہرجا بھیس اک طرفہ بدلتے ہیں

غضب کی شوخ ہیں چالاک ہیں عیار ہیں
الگ بیٹھے ہیں چھپکے دل مگر سینہ میں ملتے ہیں

ستم ہے میں جو روتا ہوں تو وہ کہتے ہیں ہنس ہنسکر
دھواں ان ہے آہ کا اسوجہ سے آنسو نکلتے ہیں

ترا تیر نگہ دل توڑ کر نکلا جو پہلو سے
کہا فوارہ خون نے ٹھہریے ہم بھی چلتے ہیں

ابھی ہو جائے ثابت بے ثباتی ہے سو آئینہ
حباب بحر سے ہم زندگی اپنی بدلتے ہیں

حباب کریاں چھپکا جب اگاں اسنے کہا مجھسے
تماشا ہے زمرد کھاکے ہم یاقوت اگلتے ہیں

اشارہ وصل کا ہیں جوڑ کر ہاتھ انسے ہم کرتے
کوئی دیکھے گا کہدینگے کف افسوس ملتے ہیں

برستے ہین انھین پر سنگ جو اشجار پھلتے ہین

مصرع عہا بر مصرع مشہور حسب فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر

اعلی اللہ مقامہ

دل سی بڑھ کر لوح کوئی آجتک پائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
آنکھین دیکھین حسن دل نے تاب یہ پائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
مانی و بہزاد کی منظور رسوائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
عشق صادق ہی جنھین ہرگز تماشائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
وصل ہو کاغذ سے دیکھین ایسی سودائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
ہمتو کیا موسی کو نظارے کی تاب آئی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
ناز و غمزہ اور بن سکتے خود آرائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
آنکھ اٹھائین ضعف مین اتنی توانائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
وہ تلون سی بری ہی اور ہرجائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
بوسے لین گے بے ادب ہوکر شکیبائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
وصل ہی ہر وقت نوبت ہجر کی آئی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
غیر کی تقلید بیجا یہ پسند آئی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
روح کی ماہیت انسان نے کبھی پائی نہین	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
ای مصور ہی عدم ہوئے کمر عنقا دہن	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
خود تصور ہی مصور ہے کرین کیون التجا	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
بے قلم بوسے مصور حسن دیکھے تھرہے	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین
نازنین ہی وہ کشش کا نام بھی ہے ناگوار	اسلیے تصویرِ جانان ہمنے کھنچوائی نہین

دل تو کھو بیٹھے کرینگے حسن رخ پر کیا نثار
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

جب نظر ٹھہری نہ دم بھر حسن پر کیا فائدا
اسلیے تصویر جانان تمنے کھنچوائی نہین

ہجر کا سامان کرنا وصل مین ہے فال بد
اسلیے تصویر جانان تمنے کھنچوائی نہین

بیخبر ابتک ہی جوبن پر کہین نازان نہو
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

بعد مرنے کے نہین معلوم آئے کسکے ہاتھ
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

برہمن پوجینگے بوسے غیر لینگے رشک ہے
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

شوخ ہی چالاک ہی دم بھر ٹھہرنا ہی محال
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مردم دیدہ سے کہدو رشک ہی دیکھین نہ حسن
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ای لطافت خود ہو جو بے مثل کیا اسکی مثال
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

ردیف واو

بناؤ آئینہ مین زلف پیچان دیکھتے جاؤ
حلب کی سیر لطف سنبلستان دیکھتے جاؤ

ادہر آؤ ہمرا وحشت کدہ ہان دیکھتے جاؤ
ہی یہ دلچسپ چھوٹا سا بیابان دیکھتے جاؤ

خیال زلف مین الجھن ہے جانان دیکھتے جاؤ
ذرا ٹھہرو مرا حال پریشان دیکھتے جاؤ

مثال چشم جوہر آنسوؤن کے پاکے کہتا ہون
زہی قسمت جمال مہ جبینان دیکھتے جاؤ

نقاب رخ الٹکر عاشقون سے یار کہتا ہے
نکالو آج اپنے دل کے ارمان دیکھتے جاؤ

مرے ہمدم ہین کہتے دیکھ کر اُس رشک عیسیٰ کو
قریب مرگ ہی بیمار ہجران دیکھتے جاؤ

تلاش کوی جانانمین جو مین نکلا قیامت کو
کہا رضوان نے جنت کا گلستان دیکھتے جاؤ

تمھاری چشم کا عاشق ہوا ہون در پہ بیٹھا ہون
مجھے آنکھین دکھاتے ہین نگہبان دیکھتے جاؤ

ہماری لخت دل آنکھو نمین آکر اُنسے کہتے ہین
بہت سے اور ہین لعل بدخشان دیکھتے جاؤ

ہوئی صبح شبِ وصلت ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ
کرینگے چاک اب ہم بھی گریبان دیکھتے جاؤ

جنون مین چشم بنکر آبلے تلوونسے کہتے ہین
ذرا کیفیت و سیرِ بیابان دیکھتے جاؤ

شبِ وصل آتے ہی بنی نگین آئینہ مین لفین
نکالا پھر وہی جنجالِ ہجران دیکھتے جاؤ

دمِ تزئین یہ اُنسے جوہرِ آئینہ کہتے ہین
بڑہا و آبرو میری جو دندان دیکھتے جاؤ

لڑا کر غیر سے آنکھین مرا خونش چشم کہتا ہے
دکھائے گردشین جو چرخ گردان دیکھتے جاؤ

بدن پر داغِ سودا چشم بنکر مجھسے کہتا ہے
تماشا رہگذر کا حسنِ طفلان دیکھتے جاؤ

کیا ہے لعل کو ہمسر لبِ رنگین جانان سے
تم اپنی شوخیان اہلِ بدخشان دیکھتے جاؤ

مرا دل آرزو و حسرتِ مُردہ کا مدفن ہے
ادہر آؤ ذرا گورِ غریبان دیکھتے جاؤ

رقیبون سے مخاطب اسقدر رہتے ہو محفل مین
گنہگارون کو بھی مُڑ مُڑ کے جانان دیکھتے جاؤ

بلایا پھر رقیبون کو اشارہ کرکے مژگان کا
لگاتے ہو دلِ عاشق پہ چھریان دیکھتے جاؤ

نقابِ رخ اُلٹ کر حسنِ جانان سے صدا دیتا
خریدارو چلو سیبِ زنخدان دیکھتے جاؤ

سیاہی اور سفیدی چشم کی ہر وقت کہتی ہے
دو رنگی اپنی اے گبر و مسلمان دیکھتے جاؤ

اشارہ وقتِ پیری ہے یہی قدِّ خمیدہ کا
مقامِ قبر بالائے زمین ہان دیکھتے جاؤ

دمِ جامہ دری مین شاعرو اشعار کہتا ہون
ہر اک مصرع مرا دست و گریبان دیکھتے جاؤ

مری زنجیر کہتی ہے جنون طرفہ تماشا ہے
ہمہ تن اسلیے ہون چشم زندان دیکھتے جاؤ

نکل کر گھر سے شوقِ دید مین آئینہ کہتا ہے
ہوے جوشِ جنون مین ہم بھی عریان دیکھتے جاؤ

عدم کے جانیوالون سے اجل کہتی ہے دنیا مین
یہ دلچسپ اک سرا ہے رہ کے مہمان دیکھتے جاؤ

شبِ قدر آنکے گیسو کی دکھا کر رخ کو کہتی ہے
دعا مین عاشقو مانگو یہ قرآن دیکھتے جاؤ

ترا دیوانہ ہے مشہور ایسا حسن مینی مین
بلاتے ہین کھلونے والے پریان دیکھتے جاؤ

مہِ نو کا ہر اک سے اے لطافت یہ اشارہ ہے
فلک کھینچے ہوے ہے تیغ عریان دیکھتے جاؤ

مژدہ دیتی ہے صبا آکے یہ میخواروں کو
فصل گل آئی چلو ہوتے گلزاروں کو

خط سے کیا حسن ملا یار کے رخساروں کو
لطف نے گھیر لیا سبزہ نے گلزاروں کو

آج بازار میں آیا ہے وہ رشکِ یوسف
حسن سے کہدو کہ لے آئے خریداروں کو

برہمن حسن خداداد کی عاشق ہو کر
کلمہ پڑھتے ہیں ترا توڑ کے زناروں کو

صدمۂ ہجر میں مرتے ہیں تو جی جاتے ہیں
موت ہے مثلِ مسیحا ترے بیماروں کو

آنکھیں اسطرح سے جلتی ہیں ترے گریہ کی
جیسے پانی میں بجھائے کوئی انگاروں کو

سنکے تعریف ان آنکھوں کی کہا نرگس نے
واہ کیا چشم نمائی ہوئی بیماروں کو

پاؤں کے آبلوں کی خوب ہی رکھی ہے سبیل
تر زباں ہم نے بیاباں میں کیا خاروں کو

یوں مکدر دلِ عاشق میں ہیں داغِ فرقت
راکھ میں جیسے دبائے کوئی انگاروں کو

ناتواں ہجر میں اسدرجہ ہوا ہوں ابتو
توڑ سکتا نہیں میں آنسوؤں کے تاروں کو

سر پہ ہے آبلۂ پا کی پنھائی دستار
خلعتِ سرخ لہو کا جو دیا خاروں کو

جوشِ سودا سے بیاباں میں قضا کی افسوس
میرے مرنے کی خبر بھی نہوئی یاروں کو

چمنِ دہر نے سبکو بدوں سے کھٹکا
نہ چنا باغ میں گلچیں نے کبھی خاروں کو

نکہتِ گل سی قفس میں ہے عنادل کہتے
شاد کر آکے کسی روز گرفتاروں کو

عشقِ مژگاں کا ہوا اچھا نہیں کیا ای قاتل
تیرباراں جو کیا اپنے گنہگاروں کو

آتشِ گل پہ بہار آتی ہے پھر کی ابکی
کر دیا مات گلِ سرخ نے انگاروں کو

دوش پر لے گئے تا قبر جنازہ افسوس
مجھپہ احسان ہوا تکلیف ہوئی یاروں کو

گل کو نظروں پہ چڑھائے نہ کبھی پھر بلبل
آکے سونگھے جو ترے اترے ہوئے ہاروں کو

قتل کر کے کسے بشاش ہیں یہ اے قاتل
خندہ لب دیکھتے ابتک ہیں جو سوفاروں کو

پائے پر آبلہ صحرا میں سروں پر رکھے
میری تعظیم جو منظور ہوئی خاروں کو

گردشِ چشم سے ابرو ہیں ترے برق بنے
تیز یہ سنگِ فساں کرتی ہے تلواروں کو

عشق ابروی حسینان ہے دل شیدا ہین — ہمنے اک میان مین دیکھا کسی تلوارون کو

مختلف قافیہ تو نظم لطافت نے کیے
اب سنائے نئے عنوان سے منقارون کو

کباب پاتی ہین جو گرم آپ کی رفتارونکو — آگ کھاتے ہین مزا ملتا ہے منقارون کو
بلبلین نام تو لیتی ہین ہمارے گل کا — پہلے پھولون مین بسالین کہو منقارونکو
دست صناع کو بھی تھا عشق عنادل کا خیال — صورت غنچہ بنایا ہے جو منقارون کو
شام سے چیختی ہین مرغ سحر وصل کی شب — لطف ہو موت کرے بند جو منقارون کو
بلبلین گل کے لیے سوکھ کے کانٹا ہوئین — کردیا خار خزان آتے ہی منقارون کو
تن لاغر مرا تنکا سا چمن مین پاکر — بلبلین دوڑتی ہین کھول کے منقارونکو
مانتے ہم تری تاثیر جب اے فصل بہار — سبز کردیتے عنادل کی جو منقارون کو
استخوان کھاتی ہین مجھ سوختہ تن کی ناحق — کیون جلاتی ہی ہما مفت مین منقارون کو
بلبلین سمجھین گی کیا اُنسے نہین مُنہ اپنا — دیکھ لین آئنہ آب مین منقارون کو
بلبلین کہتی ہین کچھ راز دل اپنا شاید — گوش ہر گل سے ملائے ہین جو منقارون کو
فصل گل باغ سے کیا جلد گئی ہی ابکی — بلبلین کھولنے پائین بھی نہ منقارون کو
بلبلو شاخون کی شمعون پہ ہین گل کے شعلے — تم بھی گلگیر صفت کھول دو منقارون کو
بلبلین چیختی ہین باغ مین سوتا ہی وہ یار — رگ گل لے کے کوئی باندھ دے منقارونکو

بلبل طبع لطافت نہ کر اب گلریزی
کرچکا نظم بہت طرح سے منقارون کو

للہ الحمد اولو العزم ہین دلبر گیسو — لائے ہین مصحف خط بنکے پیمبر گیسو
ساتھ سوتا ہے وہ گل جبکہ بنا کر گیسو — تختہ سنبل کا بنا دیتے ہین بستر گیسو
خوف آتا ہی بہت رکھتے ہین گھونگھر گیسو — اُلجھین مشاطہ نہ آئینہ سے جوہر گیسو

پاؤن مین یار کے مہندی ہے تو سر پر گیسو — آتش رنگ حنا سے نکلے ہے دہوان بنکر گیسو
ہاتھ دکھنے لگے اُنکے جو بنا کر گیسو — پاؤن پڑنے کے لیے بڑھ کے گیا ٹھہر گیسو
بل کی لیتے ہین اُلجھ پڑتے ہین اکثر گیسو — چڑھ گئے ہین بہت اُس حور کے سر پر گیسو
زندگی مین نظر آئے ترے دلبر گیسو — سنبل باغ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو
حورین کہتی ہین ترے پا کے معطر گیسو — سنبل باغ جنان سے بھی ہین بڑھکر گیسو
رات کو یار نے بالون پہ ہی افشان چھڑکی — شب یلدا کی طرح رکھتے ہین اختر گیسو
زلف جانان کی ہین پیچیدہ مضامین خط مین — بدلے چوٹی کے نکالے گا کبوتر گیسو
بال کھولے جو وہ گل فاتحہ پڑھنے آیا — قبر عاشق پہ بنی پھولون کی چادر گیسو
قطعہ
حسن کا دونون کو دعوی ہے لڑائی ہے نئی — بحث آپس مین ہے کرتے رخ دلبر گیسو
روئے زیبا کی طرف فوج لگا ہونکی ہے — ساتھ لائے دل عشاق کا لشکر گیسو
سیر ظلمات کی خواہش نہ سر مو رہتی — دیکھتا گر مرے دلبر کے سکندر گیسو
فرصت وصل اُنھین آئنہ شانہ سے نہین — سارے دن مین نظر رخ ہی تو شب بھر گیسو
جوبن اوڑ چلتا ہی جب بال بناتے ہین وہ — طائر حسن کے بنجاتے ہین شہپر گیسو
پھنس گیا دام مین پاس اُنکے جو خط لیکے گیا — پھندے بالون کے بنے بہر کبوتر گیسو
داغ دینا دل عاشق کو جو ہوتا ہے پسند — بندے یاقوت کے کر دیتے ہین اخگر گیسو
ربط دل نے مرے صد شکر دکھائی تاثیر — سر چڑھا اُنکے دہوان آہ کا بنکر گیسو
کاکل و زلف سے بال اُنکے جو بچ رہتے ہین — کنگھی کر دیتی ہے مشاطہ بنا کر گیسو
کشتیان ابروے جانان کی تلاطم سے بچین — بنگئے حسن کے دریا مین جو لنگر گیسو
کھینچکر آہ ترے حسن کو ہم دیکھتے ہین — روے روشن سی ہٹا دیگی یہ صرصر گیسو
کس شہید ستم و ظلم کا غم ہے قاتل — جوہرون کے ہین جو کھولے ہوے خنجر گیسو
دیکھ کر جلوہ جو اُس رخ کا غش آجاتا ہے — لخلخہ مجھکو سنگھا دیتے ہین بڑھکر گیسو

کیج ادائی ہی عشق کی تو طرفہ سماں ہی
بل بھی رکھتی ہین خم زلف تو گہونگھر گیسو

دل عاشق کی شکایت ہی مگر مشاطہ
کان مین یار کے کچھ کہتے ہین جھک کر گیسو

کالت گوہر دندان ہین معدن جادو آنکھین
رخ مکان حسن کا خوشبو کے ہین گہر گیسو

پیچ و تاب اپنا جو ہر دن نے دکھایا مجکو
یاد آس ہجر کی آئی لب کوثر گیسو

حسن دلدار نے رکھی ہی دکان عطار
صندلی رنگ ہی رخ کا تو ہی عنبر گیسو

قتل عاشق کے کیا حسن نے انکو بھی اسیر
خوب زنجیر بنی پاؤن کی پڑ کر گیسو

عشق کا کل مین ہین سراسر بن سیہ اور طویل
بنگئے کیا مرے اعمال کے دفتر گیسو

میرے میخانہ کی افتاد بھی ہی حسن کے ساتھ
بال پڑ جائین تو پیدا کرے ساغر گیسو

ای لطافت وہی سر شمر نے کاٹا افسوس
جسکے دہویا کیے جبریل و پیمبر گیسو

دکھاؤن گر مصور وصل کی کیفیت اس گل کو
گل تر کے ورق پہ کھینچ دے تصویر بلبل کو

جگہ گلزار میں کیون باغبان نی دی ہی سنبل کو
دہوان دیکھا تھا کیا عندلیب آتش گل کو

سمجھ کر قرض کہہ دیتے ہین ساقی کے تغافل کو
اور مر جاتی ہین بادہ کش شیشو نکی قلقل کو

قلم ای باغبان کرتا ہی شاخ سنبل و گل کو
یہ تیری کاٹ چھانٹ اکدن کریگی ذبح بلبل کو

قناعت مین غنی ہو کر بڑہایا ہے تجمل کو
بنایا ہمنے مسند صبر کو تکیہ توکل کو

ہوی عشاق مین بدنام جرأت آئی بلبل کو
تو خوشی سے دیکھتی شب بھر ہی وصل شبنم و گل کو

بلا کی پیچ دعوی بل بی آرائش کا کاکل کو
پریشان کردیا تمنے چمن مین جاکے سنبل کو

عروسان چمن نے جب سے دیکھا اونکے کاکل کو
دہوان کہہ کے اوڑایا چٹکیو نمین حسن سنبل کو

محبت عارضی ہوتا ہی ہی گل سے بلبل کو
نہ کیون منقار مین اکدن اٹھایا شمع کی گل کو

چمن مین کچھ تو باقی رکھ کہ ہو تسکین بلبل کو
اوٹھا سر پہ نہ قارون کی طرح گلچین زر گل کو

چمن کی ہجر مین موت آئی اتو وصل حاصل ہو
کفن دے دامن گل کا ارے صیاد بلبل کو

مرا دل چھین کر وہ پوچھتے ہین کیون تڑپتے ہو
کیا ہی حسن نے تعلیم اس طرفہ تجاہل کو

نگاہون پر چڑہا گاہی گرا مین اونکی نظرون سے
بہت حیلی ہوئے ہون اس ترقی اس تنزل کو

تری چاہِ ذقن کے معجزے جان بخش ہوتے ہین
فسونگر بھول جائین کیون نہ سحر چاہِ بابل کو

گذرگاہِ نگاہِ عاشقان صانع نے ٹہرائی
جگہہ آنکھوںپہ دی ہی ابروے دلدار کے پل کو

شب وصل اسنے پوچھا شام ہی سی رات کتنی ہے
کوئی دیکھے تو عیاری کو شوخی کو تجاہل کو

جنون کا داغ سر پر تاج تن پر ریگ کا خلعت
کدہر ہی قیس دیکھے دشت مین میرے تجمل کو

ترا انکار کرنا ذبح کرتا ہے ارے ساقی
رگِ گردن سی میرے باندہ اپنے شیشۂ مل کو

نکالی روح عزرائیل نے تن سے جوانی مین
چمن سے لیچلا صیاد فصلِ گل مین بلبل کو

نگاہین میٹھی میٹھی بزم مین پڑتی ہین ایساقی
پئے جاتے ہین آنکھومین شرابی ساغرِ مل کو

شکار اسنے کیا جو مرغِ مضمون سامنے آیا
قلم سے میرے کچھہ نسبت نہین شاہین کی چنگل کو

کہین گے حشر کو عاشق ابھی تربت مین سوتے تھے
ہوئے بیچین سنکر صورِ اسرافیل کے غل کو

غریقِ بحرِ عصیان مرکے واماندون سے کہتے ہین
سمجہہ کر طے کرو دنیاے ناہموار کے پل کو

ہوئی ہی شرطِ حسن و عشق مین طرفہ تماشا ہے
بڑہاتے ہم ہین دودِ آہ کو وہ اپنے کاکل کو

کبھی گہوارہ مسکن تھا زمین مین گاہ مدفن تھا
جہان مین آئے تھے ہم اس ترقی اس تنزل کو

کمان کی پشت ہی سمتِ عدو لیکن ہے تیرافگن
خطا ہے جانتا بیکار دشمن کے تغافل کو

ہوا کیسی چلی ہے بخل کے گلزارِ عالم مین
کہ ہر غنچہ نے مٹھی مین دبایا ہے زرِ گل کو

دوئی معشوق و عاشق سی اٹھی بس ایک
ملی مانند غنچہ اسلیے منقار بلبل کو

کنارے گور کے پہنچے اگر رہ شہادت سے
اری سفاک طے کرکے تری تلوار کے پل کو

دو عملے مین پھنسا ہون ہای مین کسکا کہا مانون
بڑہاتے ہین طمع کو حاجتین غیرت توکل کو

شرابِ حوضِ کوثر کا فقط خواہان لطافت ہے
لگا نے گا نہ منہ اسس تلخ و بد بو بد مزہ مل کو

نہ چھوڑا غم نے مجکو آشنا گر ہو تو ایسا ہو
جو مونس ہو تو ایسا ہو جو یاور ہو تو ایسا ہو

نئی دلجوئی کا مہ لقا گر ہو تو ایسا ہو
خضر سے چھین لے دل کو جو دلبر ہو تو ایسا ہو

لحد مین پاؤن پھیلائے عجب راحت سے سوتے ہین
نہ نکلے مر کے انسان حشر تک گھر ہو تو ایسا ہو

مری تقدیر کی کہا کر قسم عشاق کہتے ہین
کیا معشوق کو عاشق مقدر ہو تو ایسا ہو

سنا کر حال دل اپنا رجوع اسکو کیا ہمنے
جو جادو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو

کیے ناقوس نے ہر چند نالے دیر مین لیکن
نہ پگھلا ان بتون کا دل جو پتھر ہو تو ایسا ہو

شب فرقت صدائے پاسبان تکبیر مین سمجھا
اذان کا اشتیاق اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

کیا منہ پھیر کر قاتل نے مجکو ذبح خنجر سے
دم آخر بھی برگشتہ مقدر ہو تو ایسا ہو

پلائی دل لگا کر مجکو چلو سے شراب آنکھ نے
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

در مضمون ترے دندان کا میرے دلمین پنہان ہے
صدف گر ہو تو ایسی ہو جو گوہر ہو تو ایسا ہو

بنا مسجود خلق اللہ سنگ آستان تیرا
بتون نے بھی کیا سجدہ جو پتھر ہو تو ایسا ہو

نہ وقت ذبح بھی منہ سے کہی تکبیر او قاتل
غرور و کفر و کبر اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

مری اوسکی محبت دیکھکر اغیار کہتے ہین
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

کسی گل کے ہین عاشق دل شگفتہ ہوتے ہین تربت
ہماری قبر پر پھولون کی چادر ہو تو ایسا ہو

جگہہ اب فضل خالق سے ہوا اس دلدار کے دل مین
اگر ہم خانمان برباد کا گھر ہو تو ایسا ہو

ہوا ہین ذبح ابرو کا اشارہ جب کیا تمنے
چھری گر ہو تو ایسی ہو جو خنجر ہو تو ایسا ہو

فقرہ نے اسکے چبھہ کر دلمین یہ تاثیر دکھلائی
ہوا سودا ہمارا تیز نشتر ہو تو ایسا ہو

بلا گردان پریرو پر رہا خط دیکھے عاشق کا
پھڑکنے کی یہ باتین ہین کبوتر ہو تو ایسا ہو

لطافت کا دکھا کر حال وہ غیرون سے کہتے ہین
مقام رشک ہے عاشق جو ہمسر ہو تو ایسا ہو

آرزو تھی صید ہونے کی تری نخچیر کو
قسمین دے دے کر لہو کی ہے بلا یا تیر کو

قتل کا مژدہ دیا جب عاشق دلگیر کو
نامہ بر خوشی سے قاتل نے بنایا تیر کو

توڑ کر کھتے ہین قلب عاشق دلگیر کو
آشیان درکار تھا مدت سے مرغ تیر کو

دو اجازت بوسے لینے کی مجھہ دلگیر کو
گر سکھاتے ہو لب معشوق ہونا تیر کو

جذب دل آہن ربا سے چھین کر تا تیر کو
کھینچ لاتا میر کیجانب سے اونکے تیر کو

تاز سے بولے وہ بسمل دیکھہ کر نخچیر کو
توڑے گا دم کے دھوکے سے نہ میرے تیر کو

دیکھنے آتے ہین تیر انداز مجھہ نخچیر کو
خوف ہے ہا پہنچے نہ چشم زخم اونکے تیر کو

نوجوانو چاہیے سمجھو غنیمت پیر کو
ہی کمان کی وجہ سے قوت زیادہ تیر کو

چشم عاشق پر نہین ہو جبہ مژگانکی صفین
دی ہے آنکھو نے جگہہ قاتل کے ہر اک تیر کو

نوجوانو موت کچھہ موقوف پیری پر نہین
دوڑتے آگے کمان سی دیکھتے ہین تیر کو

چھد کے میرا دل نکل آیا تو قاتل نے کہا
مل گیا لو اور اک پیکان ہمارے تیر کو

نوجوانو اپنے قد راست پر نازان نہو
ایکدن پیری بنائیگی کمان اس تیر کو

دل کو لیکر ناتوانی مین لبون تک آئی آہ
مل گیا سوفار و پیکان دیکھنا اس تیر کو

آہ سنتی ہی نگاہ تیز سے دیکھا مجھے
تیر پر روکا مری ابرو کمان نے تیر کو

نیچی نیچی اونکی نظرون کا اشارہ ہی یہی
ہان جبھی جانین کہ دل پر روک لیں اس تیر کو

وہ اگر پوچھے گیا کیونکر دل عاشق سے صبر
چھوڑ کر قاصد دکھا دینا کمان سے تیر کو

پوچھتے کیا ہو جوانی کے گذر جانیکا حال
چھوٹتے دیکھا کمان سخت سے ہے تیر کو

سخت جانی سی مرے ہے بدگمانی اسقدر
یار نے کہہ کر خدا حافظ ہے چھوڑا تیر کو

صید گہہ مین قاتل و مقتول دونون ہین خجل
ہم ہین اپنی جان کو روتے وہ اپنے تیر کو

لین بلائین کسنے مژگان کی نکالو سبکے نام
ہاتھہ عاشق کا پکڑتے حکم ہو گر تیر کو

صید ہو کر مین تمھاری رعب سے تڑپا نہین
پوچھ لو دو حکم گویائی زبان تیر کو

چشم قاتل مین ستم ہے سرمۂ دنبالہ دار
دیکھہ لو گوشے سے چلتے اس کمان مین تیر کو

ای لطافت کیسی تکلیف اور راحت بڑہ گئی
جانتا ہون جان تازہ دل مین اونکے تیر کو

غیر پر پہنا ہیچ نہ کیجیے آپ اپنے تیر کو
مانگ لیجیے مجھسے آگر آہ بے تاثیر کو

چھان کر خاک ای مصور حسن یوسف ڈہونڈلا
چاہیے گرد ہ مرے محبوب کی تصویر کو

بے ثباتی کہہ رہی ہی سبکو دکھلا کر حباب
غافلو دیکھو تم اپنی زیست کی تصویر کو

گہر بنانے کا یہان موجد کوئی دیوانہ ہے
دیکھ لو ہر ایک در پر غافلو زنجیر کو

گر لپٹ کر خواب مین عارض کے بوسے لیے
آپ منصف ہین سزا دیجیے مری تقصیر کو

دشت کو جاتا ہون مین دیوانہ زندان مین ہے غل
پاؤن پڑتی ہی مرے الفت ہی کیا زنجیر کو

ردیف ہاے ہوز

ہین قرین سیندور کے ٹیکے سی وہ ابرو
یا مرے دل کے لیے لڑتے ہین دو بچھو سیاہ

عکس عارض سے ہوی ہین دیدۂ مہر د سیاہ
تھی جو نازک چاندنی مین ہو گئے آہو سیاہ

حسن کی منتا ہی زنجیر خال اے مہرو سیاہ
سرمہ دیکر جب نکلتا ہی ترا آنسو سیاہ

یاد کرتا ہی بتون کے ابرو و گیسو سیاہ
نامۂ اعمال کیون کرتا ہی اے دل تو سیاہ

ہی عجب پر نور ہر خال رخ مہرو سیاہ
جسکے آگے ہی زحل گرد و نپہ اک جگنو سیاہ

ہین مقابل ابروے قاتل سے جو آفاق مین
زہر رکھتے ہین سوا اسو جہ سے بچھو سیاہ

دود آہ دل ہمارا روز فرقت ہی بلند
عارض خورشید پر بنجائے گا گیسو سیاہ

دود آہ دل نے عاشق کے دکھایا ہی یہ رنگ
بخت تیرہ کی طرح سے ہی سدا پہلو سیاہ

صحبت بد کا نہین آتا شگفتہ دلمین رنگ
ہوگئی تاثیر شب سی کب گل شبو سیاہ

تیرہ بختون نے جو برسون آکے سر ٹکرائے ہین
ہوگیا ہی تیرے دروازے کا ہر بازو سیاہ

روز اول وصف کسکی چشم کا لکھا گیا
ہین دو واتین جو مثال دیدۂ آہو سیاہ

تیرہ بختی الفت گیسو مین ہے حد سے بڑھی ۔ کیا عجب میرے چمن مین ہون گل شبو سیاہ
جسکو خط سبز دہوکے سے ہین عاشق جانتے ۔ زہر کالے کا اوگلتے ہین ترے گیسو سیاہ
یار کو خط لکھکے رویا تیرہ بختی پر جو مین ۔ بنگئے حرفون پہ نقطے جابجا آنسو سیاہ
برہنہ ہوکر نہ زلفین کھولیے خلوتنشین آپ ۔ ہو بنجائے عکس سے آئینۂ زانو سیاہ
نقص ہوگا ماہ کامل ہین لگاتے تو گہن ۔ چاند سے منہ پر ہے منہ رکھتا رقیب روسیاہ
دلمین الفت درہم و دینار کی ہرگز نہ رکھ ۔ دیکھ لے کیسہ کو کر دیتے ہین یہ بدخو سیاہ
سو رہے تھی لپٹی اس خورشید سی ہم صبح وصل ۔ پھر ہے آیا اندہیرے منہ رقیب روسیاہ
زلف ساقی کے جو پھندے دیکھ کر پی لی شراب ۔ میکدے مین غیر کے منہ کو کرے اچھو سیاہ
غیر اپنے ہاتھ سے تمکو پلاتا ہے شراب ۔ چاند سے منہ کے قرین لاؤ نہ یہ چلو سیاہ
تیرہ بختون کا فلک جاہیگا جب اوج و فروغ ۔ بعد مردن ہونگے پیدا خاک سے جگنو سیاہ
حسن روئے یار ہے نیرنگ دکھلاتا عجیب ۔ سرخ عارض سبز خط دندان سفید ابرو سیاہ
یکزبان یہ حرف کہتے آئے ہین اہل سواد ۔ دو زبانین جسکی ہین مثل قلم ہے روسیاہ
بال سلجھانے بنجاؤ بام پر ایجان جان ۔ آندہیان لائین کہین کالی نہ یہ گیسو سیاہ
قتل کرنا روکنا میرا انیا لایا ہے رنگ ۔ سرخرو شمشیر قاتل کی سپر ہے روسیاہ
شاہد مضمون کا ہرجا حسن دونا ہو گیا ۔ بنگئے مصرع مرے دیوان کے گیسو سیاہ
ہاے پروانون کو تھا شب بھر جلایا بیقصور ۔ صبح ہوتے ہی ہوئی کیا شمع محفل روسیاہ
عارض جانان سکندر ہین تو خط سبز خضر ۔ چشمۂ حیوان دہن ظلمات ہین گیسو سیاہ
بہر نفع غیر رسوا آدمی اتنا تو ہو ۔ نام کر دیتی ہے روشن پھر ہو گر رو سیاہ

ظلم سے مہر و مہ زہرا ہوے پیوند خاک
اے لطافت ہے نظر مین یہ جہان ہر سو سیاہ

اوس رخ شفاف کے آگے جو آتے آئنہ ۔ کیا عجب حیران ہوکر منہ کی کھائے آئنہ

پہلے ایسے غمزہ و انداز و ناز نہین نہ تھے
اور کون آکر سکہاتا ہے سواے آئنہ

ہاتھہ سے گر کر جو ٹوٹا ہی مکدر کیون ہو تم
یہ دل شفاف حاضر ہے بجاے آئنہ

وقت زینت غیض آتا ہے جو اوس سفاک کو
سامنے جاتا نہین کوئی سواے آئنہ

عاشقو بوجہ زنگ آلودہ یہ رہتا نہین
اونکے خط سبز پہ ہے زہر کہاے آئنہ

آجکل جو شوق آرائش کا اوس کمسن کو ہے
ہی نرالی ہٹ سکندر سے لے کے آئے آئنہ

دیکھنے والا ہو مین انکے رخ شفاف کا
میری نظرون مین بھلا کیونکر سماے آئنہ

بعد آرایش کرینگے قتل وہ عشاق کو
سامنے تلوار رکھی ہے بجاے آئنہ

صاف اگر پوچھو تو اوس چہرے کے آگے کچھ نہین
نازکی گل چھپاے ہے صفاے آئنہ

آتی ہی پیہم لب گور سکندر سے صدا
قبر پر پتھر کی جا کوئی لگاے آئنہ

ہم سے پوچھو اسطرح پھینکو جو بیدردی سے تم
یہ دل نازک تو کیا ہے ٹوٹ جاے آئنہ

عاشقو نکلا نہین خط اوس رخ شفاف پر
دیکھو آئینہ پہ لکھی ہی ثناے آئنہ

شاہد گل دیکھتے ہین باغ مین ہر صبح دم
نہر کا شفاف پانی ہے بجاے آئنہ

ذرے افشان کے ہین جیسے اوس جبین صاف پر
ایسے دو چار اپنے بھی جوہر دکھاے آئنہ

بولے وہ اپنا رخ شفاف دکھلا کر مجھے
آئنہ گر سے کہو ایسا بناے آئنہ

ای لطافت جب نظر آتا ہے گردون پہ ہلال
دیکھتا ہون نقش پا اونکا بجاے آئنہ

گر دیکھہ پائین اوس صنم دلربا کے ہاتھہ
نکلین حسین جہان کے بغل مین چھپا کے ہاتھہ

ای شاہ حسن سمجھون مین اکسیر سے سوا
آجاے خاک پا جو تری مجھہ گدا کے ہاتھہ

پایا جو مینے بل کبھی ابروے یار مین
جان حزین پہ پڑ گئے تیغ قضا کے ہاتھہ

مینے بلائین لین جو بھوونکی تو کیا ہوا
کر اتنی بات پہ نہ قلم بے خطا کے ہاتھہ

ہمسر ہوا جو گل رخ رنگین یار سے
گلچین نے مارا منہ پہ طمانچہ بڑھا کے ہاتھہ

کب ہاتھ مین لکیرین ہین اُس شوخ کے دلا
باندھے ہین ریسمان سے یہ دزدِ حنا کے ہاتھ

عاشق سمجھ گئے کہ اشارہ ہے قتل کا
اُس شوخ نے دکھائے جو مہندی لگا کے ہاتھ

کیا رنگ ہی حنا کا جما باغ دہر مین
پابند اسکے رہتے ہین ہر دلربا کے ہاتھ

لی ہین بلائین آپ کی محفل مین غیر نے
لازم ہی قطع کیجے اسی بیحیا کے ہاتھ

پیچھے قدم ہٹے ہین جو مقتل مین غیر کے
تیغ دو دم کا وار لگا وے بڑھا کے ہاتھ

قاصد نے میرا نامہ و پیغام جب دیا
سنتا ہون اوسنے قطع زبان کی جلا کے ہاتھ

تنکے فراقِ یار مین چنتا ہون رات دن
اللہ نے دیے ہین مجھے کہربا کے ہاتھ

صحبت ہی غیر جنس کی وحشت مین ناپسند
کرتے ہین ٹکرے جوش جنون مین قبا کے ہاتھ

اُس شاہ حسن کا ہے دماغ آسمان پر
بھیجون گا اپنے شوق کا نامہ ہما کے ہاتھ

لیجائے کوے یار مین یا جانبِ چمن
عزت سے اپنی خاک کی بادِ صبا کے ہاتھ

چھو لی شفق زمین پہ مانند آسمان
دھو لی جو میرے شوخ نے مہندی چھڑا کے ہاتھ

دستِ خدا کے عشق مین ثابت رہین قدم
کر یہ دعا خدا سے لطافت اوٹھا کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانیہ

گل کھلے بادہ فروشون کی صدا بھی آئی
میکشو مژدہ بہار آئی گھٹا بھی آئی

سر جھکا کھینچ کے تری تیغ جفا بھی آئی
ہم تو مر جاتے رضی تھے قضا بھی آئی

ہائے ان دونون نے کیا وصل سے محروم رکھا
ٹھہرے ہا نیند کے ساتھ اُنکو حیا بھی آئی

میری قاتل کی یہ تاکید ہے دربانون کو
سر اوڑا دو نگاتون سے جو ہوا بھی آئی

یان تکلم ہے نہ دیدار مگر غش ہین ہم
دیکھی موسیٰ نے تجلی بھی صدا بھی آئی

دل لگاتا چمنِ دہر مین کیا اے بلبل
یان کسی گل سے مجھے بوے وفا بھی آئی

جمع حجاج ہوے دہوم ہوئی کعبہ کی
مین جو اُس در پہ گیا خلق خدا بھی آئی

دل جلایا جو بتون نے ہوئین آہین پیدا
جب لگی آگ مرے گھر مین ہوا بھی آئی

نہین پامال فقط مین قدم جانان کا
بہر پابوس ہی پس پس کے حنا بھی آئی

دن کٹے عمر کے اب قبر ہے اور تاریکی
لو مسافر ہوئی شام اور سرا بھی آئی

آہ کہتی ترے مظلوم کی ہی نالون سے
تم تو لب تک گئی مین عرش ہلا بھی آئی

درد سر ہمکو ملا رنگ اُنھین صندل سا
عارضہ جب کوئی آیا تو دوا بھی آئی

دل نے شب بھر ہی کہہ کہہ کے مجھے بہلایا
لو وہ خود آے وہ چھپا گل کی صدا بھی آئی

اُنکی کنگھی نے شب وصل کہا حسن ہی اب
تم بگڑتے رہے مین زلف بنا بھی آئی

بلبلے دیکھ کے صیاد مرا کہتا ہے
دیکھنا دام مین پانی کی ہوا بھی آئی

دلربائی مین ہین مشتاق وہ ہوتے جاتے
ناز کیا کم تھی ہوا قہر ادا بھی آئی

ہوگیا خلق مین مشہور جمال یوسف
چھاؤن جب آپکے جوبن کی ذرا بھی آئی

کم لیاقت کی تعلی ہی ہلاکت کا سبب
پر کسی چونٹی کے نکلے تو قضا بھی آئی

چار دشمن جو ہوے جمع بنی شکل بشر
خاک بھی آگ بھی پانی بھی ہوا بھی آئی

ہنس کے وہ کہتے ہین کیون بیخبری کا ہے گلا
کہین مجھہ تک ترے نالون کی صدا بھی آئی

حسن مین رنج پسند الفت گیسو مین ہے
ہم بری سمجھے اگر سر پہ بلا بھی آئی

کیا اسی یار کی تقلید ہوئی ہجر کی شب
کثرت ناز و ادا سے نہ قضا بھی آئی

یا خدا ہی ترے بندی کو بہت شرم سوال
تو ہی معبود تو لب تک ہی دعا بھی آئی

رات بھر اُنکو یہ تھا عاشق گستاخ کا ڈر
چونک اُٹھے خوف سی گر نیند ذرا بھی آئی

لاکھہ روٹھی ہوئی لیلی تھی منا لینا تھا
بات بگڑی تجھے ای قیس بنا بھی آئی

دشمن اعدا کا لطافت ہی اللہ کا دوست
ایک ہی دلمین عداوت ہی ولا بھی آئی

شگفتہ وصل سے دل ہو تو آرزو نکلے
نسیم لطف سے غنچہ کھلے تو بو نکلے

بدن سے روح اگر انکے روبرو نکلے
نتیجہ ہو مرا انجام آرزو نکلے

گھرون سی عید کو یونتو ہین خوبرو نکلے
گلے سے یار جو لپٹے تو آرزو نکلے

پھنسا دیا مجھے پھندے مین عشق کی ایدل
خدا کرے کہین پہلو سے میرے تو نکلے

خیال یار کی آمد ہے بدگمان ہو نہین
کوئی نہ ہے دل شیدا سے آرزو نکلے

دکھاکے حسن پھنسایا مرا دل شیدا
یہ دونون دیدۂ مشتاق دو عدو نکلے

دل حزین سے محبت مین تنگ آ گئے ہین
ہمارے سینہ سے یہ لے کے آرزو نکلے

کھلا یہ ہمپہ کہ دنیا مقام ہے نازک
گرہ مین لے کے گھر اپنی آبرو نکلے

گلے لگا کے بتون کو خجل ہین حشر کے دن
لحد سے غرق پسینے مین تا گلو نکلے

خیال زلف ہے دلمین مگر بسا ہے دماغ
عجیب ہے کہ مشک ہو نافے مین اور بو نکلے

جگر کہین ہے کہین دل کہین مری آنکھین
یہ چار تھے مرے ہمدرد چار سو نکلے

وہ بہر وصل جو آئین تو مین ہون شادی مرگ
ادھر مری تو ادھر انکی آرزو نکلے

شگفتہ دل ہین نہ روکے سے باغبان کے رکے
بہار بنکے گئے باغ مثل بو نکلے

ثواب جان کے پیر مغان ہمین دینا
زکوۃ میکدہ کوئی اگر سبو نکلے

وہ آج گھر سے چلے یون مری عیادت کو
کہ جس طرح دل عاشق سے آرزو نکلے

صبیح رنگ جو قاتل کا عکس افگن ہو
سفید ہو کے ہر اک زخم سے لہو نکلے

پھنسا کے عشق مین برباد کر دیا مجکو
دل و جگر مرے پہلو مین دو عدو نکلے

جو نکلے متصل آنسو دعا یہ رشک کی
خدا کرے یونہین دل کی ہر آرزو نکلے

اجل نے آکے پریشان کیا عناصر کو
بہم یہ چار مسافر تھے چار سو نکلے

ہوئی نہ تار کی حاجت مرے گریبان مین
یہ اشک دیدۂ سوزن دم رفو نکلے

وہ مست ہون در میخانہ پر اگر پہنچا
تو ہاتھون ہاتھ مجھے لینے کو سبو نکلے

نشانہ ہونگی ایسی ہی میرے دلکو ہوس — جو تیر آئے ترا لیکے آرزو نکلے
لکھین جو ہم دل خون گشتہ کا اُنھین احوال — دوات سے بھی سیاہی کی جا لہو نکلے
پیام یار کو اسطرح نامہ بر دینا — کہ بات بات مین ارمان ہو آرزو نکلے
تمھارے کعبۂ ابرو مین ہم کرین سجدے — جو آب چاہ ذقن سے پئے وضو نکلے
بناکے باغ نہ شدّاد سیر دیکھہ سکا — خدا ہی چاہے تو بندہ کی آرزو نکلے
جو بجھہ کے شمع چلی بزم یار سے تو کہا — کہ سرخرو تو ہم آئے سیاہ رو نکلے
وہ ہم ہین سجر شہادت کے پیرنے والے — جو آب تیغ کی لین تھاہ تا گلو نکلے

فرشتے سونگھہ کے محظوظ اے لطافت ہون
لحد مین دل سے جو عشق علی کی بو نکلے

ہم سسکتی تھے سدا یادمین مقتول پڑے — آج کیا تھا کدھر آپ آئے کہان بھول پڑے
گر گیا شرم سی مین اُسنے جو غیر دلنین کہا — ایسی مرنے پہ تری خاک پڑے دھول پڑے
سرفروشی کو ہین بازار محبّت مین چلے — دل بھی دین گر تری سرکار مین محصول پڑے
ای پری بزم مین لیتی ہین بلائین تری غیر — ایسا اک وار لگا ہاتھہ ابھی جھول پڑے
یاد دندان مین جو رویا تو وہ ہنسکر بولے — نہین آنسو ترے ہین موتیے کے پھول پڑے
یار سے وصل کا وعدہ تھا قضا غیر نے کی — خار دینے کو اسی روز تو ہین پھول پڑے
نوجوانی مین مرا خرمن دل ہے طیار — لی اوڑھی آتش الفت کا جو اک پھول پڑے
بوسے گن گن کے وہ دیتے ہین جا کرتا ہون — لیکے ہر بار مکر جاؤن اگر بھول پڑے
ہاے کیا تھہر ہین میرے لیے صبح شب وصل — شکنین فرش کی مُرجھائے ہوئے پھول پڑے

کشتہ چشم گل اندام لطافت جو تھا
قبر پر نرگس شہلا کے ہین کچھہ پھول پڑے

مرے پر بھی ہمارا ظاہر و باطن برابر ہے — لحد مین داغ دل ہین قبر پر پھولونکی چادر ہے

ترقی پر نہایت شعلۂ رخسار دلبر ہے
کہ جوہر سنگیٔ خنگاریان آئینہ مجمر ہے

گلستان مین عجب سامان مستونکی لیے پر ہے
جھینی ہے دہوپ سایہ تاک کا پھولونکی چادر ہے

زرا گلگیر کو دیکھو گنہ سے عذر بدتر ہے
کہ خود ہی سر ہے کاٹا اور پائے شمع پر سر ہے

بہارِ تازہ عکسِ عارضِ رنگین دلبر ہے
دمِ تزئین سراسر آئینہ پھولونکی چادر ہے

وہ قاتل ذبح کرکے میرے قاصد کو یہ کہتا ہے
جوابِ نامہ لکھنے کو ردا خون کبوتر ہے

زوال آیا تو ساری سرکشی ہی خاک اے منعم
نظر کر اپنا سایہ دوپہر کو پاؤن پر سر ہے

بدلنا وضع آپس مین عداوت مول لینا ہے
کہ پیدا ہے اسی سے یہ عدو شیشہ کا پتھر ہے

شبِ فرقت جو چھٹکی چاندنی مین وہ دل سمجھا
کہ یہ شہرِ خموشان مین کسی تربت کی چادر ہے

وفاداری کا مجھہ مجبور کے وہ ذکر کرتے ہین
زبان تک انکی پہونچا نام میرا مجھسے بہتر ہے

مضامین ہین بندہے اشعار مین اس گل کی نکہت کے
مرا ہر صفحۂ دیوان نہین پھولون کی چادر ہے

اری غافل زیادہ قوت کی خواہش سے کیا حاصل
ملے گا رزق اتنا ہی تجھے جتنا مقرر ہے

عیادت کو جو آیا ہے تو پیتا جا صبوحی بھی
ہمارا میکدہ اے شیخ مسجد کے برابر ہے

لحد پر صوفیون کے کیون نہ منعم آکے پھنسے ہین
بچھا ہے قبر پر گلدام یا پھولونکی چادر ہے

فرشتون سے کہین گے اے لطافت قبر مین جاکر
زرا سونگھو ہمارے دل مین بوئے حب حیدر ہے

کسی کے عشق کا ہین تیر جب سے کھائے ہوے
ہم اپنے دل کو کلیجہ سے ہین لگائے ہوے

ہوا تھا روز ولادت ہی موت کا سامان
جبھی سے ہین کفنی پہنے اور نہائے ہوے

بفخر کہتے ہین جبریل سب فرشتون مین
کہ ہم علی سے ہین استاد کے پڑھائے ہوے

جو پھول توڑ کے بلبل کا دل دکھایا ہے
چمن مین غنچے ہین گلچین سے منہ پھلائے ہوے

چمن مین نغمۂ بلبل وہ سنکے کہتے ہین
یہ طرز ہین مری تقریر کے اڑائے ہوے

یہ مکر شیخ حمائل کیے ہے قرآن کو
سدا بغل مین ہے ایمان یہ دبائے ہوے

تمھاری زلف کی خوشبو سے ہین خجل آہو
ہمیشہ مشک کو نافو نمین ہین چھپائے ہوے

کیے تھے جمع خزانے سدا جو قارون نے
وہ تیرے بادہ کشونکے ہین سب لٹائے ہوے

محل ہین یار کے مزدور بنکے جا پہنچے
سمبھالے بوجہ محبت کا ناز اُٹھائے ہوے

سمجھ کے قبر مین اے منکر و نکیر آنا
علی مدد کے لیے ہین لحد مین آئے ہوے

ہوی ہین فصل بہاری مین رند خود رفتہ
کلام بہکے ہوے پاؤن لڑکھڑائے ہوے

نکل کے کوچۂ جانان سے جاؤن کیا مین زار
کہ مجکو سایۂ دیوار ہے دبائے ہوے

دکھا کے دست حنائی وہ شوخ کہتا ہے
ہین اپنے پنجۂ مرجان شکست کھائے ہوے

کرو خیال بخیلو مآل قارون پر
زمین مین غرق ہوا سر پہ گنج اُٹھائے ہوے

دکھا کے تم قد موزون غرور کم کردو
چمن مین سرو ہین نخوت سے سر اُٹھائے ہوے

کہین نہ حال کہے محتسب سے مستی کا
گلا ہی شیشہ کا ہر بادہ کش دبائے ہوے

اُتارتے ہین وہ احسان ناز اُٹھانیکا
کہ دوش پر ہین جنازہ مرا اُٹھائے ہوے

فلک نے پیس کے گو ہمکو کردیا سرمہ
مگر حسینو نکی آنکھونمین ہین سمائے ہوے

عجیب وقت ملا ہی لپٹ کے بوسے لین
کہ ہاتھہ پاؤن مین مہندی ہین وہ لگائے ہوے

قریب شمع مرے ٹھنڈے دل سے پروانے
زہے نصیب ہین معشوق کے جلائے ہوے

جو کوہ و دشت مین فرہاد و قیس جا بیٹھے
یہ دونو کوچۂ جانان سے ہین اُٹھائے ہوے

جدا جدا ہی ترا اپنے عاشقون سے ڈھنگ
رہا خلیل کلیم آگ سے جلائے ہوے

گہر تنا ترے دانتون کی مُنکے کہتے ہین
صدف مین ہم ہین بڑے آبرو بچائے ہوے

خدا کرے وہ دن آئین کہی ہر اک زائر
کہ آج کل ہین لطافت نجف مین گئے ہوے

زلف شبگون قرب گوش نازک جانانہ ہے
مجھہ پریشان کی سیہ بختی کا اک افسانہ ہے

غمکدہ صبح شب وصلت مرا کاشانہ ہے
مُردہ دل ہین شمع کشتہ میت پروانہ ہے

ادی نہی رفعت وہ باغ کوچۂ جانانہ ہے
آسمان سبز جسکا سبزہ بیگانہ ہے

جب جوانی بنکے جاتی ہے دلہن کرتی ہے طعن
روک لے مجکو کسی مین ہمت مردانہ ہے

یا علی مین ہون شراب حوض کوثر کا حریص
سر پہ خم شیشہ بغل مین ہاتھہ مین پیمانہ ہے

زال دنیا سے کرو نہین مال و زر کی التجا
شرم آتی ہے خلاف ہمت مردانہ ہے

فصل گل مین باغبان کنگھی کیے بھی کچھہ ہو نت
زلف سنبل کو چمن مین احتیاج شانہ ہے

لے کے دل عشاق کے کسن ناز سے کہتے ہین وہ
ابتدا مین یہ گناہ عشق کا جرمانہ ہے

عاشق و معشوق دونون چال سے خالی نہین
وان خرام ناز ہے یان لغزش مستانہ ہے

لکھدیا رونا مری تقدیر مین رزاق نے
اشک پر موقوف مجھہ گریان کا آب و دانہ ہے

زال دنیا تین بار آئی مگر پوچھی نہ بات
جز نشۂ مردان یہ کس مین ہمت مردانہ ہے

ظلم جو کرتا ہو کر آیا ہی گر اے روز حشر
ایک تو مین دل جلا ہون دوسرا پروانہ ہے

چلتا ہی رگ رگ کے گردن پہ بھاری قیمت ہے
خنجر قاتل مین بالکل ناز معشوقانہ ہے

خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دو اک جنس ہے
تم اگر ہو شوخ حالت یان بھی بیتابانہ ہے

ہم بغل ہو کر عروس مرگ سے ہین سو رہے
قبر ہم عاشق تنون کا ایک خلوتخانہ ہے

فرض ادا کرتا ہون مین محراب تیغ یار مین
کٹ گئے سر گر نا قدم پر سجدۂ شکرانہ ہے

وصل کے بدلے جو مین دل بیچتا ہون انکے ہاتھ
بوسہ دے کر ناز سے کہتے ہین یہ بیعانہ ہے

نفع ثمرہ خیر کا ہی سب سے کہتی ہے زمین
خوشے مین دیتے ہون جو دیتا مجھے اک دانہ ہے

ہم اشارون سے ہین محفل مین بناتے انکے بال
پنجۂ مژگان نہین زلف سیہ کا شانہ ہے

کیا خریداری کرے گا کوئی اس محبوب کی
حسن یوسف حسن حسین کا کم سے کم بیعانہ ہے

آسمان پر کیا کوئی محبوب کرتا ہے بناو
ماہ کامل آئنہ ہے اور ناقص شانہ ہے

گر سبو میخانے مین اے محتسب توڑی تو کیا
بڑھ گئی بادہ کشی ٹکڑا ہر اک پیمانہ ہے

نشہ مین بہکے ہین تو لب پر ہی ساقی کی ثنا
پاؤن کو لغزش بھی ہے تو لغزش مستانہ ہے

آبرو ہو ناز سے گروہ پری پیکر کہے
ہان لطافت بھی ہمارے حسن کا دیوانہ ہے

آئینہ خانہ مین مجھ مست کو حیرانی ہے
ڈوب مرنے کے لیے چار طرف پانی ہے

سچ ہی قسمت سے سوا مانگنا نادانی ہے
بوند بھر بہرِ صدف بحر مین بھی پانی ہے

سرمہ گین چشم صنم قتل مین لاثانی ہے
دست سفاک مین شمشیر صفاہانی ہے

اسقدر بخل کی دنیا مین مخالف ہے ہوا
آج کل کشتیِ درویش بھی طوفانی ہے

پھر وہ زلفون کو بناتے ہین خدا خیر کرے
جمع ہوتی مری خاطر یہ پریشانی ہے

قبرِ مجنون پہ چڑھائینگے جنون مین زنجیر
منت امسال یہی وحشیون نے مانی ہے

ڈبڈبا آئی جو اشک آنکھ مین مشکل ہوا ضبط
پی گئے جب تو یہ معلوم ہوا پانی ہے

آکے دنیا مین پیا خونِ جگر غم کھایا
نئی دعوت نئی خاطر نئی مہمانی ہے

کی رسائی درِ محبوب پہ سجدے کر کے
پاؤن کی جا پہ رہِ عشق مین پیشانی ہے

نہ ملین وہ کفِ افسوس مرے ذبح کے بعد
اب تو بیکار ندامت ہے پشیمانی ہے

سرگذشتِ شبِ فرقت جو کہی وہ بولے
کہ بلا میری سنے قصہ طولانی ہے

ہوکے مشتاق جو دیکھا ہے ہلالِ ابرو
آئینہ مجکو دکھاتی تری پیشانی ہے

عیب کیا صاحب جوہر جو ہی محتاج لباس
تیغ کا حسن سرِ معرکہ عریانی ہے

کھوٹے دامون ہین بکے جیسے جنابِ یوسف
حسن کی عشق کی بازار مین ارزانی ہے

نزع مین پوچھتے ہین آپ عبث عشق کا حال
مختصر قصہ کہانی مری طولانی ہے

جل مرے کیون نہ سرِ بزم کہ ہے جائے حجاب
بہرِ پروانہ ستم شمع کی عریانی ہے

تھک گئے کاتبِ اعمال بھی لکھتے لکھتے
کسقدر نامۂ عصیان مرا طولانی ہے

دخترِ رز شیشہ مین ہے پر نظر آتا ہے جسم
پردہ بھی اس زنِ بیباک کا عریانی ہے

رو دیا یار وفا مین جو مری یاد آئین
مرکے اب زندہ دلو مجکو پشیمانی ہے

جمع ہو جاتین وہ زلفین تو ستم کیا کرتین
دل عاشق کو بلا جنکی پریشانی ہے

حسن آئینہ سے ہے شعلہ رخون کا بڑھتا
مشتعل آگ کو کرتا ہی یہ وہ پانی ہے

قدر شاعر نہین دنیا مین لطافت باقی ہے
ورنہ اب بھی کوئی عرفی کوئی خاقانی ہے

حب حیدر مرے عصیان یوہین کہا جاتی ہے
آگ جس طرح کہ ہیزم کو جلا جاتی ہے

یاد ان گیسوے مشکین کی جو آجاتی ہے
دل کی اجڑی ہوئی بستی کو بسا جاتی ہے

اچھی صورت جو کسی جا نظر آجاتی ہے
دل پہ اک تیر محبت کا لگا جاتی ہے

حسن ہوتا ہی جوانی جو ہین آجاتی ہے
جیسے انسان مین پری کوئی سما جاتی ہے

چند دن فصل جوانی کی جو آجاتی ہے
روگ انسان کو محبت کا لگا جاتی ہے

ان حسینو نپہ طبیعت مری آجاتی ہے
نہین معلوم وہ کیا شئے ہے جو بھا جاتی ہے

عشق موقوف نہین اچھی بری صورت پہ
نہین معلوم وہ کیا شئے ہے جو بھا جاتی ہے

ہوکے بےچین وہ راتون کو کہا کرتے ہین
کسکی یہ آہ ہے جو دل دہلا جاتی ہے

قہر ہوتا ہے تجاہل سے جو وہ پوچھتے ہین
کیسے جان آپ کی بھی حسن پہ کیا جاتی ہے

ہیچ ہر گل کو سمجھتا ہے مشام عاشق
بھینی بھینی تری خوشبو جو سما جاتی ہے

عطر مٹی کا حسینون کے لیے بنتا ہون
خاک ہوکر بھی نہین بوئے وفا جاتی ہے

ہم بھی دل تک تری پہونچا ہینگے اپنی آہین
عرش تک سنتے ہین بیکس کی دعا جاتی ہے

وصل کی شب جو وہ کہتے ہین کہ آتی ہے حیا
مین یہ کہتا ہون حیا آتی ہے یا جاتی ہے

اس بہانے سے نہین اب تو وہ ستم بھی کرتے
سخت جان آپ ہین بیکار جفا جاتی ہے

رنگ بڑھنے کے لیے خون مرا ہوگا تریاک
مژدہ اے موت کہ پاس انکے حنا جاتی ہے

ہمرہ روح پس مرگ چلا قبر مین تن
دیکھنا ساتھ مسافر کے سرا جاتی ہے

ہاتھ سائل کا جو بڑھتا ہے تو کہتی ہے طمع
ذلت اس راہ سے آتی ہی حیا جاتی ہے

ای لطافت جو وہ ملجائین تو اتنا پوچھون
آپ تک بھی مرے نالونکی صدا جاتی ہے

ابھی ہون ذبح اگر وہ بعید ہوجائے
گلے پہ تیغ یہ حبل الورید ہوجائے

عجب خوشی ہو جو عاشق شہید ہوجائے
گلے ملے ترا خنجر تو عید ہوجائے

یہ عید ابکی ہمین بھی سعید ہوجائے
گلے ملے وہ خوشی سے تو عید ہوجائے

سبب یہ ہی جو دعا مانگتا ہون مرنیکی
کہ نزع مین ترے چہرے کی دید ہوجائے

لیا ہی دل مرا تمنے سمجھکے مال اپنا
ملے جو بوسہ عنایت رسید ہوجائے

پھنسا ہی زلف مین دل جب سے تلملاتا ہون
سدا قریب ہو جو یون بعید ہوجائے

وہ زلف عنبر بنا تا ہے خیر ہو یا رب
کہین نہ شام کا حاکم یزید ہوجائے

تمام شراب کی دے ساقیا کھلے روزہ
ہمارے قفل دہن کی کلید ہوجائے

ہلال شکلے اگر خم ہو فاقہ کش عاشق
حسین گلے ملین خوش ہوکے عید ہوجائے

ہوا تو میرا شاگرد فن عشق مین قیس
جو دل لگاکے پڑھے تو رشید ہوجائے

شراب پیتے ہی آجائے راہ پر صوفی
جو میرے پیر مغان کا مرید ہوجائے

وہ بدگمان مجھے قتل اسلیے نہین کرتا
نہ پائے حور نہ عاشق شہید ہوجائے

دکھائے بلبل شیدا کو کیا بہار اے گل
غلام کیون نہ ترا زر خرید ہوجائے

غضب ہی دیکھین وہ آئینہ آئنہ انکو
ادہر ہو دید ادہر بازدید ہوجائے

کیئے بہار نے یکجا چمن مین بلبل و گل
کہ کچھ تو عشق کی گفت و شنید ہوجائے

وہ توڑ کر مرا دل جوڑتے ہین یہ کہکے
کہ ہی قدیم عمارت جدید ہوجائے

کلام اہل سخن کا ہے اے لطافت شوق
مشاعرہ بھی کوئی بعد عید ہوجائے

بلغ سے جاتا ہی وہ گل پھول جسدم توڑکے
غنچے ہین بوسہ دہن کا مانگتے منہ پھوڑکے

ذبح خنجر سے کیا بیرحم نے منہ موڑ کے
کام ہم عاشق کا کیا سفاک نے دل توڑ کے

قہر برپا کر دیا پھر سے پہ زلفین چھوڑ کے
لیگیا پہلو سے وہ دلبر کلیجہ توڑ کے

یاد آتا ہی جو انگورات کا بوس و کنار
سسکارتے ہین وہ کیا کیا شرم سے منہ موڑ کے

دل تو کیا ہی یار کا ہم عرش تک پہنچائینگے
ایکدن تیر دعا لب کی کمان مین جوڑ کے

کرکے آزردہ ہمین پچتائیے گا دیکھیے
جوڑنا مشکل پڑے گا آپ کو دل توڑ کے

ذبح بلبل ہو گئی نقش قدم پر باغ مین
سیر کو آئے چلی طرفہ شگوفہ چھوڑ کے

مہربانی بھی تمھاری قہر سے کچھ کم نہین
پاس اپنے سو بلاتے بھی تو پردہ چھوڑ کے

ہو چمک زیور کی دونی آپ اگر ہنس دیجیے
مانگتے ہین آپ وہ دن سے گہر منہ پھوڑ کے

دیکھ لی بس اس جہان کی دوستونکی دوستی
قبر تنہا مین گئے مجھکو اکیلا چھوڑ کے

بیچو دو بیشرم ایسا جو سن سودا نے لیا
مانگتی ہر رگ ہی نشتر کی زبان منہ موڑ کے

تکیۂ زربفت سی اپنی ہوئی ثابت یہ بات
بیٹھتے ہین مال دنیا سی سدا منہ موڑ کے

اپنی کوچہ مین ہین لیتے عاشقون کا جائزہ
وا رے قسمت گنتے ہین ہر بار مجھکو چھوڑ کے

کھیل سی وہ توڑ کر کہتے ہین دریا کی حباب
دیدبازون کو فنا کرتے ہین آنکھین پھوڑ کے

جڑ تو جائیگا صنم لیکن گرہ پڑ جائیگی
دیکھنا پچتاوگے الفت کا رشتہ توڑ کے

دل پہ وہ چھریان لگا کر ناز سے کہنے لگے
بوئینگے تخم محبت اس زمین کو گوڑ کے

ہائے بیپروائیون نے انکی مارا بے اجل
گھر گئے اپنے **لطافت** کو تڑپتا چھوڑ کے

میرے پہلو سے دل مضطر تو لیتے جائیے
ساتھ اپنے کوئی تحفہ گھر تو لیتے جائیے

سخت جان کو ذبح کرنے گھر سے جاتے ہین جو آپ
احتیاطاً دوسرا خنجر تو لیتے جائیے

حشر کو قدسی کہین گے ہو گئی طے راہ صراط
نام پاک حضرت حیدر تو لیتے جائیے

مال مردے سی ہی کہتا جمع کرنے کا صلا
ہان کفن کی مجھسے اک چادر تو لیتے جائیے

اپنی دیوانے کا سودا دیکھنے جب وہ چلے
دی تو ان نے بھی صدا پتھر تو لیتے جائیے

دیکھا مجھ وحشی کو جب فصاد نے تو یہ کہا
پاس ہی سے آئیے نشتر تو لیتے جائیے

وہ مری تربت پہ آنیکو ہین یہ کہدے کوئی
ساتھ اپنے پھولون کی چادر تو لیتے جائیے

بلبلین بولین چمن سے جب چلا وہ رشک گل
باغ کا تحفہ یہ مشت پر تو لیتے جائیے

نزع مین حسرت سی کہتا ہی ہر اک منعم بخیل
قبر مین ہمراہ مال و زر تو لیتے جائیے

حسن کہتا ہی بناتا ہون جو زلفین یار کی
بوسۂ رخسارۂ دلبر تو لیتے جائیے

زلف جانان پر جو دل آیا تو ہم آنکھون نے کہا
ہی سفر ظلمات کا رہبر تو لیتے جائیے

جنت دل سامنا انکے تغافل سے ہے آج
ساتھ اپنے آہ کا لشکر تو لیتے جائیے

باغ مین آتا ہی جب تو دل مین کہتا ہی ترا
ہاتھ آجائے گلون کا زر تو لیتے جائیے

عاشقون سی حشر کو حورین کہینگی دے کے جام
اجر حب ساقی کوثر تو لیتے جائیے

ای لطافت حشر ہوگا جب کہینگے سب ملک
قبر سے عصیان کا یہ دفتر تو لیتے جائیے

امتحان عشق مین تقدیر کا کر دیکھین گے
زندگی ہی تو کسی یار پہ مر دیکھین گے

نہین ہو جاتی ہی کس طرح سحر دیکھینگے
آہ کا ہم شب فرقت مین اثر دیکھین گے

روئی روشن سی الٹ دیجیی ای یار نقاب
اپنا منہ آئنہ مین شمس و قمر دیکھین گے

کمر یار تو ملتی نہین ہین طالب دید
شعرا باندہ کے مضمون کمر دیکھین گے

نازنین نے مرے اس پیچ سی ٹیکا باندھا
ناتوان مین ہین بہت لوگ کمر دیکھین گے

لینگے شبنم سی کفن صبح سے تھوڑا کافور
دم تو نکلے شب فرقت کی سحر دیکھین گے

چشم آئینہ بنیگا جو ہمارا دل صاف
دشمن و دوست کو پھر ایک نظر دیکھین گے

ہی مرے یار کا وہ حسن کہ سب زاہد بھی
شرع سے کہکے حلال ایک نظر دیکھین گے

گھر کرین میری دل صاف مین وہ خود بین ہین
جلوہ اپنا نظر آئیگا جدھر دیکھین گے

صبح کی وقت کی ہو شام [illegible] ہی مگر
کیا خضر زندہ پھر اُٹھینگے سحر دیکھین گے

آئے [illegible] عاشق لاغر کی عیادت کو یہ
وہ سنا کرتے تھے آج اپنی کمر دیکھین گے

شیشہ [illegible] ہی آج کے جلجاتے ہین
اسطرح شمع کو گل وقت سحر دیکھین گے

[illegible] آئے ہین وہ کرکے بناؤ
بنگیا آئینہ مین اپ جو ادہر دیکھین گے

آپ کل صبح کو کرتے ہین عبث وعدہ وصل
شب کٹیگی نہ جئین گے نہ سحر دیکھین گے

ہم وہ عاشق ہین کہ ہے سخت بیابان کی [illegible]
یہ وہ ہی شام کہ جسکی نہ سحر دیکھین گے

دونون دل ایک ہون جب تو کہا نکا پردہ
آپ ادہر دیکھین گے تو ہم بھی ادہر دیکھینگے

جان دینے کو جو کہتا ہون وہ فرماتے ہین
یان نہ مرنا کہ فرشتے مرا گھر دیکھین گے

شاعری کا جو رہا شوق لطافت یہ ہین ؎
شعرا روز بروز اوج قمر دیکھین گے ؎

تمھارے کان تلک منہ کو لا نہین سکتے
گذر رہی ہے جو دل پر سنا نہین سکتے

کیا ہے قتل تو ہو دفن کی اجازت بھی
عزیز میرا جنازہ اُٹھا نہین سکتے

وہ آئے پھر عیادت یہ وہم آتا ہے
مریض ہم ہین گلے سے لگا نہین سکتے

تمھین بھی دیکھ لیا ہے نے خوب دیدہ تر
لکھا نصیب کا رد کر مٹا نہین سکتے

ادہر ہے ضعف ادہر نازکی وصال کہان
ہم اُٹھ کے جا نہین سکتے وہ آ نہین سکتے

بڑہا یہ ضعف کہ صدمہ مون کا تو بھلا کیا دو
مزا وصال کا بھی ہم اُٹھا نہین سکتے

تمھارے تیر جو ترکش مین دیکھے تنگ ہوا
کہ میرے دل مین یہ سب کیا سما نہین سکتے

وبال کسکا پڑا گیسوے حسینان پر
کہ جس سے آج تلک سر اُٹھا نہین سکتے

عجب طرح کے مقرر ہین کاتب اعمال
کہ لکھ تو لیتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے

شب وصال مین شرماتے ہین وہ عاشق سے
نہ روٹھ جاین گلے ہم لگا نہین سکتے

فلک نے ہمکو زمین پر کیا ہے یہ پامال
کہ مثل نقش قدم سر نہین اُٹھا سکتے

مثال شیشہ کے نازک ہی خوف آتا ہے
ہم اپنے دل کو بتون سے لگا نہین سکتے

ہتون سے خاک کسی کی برآئیگی امید
یہ اپنے کام تو بگڑے بنا نہین سکتے

مرے گناہ یہ کثرت سے ہین کہ حشر کے دن
میان پلۂ میزان سما نہین سکتے

بخیل لوگ بھی اور رونگے ہین امانت دار
کہ جمع کرتے ہین دولت اٹھا نہین سکتے

ٹپک کی اشک یہ کہتے ہین رونیوالون کے
گرا کے آنکھ سے ہمکو اٹھا نہین سکتے

نکل کے جسم سے دم بلبلونکے کہتے ہین
گلون مین صورت نکہت سما نہین سکتے

یہی تو لطف ہی ای ضعف واہ کیا کہنا
قدم پہ آنکے گرے سر اٹھا نہین سکتے

ہم اپنے دل سے لطافت ہوئے ہین کیا مجبور
بگڑ کے یار سے کچھ بھی بنا نہین سکتے

ستم ہے آپ کا جوبن عجیب صورت ہے
حضور مین تو ہون کیا آپکو بھی زحمت ہے

خیال یار نہ جا اس دل پر ارمان سے
یہ تھوڑی دیر کی صحبت بہت غنیمت ہے

نشان پائے صنم لاغری مین پایا ہے
خرام ناز کے عاشق کو فرصت رحلت ہے

گئے جو کوچۂ جانان سے خلد مین عاشق
کہا قصور معاف اسکا نام جنت ہے

صبیح حضرت یوسف مرا حبیب ملیح
حسین دونون ہین پر اپنی اپنی صورت ہے

وہ پوچھتے ہین تجاہل سے قبر عاشق پر
کہ بیکسی ہے برستی پہ کسکی تربت ہے

وہ مجھسی پوچھتے ہین آئنہ مین دیکھکے حسن
تمھین بتاؤ کہ ایسی کسی کی صورت ہے

اجاڑ کر مجھے بستی بسائی عشق نے خوب
جگر مین درد فغان لب پہ دل مین حسرت ہے

جو دیکھا تول کے خوف و رجا کی میزانین
کہین غضب سے زیادہ خدا کی رحمت ہے

جو نذر وعدہ وصل انکو یاد دلوایا
تو ہنسکے بولے ہین بھولنے کی عادت ہے

ہمارے گھر مین ہو آزردہ کر نہین سکتے
گلے لگا مین تمھین بوسے لین اجازت ہے

ادھر نیاز ادھر ناز وہ خدا مین عبد
ادھر گناہ مرے ہین ادھر کو رحمت ہے

قمر کی طرح چمکتی ہے آپ کی تلوار
رہی ہی ڈاب مین برسون یہ فیض صحبت ہے

کہان ہین حشر کو زاہد آکے دیکھین لطف
گناہ ڈھونڈھتے پھرتے خدا کی رحمت ہے

چلے وہ صبح شب وصل جب تو یہ پوچھا
ہمارے تن سے نکلجاے دم اجازت ہے

جمال و حسن کی تعریف کی اگر مینے
تو ہنسکے بولے تمھین کیا جو اچھی صورت ہے

کلیجہ کانپ رہاہے نہ لیجیے تلوؤن سے
حضور دل مین مرے آپکی محبت ہے

پھرائین نزع مین ہم آنکھین جو مینے اسنے کہا
ہماری طرح سے کیا تو بھی بیمروت ہے

سُنا جو قصہ یوسف بگڑکے وہ بولے
کہ اور بھی کوئی معشوق خوبصورت ہے

کھلی ہی آنکھ مگر ہاے سو رہے ہین ہم
جہان مین نام کو ہشیار ہین یہ غفلت ہے

جہان مین دولت دنیا ہی چلتی پھرتی چھاؤن
کبھی ہی یان تو کبھی وان یہ بیمروت ہے

سوال وصل پہ کہتی ہی مجھسے انکی شرم
سنا نہین کہ خموشی بھی اک اجازت ہے

جو نسل آدم ہی مجھہ مین جوہر ذاتی
غرض حسینون کو بدصورتون کو نفرت ہے

جو دیکھا خواب مین یوسف کو اسنے تو یہ کہا
صبیح رنگ ہی یان خیر اچھی صورت ہے

جہان مین کوئی معشوق ہے جوانی بھی
گئی تو آئی نہ پھر کیسی بیمروت ہے

علی امام منست و منم غلام علی
یہی جواب نکیرین اسے لطافت ہے

بہار آئی ٹپکتا ہی یہ مضمون باغ مین گل سے
کہ سرخی مانگ لی ہی چند دنکو خون بلبل سے

اگر تھا عشق صادق ہی تعجب مجکو بلبل سے
برائے نام ہی کرتی محبت شمع کی گل سے

عجب ہی اتحاد اسطرح کا تو عشق ہو گل سے
کہ اوڑینگو ہین کلیان پھوٹتین بازوی بلبل سے

جوانی کی بہار آئی لگا ہی دل کسی گل سے
ارادہ ہی کرین تھوڑی چمن مین جا کے بلبل سے

تمھاری پھول سی عارض مین نکہت مین سوا گل سے
بناوٹ گر سمجھتے ہو تو پوچھو چلکے بلبل سے

جو ابکی آمد فصل خزان مین رنگ اڑا گل سے
چمن مین اشک خونین نکلے ٹپکا چشم بلبل سے

اجازت چھیڑنے کی باغ مین گر لینگے اُس گل سے
لڑائے کیون نہ آنکھین مست ہوکر رات بھر گل سے
دکھا کر سرخی گل باغ مین گلچین یہ کہتا ہے
رقیب روسیہ نے ہاتھ دوڑائے جو گیسو پے
مین وہ ہون جس مین عاشق کبھی آیا جو گلشن مین
ادا ہے گو کہ پشت مہر اوڑھی لیکن شبنم
بہار آئی ہے ہیم باغ مین نالے [illegible] ہین
مہ نو سے بڑھے کٹ کر تمھارے پاؤن کے ناخن
حسین بھی ہین ہمارے خوش گلو معشوق رعنا
بہے تو قتل گہ مین خون کا دریا ارے قاتل
خدا جانے صبا نے کان مین کیا آکے پھونکا ہے
نہین معلوم کیا کیا راز الفت جھک کے کہتی ہے
مری تصویر اُسنے پشت آئینہ پہ بنوائی ہے
دکھا کر حسن کا جلوہ بنا کر ہمکو دیوانہ
ہماری روح جنت مین گئی چھوڑا جو قالب کو
مرے محبوب نے پایا ہے ایسا رتبہ عالی ہے
مبارک ہو بہار آئی ہولی پھر عید مستونکو
مرے غنچہ دہن کو بد نگہ سے تو نہین دیکھا
گئی جنت مین سوتے خفتگان کوچہ جانان
بچھا کر جال یہ صیاد نے کی قید گلشن مین
ہمارا دل جسم مین تھین گردار ہا تو نکالنا کر تھا

یقین ہے آج کو کے بلبلے چھین گے بلبل سے
چمن مین روشنی ہے شعلہ آواز بلبل سے
بہت صیاد نازان ہے لڑائی جو ن بلبل سے
تو تسکین باندھ لین رعب صنم لئے ٹپکے کاکل سے
گل تر کو بعید انصاف دیکھا خشم بلبل سے
نہ ہرگز مطمئن دانا ہو دشمن کے تغافل سے
روان اک کاروان ہے کوچہ منقار بلبل سے
اسے اقبال کہتے ہین ترقی کے تنزل سے
عجب اُلٹا زمانہ ہے گلون کو عشق بلبل سے
اُتر جائیگی سر دے کر تری تلوار کی پل سے
جو چھوٹے منہ گل تر آجتک بولی نہ بلبل سے
عبث سرگوشیان بلبل کیا کرتے نہین گل سے
نجات اس شکل مین بھی تو نہین اُسکے تغافل سے
کہو عاشق ہو کیسے پوچھتے ہین وہ تجاہل سے
چمن مین اوڑ کے جا پہنچی قفس چھوٹا جو بلبل سے
بچایا عرش کو نعلین اقدس نے تزلزل سے
گلے ملتے ہین میخانہ مین ساغر شیشہ قلقل سے
گل تر کی قسم لونگا چمن مین جا کے بلبل سے
نہ چونکے حشر کو بھی صور اسرافیل کے غل سے
جو ٹوٹا ایک بھی پھندا ابھیڑونگا دام سنبل سے
ترے ناشاد کا اُٹھا جنازہ کس تجمل سے

بچے گا کیا تمھاری چشم و مژگان سی دل مضطر
جنون سی ٹکڑے ٹکڑے ہو گریبان گر گلستان مین
لیے بھی فوج طفلان گرد پتھر اپنے ہاتھون مین
ہم ایسے عندلیب زار ہین گلزار عالم مین
ہوا ثابت سو معشوق سے ہے قدر عاشق کی
چمن مین چہچہے ہین زمزمے ہین فصل گل آئے

کبوتر چھوٹ کے آتا نہین شاہین کے چنگل سے
کھلے فصد رگ گل نشتر منقار بلبل سے
سواری آپ کے مجنون کی نکلی کس تجمل سے
بنایا دام صیادون نے تار کاکل بلبل سے
نہ ارزانی ہو بلبل پر قیمت ہی سوا گل سے
اوڑی تازہ خبر یہ کوچہ منقار بلبل سے

لطافت حشر کا دن آئے تو ہم گو کہ عاصی ہین
پہنچ ہی جائینگے جنت مین حیدر کے توسل سے

نہ نکلتے دل شیدا سے مرے کیا ہوتے
دونون شاگرد مرے دیکھ کے سودا ہوتے
تم خرامان اگر اے رشک مسیحا ہوتے
تیر ہے خال رخ یار کا سودا ہر وقت
دیکھتے حسن سدا دیدۂ مشتاق مرے
دل دیا گیسوے جانان کو جگر مژگان کو
دشمن وصل زمین بھی ہے گلا چرخ کا کیا
توڑ کر آئینہ دل عجب احسان کیا
گردشین چشم کی دکھلا کے وہ رخ کہتا ہے
دیکھ لیتے انھین جی بھر کے ہم اے حیرانی
غیر ذی روح بھی مشتاق جوانون کے ہین
مدد اے سہو کہ بوسون کا وہ کرتے ہین شمار
وصل کا عذر ہے گردن کو کہ سایہ ہے ساتھ

آرزو تھی کہ وہ عاشق کی تمنا ہوتے
قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندا ہوتے
زندہ ہو ہو کے فدا نقش کف پا ہوتے
ہمنے دیکھا نہین اس جنس کو سستا ہوتے
لطف ہوتا جو در یار کا پردا ہوتے
دونون بیکار تھے پہلو مین مرے کیا ہوتے
دفن مر کر ہین بشر قبر مین تنہا ہوتے
اب بہت آپ سے جب آپ ہی تنہا ہوتے
دیکھ لو پتلیون کا دن کو تماشا ہوتے
بنتے آئینہ تو وہ محو تماشا ہوتے
تیر کے شوق مین ہین دست کمان وا ہوتے
بھول جاتے کہین گنتی تو مزے کیا ہوتے
تم اندھیرے مین تو ہو رات کو تنہا ہوتے

مرکے جاتی نہ لگاوٹ کبھی خوش چشمون سے
خاک ہوجاتے اگر جل کے تو سرما ہوتے

ٹوٹ جاتا اس دل نازک کا ہی یاد آجاتا
دیکھتا ہون کبھی شیشا جو شکستا ہوتے

تیر نظر ین آتے ہی کیا خاک مین سب ملتے تو پا
نہ ہوئی دیر کفن کو مرے میلا ہوتے

تیرے گھر کو بچاؤ مرے دل مین آؤ
کیون خرابی مین چلے عرش معلّیٰ ہوتے

عاشقو قصہ معراج سے یہ حال کھلا
آئے محبوب تو در پردہ ہین گویا ہوتے

رکھ لیے کھینچ کے تو دی سو دل شیدا ہین
آپ کے تیر تڑپے رنگیلے تھے کیا ہوتے

بی شتابی کا جو دریا پہ ہے لشکر اترا
جا بجا خیمے حبابون کے ہین برپا ہوتے

تیرہ بختی جو بناتی ہمین میل سرمہ
لیتے آغوش مین وہ چشم مرے کیا ہوتے

اندھے ہین آپ حسینون کے یہ نظارے کرنے
قہر کردیتے اگر آئینے بینا ہوتے

رشک بلبل کو ہی صیاد سے آنکھین نہ لڑا
کچھ اشارے ہین برے نرگس شہلا ہوتے

آئینہ خانے مین جا بیٹھتے ہین تاکہ ہو عذر
وصل سے ڈرتے ہین وہ جبکہ ہین تنہا ہوتے

زار ہین غیر جو کوچہ مین ترے آ جاتا
ہم نہان اوڑھ کے دیوار کا سایا ہوتے

ہجر مین دیکھ کے کہتے ہین لطافت مجھے لوگ
ایسے بیمار کو دیکھا نہین اچھا ہوتے

جو ہی منظور بولی منہ سے تصویر اس گل تر کی
برائی سو قلم حاجت ہوئی بلبل کے شہپر کی

روانی خلق مین مشہور ہو جائے سمندر کی
جو شاگردی کرے آکر ہمارے دیدۂ تر کی

نہ یہ تکرار ظلم سہہ کر مناؤن خیر دلبر کی
سنا ہے مستجاب اکثر دعا ہوتی ہے مضطر کی

پڑی چھوٹ آئینہ مین جب دُر دندان دلبر کی
ہوئی شہر حلب مین نہر جاری آب گوہر کی

کمینہ کو شرف کیا ہمسری سے اہل جوہر کی
جواہر تول کر پڑتے ندیکھی قدر پتھر کی

غرض ہو یا نہو اورون کو مالک سے جھکا دیتا
عجب تاثیر دیکھی منعمو اس دولت و زر کی

نکلتے ہی بدن سے روح بے حس ہو گئے اعضا
رہی حیران امت ہو گئی غیبت پیمبر کی

جوانی تک صنم ہی حسن گورے گالونکا
جو دیکھو فکر کے دیدۂ انصاف و عبرت سے
سمجھہ کر ہمکو دیوانہ بہانے خون آیا ہے
بخیلون کو نہین دولت سی کچھہ بھی جز گنہ حاصل
نہا کر کیا کفن پایا ترے کشتہ نے مقتل مین
شب فرقت کی سختی سہ کے دل میرا کھر اٹھا
شب وصلت وہ مجھسی پوچھتے رہتے ہین تنہا کر
صدا ہی مرنیوالون کی یہی بازار دنیا مین
دل حیرت زدہ عاشق لگا کر اس سے کہتے ہین
دنی مفلس ہوا جب بخل سے حد بڑہ گیا دلمین
کبوتر نامہ بر ہدہد کی کیا طاقت جو وان جاگے
نسب کو پوچھتا ہی کون ہی علم و ہنر کیا شی
غرور اتنا عبث ہی کھوٹے دامون ہین حسین بکتے
عدوے صاحب جوہر پسند اہل دنیا ہے
تماشا ہو حسینو صنعت و صانع کی یکجائی
ارادہ ہی مذمت کچھہ سوال و بخل کی لکھون
ہم ایسے ہجر و وصل یار کے جھگڑون سے گذرے
گنہ بڑہتے گئے افسوس جون جون سن بڑہا میرا
سراپا ہم جو عصیان ہین کفن کا اک بہانہ ہے
بخیلونکو بہت افسوس ہی ضایع نہو یہ بھی
ہر اک کو ہمنی ظالم دوست دیکھا بزم دنیا مین

سحر کامل ہے رخ یہ چاندنی ہے ان شب بھر کی
خبر دیتا ہی آئینہ کہ تربت ہو سکندر کی
ارادہ ہی کہ لین تیری مژہ سے فصد نشتر کی
سیاہی ہی فقط گیسون کو ملتے دیکھہ لو زر کی
دیا غسل آب خنجر نے عنایت خون نے چادر کی
کسوٹی پر کسا مینی تو خوبی کھل گئی زر کی
مرے سینی سی سوتے مین دولائی تو نہین سرکی
عدم سے لائی ہی عریان ہمین فکر ایک چادر کی
مناسب ہی ان آئینون سی ہو زینت تری گھر کی
ہو کیسہ تو خالی پر سیاہی رنگ گئی زر کی
مرا پیغام پہنچائے ضرورت ہے پیمبر کی
زمانہ یہ وہ آیا ہے کہ عزت ہی فقط زر کی
سنی تو ہو گی قیمت آپ نے یوسف پیمبر کی
جواہر پیسنے سے قدر بڑہ جاتی ہی پتھر کی
اگر تصویر پشت آئنہ پر ہو سکندر کی
قلم دست طبع کا ہو سیاہی کیسہ زر کی
گوارا اسکو ہی برسون کا غم لذت گھڑی بھر کی
فرشتون نے لکھی عصیان سیاہی مانگ کر سر کی
گنہ کے پوٹ باندہین اسلیے حاجت ہی چادر کی
خضاب سر ہو پیری مین سیاہی کیسہ زر کی
رہے گلگیر برسون شمع ہو مہمان شب بھر کی

تڑپتا ہون شب فرقت جو ان افعون کے سوتے مین
مجھے مار سیہ ہر اک شکن ہوتی ہے بستر کی

نگہہ تیری نہ کیونکر نیشتر مژگان کی صفین رکھے
اگر سردار ہو جرأت سوا ہوتی ہے لشکر کی

تڑپنا عاشقون کا مچھلیون نے انکو دکھلایا
بنائی شکل موجون نے کسی مضطر کے بستر کی

ہما کے پر سے کیون رغبت نہو فرق سلاطین کو
کہ آخر مر کے کھائے گا یہی تو ہڈیان سر کی

یہ دولت اے **لطافت** مر کے بھی سینہ پہ رکھونگا
مجھے اکسیر سے بہتر ہے مٹی یار کے در کی

دکھائیں غیر انھیں آئینہ دو پھر زندگانی ہے
مرینگے ڈوب کر ہم قد آدم ان مین پانی ہے

وہ تیر قتل پر ہین مستعد تیغ آزمائی ہے
سنا یہ مژدہ جان بخش پیکان کی زبانی ہے

وفور کیف مے سی سرخ چشم یار جانی ہے
بھری نرگس کے ساغر مین شراب ارغوانی ہے

تری رنگینیون کا غل فلک تک یار جانی ہے
دوپٹہ آسمانی اک بلائے آسمانی ہے

قریب سبزہ خط صاد چشم یار جانی ہے
کسی استاد کی یہ فرد عارض پر نشانی ہے

دلا ضعف و نقاہت مین ہمارا کون ثانی ہے
حسینون کے بھی ناز اٹھتے نہین یہ ناتوانی ہے

ترا خنجر بھی اک دھارا ہے دریائے شہادت کا
جو دیکھا تھاہ لیکر تو گلے تک سے پانی ہے

چمن مین کون ہے مجھ عندلیب زار کا ثانی
غش آیا برگ گل کے سایہ سی یہ ناتوانی ہے

بہت ہین تیز کانٹو نکی زبانین دشت وحشت مین
بھر آیا دیکھ کر کیا آبلون کے منہ مین پانی ہے

بہا اشک ندامت جب کہا عصیان کے دفتر نے
ڈبونے کو مرے کافی ہی اک بوند پانی ہے

فقط گوشہ نشینی سے ہوئی یہ آبرو حاصل
وگرنہ فی الحقیقت ہر گہر اک بوند پانی ہے

گلا کٹتا ہے فرط ضعف سی قاتل کی فرقت مین
نفس کی آمد و شد ہے کہ خنجر کی روانی ہے

کمر کو دیکھ کر ہی چشم بیمار صنم کہتی ہے
سوا ہے نازکی تیری کہ میری ناتوانی ہے

پہنچ جاتے ہین اہل خیر ہاتھون ہاتھ منزل تک
بخیلو کشتی سائل کو کب درکار پانی ہے

ترے اک خال کے دانے پہ عاشق سیکڑون دل ہین
یہ وہ ہے جنس ہر اک فصل مین جسکی گرانی ہے

بگولون سی یہ چلتے پھرتے فوارہ کہتا ہے / اٹھاتا ہون خرابے مین [illegible]

جو داغ دل کو پیری مین کلیجے سے لگائے ہین / کسی کے ہم بھی عاشق تھے جوانی کی نشانی ہے

پھڑکتا ہی کبوتر خط مرا اوس شوخ کو دیکر / اشارہ بے زبان کا [illegible] زبانی ہے

رخ دلدار پر دونون نگاہین ملکے پڑتی ہین / ہری آنکھونکو آپس مین بھی آپس کی بدگمانی ہے

لطافت آجکل ہے یہ سخن کی سرد بازاری
غنیمت شاعرون کا جمع ہونا شعر خوانی ہے

مرا دل دید کے قابل سدا اے یار جانی ہے / کہ یکسان آنکی مشکل آئنہ پیری جوانی ہے

ہوس اسکو عبادت کی تو حسرت اسکو وصلت کی / ضعیف و زار کی پیری ہی مفلس کی جوانی ہے

کسی معشوق کا اسنی بھی کیا انداز سیکھا ہے / نہ آئی پھر کے کیسی بیوفا اپنی جوانی ہے

یہی کہہ کے ہم دیتی ہین تسکین دلکو پیری مین / پھر آئیگی گئی ملنے جوانون سے جوانی ہے

ہوی پیر آکے اس کوچہ مین یہ الٹا اثر دیکھا / سنا تھا ہمنے سن سب اہل جنت کا جوانی ہے

غرور اس عارضی جوبن پہ کیا رخ چاند سا ہے تو کیا / حسینو چار دن کی چاندنی فصل جوانی ہے

ملین گر حضرت یوسف تو پوچھون انسے پیری مین / کدہر بازار ہے اسکا کہان اب بکتی جوانی ہے

بہت مشہور ہے قصہ زلیخا اور یوسف کا / حسین معشوق ہو تو عود کر آتی جوانی ہے

شب وصلت نہ کیونکر جو صلے دونو طرف نکلین / ادہر میری جوانی ہے اودہر انکی جوانی ہے

سفیدی و سیاہی آنکھ کی کہتی ہے اے غافل / کہ یہ تصویر پیری ہے وہ تصویر جوانی ہے

جو ہر دم ہاتھ ہون سینہ پہ رکھے فاتحہ پڑھیا / مکدر وقت پیری دل نہین قبر جوانی ہے

جوانی جب ہماری تھی تو اس بت کا لڑکپن تہا / ہوے ہین ہائے ہم اب پیر تو اسکی جوانی ہے

زن دنیا ہی یون پیر و جوان کو دام مین لاتی / جو نکلا دن تو پیری ہی جب آئی شب جوانی ہے

زبان کلک کہتی ہے جو رنگین شعر لکھتا ہون
لطافت تیری پیری ہی طبیعت کی جوانی ہے

ہان دلربا کی ہان مشکل ہی تو ہے — دین کسیکو اور کسیکو نہ دین دل ہی تو ہے
بوسہ کا اذن لے گئے جو لپٹا تو بولے وہ — عاشق کو منہ لگاتے مین مشکل ہی تو ہے
دریاے عشق پیر کے کہتے ہین دل سے ہم — دم بھر مین پار اترتے ہین ساحل ہی تو ہے
جب پوچھتا ہون انسے کہ مرجاؤن کیا کہ یہ — کہتے ہین مشکلے آرزو دے دل ہی تو ہے
آنکھین دکھا کے دل کو یہ کہتے ہین یار سے — بدنام ہم ہین حسن پہ مائل ہی تو ہے
سچ ہے مرے حسین پہ کیونکر مرین رقیب — معشوق پیار کرنے کے قابل ہی تو ہے
چمکا جو بدر طلعن سے اس رخ نے یہ کہا — گویا کہ نور حسن مین کامل ہی تو ہے
دکھلا دکھا کے قیس سے کہتا ہے اشتیاق — لیلی نہان ہے جسمین وہ محمل ہی تو ہے
رہ گیر عشق یار مین پہنچی تو یہ کہا — ہان جھیل جا کڑی یہی منزل ہی تو ہے
مطلب ہین حسینون سے گر آسمان ملا — کہدونگا حشر کو مرا قاتل ہی تو ہے
احباب جمع ہون تو چلے ساغر شراب — لطف شباب و زینت محفل ہی تو ہے
آئی آڑ بنے رخ سے الٹ دے نقاب کو — اب مجھ مین اور یار مین حائل ہی تو ہے
کیا جانئے کیا فراق مین ہو جاتی ہے تڑپ — جب بھی یہی جگر ہے مرا دل ہی تو ہے
عاشق ہوے جو گور کنارے تو یہ کہا — دریاے عشق یار کا ساحل ہی تو ہے
پیغام وصل سنکے خفا مجھسے کیون ہین آپ — تعزیر دل کو دیجیے سائل ہی تو ہے
لیکر جنازہ آئے تو یہ صبر نے کہا — فرد ورد بوجھ اُتارو کہ منزل ہی تو ہے
تلوون سے مل کے دلکو مرے یار نے کہا — بوسے جو مانگتا تھا وہ سائل ہی تو ہے
لاتے ہین ہم انھین یہی کہکے اپنے گھر — وہ سامنے ہے حور شمائل ہی تو ہے
کیونکر نہ شعلہ گرد فانوس کو جلائے — پروانہ اور شمع مین حائل ہی تو ہے
پیکان ہوا جو گم تو کرو قتل ڈھونڈھ لو — سینہ یہی جگر ہے یہی دل ہی تو ہے
پیر فلک نے صبر مرا مان کر کہا — میری جفاؤن کا متحمل ہی تو ہے

ستم کیے ہاتھ نے پیچھے ہیں آج آبرو
بڑھ بڑھ کے کہہ رہا کفِ سائل یہی تو ہے

وہ چاروں ہاتھ پاؤں میں مہندی لگا کے پھیر
گستاخیوں کا وقت ارے دل یہی تو ہے

ابرو سے اپنی کہتے ہیں دکھلا کے وہ ہلال
اگر دے تجمل کہ نہ مقابل یہی تو ہے

پھیرا جو یار نے تو یہ پہچان کر کہا
کمبخت بدنصیب مرا دل یہی تو ہے

احسان ہو دی جگہ جو لطافت کو قبر کی
ای خاکِ کربلا ہوس دل یہی تو ہے

گیا شباب دلِ داغدار باقی ہے
خزان میں سیر کو یہ لالہ زار باقی ہے

سدا بہار حسن خطِ روے یار باقی ہے
ہوا سوار تو رہا ہی غبار باقی ہے

اگر وہ پوچھیں گے کچھ اور پیار باقی ہے
زبان سے نکلے گا ب اختیار باقی ہے

کہیگی رحمت حق عاصیوں سے حشر کے دن
کہ بخشدوں کوئی امیدوار باقی ہے

قریب دل کے جگر دیکھ کر وہ کہتے ہیں
ادھر سے تو صید کیا یہ شکار باقی ہے

وہ جائیں گور غریبان کو روند کر ابھی
ادھر بھی آئیں ہمارا مزار باقی ہے

شراب و شیشہ و ساقی ہے توبہ ٹوٹیگی
اب ایک آنے کو فصلِ بہار باقی ہے

شبِ وصال ابھی سے ہیں آپ گھبرائے
فقط گلے سے لگایا ہے پیار باقی ہے

غمِ فراق میں مدت سے بھولے بیٹھے تھے
کہ دل بغل میں تڑپا یادگار باقی ہے

شرف ہے عاشق صادق کے خط کا پہنچانا
کہ ہدہد آج تلک تاجدار باقی ہے

ہوئی ہیں عشق میں رخصت قرار و ہوش و حواس
بس ایک تن میں مری جان زار باقی ہے

سبو کا بادہ نہ منہ زمیں ابھی ساقی
کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

خزان بہار جوانی ہوئی جو دل تیرے تو کیا
وہ رنگ ہے نہیں بلبل ہزار باقی ہے

نکلکے سینہ سے دل کوے یار میں پہنچا
گیا بہشت میں مومن مزار باقی ہے

لطافت اسنے بنایا ہر ایک کو عاشق

نہ رند کوئی نہ پرہیزگار باقی ہے

پیش منعم جو بڑہا دیتی ہے حاجت میری
کھینچ لیتی ہے مرے ہاتھ کو ہمت میری

کاش آئینہ بنا دے مجھے حیرت میری
دیکھون مین اسکا جمال اور وہ صورت میری

پھر گنہ کرنے پہ مائل ہے طبیعت میری
آبرو رکھ لے اب اے اشک ندامت میری

ماجرے مین اسنے سنی غیر جو حالت میری
تو کہا یہ بھی ہی در پہ وہ شکایت میری

ہی یہ داد و ستد الفت کی بدولت میری
دل گیا ہاتھ سے آئی جو طبیعت میری

طرفہ دستار سے اے چرخ ہی زینت میری
پیچ پہ پیچ دکھانے لگی قسمت میری

کالے کالے ترے گیسو ہین جو اے یار طویل
ہوئی سر چڑھ کے مجسم شب فرقت میری

حشر کے روز گنہگار سے پوچھے گا کریم
دیکھ عصیان ترے بڑھ کر ہین کہ رحمت میری

طرفہ احسان ہی وہ ناز سے فرماتے ہین
شکر کر شکر کہ تو اور محبت میری

زلف کا طول بلا خال کی کوتاہی قہر
وہ شب ہجر تو یہ ہے شب وصلت میری

دونون ایذا مین بلا طول مین ہین دونون فرد
دن ہی اے حشر ترا یا شب فرقت میری

شکوہ ہجر جو کرتا ہون تو وہ کہتے ہین
دل کے بہلانے کو کافی ہے محبت میری

مر گئے ہم تو کہا طعن سے اس کافر نے
لو چلے کرنے خدا سے ہین شکایت میری

سنکے مرنا مرا اگڑنا مرا وہ کہتے ہین
وہم آتا ہے رہے دل مین محبت میری

شیشہ جھک جھک کے جو ساغر سی ہی کرتا باتین
کہین اے پیر مغان ہو نہ شکایت میری

صبح ہوتی ہی نہین ساز ہے کیا دونون نے
کیا ملی بخت سیہ سے شب فرقت میری

کھینچکر کوچہ جانان مین نشان کہتا ہون
فاتحہ پڑہیے کہ فرض ہے یہ تربت میری

حسن کی مدح جو کرتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ
آپکو کیا بہت اچھی ہے جو صورت میری

تارے چھٹکے ہوے دیکھے تو کہا عاشق نے
میرے رونے پہ ہی ہنستی شب فرقت میری

غافلو پیش نظر موت ہے دل سے دیکھو
عکس کہتا ہی کہ آئینہ ہے تربت میری

زندہ جب تھا تو وہ کہتے تھے کہان مرتے ہو تم
مر گیا جب تو کہا چھوڑی محبت میری

نیند سے صبح شبِ وصل جو کھلتی ہے آنکھ
اُنکا منہ دیکھتا ہون نہین تو وہ صورت میری

اوسنے شیدا مجھے کر کے یہ کہا روزِ ازل
دل ترا کعبہ تو ایمان ہو محبت میری

رشک آتا ہے دل یار مین پائی ہے جگہ
مجھسے تقدیر مین بہتر ہے عداوت میری

حسن اودھر عشق ادھر وہ بھی جوان مین بھی جوان
وصل کہتا ہے فقط ایک ہے حاجت میری

توبہ عشق بتان لاکھ ہون کرتا لیکن
دیکھ کر حسن بدل جاتی ہے نیت میری

آکے بازار جہان مین یہ کفن کہتا ہے
مرنے والے ہین کہ ہر جان ہے قیمت میری

شکوہ کرتا ہون تو وہ ناز سے فرماتے ہین
بھولنا وصل کے وعدے کو ہے عادت میری

دل عاشق یہ حسینو نمین صدا دیتا ہے
مول لو مجھکو کہ اک بوسہ ہے قیمت میری

بنکے وہ کہتے ہین کیا خوب خدا کی قدرت
آپ کے پیار کے قابل ہے یہ صورت میری

نزع کے وقت جو دیکھونگا جمالِ جانان
روح کے ساتھ نکل جائیگی حسرت میری

سب فلک پھرنے لگے دور کواکب کا ہوا
کچھ جو تقسیم ہوئی گردشِ قسمت میری

وصل کی رات ہے کیا آئے چلے کیا اے یار
ایک بھی تو ابھی نکلی نہین حسرت میری

یاد آتی ہین جو گذری ہوئی شب کی باتین
مسکرا دیتے ہین وہ دیکھ کے صورت میری

وہ جو پہلو سے شبِ وصل سرک جاتے ہین
اشک بن بنکے ٹپک پڑتی ہے حسرت میری

پتلیان دیکھ کے مردم کی وہ فرماتے ہین
سبکی آنکھونمین پھرا کرتی ہے صورت میری

دیکھتا ہون تری مژگان جو سدا برگشتہ
جانتا ہون کہ مجسم ہوئی قسمت میری

ماہِ کامل سے وہ یہ بحث کیا کرتے ہین
سچ کہو اچھی تری صورت ہے کہ صورت میری

مرنے والے جسے تا حشر ہین سمجھے شبِ قبر
تھوڑی تھوڑی ہے بنی اک شبِ فرقت میری

لطف ہے ناز سے کہتا ہے حسینو نمین وہ شوخ
پیار کرتے ہین لطافت وہ ہے صورت میری

مزا ہو آکے سینہ میں رہیں پیکاں جو قاتل کے
جو دیکھے ظلم وقت ذبح مجھپر میرے قاتل کے
قریب چشم جادو سے قہر ہین مژگان قاتل کے
شگفتہ دیکھکر گل ہین ہی نالے عنادل کے
گیا جب محتسب ساقی سے پوچھا یہ گلے مل کے
نہایت رشک ہی کیونکر نہ ٹکڑے ہون مرے دل کے
نجات آخرت کی ہے طلب تو دیکھیے کچھ لے کے
پھر آنے کی نہین امید آمد محتسب کی ہے
گھس پڑتے جو دیکھا بدر پر عبرت ہوئی دلکو
دہن مین ہے زبان باقی سدا مارے دانت پیری
وصال یار سے راحت ہوئی تھی ہجر پھر آیا
تمھاری چشم نے شاید کہ اسکو بھی جلایا ہے
گلوری عطر مستی پھولکا جل آئنہ شانہ
نجیلو کیا ہو بیڑا پار کیونکر بڑھ سکے آگے
کمان ابرو مرا تیر نگہہ کی مشق کرتا ہے
وہ مکیش ہون کہ خشکی و تری کی سیر ہی گھر مین
جلایا تھا نہایت قحط می ہے شوق مستی مین
عجب ہی عشق صادق جتنے جلجاتے ہین پروانے
ملی ہی جد کی شیرینی کوئی تعریف کیا لکھے
گہر کے واسطے سینہ صدف کا چاک کرتے ہین

نہین گنجایش ارمانون کے خواہان ہین کئی دل کے
لہو کے آنسوؤن رویا بہت خنجر گلے مل کے
بچھائے ہین یہ سارے تیر اسی نے ہر بلاہل کے
کہ ٹکڑے ہین چمن مین یہ ہمارے خون شدہ دل کے
شکستہ شیشہ مے سے کہ ٹکڑے ہین مرے دل کے
کہ بوسے لے ترے یون طوق پیری کا گلے مل کے
خدا کا ہاتھ بھی تو ہاتھ پر رکھا ہی سائل کے
چلا ہے جام مے محفل مین شیشہ سے گلے مل کے
ہوا ثابت ہمین ناقص عدو ہوتے ہین کامل کے
رہا اک صاحب خانہ گئے سب لوگ محفل کے
یہ تڑپا دل کہ آلی ہو گئے پھر زخم چھل چھل کے
نہین گوہر دکھائے ہین صدف نے آبلے دل کے
نیا انداز ہے یہ اسلحہ ہین میرے قاتل کے
جواب سخت لنگر بنگئے کشتی سائل کے
ابھی ہی ابتدا تودے بنائے جاتے ہین دل کے
جو میل وحشت شیشے ہین تو چشمے جام محفل کے
جو کچھ انگور ٹوٹے آبلے پھوٹے مرے دل کے
تو اتنے ہی ٹپک پڑتے ہین آنسو شمع محفل کے
ہوئے وہ بید ہین مشہور آخر لب ملے مل کے
نہین طمّاع دنیا آبلے بھی چھوڑتے دل کے

لطافت یہ نہین ہین پھول لالہ کے گلستان ہین

مجسّم ہو گئے ہین مم آتشین نالے عنادل کے

جو داغ تیرہ اہل جہان کی نظر مین ہے / یہ عکس میری بخت سیہ کا قمر مین ہے
عاشق حلال ہوتے ہین بس تیغ ہر قدم / تلوار کی لچک تری نازک کمر مین ہے
ہمسر ہوا تھا ایکدن اس رخ سے آفتاب / اسوجہ سے زوال اسی دوپہر مین ہے
ہے آنکھہ دوڑتی ترے دندان صاف پر / کشتی مری روان اسی آب گہر مین ہے
دنیا مین چین زر کی بدولت کبھی نہین / رہزن کا خوف اہل دول کو سفر مین ہے
دندان نے تیرے رخنے نکالے ہین اسقدر / ناسور آبرو کے لیے ہر گہر مین ہے
کھینچون گا صبح کو تری تصویر اے پری / سرخی شفق مین ہے تو سفید اسحر مین ہے
ثابت ہوا ہمین مہ نو سے جہان مین / کامل اگر ہے عیب تو داخل ہنر مین ہے
جویائے مال ہین یہ حسین ظاہری ہے چاہ / اک ہاتھہ سے گلے مین پڑا اک کمر مین ہے
پھندا ہی مرغ دل کے پھنسانے کو بال کا / حلقہ جو ناف کا تری نازک کمر مین ہے
کس کیفیت سے پھرتے ہین اہل سفر و شرا / خم سر پہ شیشہ ہاتھہ مین ساغر کمر مین ہے
ہر جا شگفتہ دل ہین دکھا دیتے اپنا رنگ / ہین چار پھول بھی تو بہار اک سپر مین ہے
رہزن ہی چشم دل ہی چلا کوئے زلف تک / ہو خیر یا خدا کہ مسافر سفر مین ہے
کہتی ہے تیغ یار گلے کیون ملون نہین / دیکھو وہ چاند عید کا طالع سپر مین ہے
موئے میان یار سے وابستہ ہے ہر آنکھہ / تار نظر یہین جمع کہ پٹکا کمر مین ہے
دل کو نہ حبّ مال سے غافل سیاہ کر / کیسے کا رنگ دیکھہ یہ تاثیر زر مین ہے
کیونکر بسر فراق مین ہوتی ہے کیا کہین / تھا دل مین درد رات کو دن کو جگر مین ہے

کیا اے لطافت اس رخ روشن سے دین مثال
زردی ہے آفتاب مین دھبا قمر مین ہے

کوچہ عشق مین جب پاؤن بمشکل اوٹھے / یا علی کہہ کہ بخوبی قدم اے دل اوٹھے

سیر کر کے جو کنارے سے وہ قاتل اُٹھے
شور موجون کی زبان سے لبِ ساحل اُٹھے

ایکدم رو کے اگر عاشقِ بیدل اُٹھے
جوشِ دریا کو ہو طوفان لبِ ساحل اُٹھے

دیکھنا دور ہی سے راہ مین آکر تو بھی
جب جنازہ مرا اے حور شمائل اُٹھے

تیرے دیوانہ کی آمد جو بیابان مین ہوئی
بہرِ تعظیم بگولے کئی منزل اُٹھے

ہاے عجب شور و شغب لائے صاحب تشریف
کہ زمانے سے نزاعِ حق و باطل اُٹھے

پینے تھوکا جو لہو ہجر بتان کے غم مین
کر کے تشخیص اطبا مرضِ سل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہو بادہ کشی مین صرف
ہو جو قارون خزانہ ہمین حاصل اُٹھے

سلسلہ وحشیون کو زلف بتان سے کیا تھا
حشر کو پاؤن مین پہنے جو سلاسل اُٹھے

بوسہ کب اس صنم خوبی کا نہانے مین لیا
مجھ پہ طوفان نہ کیا کیا لبِ ساحل اُٹھے

صاف اس آئینے مین آئی نظر شکل اسکی
پردہ غفلت کا ترے دل سے جو غافل اُٹھے

ہم وہ ہین مست کہ ہر حال مین ہے بادہ کشی
حشر کو ساغرِ کوثر کے ہین سائل اُٹھے

بیچ ڈالین ابھی اک بوسہ پہ محبوب کی ہاتھ
اسطرح کی تری قیمت اگر اے دل اُٹھے

پیچھے تم بھی کرو بادہ کشی ہم بھی کرین
باغ مین جب کہ گھٹا خوب عنادل اُٹھے

سر پہ ہے بارِ گنہ راہِ عدم دور و دراز
پاؤن کسطرح نہ عاصی کا بہ مشکل اُٹھے

آج نظارہ کسی چاند سے رخ کا ہوگا
خواب مین دیکھ کے ہم ہین مہِ کامل اُٹھے

چشمِ جادوے صنم کا جو کوئی پوچھے وصف
مدح کا شور میانِ چہِ بابل اُٹھے

ناتوان عشق نے اسدرجہ کیا عاشق کو
ناز بھی تیرے نہ اے حور شمائل اُٹھے

جلوہ قدرتِ حق حشر کو دیکھا سب نے
آسمانون کے جو ہین پردہ حائل اُٹھے

میری عصیانکی ہین میزان مین بھری بارِ عظیم
پلہ کیا بوجھ سے اے خالقِ عادل اُٹھے

بیٹھے بیٹھے ترا نور آٹھ پہر دیکھین ہم
چار دیوارِ عناصر جو نہ حائل اُٹھے

عشق مین غیرتِ لیلےٰ کے ہوا ہون بیجان
کیون جنازہ نہ مرا صورتِ محمل اُٹھے

رخِ صاف آئینہ کی شکل دکھا دیتا تم
صبح کو سوکے اگر عاشقِ مائل اُٹھے
ہو مرے دل مین کسی غیرتِ لیلی کی جگہ
مرکبِ جسم سے کسطرح یہ محمل اُٹھے
ہجر مین دہیان ہے اُس زلف کی زنجیرونکا
کیون نہ آہونکا دہوان بنکے سلاسل اُٹھے

سخت جان ہون مین لطافت وہ کرین کیا مجھے قتل
جبکہ تلوار نزاکت سے بمشکل اُٹھے

ہمپر جہان مین ضعف کا بس اختتام ہے
اُٹھتی نہین ہے مہر بھی جو اپنا نام ہے

ساقی تری شراب سے کیا ہمکو کام ہے
جاری زبانپہ ساقی کوثر کا نام ہے

دل مین ہمارے یادِ خطِ سبز فام ہے
کعبہ مین جاے خضر علیہ السلام ہے

اُس خطِ سبز کا جو دہن پر مقام ہے
کہتے ہین پختہ کار کہ یہ سیب خام ہے

اے گل ترا مطیع ہر اک خاص و عام ہے
لالہ چمن مین فخر سے داغی غلام ہے

صانع کا تذکرہ ہے تو صنعت کا نام ہے
انجام دیکھنا کہ نہ جم ہے نہ جام ہے

دل مین مرے خیال بتون کا مدام ہے
شانِ خدا حرم مین بتون کا مقام ہے

آزادگی ہے اپنی نئی عشقِ زلف مین
کہینچا جبین پہ پاے الف ہمنے لام ہے

میخانہ جہان مین ہے الٹی ہوا چلی
معکوس ہر حباب کا دریا مین جام ہے

ہے شغلِ میکشی مین تعلی ہمین پسند
شیشہ فلک کا مہر درخشان کا جام ہے

اسدرجہ مختصر شبِ وصلِ صنم ہوئی
نوبت بجی جو صبح کی سمجھا مین شام ہے

کشتہ نہ حسرتون کو کرو میرے دل مین تم
بیت الحرم مین خون بہانا حرام ہے

رخ اُسکا زلف مین ہے لبِ سرخ پر مسی
صبحِ ختن وہ ہے یہ بدخشان کی شام ہے

قربِ جبین صاف عیان ہے جو انکی مانگ
دیکھو ملی حلب سے رہِ ملکِ شام ہے

ساقی کا ابکی سال تکلف تو دیکھیے
زرین ہین جام شیشونپہ مینی کا کام ہے

مستون سے خوب اُٹھ گئی تکلیف شرع کی
دیکھو نماز نشۂ مے مین حرام ہے

مشکل اگر پڑی ہے لطافت تو غم نہین
مشکل کشا جہان مین تیرا امام ہے

کسقدر نفرت ہی اپنے عاشقِ مہجور سے ۔ دور دور اُسنے کہا دیکھا جو مجکو دور سے
وصف ہو تحریر اُسکی عارضِ پُر نور کا ۔ روشنائی گر بنی دود چراغِ طور سے
ترش رو ہوکر لگائی مجکو تیغ اُس ترک نے ۔ جا بے خون نکلے گا سرکہ زخم کے انگور سے
وصل کی شب وہ گئے پچھلے پہر مین مرگیا ۔ غسلِ میت چاہیے ہے صبح کے کافور سے
کوچہ گردی کی تلاشِ مے مین ہا ہمنے اسقدر ۔ پاؤن مین چھالے پڑے ہاین جو تہ انگور سے
پان کی سرخی گلے سے اُسکے یون آئی نظر ۔ رنگ مے ظاہر ہو جیسے شیشۂ بلور سے
دہوم سی جاتا ہی صاحب وہ جنازہ غیر کا ۔ فائدہ کیا پاس جانے سے ہے دیکھو دور سے
ناز برداری کرون یا مین اُٹھاؤن بیر ظلم ۔ بوجھ اُتنا دے کہ جتنا اُٹھ سکے مزدور سے
نیش ہین تارِ شعاع اُس مہروش کے ہجر مین ۔ ماہِ کامل کم نہین ہے خانۂ زنبور سے
فیض دانا مین ہی سب طالب ہین جسکا جو کوئی ۔ سرکہ و بادہ ہین بنتے دونون اک انگور سے
ایکبار اِس گھر مین آئے تھے پر اب آتے نہین ۔ ڈر گئی کالی بلا میری شبِ دیجور سے
مے چڑھاتے ہی گلابی اُسکی آنکھین ہوگئین ۔ یہ کٹوری کم نہین ہین ساغرِ بلور سے
سامنے میرے پلائی غیر کو ساقی نے مے ۔ روتے روتے دیدۂ گریان ہوئے انگور سے
ہوکے گھائل بھی نہ چھوٹی سرکشی مجھ مست سے ۔ بھر دیا حق نے دہانِ زخم کو انگور سے

اے لطافت جنکے دل تیرہ ہین وہ سمجھین جدا
احمد و حیدر کی ہی خلقت ہوئی اک نور سے

ہمسر ہے قامتِ صنمِ خود پسند سے ۔ ہای پست عقل سرو کے قدِ بلند سے
کیا خوف چشمِ زخم و نظر کی گزند سے ۔ اُس آنکھ کے قرین ہین یہ تل سپند سے
اُٹھی جو آہ میرے دلِ دردمند سے ۔ جل جائین آسمان پہ ستارے سپند سے

ہر ہر گھڑی نہ جھاڑ اسے ای سمند یار
لپٹی کسی کی خاک ہے پائے سمند سے

کیا صدقے ہو کے یار پہ گرتا ہے آگ مین
آتا ہے رنگ ہم تو ہین جلتے سپند سے

جائینگے بام یار پہ ہم لاغر و نحیف
پہنچین گے دود آہِ رسا کی کمند سے

عشق لبِ صنم مین جو مرنے کا قصد ہو
اے موت مجکو زہر بھی شیرین ہو قند سے

اس غیرتِ چمن کی محبت مین ہون بیزار
گرتا ہون موج نکہتِ گل کے گزند سے

ہے چاندنی مین وصل کی شب عکس روئے یار
معمور نور گھر ہے ضیائے دو چند سے

حیران ہو نہین کہ آگ پہ ٹھہرے ہین کسطرح
اس روئے آتشین پہ جو تل ہین سپند سے

عقدہ ترے دہان و کمر کا کرے گی حل
امید ہے طبیعتِ دقت پسند سے

آنسو بہا کے یار کو لاتے ہین دام مین
کم اپنے تارِ اشک نہین ہین کمند سے

خالی نہ پھیرے ہاتھ دعا کے مرے قبول
آئی حیا کریم کو دستِ بلند سے

او شہسوار روک لے گھوڑا نہ گھر کو جا
لپٹا ہون اضطراب مین پائے سمند سے

سینہ سی چشم یار نے دل کو چرا لیا
آیا یہ چور گھر مین نگہ کی کمند سے

رکھی یہ اسنے عاشقِ دندان کی آبرو
باندھے ہین ہاتھ موتیون کے دست بند سے

ہو کر نثار شعلہ رخون پر ہون چپک رہا
سیکھا ہے مینے عشق مین جلنا سپند سے

داڑھی ہے شیخ جی نے بڑہائی ہنسینگے سب
باز آئینگے نہ رند کبھی ریشخند سے

آنکھین دکھا کے زلف کو بکھرا کے یار نے
دل میرا لے لیا ہے عجب مکر و فند سے

دیوانہ ہاے زلف ہین کھنچ کھنچ کے آرہے
پھیلے ہوے ہین جادہ صحرا کمند سے

لے آئے جا کے عرش سے مضمونِ بام یار
کہدون ابھی جو طبع تعلی پسند سے

نالان ہین عشق خال مین جل جل کے یون رقیب
آواز جیسے آگ مین نکلے سپند سے

دندان ترے بنے لبِ شیرین سے آبدار
نکلی نبات یہ ابھی شکر ہے قند سے

بن بن کے گرد باد ہوے دشت مین بلند
گردِ ملال اٹھی دلِ رفعت پسند سے

آنکھین تپِ فراق مین جلتی ہین کسقدر / مجمر ہر ایک چشم ہی تل ہین سپند سے
گو ایک جنس ہون پہ صفائی مین ہی مزا / دیکھو سوا نبات کی قیمت ہی قند سے
ہین دل مین داغِ عشق تو مغرور ہی نصیب / دعوی تونگری کا ہی دینار چند سے
فرہاد اور قیس کو ترجیح مجھپہ دی / حیران ہون خلائق مردہ پسند سے

گھر کر لیا ہے قلب لطافت مین عشق نے / ہوگا نہ فائدہ کبھی ناصح کی پند سے

جائے اُس کوچہ مین کیا طاقت دلِ بیمار کی / کالے کوسون راہ ہی زلفِ سیاہ یار کی
ناتوانی حد سے گذری اپنے جسمِ زار کی / چھٹیان ہونے لگین ہوئے میانِ یار کی
داستان سُنکر ہمارے دیدۂ بیدار کی / اوڑ گئی ہے نیند چشمِ نرگسِ بیمار کی
رو رہا ہون عشق مین طفلِ برہمن کے جو مین / شکل ہے ہر ایک تارِ اشک مین زنار کی
اہل جوہر جو کہ ہین خاموش رہتے ہین سدا / کسنے دیکھی ہے زبان گویا کسی تلوار کی
عشق زلفِ یار مین ہون دلکا کیا پرسانِ حال / پوچھنا اچھا نہین شب کو خبر بیمار کی
ناتوانون کی ہی باغِ دہر مین مٹی خراب / کون کرتا ہی عیادت نرگسِ بیمار کی
پھر اُٹھا ابرِ بہاری پھر ہوئی مے کی ہوس / فصلِ گل پھر آئی پھر بدلی ہوا گلزار کی
اہل جوہر دشمنِ ہمسایہ سے ہین بے خطر / آب سے بجھتی ہے ایدل آنچ کب تلوار کی
حلقۂ گیسو کے سودے مین جو رویا مین نحیف / پڑ گئی پھانسی گلے مین آنسوؤن کے تار کی
میرے زخمون مین اُٹھا کرتی ہی رہ رہکر جھپک / کر گئی تاثیر کیا صحبت ترے تلوار کی
دشت مین بھی فیض میہ وحشی کا جاری ہو گیا / آبلون سے تر ہوئین سوکھی زبانین خار کی
عاشقون کے دل جلاتی ہی بناگوشِ صنم / حسن سے کیا لو اُٹھی ہی آتشِ رخسار کی
ہی ہمارے رشکِ عیسی کا چمن مین انتظار / آجتک آنکھین کھلی ہین نرگسِ بیمار کی
بادہ کا دور آیا اے طفلِ برہمن اسمین کیا / عاشقون کو قتل کرتی ہے پھبن زنار کی

بہہ گیا کسکا بہایا خون تیرے تیر نے
کہہ رہی ہی صاف خاموشی لبِ سوفار کی

کوچہ اوس رشکِ سلیمان کا پرستان بنگیا
ہو گئین پریان بھی عاشق سایۂ دیوار کی

سقفِ چرخِ پیر مین تارے ہین یا سوراخ ہین
نقل اوتاری کسی نے روزنِ دیوار کی

دام صیادون نے آ آکر لگائے باغ مین
ہین وہ بلبل ہم نہ دیکھی شکل بھی بازار کی

چشمِ آہو کا جو کوئے یار مین ہوتا ہے ذکر
چشمکین کرتی ہین آنکھین روزنِ دیوار کی

ای لطافت روح نکلی صدقے ہونے کے لیے
نزع مین دیکھی جو صورت حیدرِ کرار کی

کیا کہون مین شان خطِ سبز روئے یار کی
حسنِ قرآن کا پڑھا جدول کھنچے زنگار کی

تاب ہی دل کو نہین دیدارِ چشمِ یار کی
کیا عیادت ہو سکے بیمار سے بیمار کی

دھجیان اوڑ جائینگی زاہد تری دستار کی
آگے رندون کے نہین کچھ اصل نو دس تار کی

گھر بناتے وقت آیا قبر کا ہمکو خیال
گورکن یاد آئے صورت دیکھکر معمار کی

باغ مین شبنم نہین یہ انتظارِ یار مین
ڈبڈبا آئی ہین آنکھین نرگسِ بیمار کی

رات کو بھی کوچۂ دلدار مین رہتا ہی دن
دہوپ عاشق ہو گئی ہے سایۂ دیوار کی

صحبتِ شعر و سخن مین ہے مری تقریر تیز
معرکہ مین جیسے چلتی ہے زبان تلوار کی

زلف و خطِ یار کا جب نزع مین آیا خیال
نبض دودی اور نکلی ہو گئی بیمار کی

دشمنِ ہمجنس سے ہوتا ہی عالم مین فروغ
آب سی ہی آنچ بڑہ جاتی ہی ہر اک تلوار کی

عاشقون کی جان لیتا ہی نظربازی کا شوق
زہر ہوتی ہین تری میٹھی نگاہین پیار کی

قطعه

بادہ خواری سے جو مین ہوتا ہون تائب نشے مین
مدح کرتی ہے زبان موجِ مئے گلنار کی

جائے قلقل توبہ توبہ کرتے ہین شیشے تمام
جام کے لب سے صدا آتی ہے استغفار کی

بوسہ بازی یار سے ٹھہری ہوئی جو شروع
جیت سے بھی ہے زیادہ آج لذت ہار کی

عاشقون سے چین بابرو ہو نہ ای قاتل سدا
آبرو جاتی ہے بل سے مغربی تلوار کی

آہ کرکے اور سینہ تھام کے ہم رہ گئے
اوس نگیلی گات نے برچھی جو دل کے پار کی

رو رہا ہوں میکشی کے دھیان میں ساقی مدام
اشک میرے ہیں لڑی موتی صراحی دار کی

ہاں زمانے میں تو انفع جوہر ذاتی مرا
دوست دشمن سے ہے ملتا جھک کے خو تلوار کی

اے لطافت ہو سکے کس طرح تجھ سے فکر شعر
روز و شب رہتی ہے کثرت دل میں افکار کی

وحشت ہر عاشق دلگیر آدھی رہ گئی
چھٹ کے جب اوس زلف کی زنجیر آدھی رہ گئی

تن میں جان عاشق دلگیر آدھی رہ گئی
جب شب وصل ای بت بے پیر آدھی رہ گئی

بام پر شب کو اولٹ دی اوسنے کیا سارے نقاب
دفعتاً لو ماہ کی تنویر آدھی رہ گئی

یار کے آتے ہی شادی مرگ عاشق ہو گیا
موت آئی وصل کی تدبیر آدھی رہ گئی

میرے ہوتے غیر کو قاتل نے مارا نیمچہ
آبروئے عاشق دلگیر آدھی رہ گئی

ہاتھ صید دم آگئی اس سیمتن کی خاک پا
دل میں میرے خواہش اکسیر آدھی رہ گئی

لی عدم کی راہ مانی نے پہنچکر تا کمر
کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی

آہ ساری عمر ہمنے عشق کا دفتر لکھا
یکقلم باقی مگر تحریر آدھی رہ گئی

گر میاں دیکھیں جو میری شعلہ رو کے بزم میں
گھلتے گھلتے شمع اے گلگیر آدھی رہ گئی

کہہ سکا سارا نہ اوس سے حال دل میں ناتوان
ضعف سے غش آگیا تقریر آدھی رہ گئی

ہل گئیں قاتل کی پلکیں جب دم صید افگنی
سہم کر چالاکی ہر تیر آدھی رہ گئی

غیر سے لڑکر وہ طفل جنگجو پھر مل گیا
راہ پر آکر مری تقدیر آدھی رہ گئی

سر جو کاٹا شمع کا محفل میں تو نے ظلم سے
جان پروانے کی ای گلگیر آدھی رہ گئی

ہو سکی مجھسے نہ شرح مصحف عارض تمام
آخر اس قرآن کی تفسیر آدھی رہ گئی

بن سکے بہزاد و مانی سے نہ اس گل کی کمر
درمیان میں آئی جب تصویر آدھی رہ گئی

قصد جب اسنے کیا مجھ نیمجان کے قتل کا
خود اُگل کر میان سے شمشیر آدھی رہ گئی

کوے جانان مین لطافت غیر بھی داخل ہوا
پاس اپنے خلد کی جاگیر آدھی رہگئی

عاشق کی ہے اسی پہ مدارات رہگئی
جب بوسہ اسنے لب کا دیا بات رہگئی

زلفین بنا چکے ہو سحر جان چل کے سو رہو
تھوڑی سی اب تو وصل کی ہے رات رہگئی

پر وہ ہوا نہ فاش عدم کا کیا سفر
عشق دہن مین آئی اجل بات رہگئی

گذری جوانی آہ پہ رونا نہ کم ہوا
گرمی کے دن گئے پہ یہ برسات رہگئی

مانند شب سیاہ ہے بیت الحزن مین دن
مہمان آکے گھر مین مرے رات رہگئی

سرخی ہمارے خون کی چھوٹی دست یار سے
مہندی نہ بنکے ہاتھ مین ہیہات رہگئی

ہونے دیا نہ وصل کا وعدہ رقیب نے
آکر کلام قطع کیا بات رہگئی

سائل ہو نمین خدا کے لیے اب کرو نہ بخل
اک بوسہ پر ہے حسن کی خیرات رہگئی

ہمسے کہا ہے وعدۂ فردا حضور نے
اب حشر پر امید ملاقات رہگئی

بیچارہ دل تو عشق مین پہلے ہی چھن گیا
تھی آنکھ جو بنائے فسادات رہگئی

محراب کعبہ کا تری ابرو پہ شک ہوا
آکے میرے لب پہ مناجات رہگئی

مین زار قبر مین نہ نکیرین کو ملا
کیا دل مین آرزوے سوالات رہگئی

موت آگئی نہ وصل ہوا یار سے نصیب
امید استجابت دعوات رہگئی

چھایا یہ رعب حسن صنم ہو سکی نہ بات
کیا آرزوے حرف و حکایات رہگئی

کیا عشق مین ذلیل ہوے احباب دل
کیا بات کہیے قبلہ حاجات رہگئی

دیتے دہان تنگ صنم کا جواب کیا
غنچہ چمن مین منہ نہ لگے بات رہگئی

غافل اخیر عمر ہے اعمال نیک کر
ہشیار اب ہو نیند سے کم رات رہگئی

دل کھو کے اپنی جان بچی عشق مین تو کیا
یہ کون سی بڑی ہے کرامات رہگئی

عیاریون سے دل مرا اس شوخ نے لیا
چھوٹی نہ چال اور نہ کوئی گھات رہگئی

تعریف کی جگہہ یہ ہین بیہودہ اعتراض — افسوس اب یہ قدر کمالات رہگئی
لیلی و قیس عالم فانی سے چل بسے — گذرا وہ حسن و عشق مگر بات رہگئی
ہمکو بلاتے ہین نہ لطافت وہ آتے ہین — رستے گلی کی اونسے ملاقات رہگئی

حسب فرمایش جناب نواب مرزا محمد مہدی علیخان بہادر دام اقبالہ

پری کی اور پرستان کی آرزو کم ہے — حسین لاکھ ہین کیا شہر لکھنؤ کم ہے
ستم ہے خنجر سفاک سرخرو کم ہے — غضب یہ ہے کہ ترے جسم مین لہو کم ہے
گہر ہو کیا ترے دندان صاف سے ہمسر — نہ کیون صدف مین نہان ہوکے آبرو کم ہے
کہون مین کیا تری زلف سیہ کو سنبل و مشک — چمن مین ہے یہ پریشان تو اوسمین بو کم ہے
عبث ہین ڈھونڈھتے آب کثیر زاہد خشک — بہار مین خم می کیا پیے وضو کم ہے
چمن مین سنکے ترانہ ہوئی ہے بلبل ست — ترا کمال یہ کیا میرے خوش گلو کم ہے
خم شراب لگا میرے منہ سے اے ساقی — خمار بھی تو نہو گا مجھے سبو کم ہے
مرے لہو کا نہین داغ بدلے تمغے کے — اسی سے خنجر قاتل کی آبرو کم ہے
عبث رقیب پلاتے ہین می نزاکت مین — شراب تند کی کیا اوس حسین کو بو کم ہے
خیال زلف مین پھانسی لگاکے دون کیون جان — گلا دبانے کو کیا ہر رگ گلو کم ہے
ہم اپنے دل کو سنبھالے ہوے ہین الفت مین — بیان کرنے کی تم جانتے ہو خو کم ہے
بنا دیا ہی مرے دل کو مقتل او قاتل — بشر کے قتل سے کچھ خون آرزو کم ہے
جو تنگدل ہین نہین خلق انمین مثل سخی — نظیر دیکھ لو غنچہ مین گل سے بو کم ہے
ہم آنسوؤن سے ہین منہ دھوتے سجدہ کرنیکو — گناہگار ہین کیا اسقدر وضو کم ہے
لگائے کیون نہ ہر اک عندلیب اشک کا تار — قفس کے چاک بہت سے ہین کیا رفو کم ہے

ہر ایک پھول پہ ہوتی ہے عاشق اے بلبل | اسی سے قدر ترے گل کی آبرو کم ہے
کہے کوئی غم و رنج و الم سے دل مین آہین | ہجوم حسرت و اندوہ و آرزو کم ہے
ابھی تو چاک ہی پھر ٹکڑے ٹکڑے دل ہوگا | نگہ کی تار بھی ہو حاجت رفو کم ہے
کھنچے ہین دار پہ منصور کی طرح لاکھون | بشر کے حق مین زبان اسکی کیا عدو کم ہے
صداے شیشہ می ہے بغیر ساقی کے | ہمارے مثل کوئی گریہ در گلو کم ہے
رقیب مکر سے روتا ہے سامنے اسکے | گھر مین اشک کی چھوٹی تو آبرو کم ہے
پکارتی ہے یہ بلبل لگا کے اشک کے تار | ہر اک قباے گل تر مین کیا رفو کم ہے
دیا جو گوہر دندان کا بوسہ اسنے کہا | اب اور چاہتے ہو کیا یہ آبرو کم ہے
لپٹ کے وصل مین عاشق سے پوچھتا ہے وہ شوخ | بتا کچھ اب تو ترے دل کی آرزو کم ہے

علی کا رتبہ احادیث کی مطابق جان
کہ دشمنی سے لطافت نہین غلو کم ہے

بلند ہین حلم آہ شور ماتم ہے | غم فراق سے گھر مین مرے محرم ہے
خیال مہندی لگانے کا ان کو ہر دم ہے | غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے
ہوئی ہے تشنہ خون تیغ ترک کے غم سے | غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے
جنون مین نشتر فصاد تیز ہر دم ہے | غضب یہ ہے کہ مرے جسم مین لہو کم ہے
لیا جو وصل کی شب جھک کے بوسہ دندان | تڑپ کے بولے کہ الماس زیب خاتم ہے
پسند کیون نہ بشر کو حسین ہو گندم گون | یہ رغبت ارث قدیم جناب آدم ہے
ہوس سے زر کی طرف دوڑتا ہے نفس خبیث | طمع بنی ہے معلم یہ سگ معلم ہے
مرے محب ہین مجھے دیکھتے ہی رو دیتے | قد خمیدہ ہلال مہ محرم ہے
جو سرفراز ہین مفلس سے جھک کے ملتے ہین | کہ شیشہ ساغر خالی کے روبرو خم ہے
سوال وصل کا در پردہ ہی وہ سمجھے گا | رقم کیا اوسی نامہ مین خط توام ہے

ہر اک کو جھک کے تواضع سے کر لیا تسخیر
ہمارے پاس سلیمان کے مثل خاتم ہے

عیان ہے کیا ثمر خاکساری و رفعت
سر زمین ہے بلند اور آسمان خم ہے

بس ایک دل ہی بضاعت تھا دیدیا تجکو
تمھارا عاشق نادار رشک حاتم ہے

ہلاک کرتی ہے افراط اچھی شے کی بھی
زیادہ کھائے جو اکسیر بھی کوئی سم ہے

فلک نے وصل کا دشمن کیا بطرح پستے
حسد ہوا کوئی بادام بھی جو توام ہے

ہوا ہے صبح شب ہجر کیا خنک سینہ
سفیدۂ سحری زخم دل کو مرہم ہے

مقام حسرت و عبرت ہے یہ ہوا انجام
کہ ٹھوکرون مین سدا کاسہ سر جم ہے

ہزار لاکھ نہین مرگ غیر سے خوش ہون
مگر ہے چہرے سے ظاہر کہ آپکو غم ہے

سوال وصل نہ کیجے گا اے لطافت آج
وہ جب سے سو کے اوٹھے ہین مزاج برہم ہے

وعدہ یوہین وہ روز ٹالین گے
کب تلک دل کو ہم سنبھالین گے

جان و دل کو تو کر چکے ہم نذر
حضرت عشق اور کیا لین گے

خیر غیرون کا دم بھرین صاحب
اور سے ہم بھی دل لگالین گے

مرتے مرتے نہ چھوڑینگے ہم عشق
نام اوسی کا دم فنا لین گے

بخت جاگین گے میرے طالع کے
ساتھ اپنے جو وہ سلالین گے

یاد آئے گا باغ مین جو وہ رخ
ہاتھ ہر بار گل پہ ڈالین گے

خیر روٹھین وہ بوسہ لینے پر
منتین کر کے ہم منالین گے

رون سے مانگین گے بوسہ لب ہم
اور کیا گالیان سنالین گے

بام جانان پہ بار پا کے رقیب
ٹوپیان عرش پر اوچھالین گے

کب لیا بوسہ مصحف رخ کا
سر پہ قرآن ہم اوٹھالین گے

یاد آئیگی باغ مین جو وہ چشم
آنکھ نرگس سے ہم لڑالین گے

قطعہ

ہمکو الفت مین وہ ملی ہے سزا
کہ کسی پر نہ آنکھہ ڈالین گے

دل لگانے کی اب قسم کھا کر
نام ہرگز نہ عشق کا لین گے

چشم جانانہ صدقے کرنے کو
آنکھین آہو کی ہم نکالین گے

کنگھی اُس زلف مین گر سینگے جو ہم
شاخسانے عدو نکالین گے

ڈر نکیرین کا لطافت کیا
قبر مین نام مرتضےٰ لین گے

حسین جب دیکھہ لیتا ہون محبت آہی جاتی ہے
بھڑک جاتا ہے دل میرا طبیعت آہی جاتی ہے

جب اُنکے پاؤن پڑکر مین سوالِ وصل کرتا ہون
تو چُپ ہوتے ہین شرما کر مروت آہی جاتی ہے

سمجھتے ہین حسین کیا مال و سیم و زر کو اے منعم
تقدم حسن ہے خود کھنچکے دولت آہی جاتی ہے

پڑی رہتی ہین اُنکے در پہ برسون وصل کے طالب
کبھی مدت کے بعد آکر وز نوبت آہی جاتی ہے

ٹپک پڑتے ہین آنسو جلکے پروانہ جو مرتا ہے
تو فوراً شمع کو محفل مین رقت آہی جاتی ہے

ہزار انسان بھاگے حسن سے اِن سبزہ رنگون سے
مگر دیکھے سے آنکھون مین طراوت آہی جاتی ہے

ذرا بھی حسن جس معشوق کو ملتا ہے عالم مین
ادا غمزے مین شوخی شرارت آہی جاتی ہے

نہین کم نشہ مے سے یہا مین نشہ دولت کا
عجب بدچیز ہے انسان مین نخوت آہی جاتی ہے

بظاہر لاکھہ حسن و عشق سے ہین بھاگتے زاہد
پسند انکو بھی لیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے

قریب ابروے پرخم تری مژگان ہین نشستہ
مثل یہ راست ہے تاثیر صحبت آہی جاتی ہے

گنہ کرکے کبھی دل مین پشیمان مین جو ہوتا ہون
تو فوراً جوش پر خالق کی رحمت آہی جاتی ہے

بچاتا ہون ہزار اُس آفت جان کی محبت مین
مگر کوئی نہ کوئی دل پہ آفت آہی جاتی ہے

وہ تھوڑی دیر بھی منہ رکھکے مارو نیر جو سوتے ہین
گلِ رخسار کی پھولون مین رنگت آہی جاتی ہے

کبھی گر صحبتِ اہلِ ادب مین بیٹھہ جاتا ہے
ہزار انسان ہو وحشی آدمیت آہی جاتی ہے

گلے مین ڈال کر باہین جو وہ دلبر مناتا ہے

ہنسی رونے مین تمکو اے لطافت آہی جاتی ہے

قرب لب سے ہنسی تفاوت دلبر دیکھیے
آب حیوان پر ہین استادہ سکندر دیکھیے

[illegible] ہین … کے ابرو و خنجر دیکھیے
حلق پر کس کس کے پھرتے ہین یہ خنجر دیکھیے

[illegible] ہوا ہون بندہ پرور دیکھیے
ہین ابھی ہم مشتاق سیر ہمت دلبر دیکھیے

جو ہین تاجدار و سرکش و سرتاج تھے
ٹھوکرون مین ہین انھین کے کاسۂ سر دیکھیے

اسکی آنکھین دیکھکر نکلے یہ کہتے طفل اشک
پتلیون کا ہے تماشا جمع ہوکر دیکھیے

وقت گالی یار نے اک بوسۂ دندان دیا
آبرو کھوکر ملی ہے سلک یہ گوہر دیکھیے

[illegible] ہون جسم کے جو چلتا ہے در…
ہای توسن سے کوئی لپٹا ہے جھک کر دیکھیے

ان لب و دندان کا ایما ہے شتا…
دوسہ لو دیکھکر یہ سلک گوہر دیکھیے

ہای تپ فرقت کی شدت تجکو کہتے ہین طبیب
تاب چھونے کی نہین ہے نبض کیونکر دیکھیے

زلف دکھلا کر وہ باتین سخت کہتے ہین …
ابر سے پانی کی جا پڑتے ہین پتھر دیکھیے

آپ کے چہرے پہ فرط حسن سے گرتے ہین لقا…
ہای ہمارے منہ پہ بھی اشکون کی چادر دیکھیے

طرفہ دکھلائی ہے عکس … گلگون نے بہار
بنگیا ہے آئنہ پھولون کی چادر دیکھیے

تاب آنکھون مین نہین نور جمال یار کی
مہر و مہ ملجائین تو عینک لگا کر دیکھیے

ابرو و خنجر یار نے افشان چھڑک کر یہ کہا
آیئے ان تیغون کے آج جوہر دیکھیے

کھلے جوڑا آپ کی زلفون کو باندھا تیغ سے
ناگنون پر آج کیا مارا ہے نشتر دیکھیے

[illegible] غافل ہے مساوی رتبۂ شاہ و گدا
ہین جواہر سنگ میزان مین برابر دیکھیے

عکس عارض ہو نہ جیب شوق سے … اسیر
جال پھیلائے ہین آئینہ کے جوہر دیکھیے

چشم انصاف آئنہ کی طرح بنا چاہیے
ہو کے صاف ادنی کو اعلی کو برابر دیکھیے

خوف عصیان مجکو ہے تمکو تماشے کی پڑی
کہتے ہو شانہ ہلا کر قبر مین گھر دیکھیے

شکل آئینہ عبث حیران پھرتے ہین خلق مین
کیا غرض اک اک کا منہ گھر سے نکلکر دیکھیے

لوگ کہتے ہین کہ لطف زندگی الفت مین ہے
مشکر ہے نازک وہ قاتل اور ہم ہین سخت جان

جی مین آتا ہے کسی معشوق پر مر دیکھیے
آج جی بھر کے وہ صورت زیر خنجر دیکھیے

قول عزرائیل ہوگا اے لطافت نزع مین
کھولیے آنکھین جمال روے حیدر دیکھیے

رخ صنم کی ضیا ساغر شراب مین ہے
کمال حسن ہے مہتاب آفتاب مین ہے

سلام عکس کو کرتا برہمن آب مین ہے
ذراسی چھاؤن تمہاری جو آفتاب مین ہے

غرور حسن سے افلاک کے حجاب مین ہے
ذراسی چھاؤن تمہاری جو آفتاب مین ہے

وہ صید ہین کہ ہی مر کر بھی وحشت پرواز
ہمارے گوشت پہ ذرا بند ہوا کباب مین ہے

تمہارے گیسوون کے دام مین پھنسنے چلے
بلا مین جان حزین ہے تو دل عذاب مین ہے

ہوئی مری دل بریان کو یاد رنگ ملیح
عجب مزا ہے موافق نمک کباب مین ہے

قریب زلف کے ہین اسکے کان مین جھالے
عجب ہی موتیون کی بارش اس سحاب مین ہے

تمہارے عارض شفاف جب سے دیکھے ہین
حیا سے آئنہ بھی غرق اپنی آب مین ہے

تمہارے دید سے موسیٰ کو جب غش آئے ہون
بھلا نظارہ عشاق کس حساب مین ہے

خدا نے جیسے عطا کی مرے طبیعت کو
روانی ایسی نہ خنجر مین ہے نہ آب مین ہے

زمین کوچہ جانان کو جھک کے دیکھ آ چرخ
نہ کر غرور کہ یہ بھی ترے جواب مین ہے

ہم اونکو عالم رویا مین دیکھتے ہین روز
وہ لطف جاگنے مین کب ہے جو کہ خواب مین ہے

برا جو کہتا ہے واعظ تو کہنے دو رندو
وہ جانتا ہی نہین کیا مزا شراب مین ہے

کسی کے عشق مین اتنا بھی مجکو ہوش نہین
کہ بیقرار جگر یا دل اضطراب مین ہے

لطافت اپنی نظر مین ہے سیر ہر دو جہان
عجب نقشہ نئی حسب پر تراب مین ہے

وہ جو آنکھون سے اپنی اوجھل ہے
دل کو نہ جان کو کل ہے

کون اٹکھیلیون سے چال چلا ہے
آج ساری جہان مین ہل چل ہے

اُسکی رفتار کا جو مضمون ہے
شعر کی بھی زمین مین ہل چل ہے

رخ پہ اُس شوخ کے خط سبز نہین
عین کعبہ مین فرش مخمل ہے

نقص ہے دو دن جو اُسکے رخ سے مثال
ماہ کامل فلک پہ مہمل ہے

صبح کوکب شفق کی ہے تحریر
یہ بیاض سحر پہ جدول ہے

مثل بسمل کے سب تڑپتے ہین
تیری محفل ہے یہ کہ مقتل ہے

بارِ عصیان سے کس قدر مجھ پہ
لاش بھی بعد مرگ بوجھل ہے

نہین برسات مین یہ قوس قزح
ورقِ آسمان پہ جدول ہے

دیکھنا عشق زلف کی تاثیر
میری تقریر بھی مسلسل ہے

اب نہ دو گالیان سمجھ گئے ہم
خوب تیغ زبان پہ صیقل ہے

نظر بد کا خوف ہے مجھکو
آج آنکھون مین اُسکے کاجل ہے

قبر کو دیکھ کھول کر آنکھین
اے مسافر یہ منزل اول ہے

ساقیا کیا بہکین گے اتنے رند
ایک شیشہ ہے ایک بوتل ہے

میرا روز وصال کچھ نہین دور
رات کٹ جاے تو وہ دن کل ہے

تو بھی گھر ہون سیکڑون برباد
قول اُس چشم کا یہ ہر پل ہے

دست رنگین مین اُسکے ہے تلوار
شاخ مرجان مین تیغ کا پھل ہے

میری میت نہ کس طرح تڑپے
ساتھ تابوت کے وہ پیدل ہے

اے لطافت بغیر اوس گل کے
باغ میری نظر مین جنگل ہے

فروتنی سے جہان مین کمال ہوتا ہے
خمیدہ دیکھ لو پہلے ہلال ہوتا ہے

جو بوسہ کا مرے دل مین خیال ہوتا ہے
تو نازکی سے وہ رخسار لال ہوتا ہے

غضب کی جا کرم ذو الجلال ہوتا ہے
گنہ کے بعد اگر انفعال ہوتا ہے

زمانہ طالب حسن ہلال ہوتا ہے
بڑھے جو نقص تو آخر کمال ہوتا ہے

زمین پہ سر جو اٹھاتا ہے کبر و نخوت سے
نشان سبزہ وہی پائمال ہوتا ہے

ہر اک عقیق کا بنتا ہے داغ مثل شجر
ترا کرم ہو تو پھر نہال ہوتا ہے

عجیب ہے لب رنگین یار کی تاثیر
کہ رشک لعل پہ نشان ادگال ہوتا ہے

جواب دونگا لحد مین اسی کا عاشق ہون
سنا ہے عشق کا وان بھی سوال ہوتا ہے

شب وصال اسی لطف مین گذرتی ہے
لبون پہ لب کبھی گاہ تو کبھی گال ہوتا ہے

پڑی ہے جان حزین ہائے کس مصیبت مین
نہ اسکا وصل نہ ممکن وصال ہوتا ہے

مقام فکر ہے قارون کا حال سن منعم
جو حب مال ہو تو یہ مآل ہوتا ہے

گنہگار جو مرتا ہے خوف دوزخ سے
تو غسل کو عرق انفعال ہوتا ہے

ترس کے خاک پہ گرتا ہے جو ترا ناخن
وہی تو جا کے فلک پر ہلال ہوتا ہے

جو جمع ہو تو عقاب اور خرچ ہو تو عذاب
غرض جہان مین بری چیز مال ہوتا ہے

تمہارے عارض شفاف پر ہے خال عبث
نوشتہ دیکھ لو بے نقطہ گال ہوتا ہے

فلک چھپائے نہ کیون مجھ نحیف کو تہ خاک
بڑا ہے نقص جو شیشہ مین بال ہوتا ہے

صفائے قلب کا یہ حال ہے لطافت اب
کہ بات کا بھی چھپانا محال ہوتا ہے

ہاتھ کنگھی سے کیے شل تو حیا آئی ہے
پاؤن پڑنے کو تری زلف رسا آئی ہے

جوش پر رحمت حق حد سے سوا آئی ہے
جب گنہ کرکے مجھے شرم و حیا آئی ہے

ہجر کی رات بصد ناز و ادا آئی ہے
مثل معشوق کے مشکل سے قضا آئی ہے

مجھ سے چار آنکھ نہیں کرتے چھپایا ہے منہ
لطف ہو وصل کے بعد انکو حیا آئی ہے

نہیں بیمار محبت کو کسی دم فرصت
وہ گئے ہین تو عیادت کو قضا آئی ہے

شب وصل مین یہ کہکے وہ سوجاتے ہین — نیند بنکر مری آنکھون مین حیا آئی ہے
تار سے تولتے ہین آج وہ سرِ شمشیر — ہو ادا شکر الٰہی کہ قضا آئی ہے
قبر مین شانہ ہلا کر یہی کہتے ہین عزیز — چونک غفلت سے مسافر کہ سحر آئی ہے
ہو گیا خانۂ بیداد و جفا کا تجھہ پر — میرے حصہ مین اگر مہر و وفا آئی ہے
کہتے ہین وہ کہین عاشق کی نہ ہون سرد آہین — ٹھنڈی ٹھنڈی کسی جانب سے ہوا آئی ہے
بعد مدت ترے کوچہ مین ہی بیٹھی مری خاک — کیون اوٹھانے کے لیے بادِ صبا آئی ہے
عشق کے ساتھ ہی پیدا کیا اللہ نے حسن — یہ مرض وہ ہے کہ ہمراہ دوا آئی ہے
مین وہ بلبل ہون کہ غنچہ مین نہان تنہا ہون — ٹھیک کیا تن پہ مرے گل کی قبا آئی ہے
اسطرف دوست اوٹھانیکو ہین تابوت مرا — اوسطرف ہاتھون مین ملنے کو حنا آئی ہے

جان دینے کو جو کہتا ہون لطافت شبِ ہجر
دوست کہتے ہین یہ دلمین ترے کیا آئی ہے

غزل دو بحر مین

اوس گلِ تر کی سواری نکلی — غیرتِ بادِ بہاری نکلی
نزع مین آیا وہ رشکِ عیسےٰ — لینے کو روح ہماری نکلی
ہجر مین کھو کے دل ہم روئے — حسرتِ نالہ وزاری نکلی
بوسہ ابرو و مژگان لے کر — کھنچ گئی تیغ کٹاری نکلی
تیز تھی الفتِ تیغِ ابرو — ہو گئی جان بھی عاری نکلی
گنجفہ یار سے غیرونمین تھا — شکر ہے بوجھ ہماری نکلی
الفتِ زلف مین دیکھین فالین — رات یہ ہجر مین بھاری نکلی
کہتے ہین مجکو وہ عاشق اپنا — حسرتِ دل مری ساری نکلی
یار نے خوب نکالا جوبن — صورت و شکل ہے پیاری نکلی

پیوست جو جگر میں مرے تیر یار ہے
اللہ رے رشک سینہ میں دل بیقرار ہے

ہم سچ کہیں یہ چال تری یادگار ہے
شاگرد جسکی ایک نسیم بہار ہے

مجسا زمین پہ کون بھلا خاکسار ہے
کھودوایا مہر تاب میں کبھی خط غبار ہے

دریاے چاندنی ہے مے خوشگوار ہے
اوڑتے ہیں جشن عشق ہے پہلو میں یار ہے

ہے یاد زلف اور دل داغدار ہے
قدرت خدا کی صحبت طاوس مار ہے

زیر قلم جو وصف دو ابروے یار ہے
ہر شعر آبدار مرا ذوالفقار ہے

اوس پھول سے غدار پہ خط آشکار ہے
آئی خزان روانہ چمن سے بہار ہے

جب چاہتا ہوں لکھتا ہوں اختیار ہے
ہر وقت مست ہاتھ میں تصویر یار ہے

پہیے میں تمام مرا تار تار ہے
جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے

اک کم سخن کے عشق میں ہی چلکی میں جان
خاموش بعد مرگ چراغ مزار ہے

حق سے امید عفو جرائم ہے حشر کو
ہم ہیں گناہگار وہ آمرزگار ہے

بولا جو میں کہ تجھپہ گناہگار کا ہوں آج
ظالم نے مسکراکے کہا اختیار ہے

ساقی بہار آئی ہے پھر بھر کے دے شراب
ساغر چڑھائیں نشہ مے کا اوتار ہے

مٹی ٹھکانے جسکی لگی وہ رقیب تھا
برباد جو ہوا وہ ہمارا غبار ہے

یارب کٹیگی راہ عدم مجسے کسطرح
جانا ہے دور سر پہ گناہوں کا بار ہے

بوسہ فقط رقیب کو تمنے دیا تو کیا
منھ پھیرو اور بھی کوئی امیدوار ہے

فرمایش اوسنے کی ہے جو مٹی کے عطر کی
شاید ہماری سمت سے دلمیں غبار ہے

ہنسکے کہا جب اوسنے کہ یہ دل ہے بیقرار
بولے وہ ہاتھ رکھکے کہاں بیقرار ہے

کہتے ہیں دوست وہ مری قبر دیکھکر
کانٹے پڑے ہیں جسپہ یہ کسکا مزار ہے

مدفن پہ میرے غیر سے ملتے ہیں وہ گلے
میت پہ میرے ہاے دوبارا فشار ہے

کھینچی ہے تمنے تیغ تو مجکو بھی دیکھلو
دشمن سے جھکے ملتا ہوں کیا انکسار ہے

تیر نگہ کا اوسکے لطافت غضب ہے توڑ
جو ہے کلیجہ بکے ہوئے بیقرار ہے

دیکھین نہ پری کو بھی یہی دلسے لگی ہے
آنکھ اپنی کسی حور شمائل سے لگی ہے

جل جائیے اوس بزم مین تجھ دلسے لگی ہے
ہر شمع کو لو یار کی محفل سے لگی ہے

چونکا و لحد مین نہ مجھے شانہ ہلا کر
ای بے خبرو آنکھ ابھی مشکل سے لگی ہے

لطف شب مہتاب ہے دریا کی کرو سیر
ٹھنڈی ہی ہوا ناو بھی ساحل سے لگی ہے

مجنون نہین دل ہی سے فقط طالب لیلے
پردیکے جگہ آنکھ بھی محمل سے لگی ہے

اوس مصحف عارض کی ہی تصویر گلے مین
قرآن کی قسم جان حمائل سے لگی ہے

کیا ڈاب کی تقدیر پہ آتا ہی مجھے رشک
ہر دم کمر نازک قاتل سے لگی ہے

انگارونکے مانند ہین سب پھول چمن مین
گلشن مین یہ آگ آہ عنادل سے لگی ہے

مشکل سے گذر آپکے کوچہ مین ہوا ہے
جان اپنی یہین تیغ کے بھی لبسے لگی ہے

اے یار عدم سے ہون ترا تشنہ دیدار
یہ پیاس مجھے تو کسی منزل سے لگی ہے

ہم ہارین تو دل دینگے جو وہ ہارے تو بوسہ
چوسر مین یہ بازی بت قاتل لگی ہے

فرقت کی شب ماہ سے جلتا ہون ہمیشہ
اک آگ سی دلمین مہ کامل سے لگی ہے

ہم سر کو جھکائے ہوئے مقتل مین کھڑے ہین
آس اپنی فقط خنجر قاتل سے لگی ہے

اغیار تو پہلو مین ترے صدر نشین ہین
مسند مری فرش لب محفل سے لگی ہے

شیدائے کمر ملک عدم کو ہین پہونچتے
کیا خوب رسد قبر کے منزل سے لگی ہے

پابند رہے خانہ نشینی کی کڑی مین
یہ بات ہمین ہاتھ سلاسل سے لگی ہے

نازک ہین بہت ہونٹھ جو اس غنچہ دہن کے
مستی لب خوش رنگ پہ مشکل سے لگی ہے

بیعزتی آفاق مین ہے ہاتھ بڑھانا
کاسہ نہین ذلت کف سائل سے لگی ہے

دوزخ کا سنون ذکر نہ زنہار لطافت

زاہد کو جلاؤن یہ مرے دل سے لگی ہے

ہمارے دلبر کمسن پہ خوبی ختم ساری ہے
جو بھولا بھولا مکھڑا ہے تو [illegible] ہے

اے سفاک کیا تیری قمہ مین آبداری ہے
چھری ہے تیر ہے خنجر ہے برچھی ہے کٹاری ہے

چمن مین آج آئی کون سے گل کی سواری ہے
جلو مین آتے آتے نکہت و باد بہاری ہے

ہمیشہ خاک کے پتلے کو زیبا خاکساری ہے
تصور اصل خلقت پر کرو جب خاکساری ہے

تصور مین ترے گیسو و رخ کی اشکباری ہے
گھٹا گھنگھور چھائی ہے چمن مین ابر جاری ہے

جوانی کا بھی ہے بانکپن کہ چال متوالی
ادا نام خدا جو ہے [illegible] کی پیاری ہے

سلیمان کی بنا یا تخت جب ہنسکر قضا بولی
[illegible] ناپائداری ہے

دو بیٹھ اور رہ کر اب وان کا یار کہتا ہے
کمر لچکے گی تیری بوجھ دوشالے کا بھاری ہے

غلام اپنا بنالو مجکو دیکر بوسہ عارض
مرا دل پاس ہے تیرے [illegible] اعتباری ہے

تمہارے عاشق جانباز فرقت مین تڑپتے ہین
کہین اختر شماری ہے کہین ہے دم شماری ہے

کیا مجنون نے تو آباد جاکر کنج مرقد کو
جنون تیرا کہ دشت نجد مین اسکی یادگاری ہے

پہنکر ہار پھولونکے روش پر جب وہ چلتے ہین
لچک کر ناز سے کہتی ہین کیا یہ بوجھ بھاری ہے

رخ تابان جانان کو نہین خورشید سے نسبت
یہ اعلے ہے وہ اسفل ہے یہ نوری ہے وہ ناری ہے

دیا ہے دل تمہین صاحب تو دینگے جان بھی اپنی
وہ امر اضطراری تھا یہ امر اختیاری ہے

فریب رخ نہ کیون ہو شور اس چاہ زنخدان کا
سنا ہے پاس کعبہ کے چہ زمزم بھی جاری ہے

مرا منھ دیکھکر کہتا ہے وہ بت ناز سے اکثر
خدا کی شان دیکھو انکو بھی الفت ہماری ہے

علی کا نام ہر دم ورد رہتا ہے لطافت کو
نہ کیون آسان ہو مشکل اسم اعظم لب پہ جاری ہے

لین بلائین زلف دلکش کیون بنائی آپکی
سچ تو یہ ہی ہمنے اس دل سے برائی آپکی

وضع کی باتین تمہین دونون ہوگئین مشہور خلق
راست بازی تو ہماری کج ادائی آپکی

آپ ہی انصاف سے کہیے نہ کیون عاشق ہون
شکل بھولی بھولی پیاری پیاری پیاری آپکی

حق کو تھا منظور بہلانا جو دل محبوب کا
عرش اعلےٰ پر صدا پردیسے آئی آپکی

تشنگی فرماتے ہین وہ ہمسے دم بوس و کنار
آج غیرونسے جو ہم بگڑے بن آئی آپکی

کیون نہ عاشق ہون بنایا ہی حبیب اللہ نے
دل تو کیا ہے عرش اعلےٰ تک سمائی آپکی

گجرے پھولونکے ہین پہنے ہے نہایت نازکی
غنچۂ سوسن نہ بنجائے کلائی آپکی

اشکباری بیقراری آہ و زاری لاغری
دیکھئی تجھنے ہمین کیا کیا جدائی آپکی

دے چکے جب جان ہم قدمین تو بولا وہ شوخ
ہو چکی بس بس محبت آزمائی آپکی

دل نہ دینگے اب کبھی بھولے سے اپنا ای صنم
یاد ہے وہ بیرخی بے اعتنائی آپکی

داغ کھائے ہین گلین نازسے کہتے ہین وہ
کیجیے امید دلی انتو برائی آپکی

حضرت یوسف کا آنا بے سبب ہرگز نتھا
خلق مین بنکر حسین صورت دکھائی آپکی

چاہتا ہے لاکھ لیکن پھر کبھی آتی نہین
سیکھی عاشق کی جوانی بیوفائی آپکی

مشکلین آسان لطافت کی ہون یا مشکلکشا
خلق مین مشہور ہے مشکلکشائی آپکی

پری پیرو سیکڑون مین دل لبھائی جسکا جی چاہے
ہمین صورت کا دیوانہ بنائے جسکا جی چاہے

گلوری ہاتھ سے قاتل کے کھائے جسکا جی چاہے
ہمارے قتل پر بیڑا اوٹھائے جسکا جی چاہے

لب سرخ اور خط سبز قاتل کو نہین پروا
لہو اپنا بہائے زہر کھائے جسکا جی چاہے

بہائے اشک کب اوس بحر خوبی کی محبت مین
ہماری چشم پر طوفان اوٹھائی جسکا جی چاہے

عبث حور و پری کو ہی غرور حسن عالم مین
ترے تلوے سے شکل اپنی ملائی جسکا جی چاہے

مرا دل ہے ہر اک ابرو کمانکی چشم پر قربان
نشانہ تیر مژگان کا بنائے جسکا جی چاہے

بہت اغیار دم بھرتے ہین اپنی جان نثاریکا
کھینچی ہے تیغ قاتل سر جھکائی جسکا جی چاہے

کہو عشاق سے ہے قتل عام اوس بت کے کوچہ مین
یہی گوا ہے یہی میدان ہے آئے جسکا جی چاہے

ہمارے ہوش تو تقریر مین پرواز کرتے ہین
پریرویونکو یا تو ہمین اوڑائے جسکا جی چاہے

بچھا کر گیسوؤنکا دام چہرہ پردہ کہتے ہین
بلا مین طائرونکو پھنسائے جسکا جی چاہے

زمین پر خاکساری ہی عجب اکسیر انسان کو
یہ نسخہ کیمیا کا آزمائے جسکا جی چاہے

کلیجہ چھن گیا الفت مین ہم تو جان کھو بیٹھے
حسینان جہان سے ناز اوٹھائے جسکا جی چاہے

مری زنجیر غل کرتی ہی دیوانونکے حلقہ مین
کڑی یہ عشق کی منزل ہی آئے جسکا جی چاہے

یہ دل ہی شعلہ رویونپر لطافت اپنی پروانہ
مثال شمع محفل مین جلائے جسکا جی چاہے

ابرو کے غم نے خم کیا ای آسمان مجھے
گوشہ نشین ہون جب سے ملی یہ کمان مجھے

رلوا رہی ہے الفت زلف بتان مجھے
آثار حشر پڑھلے ہوا یہ دھوان مجھے

یادش بخیر تھا کبھی عشق بتان مجھے
کہتے تھے زیر سپہر فلک جب جوان مجھے

نقش قدم دکھا کے یہ کہتی ہی مجھسے خاک
اوس مہر نے زمین سی کیا آسمان مجھے

کوچہ سے اوسکے در پہ گیا در سے بام پہ
تقدیر لیگئی ہی کہان سے کہان مجھے

ہر وقت تیر آہ چلین سوئے آسمان
لب سلیقے سے ملے ہین مثال کمان مجھے

باغ جہان مین بلبل خود رفتہ ہون گلو
ہے کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

چاہ ذقن جو خط مین ہے کہتا ہی گر کے دل
سبزہ مین تھا نہ یہ نظر آیا کنوان مجھے

چھلے جو پہنے دست حنائی مین یار نے
دزد حنا کا غل ہی ملین بیڑیان مجھے

ہر مست کہہ رہا ہے وضو ہو شراب سے
کرنا ہی آج بیعت پیر مغان مجھے

کہتا ہے قتل کرکے مجھے وہ عدو سے وصل
ہے ناگوار وصلت جسم و جان مجھے

ہر مست محتسب سے ہی مستی مین پوچھتا
بتلا دے چلکے پیر مغانکی دوکان مجھے

بولا کلیجہ ہجر مین منہ سے نکل پڑون
دم بھر اگر نفس سے ملے نردبان مجھے

دنیائے بے ثبات مین ہون عندلیب زار
پانی کے بلبلے مین ملا آشیان مجھے

احباب چل بسے مین گنہگار رہ گیا — بھاری تھا بوجھ چھوڑ گیا کاروان مجھے
گر چھپا لحد مین تو وان بھی ہے انتشار — پیسا زمین نے بھی صفتِ آسمان مجھے

بلوا کے کربلا مین لطافت کو یا حسین
اب قہر ہے سکونت ہندوستان مجھے

لکھنا ہے آج یار کے وصفِ دہان مجھے — فکرِ رسا ملے پرِ عنقا کہان سے مجھے
ہنستے ہین زرد دیکھ کے غنچہ دہان مجھے — اے رنج کیون کیا صفتِ زعفران مجھے
تیر افگنی کی مشق جو کرتے ہین میرے زخم — جھک کر سلام کرتی ہے اونکی کمان مجھے
کشتی چشم کہتی ہے مجسے کہ ہون وان — آنسونکی چادرونکی ملی بادبان مجھے
اوس زلف مین ہے طائرِ دل کی یہی صدا — سب ہے صفیر کہتے ہین عرش آشیان مجھے
مین دل جلا وہ چرب زبان ہون میانِ بزم — کہتی ہے شمع آج ملا ہم زبان مجھے
دیکر خدا نے گردِ ملال آہ کا دھوان — بخشی نئی زمین نیا آسمان مجھے
مسونی ہے قبر فرش نہ تکیہ نہ روشنی — اے موت لاکے چھوڑ گئی سب کہان مجھے
اک بوسہ دیکے دل جو مرا یار نے لیا — کہنے لگا ملا ہے یہ سوداگران مجھے
پیری مین کیون نہ قدِ خمیدہ عزیز ہو — ہاتھ آئی چلّے کھینچ کے ایسی کمان مجھے
سنتے ہین دل لگا کے سدا خوش گلو حسین — مثلِ وہان نئی جو ملی ہے فغان مجھے
دریا ہے شراب کا ساقی کہ ابر اوٹھا — کشتی مے کا خوب ملا بادبان مجھے
قد ہو گیا جو خم تو عصا ہاتھ مین لیا — چلّا ملا عجیب براے کمان مجھے
ساقی نے جبکہ یاد کیا وقتِ میکشی — شیشے کیطرح آنے لگین ہچکیان مجھے
کہتا ہے دل کہ رخ سے چلون زلف کیطرف — اب تو ہجوم خط کا ملا کاروان مجھے
کشتی تن چلے جو سوئے قبر دی صدا — چادر کفن کی دو تہ ملے بادبان مجھے

ہے لطف ہر طرح کا لطافت بیان مین

کوثر سے دھوکے دی ہے خدا نے زبان مجھے

حال کھلجای اگر زنگ وہ کاکل باندھے
کہدو اتنی نہ ہوا باغ مین سنبل باندھے

آشیان کیون سر شاخ شجر گل باندھے
باغبان نی رگ گل سے پر بلبل باندھے

مین وہ عاشق ہون چمن کا کہ پس مرن بھی
دل شگفتہ ہو اگر شمع لحد گل باندھے

بعد مرنے کے جو بنائی کبھی ان زلفون کو
کیا عجب غیب کے ہاتھ آپکی کاکل باندھے

کب نہانے مین برہنہ تمہین دیکھا ہمنے
گھاٹ پر تمنے عجب جھوٹ ہین پل باندھے

قتل عاشق کو ہین ابرو کے اشارے کافی
اسلحہ تونے ہین کسواسطے ای گل باندھے

وقت نازک ہے بہت خانہ نشینی ہو پسند
چاہیے پاؤن بشر کرکے توکل باندھے

جائے گلشن مین ترے زلف کا گر سودائی
بنکے زنجیر ابھی پاؤن کو سنبل باندھے

کہدو صیاد سی لاغر ہے نکلجاے نہ یہ
کھینچکر جاک قفس مین پر بلبل باندھے

غنچے گلشن مین تبسم نکرین لالہ پر
اپنی دستار پہ گر طرۂ سنبل باندھے

کہدو ساقی سی شب وصل ہے دے جام پہ جام
منھ نہ شیشہ کا ابھی دیکھی ہمین مل باندھے

ہو ابھی نافۂ آہوئے ختن آکے نثار
مثل جوڑے کے اوٹھا کر جو وہ کاکل باندھے

بلبلونکا ہو ابھی باغ کے مانند ہجوم
شمع مدفن ترے عاشق کی اگر گل باندھے

اونکی اور میری محبت کا جو شہرہ ہو جائے
شعر مین اپنے نہ شاعر گل و بلبل باندھے

ای لطافت ابھی تحلیت سے ہو باران آب
چشم گریان اگر اشکونکا تسلسل باندھے

جنان مین جائے یہ عاصی ترا یا نار مین آئے
حضور مین ہے حاضر جو مزاج یار مین آئے

بہار باغ جنت پر نہ پھولے اسقدر رضوان
زیارت کے لیے گر کوچۂ دلدار مین آئے

متاع حسن مت لے غیرت یوسف کی نادر ہے
خریدار وہ یہ سودا اسطرح بازار مین آئے

مبارک زاہدونکو خلد دوزخ مین ہین عاصی
ہماری آرزو بھی بار اوس دربار مین آئے

غضب جو کے کی ٹٹی شیخ نی زنکی پھنسایا کیو
خریدارو چلو ہی یاں مرو بکا بہت ارزان
خلائق جمع ہے ہمد یکھین ملے کسکو وہ ہر جائی
نہ دیکھا جلوہ اوس پردہ نشین کا مثل موسی کر
کتابی رو گئے جاتا نظر ہین کیا خال سیہ زیبا
دو رنگی پر زمانے کے ہین ہنستے عاقلو دیکھو
کبھی ہے دل کو الفت زلف کی گیسو کا کبھی سودا
اگر ہے عشق صادق بلبلو یون دم بھرو گل کا
جو دیکھی عاشق صادق کبھی چشم حقیقت سی
سنا کر لن ترانی اپنے عاشق سی وہ کہتی ہین
اگر منظور خورشید فلک کو ہے فروغ اپنا
بھلا نا وعدہ روز الست آکر نہ دنیا مین
کمی کیا ہے ہمین بھی خلعت رحمت عنایت ہو

ہر اک کیونکر نہ دام جبہ و دستار مین آئے
دل اپنا بیچنے ہم عشق کے بازار مین آئے
میان دیر و کعبہ ہین تلاش یار مین آئے
ہزارون لاکھون یون ہین حسرت دیدار مین آئے
عجب ذیشان یہ آیہ مصحف رخسار مین آئے
گل تر بے سبب خندان نہین گلزار مین آئے
حلب مین ہم کبھی پہونچے کبھی تاتار مین آئے
کہ خوشبوئی گل تر غنچہ منقار مین آئے
نظر معشوق کا جلوہ در و دیوار مین آئے
نہین ہے عارضی یہ حسن جو دیدار مین آئے
ہماری مہوش کے سایہ دیوار مین آئے
خبردار اے دل غافل نہ فرق اقرار مین آئے
لگا کر آس ہم بھی ہین تری سرکار مین آئے

لطافت سی کرو دن زخمی بخشی اگر مرہم
سزو بھی نہ نقصان رحمت غفار مین آئے

خدا کا سامنا ہو حشر کے دن کیا نظر ٹھہرے
محبت مین تری ہی شعلہ رو کیا دل مرا ٹھہرے
چرا کر مجھسے اوس گل کی حمین سی توڑ لی مہندی
خدا کی شان ہی باتین جسکی ہونکی قیامت ہین
مریض ہجر ہون کیا سخت جانی نے ستایا ہے
غنی ہو جاؤن ملجائے ابھی دولت قناعت کی

گنہ ہین بیشمار اپنے نہین معلوم کیا ٹھہرے
نکیون ہو بیقراری آگ پر سیماب کیا ٹھہرے
رقیب روسیہ بھی آج سے ذرہ حنا ٹھہرے
قضا عاشق کی آئی نازنینونکی ادا ٹھہرے
اگر مین زہر بھی کھالون مرض مین دوا ٹھہرے
مرا سیماب دل کشتہ اگر ہو کیمیا ٹھہرے

کمان لب سے چھٹتے ہی یہ ناوک عرش تک پہنچا ہمارے ہاتھ اوٹھتے ہی یہ تیر دعا ٹھہرے

وہ سے پیکر تو اسکو دیکھکر عشاق جلتے ہین لب دلدار فخر چشمۂ آب بقا ٹھہرے

مری آہین نکلی آندھی اوٹھی ہی صبح شب ظلمت چلے جانا گھر اپنے اے صنم جب یہ ہوا ٹھہرے

دل بیمار کو ہوتی ہی صحت اسمین آتے ہی گلی اوس رشک عیسی کی کیون دار الشفا ٹھہرے

بہت ہی حسن کا بازار گرم اے غیرت یوسف عوض بوسہ کے مین دل و دین اگر بیع و شرا ٹھہرے

نہ بوسہ لب کا تم دیکر عوض مین لو دل عاشق کہین رسوا نہ ہو جاؤ کہ یہ لینا ربا ٹھہرے

بھرا عشق غبار آستان غیرت عیسی دل وابستہ اپنا صرۂ خاک شفا ٹھہرے

مسافر تھے عدم کی راہ مین واقع تھی یہ منزل جو اس دنیا مین ٹھہرے بھی سمجھکر ہم سرا ٹھہرے

چلون راہ عدم کیونکر گنہ کا بار ہی سر پہ بھلا ہر ہر قدم پر کسطرح سب قافلا ٹھہرے

کیا ہی ذبح گر تو نے تو ٹھوکر بھی لگا تا جا ہمارے خون بہا نیکا یہ قاتل خونبہا ٹھہرے

لکھین آتے ہی پوچھو نہ مجھسے سرگذشت اتنی ٹھہر جاؤ کوئی لحظہ تھکا ہون دل مرا ٹھہرے

وضو ہو منہ جو دھو ون آنسوؤن سی یاد عصیان مین جھکے جب سر ندامت سی نماز بے ریا ٹھہرے

روان ہی قافلہ اسکو لگا ہے صبح شب رحلت ہمارا نالۂ دل کیون نہ آواز درا ٹھہرے

تلاش قوت کو گردش مقدم ہے دل دانا ملے لقمہ نہ دست غیر سے گر آسیا ٹھہرے

لطافت لطف ہو نکلی جو دم شبیر کے در پر
نجف مین روح کا مسکن ہو مدفن کربلا ٹھہرے

لکھ سکے کیا صفت کوچۂ قاتل کوئی جان بلب ہے کوئی بیجان کوئی بسمل کوئی

دوستو پوچھو نہ کچھ میرے تڑپنے کا سبب لیگیا چھین کے پہلو سے ابھی دل کوئی

نہین دل سے اوسے دیکھتے ہین ہم ہر دم نہین مانع نہین جا جب نہین حائل کوئی

زر کا کیا ذکر یہ منعم نہین دیتے ہین جواب کبھی دروازے پہ آتا ہی جو سائل کوئی

چھوڑ دیتے ہین صد افسوس عزیز و احباب نہین دنیا مین کڑی قبر سے منزل کوئی

کیون نہ آغاز محبت مین کلیجا تھامین
ہائے پہلو مین سمٹے والا ہے دل کوئی

آکے دل مین مرے کہتا ہے وہ رشک لیلے
اس سے اچھی تو جہان مین نہین محمل کوئی

ہر یونکو مری کیون سونگھتا ہے سگ یار
کیا نہین انمین شیشے کھانے کے قابل کوئی

ہے صد احسن کی بازار مین مجھ عاشق کی
بیچتا ہو نہین عوض بوسہ کے دل کوئی

قہر ہے میرے لیے چشم و خط و ابروے یار
کوئی جادو ہے کوئی زہر ہے قاتل کوئی

لاکے چہرے پہ نقاب اوسنے تبسم سے کہا
عاشقو مین نہین نظارے کے قابل کوئی

گوش گل کر رہین گلستا مین کرین شور ہزار
دل سے سنتا نہین آواز عنادل کوئی

سر جھکائے ہوئے اک ہم ہی چلے جاتے ہین
نہین جاتا طرف کوچہ قاتل کوئی

صحبت شعر و سخن مین شعرا آئے ہین
رونق بزم کوئی زینت محفل کوئی

کیون حسینونپہ لطافت نہ مرا دل آئے
کوئی ہے رشک پری حور شمائل کوئی

اک روز آپ چلکے عشق کا بازار دیکھیے
یوسف سے سیکڑون ہین خریدار دیکھیے

گر ساتھ سوئے غیر کے دلدار دیکھیے
تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھیے

آئینہ مین نہ ابروئے خمدار دیکھیے
قبضہ مین غیر کے ہو نہ تلوار دیکھیے

بکتے ہین آکے درہم و دینار دیکھیے
زر کا عجیب گرم ہے بازار دیکھیے

کی ہمسری جو آپکے رخنے سزا ملی
گل بندھ کے آئے ہین سر بازار دیکھیے

کوچہ سے آپکے ہی جنازہ مرا چلا
کہتے ہے چشم روزن دیوار دیکھیے

پہنا ہے اسنو شوق سے طفلی مین آپنے
آخر گلے پڑیگا یہ زنار دیکھیے

دل دیکے بوسہ لب کا مانگا تو بولے وہ
سودا یہ ہے گران ابھی بازار دیکھیے

لاغر ہوا تو آپ کے کوچہ مین آپڑا
اکدن ہٹا کے سایۂ دیوار دیکھیے

کہتا ہے دل وہ سوگئے تو کام اپنا کیجیے
سوجائیے اگر وہ ہے ہشیار دیکھیے

بولا کفن اجل سے جو پیدا ہوا بشر
آیا مرا کہ اور خریدار دیکھیے

دیکھا جو مجکو آپکے کوچہ سے ٹل گیا
طرفہ ہے بخل سایۂ دیوار دیکھیے

اب ہو تو آپ آئنہ مین دیکھیے حضور
آلودہ ہو نہ زنگ مین تلوار دیکھیے

مجھ ناتوان کو آپ لگاتے ہین وار کیون
گر جائے جا بجا سے نہ تلوار دیکھیے

پوچھا جو مین نے آج تو آؤگے میرے گھر
گردن جھکا کے کہنے لگا یار دیکھیے

شکوہ کیا ستم کا تو بولے بگڑ کے وہ
کہتے تھے کیجیے نہ ہمین پیار دیکھیے

طاقت سے کم گناہ بہت دور کا سفر
کسطرح ہمسے اوٹھیگا یہ بار دیکھیے

کاجل لگا کے آپ نے آنکھین لگائین کیون
کسکی نظر لگی جو ہین بیمار دیکھیے

منظور اس مہینے مین گر قتل عام ہو
لازم ہے چاند دیکھکے تلوار دیکھیے

یہ لاغر و فقیر ترے کوچہ مین آ رکے
اوڑھے گلیم سایۂ دیوار دیکھیے

دوڑا ہے نازک آپکی گردن کا اے صنم
اوجھے کہین نہ کھیل مین زنار دیکھیے

کلمہ برہمنون نے پڑھا دل سے آپکا
ایمان لائے توڑ کے زنار دیکھیے

صاحب سوال وصل پہ ان کی نہین بھی ہے
اقرار ہے کبھی کبھی انکار دیکھیے

جھمک جھمک کے دم جو دکھتی ہین بعد ذبح آپ
کاٹھی سے اوگلی پڑتی ہے تلوار دیکھیے

کہتی ہے دیکھے پھر مین تسبیح اشک آنکھ
رونے پہ استخارہ پھر اکبار دیکھیے

دودھی ہوئی ہے الفت گیسو مین وقت نزع
آہی یا نبض عاشق بیمار دیکھیے

اوس سیم تن حسین کو ہمیشہ یہی ہے فکر
بیخوف لوٹیے جسے زردار دیکھیے

کہتا ہے ابروے آپکا دو ٹکڑے کیجیے
بے قبضہ ہے ہلال کی تلوار دیکھیے

پتھر جو نہین کھاتے لڑکون کے قصد ہے
گھر بیٹھے سیر دامن کہسار دیکھیے

دل میرا لینی آئی ہے دنیا خدا کی شان
یوسف کی پیرزن ہے خریدار دیکھیے

کرتا ہون آہ آپ دل اپنا سنبھالیے
آگاہ ہو ہشیار خبردار دیکھیے

صنم باندھتے ہین جو عاشق حیرت زدہ کھڑے
دیوار ہی نہی پس دیوار دیکھیے

آل آپ ہین کہ دیتے نہین بوسہ عذار
بلبل کی روئے گل پہ ہی منقار دیکھیے

حائل ہے حجلہ مین اونمین شب وصل آئینہ
ہٹتی ہی کب ہے بیچ سے دیوار دیکھیے

کہتی ہے گل سے بلبل نالان ہزار حیف
دل کی طرح دو نیم ہی منقار دیکھیے

آغوش کھولے آپکی جانب کمان ہے
چٹکی کے بوسے لیتا ہی سوفار دیکھیے

آئینہ ہین در و بام آپکے چہرے کے عکس سے
ہے چاندنی سفیدئے دیوار دیکھیے

فاقہ جو ہو تو جان ہین تو غصہ نہ کھائیے
روزہ حرام ہے نہو افطار دیکھیے

نشانہ مار لیا کل جدہین یہ بولے وہ
آئے جو جور بھی تو نہ زنہار دیکھیے

لیتے ہین جو خون شدہ دل عاشق چٹکیان مین
کیا سرخرو ہی آپکا سوفار دیکھیے

ہوتا ہے اپنے قتل کا دزدِ حنا کو خوف
تلوار کی نہ انگلیون سے دھار دیکھیے

وہ زار و ناتوان ہین کہ زندان ہی فرش خواب
بستر کی ہر شکن ہے کہ دیوار دیکھیے

کاجل کی احتیاج رہے پھر نہ آپ کو
گر آنکھ بھر کے میری شب تار دیکھیے

کہتے ہین غیر سے وہ لطافت کو دیکھکر
کرتے ہین اب تو یہ بھی ہمین پیار دیکھیے

سودا کے داغ سر پہ لیے جب نکل گئے
ہم آفتاب حشر سے پگڑی بدل گئے

دنیا سے ناتوان ترے بے اجل گئے
اپنے نفس کی آمد و شد سی نکل گئے

سودا مرا وہ سخت ہی جب رگ پہ چل گئی
نشتر مثال خون جہندہ اوچھل گئی

کیسی طرفہ شوخیان جو وہ گلشن مین نکل گئے
گل روندے پاؤن سے دل بلبل کو مل گئی

برگشتہ بخت گھاٹ پہ جسدن نکل گئے
گرداب آکے خضر سے پگڑی بدل گئے

بن بن کے تیر دل پہ رقیبونکی چل گئے
ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے

غیرونکے ساتھ دھوپ مین پھر کر اے صنم
جوبن سے دوپہر کی طرح آپ ڈھل گئے

ساقی کے فیض سے جو لنڈھی شیشۂ شراب
مستوں کا ذکر کیا کئے واعظ پھسل گئے

بولے پیام وصل پہ چھریاں لگا کے وہ
تیری چلی زبان مرے ہاتھ چل گئے

مین نے دل رقیب لیا اوسنے دل مرا
آئی وبائے عشق تو مردے بدل گئے

آیا شراب پینے جو میخانہ مین وہ مست
آنکھوں نے جام شیشے سے سر کو کچل گئے

دیتا نہین کسیکا مصیبت مین کوئی ساتھ
نالے دہن سے آنکھ سے آنسو نکل گئے

کیا کیا دبایا سایۂ دیوار یار نے
ہم ناتوان آکے جو بیٹھے کچل گئے

زلفوں نے دل نکل کے پھنسا پھر غضب ہوا
گویا کہ سانپ من کو اوگل کے نگل گئے

مجھ بخط کو اوسنے بنایا نشانہ جب
تیر اشک بنکے چشم کماں سے نکل گئے

تھا حسن اور نوجوانی شب کے ساتھ
معشوق کیا تھے شمع کا جوبن ڈھل گئے

ایسی شراب پی کہ ہوا طرفہ انقلاب
غفلت بڑھی ثواب سے عصیان بدل گئے

صبح شب وصال کہا اوٹھکے یار نے
لے شمع ٹھنڈی ہوگئی پروانے جل گئے

رو کر تری نگہ سے گرا چاہتے تھے ہم
ہنسنے لگے جو تھام کے دلکو سنبھل گئے

دل میرا عشق پاک نے کعبہ بنا دیا
جب تو کمانسے تیر تری سر کی پھل گئے

گرمی مین روشنی جو ہوئی اونکو ناگوار
فوراً گلو نے شمعونکے شعلے بدل گئے

کہتی ہے اونکی بیٹی نازک میان چشم
دو صاد خوشخط ایک قلم سے نکل گئے

وحشت مین دامن اور گریبان نے چھوڑا ساتھ
دیکھا کہ عین وقت پہ دونون نکل گئے

سو بار آئے اور گئے انقلاب دہر
لیکن نہ بخت خفتہ کی کروٹ بدل گئے

سینے پہ دست شوق جو پہونچے خفا ہو
ڈالی تھی سینے ہاتھ گلے مین پھسل گئے

یہ فیض ہے جناب امانت کی روح کا
اشعار نو جو طبع لطافت سے ڈھل گئے

زلف مشکین کو اگر کھولکے وہ یار اوٹھے
پھر نہ قیمت تری ہی نافۂ تاتار اوٹھے

سمت تجا پیلی جسو منتی مینجوا را وٹھے
فرزدہ ای پیر مغان ابر و ہوا ن دھار اوٹھے

قتل کو بای وہ کہن و ستمگار اوٹھے
نہ کمان جس سی کھینچی او نہ تلوار اوٹھے

درد اوٹھانی کو وہین ہجر مین سو بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے بیمار اوٹھے

سے نقش قدم نکلے نہ زنہار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

اگر پڑے جا کی کبھی بار کبھی بار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

آہ کیون سینہ سی اس غم مین ای یار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے ترے بیمار اوٹھے

لوٹے اور اٹھوا جو دیا بزم سے ناچار اوٹھے
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

آکے کوچہ مین جو فرحت ہوئی ورنک سے مجھے
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

تم نے زلف جا دیہ بنایا انکو
ناتوان تھی نہ جہانسے تری بیمار اوٹھے

دن جدائی کی سحر ہم مین عزا خانہ دل
کیون نہ ماتم ہو علم آہ کی ای یار اوٹھے

قد ہو روز کی محبت سے بڑھائی عزت
سرو قد مین مری تعظیم کو دلدار اوٹھے

تیرے ترشے ہوے ناخن سی مقابل کیا خوب
کیون نہ اونگلی مہ نو کی طرف ای یار اوٹھے

ناز معشوق اوٹھانی کی مجھی عادت ہے
ظلم کیونکر ترا او چرخ ستمگار اوٹھے

ہم ہین وہ دست خزانہ جو ملی قارون کا
بادہ خوار یمین ہر اک درہم و دینار اوٹھے

گر پڑے جا کی جو ہم زار ترے کوچہ مین
نہ کبھی پھر صفت سایہ دیوار اوٹھے

ناتوان ہجر تو کرتا ہے مگر شرط یہ ہے
غمزہ و ناز و مزاج آپکا ای یار اوٹھے

خواب مین دیکھتے تھی یار سی ہم بوس و کنار
سو کی اوٹھی بھی تو ہم کرتی ہوی پیار اوٹھے

ہم وہ حیرت زدہ عاشق ہین جسے صف باندھکر
ہنس پڑی یار نئی قہقہہ دیوار اوٹھے

پھر لطافت تجھے کیا خوف ہی بالای صراط
دستگیری کو اگر پنجتن مددگار اوٹھے

جدا ہین دانت پیری مین زبان سے
چھٹا ہی دیکھو یوسف کاروان سے

نہ نکلون مر کے بھی کوئے بتان سے
زمین دو گز ملے گر آسمان سے

سدا ہی چشم تر مین چادر اشک
روان رہتی ہے کشتی بادبان سے

ارادہ ہجر مین ہے خاک اوڑا کر
ملا دون گا زمین کو آسمان سے

جگر اکر اوسنے دل سینے سے پوچھا
کہو چوری ہوئی گھر مین کہان سے

یہ خود سیدھا نہین ہوتا کسی دن
عجب ہے انقلاب آسمان سے

لحد کہتی ہے جب آتا ہے مردن
وہین آیا گیا تھا یہ جہان سے

ترے سر پر ہے زنگاری دوپٹہ
مقرر بحث ہو گی آسمان سے

جوانی کو منا کر لائے مجنہ تک
ملا دے کوئی روٹھے میہمان سے

مزاج یار سے سیکھے تلوّن
زمانہ بڑھ کے کہدے آسمان سے

خموشی تا کجا منہہ چڑھتے ہین آپ
نکلجاے نہ کچھ میری زبان سے

غم ابرو مین چلّے کھینچتا ہون
ہوا ہون زار یون گوشہ کمان سے

چلا سینے سے دل اون گیسوؤن مین
مکین اوٹھتا ہے آج اپنے مکان سے

وہ خوش ہین جب سے میرا رنگ ہے زرد
ہنسی آتی ہے کشت زعفران سے

نہ کیونکر میری آہون کے چلین تیر
فلک سر پر خمیدہ ہین کمان سے

ہوا پیری سے خم تار اشک کا باندھ
کبھی اوترے نہ یہ چلہ کمان سے

ادہر تو حسن مین کامل ادوہر بدر
زمین ہے بحث کرتی آسمان سے

جھپک کر میری آنکھین کہہ رہی ہین
کہ فتنہ عشق کا اوٹھا یہان سے

مزا دنیا کا ہمنے کچھ نہ پایا
رہے بھی چند دن تو میہمان سے

دل نالان نہین آنسو روان ہین
جرس چوری گیا اس کاروان سے

نہ مجھپر سختی اے دنیا کر اتنی
مدارا چاہیے ہے میہمان سے

دبا کر بانہین رکھا سینہ پہ ہاتھ
شب وصلت کہان پہونچے کہان سے

جو مرنے والونکے ہین سینہ پر ہاتھ — اشارہ ہے کہ دم نکلا یہان سے
ترا بیمار رہبرِ دستگیری — مدد لیتا ہے نبضِ ناتوان سے
مرا دل ہے جو دریاے تعلّی — حباب اسمین ہین لاکھون آسمان سے
سلیمان قدردان ہین اسکے ورنہ — لطافت کم ہی مورِ ناتوان سے

قتل دشمن کو نئی تیغ سے ہین ہم کرتے — اپنی گردن کو تواضع سے جو ہین خم کرتے
خوش ہین وہ تجسے بہت غیر ہین سب غم کرتے — شکر کر شکریہ احسان ہین کیا کم کرتے
ہین گنہگار غضب کا ہمہ تن شعلہ ہون — میری فریاد ہین مالک سے جہنم کرتے
کسنے کی سینہ زنی جسکا سدا صدمہ ہے — نغمے کے ہاتھ سے گھڑیال ہین ماتم کرتے
طرفہ احسان ہے دل لیکے وہ فرماتے ہین — خیر رحم آگیا خاطر ہین تری ہم کرتے
کہ رہے ہین وہ اولٹ کر رخِ روشن سے نقاب — آج ہم ذرّونکو ہین نیرِ اعظم کرتے
کم سنی مین ہی عجب جھرکا سینہ پہ ابھار — شرم آئی اونھین محرم کو بھی محرم کرتے
ٹوٹتے شانہ سے بال اونکے جو اتنی شاطہ — لیکے عاشق علمِ آہ کا پرچم کرتے
زخمِ دل الفتِ گیسو مین نہ اچھا ہوتا — لطف تھا مشک اگر داخلِ مرہم کرتے
زالِ دنیا سے لڑے زیر کیا نفس کو بھی — ہم سے وہ کام ہوا جو نہین رستم کرتے
دل جو بھولا ہوا بیٹھا تھا وہ دیکر بولے — یاد رکھنا اسے احسان ہین یہ ہم کرتے
دی ہے ساقی نے ہمین طیب و طاہر وہ شراب — ایک ہی جام مین ہین سیر دو عالم کرتے
دولت و مال کا شیطان دکھاتی ہین شکار — کیا سگِ نفس بشر کو ہین معلّم کرتے
آنکھ بھرتی ہے حسینان جہان کی کیا جلد — دیر لگتی نہین ان آہوونکو رم کرتے
مالِ دنیا بھی بخیلونکے لئے آفت ہے — داغِ دل بنتا ہے گر صرف ہین درہم کرتے
چشمِ جانان مین بھر آئے مرے غمسے آنسو — گلِ نرگس پہ ہین سب شبنم کرتے

دشت عالم مین جنون بھی عجب وحشی ہے
ہمنے دیکھا اسے آہو کی طرح رم کرتے

داغ سودا ہین سدا سر پہ خریداری کو
کسی یوسف کی لیے جمع ہین درہم کرتے

کیا اثر ہے مری غم مین تری آنسو نکلے
ساری مژگان کی صفین درہم و برہم کرتے

نازکی حد کی تھی مہندی نہ لگائی ہوتی
سرخ بوسون سی تری ہاتھ ابھی ہم کرتے

پھینک دیتے وہ گلوری کو چبا کر جو اوگال
ہم ابھی زخم دل زار کا مرہم کرتے

غم لطافت نہین حاسد کی دل آزاری کا
قدردانی ہین تری صاحب عالم کرتے

سیکڑون تیر نظر جب تری در آئینگے
زخم فورا دل مشتاق کے بھر آئینگے

باغ مین آپ کے دیوانے اگر آئینگے
ہر شجر سے عوض سنگ ثمر آئینگے

عکس دندان صنم پڑتے ہی بھر آئینگے
دلمین ناسور اگر لیکے گہر آئینگے

اپنے دربار مین تم حکم تو دو آنے کا
لیکے ہم نذر کو دل و جگر آئینگے

بھیجکر مینے کبوتر جو بلایا ہے انھین
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گے مگر آئینگے

گر بلاونگا انھین عبث سے لکنت ہوگی
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گے مگر آئینگے

قلقل شیشہ مے دل سی سنینگے واعظ
گو وہ الفاظ نہ سمجھین گے مگر آئینگے

آپ اگر حسن دکھائینگے تو ارمان دو لگے
اشک بن بن کے ابھی آنکھ مین بھر آئینگے

بزم مین منتظر انکی ہین کہ ہون ہم پہلو
بیٹھنے کے لیے دیکھین وہ کدھر آئینگے

دل نازک مین سمائین گی حسینو قت شباب
مے کے شیشہ مین پریزاد اتر آئینگے

عشق دندان سے مری دلمین لگی جب آگ
آب لبی کی بجھانے کو گہر آئینگے

شمع مین جنکے جلوون کیون نہ میان محفل
رخ مرا ہوگا ادھر آپ جدھر آئینگے

آشناؤں کو سبک آپ کرینگے جو یہین
ڈوب کر بحر محبت مین ابھر آئینگے

بوسے لینے سے ترا حسن دو چندان ہوگا
اور یہ چاند سے رخسار نکھر آئینگے

تم نکالو گے جو کوچہ سے اوٹھین گے نہ قدم
ساتھ ہی دل کے لگے مری پاؤن بھی بھر اٹھینگے

بدگمان ہین جو لطافت سے کہ جو ہین تن پر
قبر مین شیدا نہ ہلائی وہ اوتر آئینگے

بنی خاک شفا خاصیت اکسیر مٹی کی
خدائی کوچہ جانان مین پر تاثیر مٹی کی

جنون مین بنا لی ساری نے مری توقیر مٹی کی
مجھے پہنائی ہے حداونے زنجیر مٹی کی

اداے ناز سے غمزہ سے ہین عاشق بنا لیتی
وگرنہ یہ حسین در اصل ہین تصویر مٹی کی

کدورت جمع کر لیتی ہین رنج ہجر جانان سے
برائے حسرت مردہ کرین تدبیر مٹی کی

جو دیکھو فکر سے انسان ہے کھیل اوسکی قدرت کا
خدا کی شان ہے باتین کرے تصویر مٹی کی

جو ہے بالی حیثیت تو بھی نمود اسفل کی تمکن
بنائین لاکھ پر ہے بے صدا زنجیر مٹی کی

اجل کہتی ہے جب جسم بشر بے روح ہوتا ہے
زمین پر آدم خاکی ہے اک تصویر مٹی کی

وہ مین آتش قدم دیوانہ ہون جدہر چلکر
ابھی کشتہ ہو سب لوہا بنے زنجیر مٹی کی

رکھی تو وہ بنا لی کوہ ہے خاک عاشق تمرگان
نئی تمنے اکھٹا بہر مشق تیر مٹی کی

ترا لاغر اوڑا کر خاک پیچ و تاب کھاتا ہے
گمان ہوتا ہے دیوانو نکو ہے زنجیر مٹی کی

وہ طالب وصل کا ہون خاک پروانون کی جب پائی
برائے شمعدان کیا جمع ایے گلگیر مٹی کی

عجب انداز سے جھپکائین پلکین او کمان ابرو
دم صید افگنی چالا کیے ہے تیر مٹی کی

لڑکپن مین اگر وہ کھیل سے سو گئے فلک جھپکین
چمک کر تیغ ماہ نو بنے شمشیر مٹی کی

تمھاری ناوک مژگان دل مردہ پہ چلتی ہین
تماشا ہے نیلا دیکھو لڑائی تیر مٹی کی

پے شاہ و گدا موجد ہے کوئی خاکسار ایسا
کفن پر ہے سیاہی کی عوض تحریر مٹی کی

بنایا عطر معشوقون نے الفت کی جو خوشبو تھی
ہوئی ہے خاک ہونے پر بھی یہ توقیر مٹی کی

بنایا اوس کمان ابرو نے میری خاک کا تودہ
ہوا متھون مین تو نے عزیزا تیر مٹی کی

ہوئی خاک شفا ساری زمین کوچہ جانان
نہ کیون لکھون ثنا ہے قابل تحریر مٹی کی

مے گرد کدورت خون عاشق کا جما ایسا　　کہ تیغ آبدار اونکی بنی شمشیر مٹی کی

بتوں کا عشق چھوڑا کام سنگ و خشت سے لیکے　　ارادہ ہے کہ اک مسجد کریں تعمیر مٹی کی

بلا سے گر نشانی کے لیئے مقبرہ نما ہے　　ابھی دوڑے ہے ہر لحظہ ہوا مثل تیر مٹی کی

دل مغموم کھچا ہے مکدر شب کو سوتے ہیں　　کیا ہے خواب کوئی خاک کی تعبیر مٹی کی

غبار دل نکالا ہمنے تمسے باتیں کرتا تھا　　دہان تنگ میں کھولو ہم تفسیر مٹی کی

بیاگل شمع کا پروانی سے باتیں کری کیونکر　　دہن میں اپنے رکھتا ہے زبان گلگیر مٹی کی

تمہارا عاشق بیمار ہے اسکو نگے دیا میں　　تیمم کے لیے کوشش ہے دو دو تیر مٹی کی

جنون میں خلعت شاہانہ ہے سارا لباس اپنا　　قبا ہے لکڑ کو ظفر و صحرا کا ہے تحریر مٹی کی

لطافت کربلا میں خاک ہو جا چلکے غربت ہو
بنے تسبیح خاک پاک ہو توقیر مٹی کی

موئے خط ہیں رخ روشن پہ نکلنے والے　　دھوپ کی طرح وہ جوبن ہیں سے ڈھلنے والے

مرکے پہنینگے کفن قبر میں جلنے والے　　اک نیا بھیس بدل کر ہیں نکلنے والے

پھر خفا ہو کے وہ اٹھتی کو ہیں پہلو سے مرے　　پھر مرے اشک ہیں آنکھوں سے نکلنے والے

نازسے اوسنے لپٹ کر شب وصلت پوچھا　　ابتو نکلے ترے ارمان نکلنے والے

مین ترے عشق میں ویا تو ہوئی خشک قبا　　یہ شجر وہ ہیں کہ پانی سے ہیں جلنے والے

داغ سودا ہمیں دیتے ہیں جنون کہتا ہے　　رائج الوقت یہ دینار ہیں چلنے والے

غول کے غول چلے جاتے ہیں اوس کوچہ میں　　جانے دیتے نہیں کعبہ میں نکلنے والے

کوچہ یار کہاں سے جو سمجھتے ہی نہیں　　ہیں مہ و مہر شب و روز کے چلنے والے

موت کر دیگی جو بہانہ ترے گھر آنے سے　　چار کے کاندھے پہ ہم چڑھکے ہیں چلنے والے

یار جانی کو ہے تسبیح شب وصلت سے قریب　　جلد نکلیں جو ہیں ارمان نکلنے والے

اور عالم تھا وہ طفلی کا یہ پیری کا ہے عہد　　ٹوٹکر اگلے نہیں دانت نکلنے والے

ہمسا ہوگا نہ گنہگار کوئی نازک طبع | زاہد بیت ہین فخر کہ جہنم سے ہین جلنے والے
تشنہ مشتاق ہین شہر جواکے ابھی حسن لیئے | خط تقدیر کسی سے نہین چلنے والے
وصل کس حسن اثر کا عاشق کو ہی جنت نصیب | مثل اغیار جہنم بھی ہین جلنے والے
کشتۂ حسرت و ارمان ہی تنگ آئے ہین | دل ہین عاشق تری پیکانسے بدلنے والے
اس حسرت حسن بتان دیکھیے کا ای طفل دل | مہر سے مٹی کی کھلونے سے پگھلنے والے
کسقدر صاف ہی وہ رخ کہ ذقن پر لبی خال | ہین مرد لکی طرح یہ بھی پھسلنے والے
حد کی شفاف ہین انین تری ہی آئینہ تن | ہا تختہ کیا پائی نظر بھی ہین پھسلنے والے
کوئی افتادہ ہو دنیا کی گر ہین کعبہ الم | یا علی کہکے سنبھلتے ہین سنبھلنے والے
مثل آہو کی پھرا کرتے ہین بخوف و خطر | دامن دشت مین پروانی ہین پلنے والے

ای صراط الفت حیدر مین ہی ثابت قدمی
ہان نہین پاؤن لطافت کی پھسلنے والے

خبر بھی لی نہ سینے سے نکلکر روح نے دلکی | یہ کیون لیلی کو نفرت ہو گئی صورت سے محمل کی
بسی تھی جو صورت آنکھین یوسف شمائل کی | عزیز و مصر کا بازار ہی بستی مرے دل کی
دکھا کر اوسکو تصویر اور شیشہ مین یہ کہتا ہون | وہ صورت ہے تری دلکی یہ صورت ہے مرے دلکی
مرا پردہ نشین پیدا تو نکو غیرت دلاتا ہے | برہنہ آئی دیکھو بیحیائی شمع محفل کی
نہایت دور کوئے یار ہی تو غم نہین اسکا | مجھے تڑپا کے پہونچا دیگی بیتابی مرے دلکی
بڑی مشکل ستی تارے گن کے کاٹی ہی شب فرقت | اودا اسی رات بھر تھی تھرا اس شان محفل کی
بڑھی الفت مین بیتابی تو دلبر دیکھنے آئے | نئے سیماب سے قلعی ہوئی آئینہ دلکی
سخی ہون ہاں کے ناداری مین کیا کیا دیج ہو تو ہان | مجھے تلوار ہوتی ہی درازی دست سائل کی
مسافر اس جہان مین ہین نہین موئے سفید پہنے | یہ اوڑا اوڑ کر جمی سر پر ہمارے گرد منزل کی
بخیل افسوس گر دیتے نہین کچھ مال دنیا سے | تو اتنا ہی کرین دیدین خجالت روے سائل کی

تمنا ہیں ہزاروں آرزوئیں حسرتیں لاکھوں
بڑا اک شہر عشق آباد ہی بستی مری دل کی

جہان میں عمر طولانی ہوا ہی منعم اگر سیکھے
تری ہمت کی کوتاہی درازی دست سائل کی

مری تربت پہ رکھکر ہاتھ پڑھیے فاتحہ صاحب
ہوا ہی عشق میں مردہ یہ تربت ہی مرے دل کی

مہ نو کو خجل کرنے چلا وہ یار ابرو سے
نہی ہی بحث قابل دیکھیے مہ مقابل کی

لطافت کیا ہی پروانے ہوئی شرمندہ محفل مین
جو شب کو سوزش دل شمع سی منھ مقابل کی

رائیگان ہجر کے صدمو نمین ہوئی جاتی ہے
مرے پاس آ کی جوانی مری بچاتی ہے

آشنا تیرے ہین جو پروانون کو موت آتی ہی
شمع بیکس کی ہر اک مردہ کو نہلاتی ہے

چند ہی روز مین جو تن سے نکلجاتی ہے
روح اس خانۂ تاریک مین گھبراتی ہے

یاد کیا تیری ہنسی زیر نقاب آتی ہے
ابر مین برق چمک کر مجھے تڑپاتی ہے

تر کی دیدیکی طمع دام مین کیون لاتی ہے
کیا مین نادان ہون جو دنیا مجھے بہلاتی ہے

عشق ہی طرفہ بلا جان حزین جاتی ہے
دل نہین یار پہ آتا ہے قضا آتی ہے

بھیڑ پروانون کی جب گرد نظر آتی ہے
شمع محفل مین گھڑی ناز سے اٹھلاتی ہے

پہلے دنیا کفنی طفل کو پہناتی ہے
دیکھ آغاز مین انجام کو دکھلاتی ہے

بستے زنجیر مجھے کھینچے لئیے جاتی ہے
پھر جنون خیز بیابان کی ہوا آتی ہے

ہجر کی شب جو کسی طرح نہین آتی ہے
نیند اوڑا دے کے قیامت کی خبر لاتی ہے

دل سوزان پہ ہین پڑھو لگی آتی ترے تیر
جان آتی ہی اگر سرد ہوا آتی ہے

دشت مین غش مجھے آتا ہی جو پھرتے پھرتے
نوک ہر خار کی تلوے مرے سہلاتی ہے

مین تو ہون نزع مین تم سکو ہی رونے کی پڑی
دوستو غل نہ مچاؤ مجھے نیند آتی ہے

خندۂ گل پہ ہے رونا مجھے آتا بلبل
ان چھٹے کپڑو نمین کسطرح ہنسی آتی ہے

نہسا کے کہتا ہی وہ محبوب گلو نے اشر
عارضی حسن تمھارا ہی مرا ذاتی ہے

بلبلو دہن یار سے کیا نسبت دو ن
سونگھ لو منھ سے اگر غنچہ کی بو آتی ہے

جاگتے جاگتی کٹتی ہے جو کوئی شب وصل
سبزے کا جل ہی آنکھون مین سما جاتی ہے

بے مدد عالم پیری مین نکلتا نہین کام
دانت بند ہونے ہین زبان جب سے ہو ہی بانتی ہے

شب وصلت مری آخر ہو تو سب کو ہی غم
صبح بھی چاک گریبان سے ہو آتی ہے

حسن ہوتا ہے رخ یار پہ عاشق کا غبار
یہ وہ ہے گرد کہ آئینہ کو چمکاتی ہے

شعلۂ حسن کسی کا ہی جلاتا ہر شب
سر پہ ہر شمع لگن فخر سے گل کھاتی ہے

دیکھتی دھوپ مین ہے گل کو تو ہر بلبل باغ
پھر سایہ پر پرواز کو پھیلاتی ہے

عجب آفت مین ہے انسانکو پھنساتی دنیا
دام گیا درہم و دینار کے پھیلاتی ہے

جھلملاتا نہین پروانے جلا کر شعلہ
یہ اشارہ ہے کہ سر شمع بھی ٹکراتی ہے

خاک بچا کوئی چند ہی دنین ای قبر
صورت شاہ و گدا ایک نظر آتی ہے

آمد و رفت نفس بھی ہے جہان مین آرہ
زکریا کیطرح عمر کٹی جاتی ہے

ہجر کی رات بسر ہو گی لطافت کیونکر
شام ہوتی ہے طبیعت مری گھبراتی ہے

لگا لیتے گلے سے اونکو ہم دلمین شک جاتے
ذرا ای کاتب اعمال پہلو سے سرک جاتے

ہلا کر قبر نالو نسے ہین کوئے یار تک جاتے
وہ فتنے زلزلے مین جسطرح سے ہین سرک جاتے

نہ یون آہونکی شعلے ضبط گریہ سی بھڑک جاتے
ٹھہر جاتا دل مضطر جو دو آنسو ٹپک جاتے

اگر رنگی زلف سیہ خط سبزاون کو ری گالونپر
نہین کچھ دیر لگتی زہر ہی کا چھڑک جاتے

نکیرین آئی تھے پھر سوال آفت تھی تربت مین
قیامت تھی جو پہلو سے مولا سرک جاتے

گنہگار آپکے پھر حساب آئی جو محشر مین
تو لینے کے لئے شعلے جہنم کی لپک جاتے

وہ مسکین ہون جو زیر تاک روتا خواہش مے مین
تو آنسو نکی سب انگور خوشو سے ٹپک جاتے

نظر ہوتی جو میری بیکسی پر زخم ہونے مین
تو آنسو نکی جگہ ہر چشم خنجر سے ٹپک جاتے

تماشا عشق ہین ہین دیدۂ گریان رقیبونکے
کہ دو اشکو ہمین یہ کم ظرف ہیں عرق آب ہو جاتے

جو سب گھر سے جاتے شب کو وہ اذ بستر جاتا
کہ پہونچانی اونھین سب شمعونکی شعلے تہ آب ہو جاتے

مرا دل سینہ صد چاک مین تڑپا کرے وہ بولے
نہ دیکھا ہو تو دیکھو دام مین بلبل پھڑک جاتے

نئی صورت سی ہو کر ذبح دل قاتل کا بہلایا
تڑپنا دیکھتے میرا تو بسمل بھی پھڑک جاتے

بلا سی یہ دل مضطر تو پہلو سے نکل جاتا
بہت ہوتا لہو کی اشک آنکھوں سے ٹپک جاتے

اجازت ملتی آنے کی جو ہم سی ناتوانون کو
لطافت گرتے پڑتے پھر وہ اترک جاتے

گھر ہوا خوشبو وہ گیسوئے معنبر کھل گئے
یا قرابۂ عطر کی صد ہا بار کھل گئے

رو چکا جب مین تو آہونکا دھوان کم ہو گیا
ابر کے دو چار لگے تھے برس کر کھل گئے

نکلے سینونسی دل تپا جب عشاق کے
ہنسکے وہ بولی کہ سیمابی کبوتر کھل گئے

گر یہی ہین ان ابروونکی تیز زبان باقی رہین
شہر کے دیکھیا ای ترک خنجر کھل گئے

دیکھنے اونکی سواری جمع کیا خلقت ہوئی
بند بازو اونکو رستے ہو گئے در کھل گئے

ابروئون پر یار نی افشان چنی کس حسن سے
آج دونون نیمچون کے ہم پہ جوہر کھل گئے

دیکھنا ہو گا نہ سارے دامنین بھی پورا حساب
گر مری عصیان کرے روز حشر دفتر کھل گئے

دی گواہی آستین و دامن سفاک نے
خون عاشق کی قیامت کو یہ محضر کھل گئی

عشق ظاہر ہو گیا باندھی جو اشکونکی جھڑی
آج سارے راز دل ای دیدۂ تر کھل گئے

شب مین کیون ہو جو سینے سے دولائی ٹکٹکی
کیا ہوا سوتے مین گر ای ماہ پیکر کھل گئے

قبر میری بند ہونی کو ہے اب تو آئیے
ہنس کیا منہ سے کفن اور بند چادر کھل گئے

کھلکے جوڑا مار گیسو غنچے باندھتے تو ہین
چل گیا جسم ہمارا کوئی نشتر کھل گئے

موسم گل مین قسمت نی رہا ہونے دیا
جب قفس مین بند مین بلبل ہوا پر کھل گئے

عشق کوئے یار نے کیا مرکے دکھلائی بہار
بند جب آنکھین ہوئین فردوس کے در کھل گئے

دام دانائی سے لیکر باغ مین آتا ہے تو
جعل تیرے آج ای صیاد ہمپر کھل گئے

غنچگان ناک جاگ اوٹھینگے طوفان سی ابھی
چشم گریان کی جو سوتے ای سمندر کھل گئے

جب مقابل حسن قدِ یار سے ہمنے کیا
باغ مین سب عیب تیرے ای صنوبر کھل گئے

ہوگیا سبزہ عیان جب چہرۂ شفاف پر
آپکے آئینہ عارض کی جوہر کھل گئے

فصد مین بھی شکر خالق کا ہی مجھ وحشی کو دھیان
منھہ رگونکے بہرِ مدحت کھاکی نشتر کھل گئے

مکر سے آنسو بہائے غیر نے سمجھا وہ یار
آبرو جاتی رہی جھوٹی تھی گوہر کھل گئے

بازیِ اطفال سے سختی اسیری کی گئی
قفل زندان ایکبون کھا کھا کی پتھر کھل گئے

ای لطافت حال دل سنکے مرا کہتی ہین وہ
منھہ لگا پایا تجھے شکوون کے دفتر کھل گئے

بیداد اب اور کوئی پریزاد کیجیے
بھولے سے بیوفا نہ تجھے یاد کیجیے

گھر تو جنون کے جوش مین برباد ہو چکا
اب چل کے قیدخانہ کو آباد کیجیے

نکلے گی اپنے منھہ سے نہ شکوے کی ایک بات
گو آپ لاکھ طرح سے بیداد کیجیے

ہے جوشش جنون مین سلاسل کی احتیاج
دریافت کس سے خانۂ حداد کیجیے

مدت سے آپکے قدِ موزون کا ہی غلام
قیدِ چمن سے سرو کو آزاد کیجیے

وحشت ہی سخت آپکے عاشق کو ابکی سال
تیار قیدخانۂ فولاد کیجیے

دہشت سے ٹکڑے چرخ پہ ہو رعد کا جگر
فرقت کی شب وہ نالہ و فریاد کیجیے

جتنی جفائین آپنے کین مینے سب سہین
اب ظلم کوئی سوچ کے ایجاد کیجیے

مانند شمع دل مین یہ ٹھانی ہے عشق مین
کٹ جائے سر بھی گر تو نہ فریاد کیجیے

کافی ہے نوک خارِ مغیلان کی بہرِ فصد
صحرا مین کیون تجسسِ فصاد کیجیے

تدبیر بلبلون نے رہائی کی سوچی خوب
نالون کے بدلے مدحتِ صیاد کیجیے

سب اک طرف حضور کو اتنا تو چاہیے
غیرون کو بھولیے تو مجھے یاد کیجیے

آپس مین بلبلین یہی کہتی ہین باغ مین
دوڑائیے سمند سبا کر نشانِ قبر

غنچے دل [illegible] فریاد کیجیے
ہم دل جلونکی خاک [illegible] کیجیے

وان ساجب تشبیب ہو مطلق [illegible]
پھر کیون لطافت اور کو [illegible]

مثلِ دلِ غنچے کے پہلو مین مری جان رہے
کسکے گھر رات کو بلائیے مہمان رہے

بعدِ مرنے کے مری قبر پہ کھنچنا تلوار
کشتۂ ابروئے خمدار ہون پہچان رہے

باہین گردنمین مرے ڈالکے وہ کہتے ہین
لے گئے دل کہ نہ دلمین ترے ارمان رہے

آج انعام مین غیرونکو ہین بوسے ملتے
کہے دیتے ہین ہمارا بھی ذرا دھیان رہے

میرے چہرہ پہ وہ تلوار لگا کر بولے
دل لگایا تھا کسی ترک سے پہچان رہے

عیدِ قربان مین تو لوگون نے کیے طوفِ حرم
ہم مگر کعبۂ رخ پر ترے قربان رہے

زندگی کا نہ ہمین لطف ملا دنیا مین
ہائے دو روز کو آئے تبھی تو مہمان رہے

دو قدم میرے جنازہ کو اوٹھاتا آکر
کہے دیتا ہون مرے جان تمھین دھیان رہے

قتلِ ناحق تو کیا مجکو مگر پچھتائے
دیر تک سر کو جھکائے وہ پشیمان رہے

بھاگ کر کوچۂ قاتل سے یہ کہتا ہے رقیب
آبرو جائے رہے یا نہ رہے جان رہے

ہمنوا ای دستِ جنون ہان ترے جب قائل ہون
ایک ہی جھٹکے مین دامن نہ گریبان رہے

مین وہ بلبل ہون کہ ماتم مرا عالم مین ہا
بال سنبل کے گلستان مین پریشان رہے

ہائے دل چھین لیا آپنے عیاری سے
کیا تکلف ہے کہ نادان کے نادان رہے

بوسہ دیکر مجھے وہ ناز سے فرماتے ہین
بھول جانا نہ کہین یاد یہ احسان رہے

دشت کی اسکو دے کوہ کی بتلائی راہ
قیس و فرہاد پہ کیا کیا مرا احسان رہے

کرلو دنیا مین گناہونکی لطافت توبہ
لطف کیا مرکے ہمیشہ جو پشیمان رہے

دل حزین کا مرے ماجرا سنو تو سہی
مزے کی ہے یہ کہانی ذرا سنو تو سہی

[illegible] پہ ہین عاشق سے چپ اثر نالے
وہ بولے چپ تو رہو غل ہی کیا سنو تو سہی

شب وصال ہی رات بھر کہا کیے وہ
ذرا اذان سحر کی صدا سنو تو سہی

قبول کر سکے نہ مرے پہ ہو صنم مختار
مگر برائے خدا مدعا سنو تو سہی

رقیب سے تمہین کیا عرض حال ہو مجھسے
ادھر تو آؤ مرے دلربا سنو تو سہی

شب فراق یہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
گجر کے بجنے کی یارو صدا سنو تو سہی

اگر نہو گا یہ دلچسپ نہ سنتا تم
شب فراق کا قصہ ذرا سنو تو سہی

ہمارے گھر مین جو کل رات کو تم آئے تھے
رقیب کرتے ہین کیونکر گلا سنو تو سہی

کہان چلے ادھر آؤ تو بوسے لے عاشق
ملی ہے ہاتھو مین تمنے حنا سنو تو سہی

لب رقیب کو کیون وقت نزع جنبش ہے
قریب کان تو لاؤ ذرا سنو تو سہی

ہے آج وصل تو خوش مجکو دیکھتے ہو صنم
تمہارے ہجر مین کیا حال تھا سنو تو سہی

نہ منتظر ہون کہ گھبرا کے سب سے کہتا ہون
مرے حبیب کی آئی صدا سنو تو سہی

سوال بوسہ پہ وہ یہ جواب دیتے ہین
ہماری گالیان کچھ دن بھلا سنو تو سہی

پکارتی ہے ہر اک گوش گل مین یون بلبل
یہ زمزمہ یہ مرا چہچہا سنو تو سہی

دکھا کے شکل لطافت وہ غیر سے بولے
انھین بھی عشق ہمارا ہوا سنو تو سہی

جب اونسے کہا تمپہ مر جائینگے
کہا آکے ہم دفن کر جائینگے

غم ہجر سے ہم گذر جائینگے
یہی زندگی ہے تو مر جائینگے

جو غسال آئے ہین کھدتی ہے قبر
نہا دھو کے ہم اپنے گھر جائینگے

وہ بولے جو کوچہ مین دیکھا مجھے
کہان آپ آئے کدھر جائینگے

نہ آئین دم نزع عاشق کے پاس
ابھی تو وہ کمسن ہین ڈر جائینگے

حسینونکے قفسون مین آنا نہ تو
یہ دل لیکے دم مین کدھر جائینگے

ترے در پہ بیٹھے ہین دربان تو کیا
نظر کی طرح ہم گذر جائینگے

اوٹھا دیگا جب در سے اپنے وہ یار
تو بیدست و پا ہم کدھر جائینگے

شب وصل کہتے ہین وہ شام سے
ہوئی صبح ہم اپنے گھر جائینگے

اکیلے ملے وہ بہت دن کے بعد
بھلا آج بچکر کدھر جائینگے

وہ گھر اپنے جائینگے ہم قبر مین
ولا وہ اودھر ہم ادھر جائینگے

مجھے خوف ہے خیر جوبن کی ہو
یہ ظالم اے ستمگر کدھر جائینگے

وہ سوتا ہے لین بوسہ رخسار کا
اگر جاگ اوٹھے گا مکر جائینگے

کہا ڈنے لئے مجھسے کعبہ وہ دیر
حضور آپ کہیے کدھر جائینگے

سنا جب سے کشتی ہو سائل کی پاس
تو کچھ دیکھے ہم پار اوتر جائینگے

دلا جب نہ راتین رہین وصل کی
تو فرقت کے دن بھی گذر جائینگے

لطافت یہ سمجھین گے پایا بہشت
لحد مین پہنچ کر جو مر جائینگے

سامان دل جلون کی لحد پر شہانہ ہے
شمعین ہین نالے دود جگر شامیانہ ہے

بیگانہ کو الم ہے تعلق مین یگانہ ہے
غمگین ہمارے مرنے سے سارا زمانہ ہے

الفت سے سرنگون صنم اسجاز مانہ ہے
سجود خاص و عام ترا آستانہ ہے

عشق دہان تنگ حسین نے کیا ہے گھر
عنقا کا آج کل مرا دل آشیانہ ہے

اوس حور کا بناؤ دکھاتا ہے معجزے
دن رات ایک جا ہے کہ آئینہ شانہ ہے

انسو اوبل رہے ہین ہوا ہے جو درد عشق
فوارہ ہے چشم کا یہ دل خزانہ ہے

موسیٰ کی طرح وجد مین ہین کیا نظر کرین
ہمکو تو لن ترانی جانان ترانہ ہے

اللہ نے کیا ہے مجھے کیا صنم عطا
یکتائے روزگار وحید زمانہ ہے

الفت میں پردہ پوش ہوا خوب درد دل
آنسو بہانے کا ہمیں اچھا بہانہ ہے

ہشیار غافلو کہ گذرگاہ ہے جہان
چلنے کی کوئی فکر میں کوئی روانہ ہے

موجود تھے جہان میں کل جو کہ نامور
افسوس آج حال انھیں کا فسانہ ہے

نوبت نہ آئی وصل کی تا صبح اے صنم
انکار دل سے ہے یہ حیا کا بہانہ ہے

کیا غم ہے عاشقوں کو غنی ہیں جہان میں
درہم ہیں داغ عشق صنم دل خزانہ ہے

کوئی گرا نگاہ سے نظر پر کوئی چڑھا
گردش تمہارے آنکھ کی شکل زمانہ ہے

دنیا میں خاکساری افتادگی کو سیکھ
سبزہ ہی زمین پہ گرا جو کہ دانہ ہے

حسن کلام کا ہی لطافت یہی تو لطف
معشوق کہتے ہیں کہ غزل عاشقانہ ہے

ابن ابوطالب علی اللہ کا مطلوب ہے
کیوں نہو نام خدا محبوب کا محبوب ہے

بوسہ بازی ٹھہری جو سر کھیلتا محبوب ہے
جیتنا بھی خوب ہے اور ہارنا بھی خوب ہے

دلربا میرا وہی معشوق خوش اسلوب ہے
جو حسین اللہ کے محبوب کا محبوب ہے

حسن میں یوسف زیادہ یا مرا محبوب ہے
اے زلیخا سچ بتا معشوق کس کا خوب ہے

سبزہ اوس چاہ ذقن پر قریب رخ خوب ہے
کیا گلستاں کے کنوئیں پر لہلہاتی دوب ہے

ہائے دل کی شورشوں نے تلخ کر دی زندگی
جس حسین میں ہے ذرا سا بھی نمک مرغوب ہے

بوسہ اس لب کا جو مانگا کیوں خفا ہوتی ہیں آپ
یہ بھی اک بڑ تھی نہ غصہ کیجیے مجذوب ہے

آنکھ پڑتے ہی غضب ہے چھین لیتا ہے دل
چشم پوشی حسن خوبان جہاں سے خوب ہے

سرد آہیں ہم نے کیں جب انجمن میں بولے وہ
ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا ہم کو بہت مرغوب ہے

عشق کرنے کی سزا ہے بیقراری کا مزا
تجھ پہ اے دل جس قدر جور و ستم ہو خوب ہے

دل کو بازار وفا میں بیچتے ہیں ہے صدا
مال ہے گھر کا خریدو ہاں کوئی محبوب ہے

اسنے سے پوچھتے ہیں بادہ کش کو محتسب
میکدہ میں دختر رز کس سے منسوب ہے

سخت جانی میری دیکھی نازکی نے کیا کیا
منفعل میں ہوں وہ قاتل اور وہ محجوب ہے

ای لطافت پھر ہی سیر بھی بعض لوگو نکو تجمل
آج کل شاعر کا خلعت واہ وا کیا خوب ہے

سیر گل منظور قاتل کو اگر ہو جائیگی
چار پھول اپنے لیے حاضر سپر ہو جائیگی

سر کی سختی منظور اونکو گر ہو جائیگی
آنکھ او نپر پڑ نگاہوں کی نشتر ہو جائیگی

دانت ٹوٹینگے عیان میری اگر ہو جائیگی
کاروان ہو گا روان جس دم سحر ہو جائیگی

پھر ہو نگا گر شب وصلت سحر ہو جائیگی
دل کی دھڑکن میری سینہ میں جگر ہو جائیگی

ہمسری دندان جانانسے اگر ہو جائیگی
آبرو ریزی تری سلک گہر ہو جائیگی

وصل کی شب آئیگی تو مختصر ہو جائیگی
گھٹکے اوس قاتل کی خاطر سے بسر ہو جائیگی

دشت میں گریان جو میری چشم تر ہو جائیگی
شاخ آہو سبز مانند شجر ہو جائیگی

آکے ہو گا جل لگا کر گھر اباغ میں
انکھڑیوں پر چشم نرگس کی نظر ہو جائیگی

وصل ہونے بھی نپایا ہو گئی ہائے تو میں صبح
کیا خبر تھی شام ہوتے ہی سحر ہو جائیگی

نیمچہ اونکا لچک کر دم میں لیگا میری جان
پھر کر دیگا جو ہاتھ سیدھی کمر ہو جائیگی

گر یونہیں تقدیر کی برگشتگی بڑھتی گئی
آہ کی صورت دعا بھی بے اثر ہو جائیگی

ہم ہیں مشتاق شہادت تیغ کھینچیگا جو وہ
تیرہ تیغ بھی سامنے اگر سپر ہو جائیگی

موت کہتی ہے کہ ہو رخصت نہیں تیا فقیہ
حسرت دل ساتھ لی زاد سفر ہو جائیگی

دیکھتے ہی دیکھتے گر جاؤنگا لاغر وہ ہوں
دفن ہو کافی تری گرد نظر ہو جائیگی

عاشق صادق ہے پروانہ جلا دیگی اگر
شمع محفل روسیہ وقت سحر ہو جائیگی

عکس پڑ جائیگا جب قاتل کی روئے صاف کا
دیکھنا فولاد کی آئینہ سپر ہو جائیگی

بیشمار ایسے مرے عصیان ہیں گر ہونگی حساب
قد سے روز قیامت دوپہر ہو جائیگی

وصل کا سنکر ارادہ اشکے لوا شب کو وہ
خیر تیری کیا بی خوشی تجھے پہلے پہر ہو جائیگی

آج موئے سر سیہ جو ہیں کل ہونگے سفید
دیکھنا اس شام کی اک دن سحر ہو جائیگی

ہے قصور عقل منعم کیوں بناتا ہے قصور
قبر آخر جسم کی رہنے کو گھر ہو جائیگی

گر شب فرقت نہ آئیگی بلا سے ہم مرے
صبح تو یہ ہی ہوئی اک جھوٹی خبر ہو جائیگی

دلپہ جو گذریگی ہو جائیگا فورا مطلع
اشک آنکھوں کے دوڑینگے ہرکارے خبر ہو جائیگی

ہم شہیدوں کو چھوڑکر چھپ جائینگے پیش خدا
عمر ساری ہی کیا یہیں بسر ہو جائیگی

غم نہیں تیغ ہی کی جب کرینگے وار غیر
سینہ آگے آکے ہر تیغ کی سپر ہو جائیگی

چاک ہو جائیگا مرنے سے گریبان کفن
کیا شب تاریک تربت میں سحر ہو جائیگی

شانہ بالوں میں جو ہوگا اور چلیگا حسن یار
زلف ہر رخسار پر کھلتے ہی پھر ہو جائیگی

باغ میں کھلتی ہیں گل ہم پر تو کل ختم ہے
گل پہ کیسے ہیں ابھی شبنم کی بسر ہو جائیگی

مر گیا عاشق بلا سے کیوں ہے چرچا شہر میں
ہاں یہ غم ہے حسن کو اونکی نظر ہو جائیگی

اے لطافت ہے سلیمان کا بہت لطف و کرم
اب یہیں عمر قلیل اپنی بسر ہو جائیگی

تم جو اے غیرت یوسف کبھی بازار چلے
نقد جان ہاتھ میں لیکے خریدار چلے

سنگ اطفال سے جب کم نہوا درد سر
اے جنوں چھوڑ کے سر جانب کہسار چلے

سامنے سب کے لیا بوسہ ترے ابرو کا
مجھسے اغیار سے کسطرح نہ تلوار چلے

چشم ساقی کی تصور میں وہاں جھول اسطرح
لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار چلے

بعد مدت کی شب وصل صنم آئی ہے
صبح کی توپ کوئی کہدے نہ زنہار چلے

نہ دیکھا کبھی واہ تو اللہ ری شوق
بادہ کش پھاند نے میخانے کی دیوار چلے

گرم رفتار حسینوں میں ہے یوں وہ شہ حسن
فوج کے بیچ میں جیسے کوئی سردار چلے

نیمچے شمشیر کے کاوے کی حقیقت جو لکھوں
ابھی کاغذ پہ قلم صورت پرکار چلے

چشم دلدار نزاکت سے ہے یوں گردش میں
جیسے آہستہ بمشکل کوئی بیمار چلے

ہوگیا آہ شرربار سے کار شعل
شب کو جب ہم طرف کوچۂ دلدار چلے

عشق مین گوہر دندان لب لعلین کے
جب چلے سیر کو ہم جوہری بازار چلے

آگئی دنیا مین ہوا غیر گنہ کچھ نہ حصول
یان سے کیا بار ہم آئے تھے گرانبار چلے

شب کو ہی بام پہ خوابیدہ مرا رشک قمر
دوڑ کر ماہ فلک پر نہ خبردار چلے

آنکھ کھلجا ہی روش پر نہ مرے گلرو کی
باغ مین زور سے صرصر نہ خبردار چلے

ہے یہ احسان سے ترے راہ روونکو نفرت
دھوپ مین بھی نہ تہ سایۂ دیوار چلے

کوئی مشکل ہوئی درپیش لطافت کو اگر
لے امداد وہین حیدر کرار سے چلے

خفا ہو کر جو بیجانی سے وہ ساقی نکلجائے
تو خنجر موج مے کا گردن مینا پہ چلجائے

ہوا ولی غضب ہے محفل الفت مین جلجائے
کہ پروانی کا دل ٹھنڈا ہو جسدم شمع جلجائے

ہمارے منھ سے فرقت مین اگر نالہ نکلجائے
تو ڈر کر برق چمکے رعد دہشت سے دہل جائے

جو دنکو دھوپ مین وہ ساتھ غیرونکی نکلجائے
یقین ہے مہر انکا دوپہر کی طرح ڈھلجائے

ابھی تو فاش ہو جائے ہمارے عشق کا پردا
جو اہی بیتاب بیٹھے دل آنکھ سے انسو نکلجائے

اگر چھوٹون وہ اپنی در پہ آنیکی اجازت دین
یقین تو ہی کہ عاشق سجدے کرتا سر کے بلجائے

گداہی کوچۂ جانان سدا مست قناعت ہین
غرض کسکو کہ پیش منعم واہل دول جائے

دل پر داغ عاشق لیچلا ہی اونکے کوچہ مین
ندامت ہوگی خالی ہاتھ کیا پہلے پہل جائے

پیئے گر خون غیر تلخ کام اسطرح بدخط ہو
وہین سی میانکی وہ تیغہ ہر دم اوگل جائے

جلی جاتی ہی اپنے حسن کی گرمی سے محفل مین
نہ کیونکر شمع کو تکتا پر پروانہ جھلجائے

تعلی کی بہت لیتی ہین آکر بادہ خوارونمین
نہ عمامہ کسی دن شیخ صاحب کا اچھل جائے

تن خاکی سے روح اپنی گئی جسم مثالی مین
کوئی پوشاک میلی جیسے گرمی مین بدلجائے

برائے صد کبری قصۂ فرعون و موسی ہے
جو تو ہو دوست انسان ہاتھ سے دشمن کی بچجائے

کمر کو عشق میں جو مو ہو جاؤں جو میں لاغر
قضا آئے تو ناف یار کی مانند ٹلجائے

فقط عاشق کی دھمکانی کو ہے معشوق کا غصہ
خدا کی شان ہے سہی تو بھی لو رکو چلجائے

لطافت سی کلی ملجاوے روز عید ہی صاحب
برس دن بعد تو کچھ حوصلہ دل کا نکل جائے

ہجر کے غم سی ہی دل مشفق میں دو ٹکڑے
کیجیے تیغ جفا سے سر و تن دو ٹکڑے

دونوں زلفیں تری مشکیں ہیں بناؤں شانے
دی اگر شاخ کے آہوی ختن دو ٹکڑے

آکے بلبل کی جو وو پھول بھی گلچین توڑی
کیوں نہو دل سبب غنچہ چمن دو ٹکڑی

ہو خجالت کی سبب زرد ہر اک سرخ عقیق
جائیں اس لئی اگر سو ہی یمن دو ٹکڑی

عارض یار کی دیکھی جو صفائی اک رات
آئنہ مہ کا کری چرخ کہن دو ٹکڑے

موسم گل جو گلستان سی ہوا ہو اکبار
کیوں نہو غم سی دل مرغ چمن دو ٹکڑے

زور وحشت نی کسی شی کا نہ رکھا پابند
ہو گئی ایک اشارہ مین رسن دو ٹکڑے

شیشہ مئی کی نہ تو توڑنی مین کر تعجیل
دل کرا ہی محتسب شیشہ شکن دو ٹکڑے

ترے ساعد کی صباحت پہ جو پڑجا نظر
باغبان جلکی کرے شاخ سمن دو ٹکڑے

امتحان تیغ نگہ کا جو کرے وو شمشیر یار
نکلے جو رنگ ہو ہر ایک ہرن دو ٹکڑی

چاہ مین اوسکی مجھی زیست نہیں خوش آتی
رشتۂ عمر کری عشق ذقن دو ٹکڑے

سنگدل غیر نی منھ یار کی لب پر رکھا
آج تجھ سے ہوا لعل یمن دو ٹکڑے

حسن مین کوئی نہیں دیکھتی ہیں عیب تو سب
کیوں نہو غم سی دل اہل سخن دو ٹکڑے

خط کی قلمین نہین اوس چاند سی چہری پہ ملا
قدرت حق سی ہوا ہی یہ گہن دو ٹکڑے

آبرو کا ہوں طلبگار لطافت وس سے
جسکی خاطر سے ہوا دُر عدن دو ٹکڑے

جب کہ تلووں پر ہوئے پھر کر دکن مین آبلا
پاؤں ٹر کر مجبور آئے وطن مین آبلے

ہوگئی آہِ سواران کو شبِ فرقت مین عروج
تارے بن چھا گئے تنِ چرخِ کہن مین آبلے

فصلِ گل آتے ہی سنبھالو نہین پانی چھڑ دیا
بلبلون نے لگی چھوڑی ہر چمن مین آبلے

ہے یہی صحرا نوردی گر تو صحرا یہ نکلا تن
تفرقہ ڈالین گے اندن جان و تن مین آبلے

باغ مین اس شعلہ رو کی لب سے ہے سرخ اگر
قطرۂ شبنم ہون لالہ کے دہن مین آبلے

ہجرِ جانان نے جلا کر یہ ہمین تحفے دیے
ہین سو زخمِ داغ سینہ مین بدن مین آبلے

شمع کو دیکھے وہ رخ روشن تو ایسا رشک ہو
جل کے پیدا ہون تنِ شمعِ لگن مین آبلے

کب شرارت سے ہو معشوقون کی عاشق کو خطر
ہین یہ آتشخوار کی کب ہین دہن مین آبلے

اندنون ایسی ہے گردش ہمارے پاؤن کو
چرخِ گردان سے ہوئے ہم سے چلن مین آبلے

شعلہ رویون کی محبت ہو گیا دل کو ضرر
آگ سے کب ہین سمندر کی بدن مین آبلے

چھو لیا منقار سے مجھ دل جلے کا خط اگر
ہوگئے پیدا کبوتر کے دہن مین آبلے

باغ کو کس نے جلایا ذبح کر کے بلبلین
غنچۂ گل کے ہین پر خون ہر چمن مین آبلے

زندگی بھر کی جو عریانی سے تھا دل ایک آبلہ
مر گئے آخر چھپا ہو گئے کفن مین آبلے

وحشت ہماری سے یہ آباد روشن ہو گیا
اُڑ گئے مہرِ درخشان سے جلن مین آبلے

ہے لطافت نام جب مجھ دل جلے کا لے لیا
ہوگئے پیدا رقیبون کی دہن مین آبلے

خون فشانی پر ہون آمادہ جو بن مین آبلے
فرق کچھ رکھین نہ صحرا و چمن مین آبلے

آتشین رنگ لگا کیونکر نہین ہین کپڑے آپ نے
ہون نہ حدت سے کہین نازک بدن مین آبلے

سوختہ تیغ ہون دیکھو جو اگر میرا زخم
ہے یقین پیدا ہون ست برہمن مین آبلے

وضع کی پابند ہین تکلیف سے رہتے بری
کب ہوئے پابستۂ گرفتارِ رسن مین آبلے

شب کو اگر چاندنی مین ناز سے گھٹتی ہین تو
ہو گئے تیز ٹرچا مین نہ تن مین آبلے

موتیے کی پھول گلشن مین نہین یہ چاہیے
آتشِ گل سے پڑے ہین ہر چمن مین آبلے

وحشت ہمائی سی کچھ کہ ٹھکانہ لایا جوئی شیر
پائی مجنوں بیان تجھ دشت کو تکن میں آبلے

آہ سوزان کر رہا ہون سی تپ تپک مین مرے
ہین غم کی آبسے جا و ذقن مین آبلے

گر مہے فرقت سی تن چھپا ہی دو بھر ہی لباس
آگ جل جل کر لگائین پیرہن مین آبلے

گرم گرم آنسو بہائی اسقدر حد سی سوا
دیدۂ تر سے نکلے رنج و محن مین آبلے

دل جلاکر سوز فرقت نی ہے بیجان کر دیا
ہین شہادت نامہ کی ہر لکھن مین آبلے

باتین جل جلکر کبھی کرتا ہی غیر ہنسی جو وہ
چھوٹتے ہین اپنے دل کے ہر سخن مین آبلے

اسیرے ہوتی یا ہین غیرونکی جو بیٹھے شب کو وہ
شمع سان روشن ہون لگی انجمن مین آبلے

کھل گیا حال دل معشوق پروانون جب ناف
شمع کی آنسو ہی گر کر لگن مین آبلے

آہ سوزان کی جو بینے قبر مین بعد فنا
لگنگے کافور کی ٹکڑے کفن مین آبلے

دل جلا عاشق ہو نہین کھانا سمجھکر پان
اے ہما پڑ جائینگے تیرے دہن مین آبلے

ہمسری کرتا ہی اوس رخ سی قمر جلتا ہو نہین
سچ تو یہ ہی دلکی چھوٹینگے گہن مین آبلے

ای لطافت نکتہ چینی کرتے ہین ہیچ عدو
حاسد نسی ہین دل اہل سخن مین آبلے

دیکھی جو ساتھ غیر کے وہ حور چاندنی
نظروں مین میرے ہو شب دیجور چاندنی

بچھوائی بام پر جو مرا حور چاندنی
ہو جاتی صاف شرم سی بی نور چاندنی

مر جاؤن مین نحیف نہ دیکھ کر شب فراق
ای آسمان مجھسی رہے دور چاندنی

عکس رخ صنم سے مقابل ہو ر آنکھو
رکھتی نہین جہا نمین یہ مقدور چاندنی

ساقی کا آتا ہی جو شب ماہ مین خیال
کرتی ہی اپنا شیشۂ دل چور چاندنی

اوس رخ کا عکس کیون ان مجروح کو ہی یاد
ہی سی چاہیے کہ رہے دور چاندنی

کھینچین شب فراق جو ہم آہ آتشین
ہو دھوپ کی طرح ابھی بی نور چاندنی

دیمین ہی اوسکے پر تو رخ کا ہمیشہ دھیان
رہتی اپنے گھر مین بدستور چاندنی

پھر مین داغ دلکی ضیا کا یہ حال ہی — جیسے سحر کو ہوتی ہی بی نور چاندنی
یعنی عروج کسکو نہین ہر مین زوال — ناحق ہی چار روز پہ مغرور چاندنی
مستو تمکو عشق جہت مین ہی چارون عزیز ہین — گلزار آ کبھو تجھے انگور چاندنی
تار شعاع ماہ ہین فرقت مین نیشتر — ہی دلکو اپنے ناخن زنبور چاندنی
مرجای رات کو ترا وحشی جو دشت مین — شبنم کفن ہو اور ہو کافور چاندنی

او رشک ماہ گھر مین لطافت کی آ کبھی
ہو جای ایکدن شب دیجور چاندنی

کہتے ہین وہ جو ہجر مین ایذا بڑی سہی — احسان مجھ پہ کیا ہی بلا سی سہی
غمگین ہین جی دل لگا کن کیسی ہی سہی — ہی عشق تو خیال بہت دل لگی سہی
دنیا پڑیگا مال کا غم تجھے حساب — رکھی رہیگی طاق پہ مرکز بھی سہی
ہو زیست یا کہ موت پڑی ہو کہ جو ہو — ہی کام دل لگانی سے ہمکو کوئی سہی
جو راست باز ہین وہ نہین بندہ عوام — آزاد کیون نہو کہ ہوا سرد بھی سہی
اغیار کیچھ دونون بھی نہ ثابت قدم رہے — مینے تو مدتون ہی حضور اپکی سہی
مسجد مین وعظ کہتا ہی واعظ چلو سنین — میخوار و قصور ہی پر چلو دل لگی سہی
جو کچھ تیری طرف سے ہی دلکو پسند ہے — ناز و ادا تو جھیل گئے ظلم بھی سہی
رکھیے نہ فرق بات مین کہدیجے صاف صاف — مانگ آپکی لگائی ہی کسنے سہی سہی
یہ حسن ہے وہ چیز کہ سب کو پسند ہے — عاشق ہو تمکا ذکر ہی کیا متقی سہی
مینے کہا جو ہنسی کہ غیر دلگی تم ہو دوست — کہنے لگی ڈھٹائی سی اچھا یہی سہی
بوسہ ضرور لونگا لب سرخ یار کا — کام اپنی کا سہی مجھے بھی لالچ ہی سہی
کہتے ہو تم جو غیض مین مجھکو کونگی قتل — حاضر ہون سر جھکائے ہوئے مین بھی ہی سہی
سالک گھر کو دیکھ کر وہ یار ہنس پڑا — لو آج آبرو گئی بالکل رہی سہی

تم ظلم و جور کرکے پشیمان نہین ہوے / مینے کیا نہ صبر و تحمل یہی سہی
مینے بلائین لینی کو ہین ہاتھہ یہ بڑھاے / تم اپنے دل مین سمجھے ہو جو کچھہ وہی سہی

مجکو وہ اپنے گھر مین بلاتے نہین اگر
در پر پڑا ہوا ہون لطافت یہی سہی

ایذا اوٹھائی ہمنے کڑی پر کڑی سہی / پر آنکھہ حسن یار سے اپنی لڑی سہی
جو دل لگا کے ہم پہ مصیبت پڑی سہی / زنجیر کی بھی چوٹ جنون مین کڑی سہی
بجلی تمھارے دانتون کی ہنگام قہقہہ / کڑکی اگر تو خلق ڈری جب پڑی سہی
کیا وجہ ہے جو منھہ سے وہ بت بولتا نہین / غیرون کی بات کوئی نہ کوئی جڑی سہی
کافی ہمارے قتل کو اے نازنین ہے / تلوار گر نہین تو نہو اک چھڑی سہی
ساقی نہ ڈھونڈھ جام گلابی مین دے شراب / ہے وصل گل جو پھول نہین پنکھڑی سہی
عاشق کا چل چلاو ہے اب دیکھہ جائیے / پہرون نہ آکے بیٹھیے کوئی گھڑی سہی
کہتا ہے کون جا کے مستی نے جان لی / کیون نیلی پیلی ہوتی ہو دھوکا دھڑی سہی
جانیکو ہے وہ یار بہانا ہو کچھہ نہ کچھہ / گر مینہ نہین تو آنسوؤن ہی کی جھڑی سہی
کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبان جنون مین ہو / زنجیر پاؤن مین جو نہین ہتکڑی سہی
کہتا ہے کون اونکی رکاوٹ نے جان لی / سینہ مین آکے سانس ہماری اڑی سہی
لازم ہے دستگیر ہے دیوانہ اے جنون / احباب تو گڑھی مین نہین ہتکڑی سہی
مجنون ہمارے سایہ مین گھبرا کے چھپ گیا / دم بھر جو دو پشت جنون کی کڑی سہی
کہتی ہے شمع رو کی جو کرتی ہے مجکو یاد / مین بزم یار مین تو ہون آکے کھڑی سہی
باتین ہے کیجیے جو اوٹھتے نہین نقاب / مہتاب چھوڑتی جو نہین پھلجھڑی سہی
بخت سیہ سے میرے نہ بحث اے شب فراق / چل قصہ مختصر ہوا تو ہی بڑی سہی

لذت اوٹھا چکے تھے لطافت جو وصل کی

ہجر صنم مین جب کہ مصیبت پڑی سہی

ایذا و صدمے جفا کشی سے
کیا دل کا لگانا دل لگی ہے

دانا بنتا ہے جب کہ نادان
ہنسی بھی دانت پیستی ہے

غفلت ہی شباب مین یہ کہتی
سو رہیے رات ابھی پڑی ہے

دولت پہ نہ منعمو ہو مغرور
ہرتی پھرتی یہ چاندنی ہے

عاشق ہوئے خواب مین ہین ہم بھی
سوتے مین آنکھ لگ گئی ہے

کیا کہیے آہ کس سے کہیے
بگڑا ہے یار آپہی سے

پروانہ جو جلکے مر گیا ہے
شمع محفل ستی ہوئی ہے

شاخ گل تر خزان نے کی خشک
بلبل سے نئی جلی کٹی ہے

اف اف تپ عشق پھنک رہا ہون
دل مین اک آگ سی لگی ہے

مرتے تھے ترے خریدار
بیعانہ کے بدلے جان دی ہے

جو دل نے کہا وہ کر دکھایا
کیونکر نہو بات کا دھنی ہے

الفت ترے ابروؤنکی قاتل
تلوار بنی گلے پڑی ہے

ہم عشق مین جان کو ہین روتے
ایدل تجھے اپنی ہی پڑی ہے

پچھلے سے نہ جائیے شب وصل
نوبت کب صبح کی بجی ہے

در پر سے مجھے دھکیلکر وہ بولے
دل جسکا لیا تھا تو وہی ہے

راحت سے کھلائیگا نہ غم بھی
یہ پیر فلک بڑا دنی ہے

دنیا کو نہ چاہ اے لطافت
کسبی یہ پیر زن ہوئی ہے

لیا وہ مصحف عارض کا بوسہ جھک کے گیسو نے
خدا کی شان کافر بھی لگی قرآن کو چھونے

جگہ پائی ہمارے دامن مژگان پہ آنسو نے
کیا آرام گہوارہ مین آکر طفل بدخو نے

گیا خال سیہ سیدا تمھارے طاق ابرو نے | غضب کی جا ہی پائی ہی جگہ کعبہ مین ہندو نے
مری فریاد اپنی گھر مین سنکر وہ کہتے ہین | ارے کمبخت کیا کوسون مجھے رسوا کیا تو نے
بنا کر بال پہنے ہو بتیو نکی کا نمین جہانے | نیا منہ آج برسایا تمھارے ابر گیسو نے
تمھاری زلف مشکین کی ذرا خوشبو جو پائی ہی | کلیجے سی لگایا ہی ہر اک نافہ کو آہو نے
گلستا نمین خیال آیا ہمین گلزار جنت کا | دلایا یاد کوچہ یار کا قمری کی کوکو نے
نہ ایسا حال تھا گو بیقراری ہجی تھی و نجھین بھی | ہماری جان لی فرقت مین اوب دجگر تو نے
نہین ہے چشم مستِ یار مین سرمہ کا دنبالہ | تماشا ہی نئی یہ شاخ پیدا کی ہی آہو نے
گلستان مین جو دیکھی قامت جانا نسبت نہی | قد اپنا تن کی دیکھا نہین سرو لب جو نے
برہنہ ہو کی خلوت مین جو بال اونچھی ہو ئی پائی | انہی ہاتھہ اوسکی شانہ آئینہ دکھلایا زانو نی
دوپٹی مین لگائی آبی اطلس کی جو گوٹ اوسنی | دکھایا لطف موجِ آب میر دلکو اللہ تو نے
دکھا گرد ہی افشا انکی گیا قتل انہی عاشق کو | نئے جوہر نکالی آب تیغ شمشیر ابرو نے
قرین ابرو کی اوس ماتھی پہ ہی سیندور کا ٹیکا | عجب ہے سانپ کے مانند من اوگلا ہی بچھو نے
چمن لبریز مثلِ نہر جب رو کر کئے مینے | دکھایا صاف فوارہ کا عالم شاخ شبو نے

خدارا کربلا ایچل کہین جا بدی لطافت کو
دکھائی ہمی تو لا کی ای سخت رسا تو نے

روان جو حلق پہ اوسکی حسام ہوجائے | تمام عمر کا قصہ تمام ہوجائے
تمھارا حسن جو مشہورِ عام ہوجائے | تو اکی چاہ سی یوسف غلام ہوجائے
نہان یہ چہرہ روشن تمام ہوجائے | جو زلف لٹکی لیئی ذنکو تو شام ہوجائے
عدم کا قصد ہے یار تربت مین تھک کی آ ذہین | یہین پہ آج کی شب اک مقام ہوجائے
دل آئی یار پہ تو آنکھہ مین بھر آئین اشک | چھلکی جو شیشہ تو لبریز جام ہوجائے
ستی ہی سیر کہ لختِ جگر ہین مژگان پہ | نہ کیونکر آنسو وں نکا ازدحام ہوجائے

بناؤ کر کی وہ آئینہ مین جو دیکھی مانگ
عیان حلب مین وہ ملک شام ہو جائے

پڑی جو اوس رخ رنگین کا میکدہ مین عکس
ہر ایک شیشہ یہ مینے کا کام ہو جائے

خدا ہی خیر کری سامنا عدم کا ہی روز
نہ کام عشق دہن مین تمام ہو جائے

شب فراق نہ غش آئی تو وہ نالہ کرون
تمام خلق کو سونا حرام ہو جائے

جب آئی غیر کی تربت پہ وہ تو مینے کہا
نشان اسکا مٹا دو تو نام ہو جائے

چمن مین اوڑ کی جو مین عندلیب ارجلون
تو موج نکہت گل مثل دام ہو جائے

خدا کرے تری آنکھونکا آئی دلمین خیال
ان آہوونکا حرم مین مقام ہو جائے

پڑی جو عکس خط سبز یار جوہر مین
تو صاف آئینہ طوطی کا دام ہو جائے

عمامہ سر واعظ اوچھالنا رندو
جب اسکی وعظ و نصیحت تمام ہو جائے

یہ لطف جمبئی تک تو لطافت آیا ہے
سفر ترے کا بھی یا رب تمام ہو جائے

عشق اور وہ نشین معشوق کا اس دل مین ہے
روح مجنون دیکھی لیلی نہان محمل مین ہے

یہ فقیر ونکو نظر آتا مہ کامل مین ہے
بھیک کا ٹکڑا پڑا اک کاسہ سائل مین ہے

دین و دنیا کا مزا اول سے آب و گل مین ہے
دو جہانسی بڑھکی گنجایش ہمارے دلمین ہے

جام جم مین اک جہان کی سیر تھی تو فخر کیا
دو جہانسی بڑھکی گنجائش ہماری دلمین ہے

عاشقی مین بلبل و پروانہ دونو ہین تباہ
کوئی نالان باغ مین سوزان کوئی محفل مین ہے

دار پر منصور بولا عشق صادق تھی محال
عاشقو ہان امتحان یہ پہلی ہی منزل مین ہے

بھر کی حسن و زنگ رعب و رخ مین صبا تعزیہ کہا
آن بھی بیٹھنی کی نہین جا اب تو اس محفل مین ہے

تیر سینہ پر لگا کر طعن سے کہتے ہین وہ
کیجئے اب بھی بوسہ مژگان کی حسرت دلمین ہے

حاجت ساز و نمایش علم ذاتی کو نہین
کس نے دیکھا رقص طاوس چمن محفل مین ہے

سعر او تر جائیگا میر اگر بہادیا سے خون
صاف کشتی کی روانی خنجر قاتل مین ہے

بنتیں منعم ہاتھہ پھیلانےسی ہے بیفائدہ
بیشتر آتی ندامت ہی کف سائل مین ہے

ہجر مین دلکسی سدھارے صبر آرام و قرار
قافلہ تو چل بسا ہو کا مکان منزل مین ہے

ابرو و مژگان قاتل کا مجھی یکسان ہی عشق
گر جگہ اسکی جگر مین ہے تو اسکی دلمین ہے

پردہ غفلت کا اگر دلسی اوٹھی تو دیکھ لے
جسکا تو مجنون ہے وہ لیلی اسی محمل مین ہے

پوچھتے ہو تم کہین کیا خاک حالت دلکی ہم
حسرت مردہ گڑی اتنی کہ دورت دلمین ہے

شاد و خرم دل جوانی مین ہین پیری مین اداس
شکل بستی دلکو ویرانہ ہر اک منزل مین ہے

کیا ہماری خون کی قطرہ نی دکھلائی بہار
تازہ کوپل نکلی شاخ خنجر قاتل مین ہے

قاصدونکا پوچھتا ہے اس تپی سی میرا نام
چشم مین اشک آہ لب پر بیقراری دلمین ہے

آنکھہ سی جو دیکھہ سچ ہے کان سی جو سن جھوٹ
فرق اے دل چار اونگل کا حق و باطل مین ہے

ہجر مین کس کس جگہ کا درد ای ہمدم کہون
آنکھہ مین سینہ مین پہلو مین جگر مین دل مین ہے

قتل پر عشاق کی بیڑا اوٹھایا ہی ضرور
پانکی سرخی زبان خنجر قاتل مین ہے

ہو چکا جب دفن مین نالان تو بولی سب رفیق
قافلہ تو راہ مین ہی اور جرس منزل مین ہے

جب اوٹھا مجنونکا لاشا عشق نی دی یہ صدا
قیس ہے تابوت مین لیلی اگر محمل مین ہے

جسکو کہتی ہین زمین ذرہ ہی یہ اوسکا غبار
آسمانکی سمت ہے جو کچھہ کدورت دلمین ہے

موجین کہتی ہین یہ مجنونکو دکھلا کر حباب
بی ثباتی مثل لیلے دیکھہ اس محمل مین ہے

دیکھہ لی صحبت غنی کی ہی سدا رکھتی حباب
سب خس و خاشاک دریا دامن ساحل مین ہے

سر اوٹھا کر آسمانکو دیکھتا ہی کیون حباب
آبلہ ایسا ہی اک بالکل ہماری دلمین ہے

اسطرح کی دوستی ہی اے لطافت آج کل
ہی تو ظاہر مین صفائی پر کدورت دلمین ہے

بھرے ارمانونکی مجمع حسرتونکا دل مین ہے
غم زدونکا قافلہ اوترا ہوئی منزل مین ہے

جی بھری کسطرح شوق ذبح میرے دلمین ہے
شہر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل مین ہے

حلق تک آتی ہی طاقت آئی میرے دل میں ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل میں ہے

ہاتھ پاؤں مارنیکی خو جو ہر بسمل میں ہے
شیر دایہ کی حلاوت خنجر قاتل میں ہے

رنج بھی ہی باعث تسکین ہر وابستہ کو
صرۂ خاک شفا ہی پالکد ورنت دل میں ہے

سایۂ ورس محبوب کا اسوجہ سی غائب ہوا
بنٹ گیا مثل تبرک جو رعینی دل میں ہے

جب نظر کی ہنسی پیشانی پہ دل دو ہو گیا
کیا زخاف قطع بیت ابروی قاتل میں ہے

غیر شیطان کی نکالا ہی جو کوئے یار سے
آدمی ہوں مثل گندم چاک میرے دل میں ہے

دل رخ و گیسو کی الفت میں مسافر بنگیا
صبح اس منزل میں ہی تو شام وس منزل میں ہے

ذبح ہو کر ظلم پر قبضہ کیا مانع ہوں میں
ہاتھ کی ہڈی کا دستہ خنجر قاتل میں ہے

جمع ہیں لخت دل سم خوردہ ترکش تیر سے
دیکھنا کیسی طراوت سبزۂ ساحل میں ہے

حضرت موسیٰ کہاں ہیں آکی جلوہ دیکھلیں
طور پر جو تھا وہ نور اوسکی جبین کی تل میں ہے

خون بسمل کی یہ چھینٹیں رنگ لائیں بعد ذبح
مثل گلدستہ کے دستہ خنجر قاتل میں ہے

لاشیں ہیں پروانوں کی شمع کی ہمیں گنتی ہیں سب
جائیں کیا سامان مقتل کا ہر اک محفل میں ہے

پھر طلب قاتل کی ہی اللہ اکبر شوق ذبح
نعرۂ تکبیر ہر اک نعرۂ بسمل میں ہے

حلق تک آتی ہی ہل واف کیا ٹھرکی پیاس کی
آگ کی تاثیر آب خنجر قاتل میں ہے

انتہا کی ہی صفائی ہی طلائی و نقار نگ
کیا فقط آب گہر اکسیر آب و گل میں ہے

ناتوانی نازکی نے پھر سبک پا کر دیا
وہم نہ سمجھیں ہے نہ قوت بازوی قاتل میں ہے

حلق کا دیکھو زباں بنا ہی تا نہ عاشق دم چرائے
مستعد بھرے کو دستہ خنجر قاتل میں ہے

حق سی پھر کر سرنوشت اپنی غلط سمجھا ہی تو
ای برہمن کفر قشقہ کی خط باطل میں ہے

جسم میں نماز تنگ کر دیں ہی ترا نفس خبیث
ای مسافر خوبی روٹی ہی سنگ منزل میں ہے

لوٹ جاتا ہی پہ مٹی کی پری بھی دیکھ کر
کیا بری عادت محل جانیکی طفل دل میں ہے

شکل ہی میم دہان یار کی ایما ہے یہ
یعنی جو عاشق ہوا اسکا بڑی مشکل میں ہے

حلقہ حلقہ شانکو پروانی ہین صدقے شمع پر — شکل فانوس خیالی کی ہر اک محفل مین ہے
خیر کرنے سے ہی حاصل سیر جنت منعمو — قفل باب خلد کی کنجی کف سائل مین ہے
قیس کو مجنون جو سمجھے ہین وہ خود مجنون ہین — قدر اسکی ہی اوسیکو عشق جسکے دل مین ہے
ہمکو الفت اونکو نفرت کس سے جاکر پوچھیے — دل کسیکا ڈالتا کوئی کسیکے دل مین ہے
دل تہ و بالا کیئے شانہ نی گیسوئے زلف مین — قافلے پر اتنکو ڈاکا پڑا منزل مین ہے
ذبح ہو کر مین نہ تڑپا مر گیا اس دھیان سے — سب کہین کیا خوب قوت بازوئے قاتل مین ہے
ملگئے دو دل شیشہ ساعت نے تو پر ہی تھی — اک کدورت ہی کبھی اس دل کبھی اوس دل مین ہے
جو ہر اونکا ہم تماشا دیکھتے ہین وقت ذبح — کشتیونکا جمگھٹ آب خنجر قاتل مین ہے

پردی غفلت کے اوٹھی تو اسی لطافت سمجھے ہم
ڈھونڈھتی تھی جسکو مدت سے وہ اپنے دل مین ہے

گزشتہ مدتون سے یہ پیر آسمان ہے — بندے سے ہو گئی کیا تقصیر آسمان ہے
منظور ہجر کی شب تغیر آسمان ہے — دو دو جگر ہمارا زنجیر آسمان ہے
اوس غیرت قمر کو ہی شوق چاندنی کا — چمکی ہوئی مگر اب تقدیر آسمان ہے
جسم ہلال پر خم اور کہکشان کو دیکھا — دیوانی سمجھے طوق و زنجیر آسمان ہے
وہ ترک دیکھکر یہ کہتا ہے ماہ نو کو — کس کام کی ہی ناقص شمشیر آسمان ہے
فرقت مین پھونک دینگی اک آہ آتشین سے — سوجھی یہ ہمنے جلکر تدبیر آسمان ہے
فصل بہار مین جب ابر تنک کو دیکھا — میخوار سمجھے دام تدویر آسمان ہے
فیروزہ گلہ کا اوسکے ہی وصف لکھا — کھینچی زمین شعر مین تصویر آسمان ہے
کوچہ مین اوسکی مرکے پائی زمین نہ ہمنے — قسمت کی یہ خطا ہی تقصیر آسمان ہے
ہی قرب ماہ تابان کب ذو ذنب ستارہ — ثابت ہوا کہ شمع و گلگیر آسمان ہے

قطعہ

اونکے فراق مین ہی کیا تھر جوشش باران — ہر بوند اپنے دل پر اک تیر آسمان ہے

کرتی ہی ذبح ہر دم شمشیر برق ہمکو
آواز رعد گویا تکبیر آسمان ہے

دیکھا جو کہکشان کو وہ نوجوان یہ بولا
شاید عصا یہ تیرا ای پیر آسمان ہے

فرقت کی شب جو ٹوٹا تارا کوئی تو سمجھے
ہم ہین نشانہ اسکی یہ تیر آسمان ہے

کہتے ہین دیکھکر وہ سوئے فلک بطرافت
ہمسا جوان کوئی ای پیر آسمان ہے

آفت کی پیچ یار بلا کا بہانہ ہے
ڈستے ہین مار زلف قضا کا بہانہ ہے

کوچہ مین اوسکے ہم عمداً جا کی گر پڑے
مطلب ہے اور لغزش پا کا بہانہ ہے

مہندی لگا کی دیکھ رہی ہین وہ اپنی ہاتھ
تعریف کر رہے ہین دعا کا بہانہ ہے

میرے لیے ہین وہ کف افسوس مل رہے
بدنامیونکے ڈرسے حنا کا بہانہ ہے

منظور ہی کہ بند ہو نکی آسان ہون مشکلین
کافی ترے کرم کو دعا کا بہانہ ہے

بندھوائی خون ناحق عاشق نی اونکی ہاتھ
پائی سزا خجل ہین حنا کا بہانہ ہے

دینا شفا مریض کو اللہ کا ہے کام
ظاہر مین ای طبیب دوا کا بہانہ ہے

ہے خلق کی دکھانیکو زاہد تری نماز
بیفائدہ رضائے خدا کا بہانہ ہے

منظور ہی کہ کھائین سگ یار ہڈیان
ظاہر مین انتظار ہما کا بہانہ ہے

بولا وہ بدگمان مرے مرنیکا سنکے حال
اک یہ بھی ترک عشق و وفا کا بہانہ ہے

توبہ جو توڑنی ہو چلو رند میکدے
حیلہ بہار کا ہے گھٹا کا بہانہ ہے

منظور یار کو نہین آنا ہمارے گھر
بارش کا عذر ہے تو گھٹا کا بہانہ ہے

ہے بوسہ رقیب کا اوس ہاتھ پر نشان
شوخی تو دیکھو دزد حنا کا بہانہ ہے

منظور ہی کہ ہو مرے شمع مزار گل
ظاہر مین آسمان کو ہوا کا بہانہ ہے

نظرین ہین نیچی نیچی وہ شرمائی جاتی ہین
آتا ہی یاد وصل حیا کا بہانہ ہے

سمجھے ہین کم سنی سی گیا ہی جو مجھکو ذبح
پھیرے ہوئی ہین منھ کو حیا کا بہانہ ہے

ہے نیند میں وہ یار لطافت لیٹ لقا
گرد بدن حسن کی کہ ہوا کا بہانہ ہے

غزل ذوقافیتین

دل جو ہی خوف زدہ پیچ و خم کاکل سے | باغ میں ہٹ کے ہوں چلتا چمن سنبل سے
گرم تقریر اگر صحن چمن میں ہو وہ گل | نکلے آواز نہ در کر دہن بلبل سے
ہمسری کی تری خوبی نے جو چمن میں گل نے | باندھ لیں حسن نے مشکیں رسن کاکل سے
باغ میں صف جو کرتی ہے کبھی وہ گل کا | پھول جھڑتے ہیں ہزاروں ہی دہن بلبل سے
غنچہ چٹکے نہ کوئی باغ میں وہ آئی ہیں | کہہ دو نالہ بھی نہ نکلے دہن بلبل سے
زلف جاناں کی جو سودے میں چلا جانب دشت | بندھ گیا پاؤں چمن میں رسن سنبل سے
گر پڑا چاہ زنخداں میں اگر دل میرا | کیوں پریشان ہو نگا لو رسن کاکل سے

چل بسا جوش جوانی وہ سی عادت رہ گئی | شیشہ مے ہو گیا خالی پہ نکہت رہ گئی
مرتبہ دیکھو سخاوت کا حکایت رہ گئی | مدتیں گذریں رہا حاتم نہ ہمت رہ گئی
معرکہ میں خنجر قاتل سے غیرت رہ گئی | خون کی چادر بدن پر سنکے اک خلعت رہ گئی
پھول مرجھائے خزاں سے دل میں حسرت رہ گئی | غنچہ لب ہیں گلستاں کی حکایت رہ گئی
شب کو زاہد روز رسوا تھے ہیں رند کی طرح | ہوش میں آکر بھی ہم تھوڑی سی غفلت رہ گئی
وصل میں بھی گرم گرم آہیں مری باقی رہیں | آتش فرقت بجھی لیکن حرارت رہ گئی
جب بہار آئی ہوئی زاہد بھی مستوں میں شریک | طاقت آہ پر ہیچ دل میں سب نصیحت رہ گئی
یاد عصیاں نے خجل کر کو ڈبویا تھا مجھے | آبروئے چشم تر تیری بدولت رہ گئی
روشنی بے داغ کو بلبل کو رنگ گل پسند | اب جہاں میں اپنے مطلب کی محبت رہ گئی
دیکھنا تقدیر غالب آ گئی تدبیر پر | مر گئے یونانیوں کی ساری حکمت رہ گئی

چاندنی چھٹکی جو انکی نور سے باغ مین
سنبل بیچا نمین چھپکر شب کی ظلمت رہ گئی

خط سے انکی حسن عارض کا لفافہ کھل گیا
پڑھ لیا مضمون تو عرضی کی حقیقت رہ گئی

کی تہی صنعت یار کی دست حنائی سے کبھی
پنجۂ مرجان مین اک ہلکی سی نکہت رہ گئی

منھ نہ زاہد کو لگایا بات رندونکی رکھی
حشر تک اے دختر رز تیری حرمت رہ گئی

تیشہ ہر کوہکن کی آج تک ہے یہ صدا
مر گیا فرہاد شیرین کی حقیقت رہ گئی

اور سب صنعت مین توحید نبیؐ کی مثل تھے
باقی اک پیغمبری مہر نبوت رہ گئی

ملک ہستی سے عدم کو چل بسے شمشیر یار
دم مین پہونچا ہاتھ بھر کی کل مسافت رہ گئی

حضرت آدم سے عیسیٰ تک سبہی مہمان پھرے
آگئے ختم المرسلین کے گھر نبوت رہ گئی

لطف سے خالی جلانا بھی نہین معشوق کا
بنگئی موسے کلیم اللہ جو لکنت رہ گئی

وصل لب نازک پہ سب کہتے ہین مستی کی دھری
تیرہ بختون نے لیے بوسے تو رنگت رہ گئی

کیا بہار خانہ باغ یار پر عاشق ہوے
چاندنی کے پھول بنکر صبح وصلت رہ گئی

اے لطافت قبر مین سب پھینک کر راہی ہوے
حب آل مصطفےٰ بہر حمایت رہ گئی

سبزہ ہے اوسکی رخ پہ کہ گلشن مین گھانس ہے
ہر رونگٹا مرے دل نازک کو پھانس ہے

لیتی جو ٹھنڈی ٹھنڈی گل تماشہ سانس ہے
بلبل کی انکھیون مین رگ گل کی پھانس ہے

ناخن جسے سمجھتے ہین صیاد و باغبان
بلبل کی آنکھیون مین رگ گل کی پھانس ہے

کیا جانے بہار مین گلزار سے اٹھا
بلبل کی آنکھیون مین رگ گل کی پھانس ہے

صیاد مجھے مجال نہین اسکا اشکار
بلبل کی آنکھیون مین رگ گل کی پھانس ہے

کیونکر نہ دم بھرون رخ رنگین یار کا
غنچہ دہن ہے نکہت گل اوسکی سانس ہے

اوڑا ہے مثل کاغذ بادی تن نحیف
لیتا ضعیف و زار ترا جبکہ سانس ہے

یون پوچھتا ہے اپنے مریضونکو وہ مسیح
کس کس کی دم نکل گئی کس کس مین سانس ہے

یارب کٹے گی ہجر کی کیونکر تمام رات
اوکھڑی ہوتی ہے شب فرقت میری سانس ہے

وہ ترک قتل کرگئے بسمل سے منھ پھرا
آپ وہم حساب گہ سانس ہے

ہی مرے نازنین پہ نزاکت کا خاتمہ
چبھتی جبین صاف مین افشان کی پھانس ہے

عشق قرہ ہے کیا کسی پہلو قرار ہو
کانٹا چبھا ہے دل مین کہ مژہ مین پھانس ہے

نفی تمام صبح کو گلزار مین نہین
ہر عندلیب اوسکی پہ ٹھنڈی سانس ہے

چاہ ذقن پہ اوسکی ہے سبزہ قریب رخ
دکھیوا دگی کنوئین پہ گلستان کی پھانس ہے

دم عشق ہجین کا لطافت ہجر نگاہ مین
جب تک تہ فلک ہے مر سینہ مین سانس ہے

ہم امین کرتی ہین ابروی مہوشان کی لیے
یہی ہین تیر مناسب دل اس کمان کی لیے

جہا مین خلق ہوئے کوچہ بتان کی لیے
وہین پہونچ گئے آئے تھے ہم جہانکی لیے

خوشی کی بعد ہی اندوہ باغبانکی لیے
بہار آتی ہے گلزار مین خزان کی لیے

نشانہ گر ہی بنانا عدو کو جھک کے مل
خمیدگی سے عجب ور ہی کمانکی لیے

صدا بلند جکا چاک کی ہی مقتل مین
عجیب لطف ملا تیغ کی زبانکی لیے

سمجھ کے چال کا پامال قبر عاشق پر
بنایا نقش قدم یار نی نشانکی لیے

پری وشون نی جو سمجھا ہے اپنا دیوانہ
تو جان ہستی ہین مجھسے امتحان کی لیے

جہا مین کیون نہ رہے بات تیرے گھائل کی
زبان ہے زخم کے دہان کی لیے

وہ سو گئی شب وصلت تو چونک کے پوچھا
جہاں اب وہ اٹھائی تو بوسی کہان کہانکی لیے

صدا ہے گشتی سائل کی مین ان مجمع خیر
رواق ہین خود نہین احسان بادبانکی لیے

عدو بھی فیض رسان ہین خدا جو کھری بات
ہنر ہی ہین صحبت رندا ہین ہنر زبانکی لیے

خدا کا فضل ہے عاشق تو ذبنیائی واعظ
حسین یہانکی لیی حور عین وہانکی لیے

یہ حال ہے تیرے کشتہ کا ابتوای شہ حسن
ہما بھی لاش پہ صدقے ہی استخوانکی لیے

گلو انکا عشق گرکین سے تھام رہے دل مین
سبق پڑھا تھا گلا گھونٹنا انکا بہت انکے لیے

جو پایا ہم نے چلن اوسکے قد موزون کا
چمن ہین خاک کے قدم سرو بوستانکے لیے

سنبل ہم نے رکھی آبلون کی صحرا مین
ہزار پایہ کانٹے کی سوئی ہوئی پانکے لیے

آئینہ خمیدہ کو سیر مین لیکے جاؤن کہان
ہوا ہے دشت کو شیشین ہین تو الماسانکے لیے

نہ نیند آئے کسی شب اگر مرے گل کو
چمن آئینے اوڑھ کے ہزار آرزو دستانکے لیے

جو بوسہ لب جان بخش سے ہین مست مدام
ہمین نہ آب بقا نہ عمر جاودانکے لیے

اثر جنونکا دکھایا بہار نے بلبل
کہ تنکے پہلے ہی چن لائے آشیانکے لیے

نہین ہے کام لطافت کو عیب بینون سے
کہے ہین شعر یہ دو چار قدر دانکے لیے

جگر کا غم کرین یا نوبت آئی دل کی ماتم کی
ابھی انکا رونا ہے کہ فرصت ہی کہون ہی غم کی

سدھارے دانت سب گویا ہین تصویر عدم کی
یہ محفل تھی مریکی ہائے کیا پیری نے برہم کی

لگا دیتا ہون لڑیان تار اشک چشم پرنم کی
علم مین آہ کی حاجت اگر ہوتی ہے پرچم کی

نکیون عادت ہو میرے غمزدہ دوستی کو ماتم کی
جنونکی سلسلہ جنبان ہین زنجیرین محرم کی

نئی تیاریان کین خرچ نے آمد جو تھی غم کی
سفیدی پھیری بیت الحزن مین صبح ماتم کی

رجا و خوف کے جھگڑے نے دیوانی چھٹی لیکے
خبر ہی آج تک انکو نہین جنت جہنم کی

نکیونکر گندمی رنگون پہ ہی دل آئے ہو میرا
جبلت نے مجھے تلک پہونچی ہے یہ میراث آدم کی

کیا جب انجمن مین خندۂ دندان نما اونسے
تڑپ کر بیقرارون نے تھا بجلی کدھر چمکی

سدا حلقہ بگوش انگشتر دست ان کے تھی
نظر آئی تھی کیا مہر نبوت سیر خاتم کی

سدا اسباب دنیا مرتبہ کو پست کرتی ہین
حکایت یاد ہے مجھکو سوزن عیسی بن مریم کی

نبی صلعم کے جسم نورانی کا سایہ کس طرح ہوتا
خدائی بخشش امت کو تھی رحمت مجسم کی

ارے غافل طمع و ہر آرہی ہے مال کی جانب
اکارا آیا ہے حاجت ہے سگ نفس معلم کی

محمدی ہو گئی ختم رسالت اول و آخر
خبر دو میم دیتی ہین مؤخر او مقدم کی

نہ لگر کہ جو پیا بھی وصل پر دیکھی تو غم پایا
بہت کچھ حال دل پوچھا چاہا آ کے کھم کی

ا پنا دل یہ اجل کر تریاق ہوتے
گنہ مین نہ کچھ پیدا کرینگی خاصیت سم کی

نہ بین یہ پنجہ نہ پیا آنسو بھر آئے ہین
نہین آئینہ سے تصویر میری چشم پرنم کی

سبھی پوشاک پہنے ہین جو گہین ہین ہر دم دیدہ
صف مژگان نہین ہے صف نخت دل کی ماتم کی

سمجھے پنجہ مشکا اشرفی بوٹی کی ہے چادر
اشارہ ہے کہ الفت لیگی دینار و درہم کی

و دستی ہین کہ روز حشر اپنی ہی طلب سمجھا
صدا جب کان مین دل ہین مزید آئی جہنم کی

اری غافل گنہ کی کثرت اور پھر خواہش جنت
ہوئی اک تیرک ولی پر کہا کیفیت آدم کی

نہ آئی حضرت موسی کو شاہد لن ترانی ہے
تجلی کی روشنی تھی برق بنکر طور پر چمکی

کہا جب یا علی مشکل ہوئی آسان
عجب تاثیر نام خدا اس اسم اعظم کی

دستے یا بس او نکا سبزہ خط زہر قاتل ہے
اثر آب بقا کا دیکھنا بوٹی اوگی سم کی

شب معراج کہتے تھے ملک دیکھا جو احمد کو
یہی تو نور تھا محبوب پیشانی مین آدم کی

علی نے پاؤن رکھکر اسجگہ کعبہ مین بت توڑے
گواہی دیتی ہے مہر نبوت میرے خاتم کی

دے صبا گلی مین قدم چلے غفار کے آگے
کھو مالک سنبھل جائے عنان کھینچے جہنم کی

مرا دل دیکھا وہ پوچھتی ہین اپنے کوچہ مین
یہ بستی محشر کنے بسائی رنج کی غم کی

الہٰذا اپنا ہی اون کوچہ مین سب اغیار جلتے ہین
جنان مین بیٹھکر ہم سیر کرتے ہین جہنم کی

چمن مین گر وہ رخ دیکھین ابھی کھو رنگ چھوٹے ہون
ہما ارے تو کو ڈوبا مر گئے تو تری کافی ہو شبنم کی

وہ آئینہ مین خود اپنے دہنکے بوسے لیتے ہین
عجائب ہے معا کیفیت ہے میم مدغم کی

مرے آغوش مین وہ سبزہ رنگ آیا ہوئی عزت
زمرد کے نگینہ نے بڑھا دی زیب خاتم کی

ہوئی ہین ریختے روکے زخم آنکھین رخ پہ پھیرے
لگاؤن کیون نہ مین عینک مین تاثیر مرہم کی

زبان کر لی ہے موئن جو کی کوا اور کبھی کا فر
ہمی تجھے ہے قفل باب فردوس وجہنم کی

کسی ان یاں کہا کر پھینک دی جو آپ نے گال اپنا | سنا ہے زخم گل کو باغ میں حاجت ہے مرہم کی

اشارہ صف مژگان کا نکالا ہے لطافت نے
ہر اک محفل فلک نے یوں ہی برہم اور برہم کی

ابھی شوخی تو ہم بزم میں مرا خونریز کرتا ہے | کہ مہندی میں لہو عشاق کا آمیز کرتا ہے
الہی خیر کسکو قتل وہ خونریز کرتا ہے | طپنچہ ہر کی اپنا آج خنجر تیز کرتا ہے
شفا ہو کسطرح فرقت میں مجھ بیمار ہجران کو | مسیحا تو مریض عشق سے پرہیز کرتا ہے
کبھی روشن اگر میری لحد پر شمع ہوتی ہے | حسد سے آسمان جلکر ہوا کو تیز کرتا ہے
جنون اقرار نامہ مجھسے لیتا ہے جو وحشت کا | گریبان نے تیرے ریزے کر کے دست آویز کرتا ہے
بہایا خون عاشق کا گلی ملنے کو دھوکے سے | مری قاتل کا خنجر خوب فقرے تیز کرتا ہے
عجب ہوتا ہے عالم آمد فصل بہاری میں | زبان سوسن کی کھلجاتی ہے بلبل ریز کرتا ہے
چمن میں بلبل نالان جو ٹھنڈی سانس بھرتی ہے | صبا کا جھوکا آکر آتش گل تیز کرتا ہے
کہا نکل مست بھر آتا ہے پانی منہ میں زاہد کے | مے گلگوں سے ساقی جام جب لبریز کرتا ہے
ہوا ثابت مجھے دیکھی جو گردش چشم قاتل کی | یہی سنگ فسان تیغ نگہ کو تیز کرتا ہے

لطافت پوچھتے ہیں یا سبا انسے ابھی وہ شب کو
مری کوچہ میں نالے کون درد آمیز کرتا ہے

ساتھ موسی کی تلاش رخ روشن میں رہے | ہم تری کوچہ میں وہ وادی ایمن میں رہے
رنگ یاں جلوہ میں ملنے یار کی حتی میں رہے | مست ہم عشق میں مغرور وہ جوبن میں رہے
قہقہے چھپے احباب کے ساون میں رہے | کبھی میخانہ میں جا کر کبھی گلشن میں رہے
مستی ٹونیہ لگا کر جو وہ گلشن میں رہے | شرم سے پھر نہ او وہ ہٹ گل سوسن میں رہے
صبح تک وصل کی شب جشن گلشن میں رہے | رات بھر ہاتھ مری یار کی گردن میں رہے
غیر کے دست سیہ فام الہی شل ہوں | رات بھر ہاتھ مرے یار کی گردن میں رہے

ہوشیار و بسی بھی تھی ہے یہ تاکید جنون ۔ ایکین چاک گریبان چکن مین رہے

ہے یہ ستار کی مژگان کی بنانے سے غرض ۔ کہ حیا چاہیے ہر آنکھ کو چلمن مین رہے

عاشق زار جو پہونچے تری دیوار کے پاس ۔ تو نگہ بنکے نہان دیدۂ روزن مین رہے

میکدہ مین وہ صراحی سا گلا یاد آیا ۔ دیر تک ہاتھ مرے شیشہ کی گردن مین رہے

ڈوبنے کے لیے دریا جو گیا مین وحشی ۔ طوق گرداب کے وان بھی مری گردن مین رہے

دل جلے جو کہ ہین عاشق انھین کیا گھر سے غرض ۔ کسنے دیکھا ہے کہ پروانہ نشیمن مین رہے

قول دانتو نمین زبان کا ہے سدا نرمی کر ۔ یون بلا لا ترا ہر محفل دشمن مین رہے

ہم وہ دیوانے ہین راحت سے ہوئی عمر بسر ۔ نکلے گھر سے تو وحشت کے دامن مین رہے

جب سلے جاکے لگے زخم جگر بولی آنکھ ۔ تار اشکونکا مرے دیدۂ سوزن مین رہے

زار تھی سینے مین دیکھا کیے پیراہن یار ۔ لیکے ہم تار نگہ دیدۂ سوزن مین رہے

جوش وحشت مین ہے سوکھ کی کانٹا جب ہم ۔ الجھے ایسے کہ سدا دشت کی دامن مین رہے

ڈھونڈھنے جاتے تھے کعبہ کسی ہرجائی کو ۔ پہلی منزل جو ہوئی دیر برہمن مین رہے

سر کے سو بیسی حسینون نے ہے سختی جھیلی ۔ مدتون سنگ ہر اک طفل کی دامن مین رہے

تیغ قاتل مین ہے مرخون کے قطرے ہین جمے ۔ پھول تمثیل تھی تلوار کی دامن مین رہے

دوست بندہ کا خدا ہو تو مثال ہو سئے ۔ چین سے دلکی طرح پہلوے دشمن مین رہے

بجلیان بالیون مین آپ پہنیے تو ہو لطف ۔ اک تماشا ہو نیا برق جو خرمن مین رہے

ہمدمو نور نظر سے ہین سوا طفل اشک ۔ [illegible] تو آنکھ سے نکل کر مرے دامن مین رہے

محفل شعر مین ہے شاعر خاموش عبث ۔ نفع کیا بلبل تصویر جو گلشن مین رہے

عیب چھپ جاتے ہین لطافہ کے ستر بخشش
بعد مرنے کے نہان کرتے تھے دامن مین رہے

جو بنوائی عمارت وہ بنے پیر پتھر کی ۔ کرین سب برہمن سجدے بھری تقدیر پتھر کی

علی نے توڑ کر کعبہ میں تصویر پتھر کی
شکست فاش ظاہر کی صنم تکبیر پتھر کی

ادا و ناز و غمزہ گر نہو بیکار ہے مورت
کوئی کیا سر سے مارے لیکے یہ تصویر پتھر کی

کبھی سودا بڑھا میرا کبھی سر سنگ سے پھوڑا
ہمیشہ عشق مین حاجت رہی زنجیر پتھر کی

دل پروانہ توڑا سر جو کاٹا شمع کا تو نے
ستم مین تیری خاصیت ہے اے گلگیر پتھر کی

جو وہ معجز نما محبوب آئے سمت بتخانہ
ابھی وہ دیکھ لے اک مورت تمثال پتھر کی

وہ بت سنگ لحد پر نام پڑھکر ہوگیا برہم
ہوئی حق مین ہمارے زہر کیا تحریر پتھر کی

تو نے ملک الفت مین دل نازک مرا اٹھا
بھرا خود جا کی شیشہ اسمین کیا تقصیر پتھر کی

ہم آہین کر رہے ہین یار باتین سخت کہتا ہے
لڑائی عاشق و معشوق مین ہے تیر پتھر کی

یقین دلکو ہوا فرہاد جوئی شیر لایا تھا
نظر آئی سفیدی جب مثال شیر پتھر کی

کہان ہین سنگدل دیکھین علی کی معجزہ ایسا
بنے در نجف چمکی عجب تقدیر پتھر کی

حضور یار جانان شمع سنگ فرش سے پگھلون
اگر جلکر مجھے حاجت ہوا گلگیر پتھر کی

اثر آہین کرینگی سنگدل گر یار ہے تو کیا
سمجھتے کچھ نہین ہین اہل الیسر تیر پتھر کی

لکھون ہجر بتانکی سختیان تھوڑی جو ممکن ہون
قلم فولاد کی لوہین پہ تحریر پتھر کی

بتونکی مدح مین تیغ زبان کو صاف کر واعظ
اگر حاجت ہے بہتر تیز ہے تقریر پتھر کی

رقیبونکی دل سخت اپنے کوچہ مین نہ رہنے دو
تدارک ایذا پاے ٹھوکر کھا کے ہر رہگیر پتھر کی

تماشا کوہ پر دیکھینگے آتش کے شرر اٹھکا
ملاقات اے جنون ہوگی اگر زنجیر پتھر کی

سنا کر حال بیتا ہین بتونکو شرم دل سے
مٹا دیتے ہین ہم سختی تہ تقریر پتھر کی

اگر ہم بلیہ اشراف ہون اجلاف کیا تم
جواہر تول کر بڑھتی ہے قیمت تیر پتھر کی

مدد سے سنگدل کی تیز رہتی ہین سدا ظالم
اصالت لاکھ ہو محتاج ہے شمشیر پتھر کی

نہ جلتا طور کیون طالب دیدار کا حامل
کہ موسی کی تجلی ثابت ہوئی تنویر پتھر کی

دلون پر نقش شرح مصحف رخسار جانان ہے
نہین محتاج چھاپے والون تحریر پتھر کی

وہ مجنون سخت جان ہم ہین جو کھینچین جان کی تیر آہن
ابھی دریا کی موجین جسم کی ہون زنجیر پتھر کی

دکھاؤن گر اثر عشق بتا تمہین ٹھنڈی آہ ہو کا
تو شعلے قرالی ہون شمع مین مع کاگیر پتھر کی

کلیجہ چھن گیا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میرا
اثر یا تو مین خاصیت ہے ناصح تیر پتھر کی

بتونکی عشق کی ہے چوٹ کھائی روز ازل ہے
غذا دی آسمان نے مجکو جائے شیر پتھر کی

رہائی عمر بھر پائی نہ جوئے شیر لانے سے
پڑی تھی پاؤ مین فرہاد کی زنجیر پتھر کی

گہر ان نیک کا ہوتا ہے ظاہر بد کی صحبت سے
زر خالص کے حق مین ہے کشش اکسیر پتھر کی

یہ قیس و کوہکن کو دربدر ہو گیا ایذا سے
علامت آج تک ہر در سے ہے زنجیر پتھر کی

بتونکو خواب مین دیکھا اوٹھائی حجر کو تا ق
تناسب دیکھنا اچھی ہوئی تعبیر پتھر کی

ترا بیمار گر جائے ہے ہیم سجدہ کرنے کو
زمین ہو جو بنے قسمت سے دو دو تیر پتھر کی

خدا سے ڈر خرابی کعبۂ دل کی نہ چاہ اے بت
برائی ابرہہ مخبر ہے ہر تفسیر پتھر کی

تلاش اعلی کی ہوتی ہے تو ادنی پوچھے جاتی ہین
کہ زرگر زر سے پہلے کرتے ہین تدبیر پتھر کی

وہ دیوانہ ہون فرمائش سے تیری بت تراشون سے
بنا و صورت مجنون مع زنجیر پتھر کی

وہ بدقسمت ہون مین گر ہے برسنی کی دعا مانگون
اگر ہو بارش عوض بارانکی چرخ پیر پتھر کی

فقط ہین استخوان مجھ سخت جان دیوانہ کی باقی
ہر اک کو شک ہے زندان مین کہ ہے زنجیر پتھر کی

ہوئے دل خاک جلکر خواہش زر مین بخیلونکے
مہوس مین کدھر دیکھین نہین اکسیر پتھر کی

جنون جب سخت ویرانہ کو ہوگا گھر کی سرا مین
بنینگے جسم کو آنسو شمع کی زنجیر پتھر کی

ارادہ ہے اوٹھا دین ہم دوئی شیخ و برہمن سے
اکھٹا کر کے بت مسجد کرین تعمیر پتھر کی

گلے مین اعظم و نکی سنگ کی تسبیح رہتی ہے
جنون تھا سخت پہنائی گئی زنجیر پتھر کی

لطافت حیف کی جا ہے جو تھا لخت دل احمد
ہوئی بارش وہی پر کربلا مین تیر پتھر کی

ترپتا ہون لبون پر جان ہے درد جدائی سے
یہ سچ ہے یا نہین پوچھو تم اپنی بیوفائی سے

جو میری قبر خالی وہ آئے بیوفائی سے
اگر ہی پھولوں کی چھڑی خود بخود ڈھلکر کلائی سے

فقیرو نسبی طمع باز آؤ ایسی بیحیائی سے
گدائی تاجدار و بہتر ایسی بادشاہی سے

گھر کہتے ہین چھوڑا ہمکو کیسی بیوفائی سے
پڑے ناسور دلمین ہجر کی ناآشنائی سے

نہین خال سیہ ورس مہ گورے گورے گالو پر
اگر ہی سرمہ بخود حسن پر ہو کر سلائی سے

یہ دشمن دوست سے ہی قول ثابت ورومی آئینہ
کدورت ہے کدورت سے صفائی ہی صفائی سے

تمہارا رنگ کندن سا جو وقت غسل دیکھیگا
گرینگی بحث موج آب زنجیر طلائی سے

نہ بے نعلین مجنون آبلے مل ملکی تلوونکے
ہوا کیا پاؤنکو آرام اس آرام پائی سے

وہ تیرہ بخت لاغر ہون جو خوش چشم تیرہ مرجاؤن
کرین سب دفن سرمہ مین بھی کھود مین سلائی سے

تعجب کیا جو اونکی دیکھنے والے ہین نابینا
ہوئے ہین اندھے آئینے بھی جو توت آشنائی سے

نہ سبت سی کسیکا کام بھی اے برہمن نکلا
یقین اسکا نہو تو پوچھ لی سارے خدائی سے

پڑا ہی میرا سر وہ داوس گلی مین جان آنکلی
لگا دینگے اگر ٹھوکر بھی وہ بی اعتنائی سے

سکندر دیکھ لین آب بقا بین لال مچھلی ہے
وہ مسّی مل رہی ہین لب یہ انگشت حنائی سے

تماشا دیکھنا شاگرد و استاد آج بچتین گے
کریگا ہمسری سرمہ کا دنبالہ سلائی سے

منافق آتش رشک و حسد سے جل بھی گیا گیا
لطافت احمد مختار کی معجز نمائی سے

عشق مین بستی بنی ہی دل جو میرے پاس ہے
بھیڑ ارمانونکی رہتی ہی ہجوم یاس ہے

قبر مین اعمال بد لکھتا ہون لکھو یاس ہے
منہ دوات انگشت خامہ ہی کفن قرطاس ہے

دفتر عصیان کراماً کاتبین کے پاس ہے
ہین مرے اعمال بد کیونکر نہ سیہ قرطاس ہے

کیا دماغ جان عطر ہی جو عاشق پاس ہے
ملکے کپڑونمین اونکی عطر کی بو باس ہے

طلب کرتے ہین اپنے گھر مین فرماتی ہین وہ
وہ رہتی ہمکو بلایا اسقدر تو پاس ہے

خط مرے سو دیکا لکھا ہی اونھین احباب نے
چاک مانند گریبان نامہ پر قرطاس ہے

اہل جوہر ہو جہان مین خاکساری تو جو سیکھ
دیکھ اے غافل کہ مٹی مین نہان الماس ہے

آبرو گر ہو تو چھیلو انکو نہ رکھ امید فیض
آب گوہر سے کہان بجھتی کسیکی پیاس ہے

ظلم صیادو نکے لکھے جاتی ہین گلزار مین
خامہ ہے منقار بلبل برگ گل قرطاس ہے

شمع اٹھتی ہے زبان شعلہ دکھلا کر یہی
خون پروانونکا محفل مین ہونگی پاس ہے

پھیر کر میرے دل مردہ کو فرماتے ہین وہ
کون اسکو لے مقام وہم ہے وسواس ہے

نت مین کرتے ہین جب ہوتا ہے راضی وصل پر
سر قدم پر یار کی رکھنا ہمین تو راس ہے

کہیے گا آپ اگر انکار مر جاؤنگا مین
وصل کی امید پر تو زندگی کی آس ہے

گھر چلا صبح شب وصل وہ ڈھلی منھ دھوتا ہے وہ
آفتابہ آفتاب اور ماہ کامل طاس ہے

آبرو بھی جان بھی ایمان بھی لیتا ہے یہ
آدمی کے واسطے مہلک مرض افلاس ہے

باغبان اوس گل کی آنکھوں سے ملاتا ہے عبث
دیکھ چشم نرگس بیمار پر آماس ہے

ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا غصہ کیا جب آپ نے
پیسنا دانت اپنے حق مین سودہ الماس ہے

ٹھنڈی سانسین تجھ بن اے بلبل بھری ہین اسقدر
چہرہ گل پر ہوئے باغ مین آماس ہے

کیا صفائی کیا چمک دندان جانا مین ہے واہ
منفعل بجلی ہے دُر بے نجم ہے الماس ہے

انقلاب ہر پر لازم ہے اے منعم نظر
دیکھ اولٹا منھ دکھا کر گھر گیا الماس ہے

دیدہ عبرت سے غافل حال اسکندر کا دیکھ
حرف مین جتنے ہین جوہر آئینہ قرطاس ہے

خط لکھا کرتا ہے کسکو سمت مغرب آسمان
مہر و مہ کا جو روانہ روز و شب قرطاس ہے

حسن و خوبی دیکھکر کہتے ہین یوسف تجکو غیر
مردے تشبیہ دیتے ہین مجھے وسواس ہے

یہ نظر کسکی لگی جو بھر آئی چشم جام
میکدے مین کیون شکم پر شیشہ کی آماس ہے

سینہ نازک پہ انکی ہے جو پستانکا ابھار
نازنین ہین ہر نگہ کی چوٹ سے آماس ہے

جب نکیرین اے لطافت آئینگے لحد مین
سونگھ لو حب علی کی قلب مین بو باس ہے

پری ہے شکل گوری سانولی معلوم ہوتی ہے — جوانی حسن کسی کی ہو بھلی معلوم ہوتی ہے
شب فرقت فلک پر ین ستارے یا کہ انگارے — یہ صفت ہے تمہ گردون جلی معلوم ہوتی ہے
طبیعت کا عجب ہے ڈھنگ معشوق کمسن کا — بری بھی ہے اور اوسکی بھلی معلوم ہوتی ہے
تمنا اوٹھا دین وہ جسے دیتا ہے ہو دل — عیان [illegible] کی [illegible] معلوم ہوتی ہے
انکو جو زر ملتا ہے دنیا سے تو کہتے ہین — یہ [illegible] تجلی معلوم ہوتی ہے
لگائی تیر اوسنے ہاتھ پر مہندی جو گل کھائے — کہا [illegible] اب جھولی بھلی معلوم ہوتی ہے
رقیب رو سیہ نے وصل مین منہ پر جو منہ کھا — انھین [illegible] و گوری رنگت سانولی معلوم ہوتی ہے
تمہارا حسن روز افزون گھٹا خط سیہ نکلا — یہ رنگی [illegible] ہے رنگو بھلی معلوم ہوتی ہے
نہین ہے جو لب پر خون کی لالی لگائی ہے — کسی [illegible] قاتل کی چلی معلوم ہوتی ہے
تمہاری ابروون کے بال ایسے نرم و نازک ہین — کہ کا [illegible] مخملی معلوم ہوتی ہے
ٹپکتے ہے خون کی قطرے [illegible] لگی ساتھ [illegible] مین — تو شاخ تیغ [illegible] پھولی پھلی معلوم ہوتی ہے
[illegible] آ کر جو عاشق ستایا کھاتے ہین قسمین — ذرا [illegible] منبر کی ڈالی معلوم ہوتی ہے
اذان مسجد کی گلدستہ پہ ہم ہین [illegible] سلیئے دیتے — یہ [illegible] کی گلی معلوم ہوتی ہے
[illegible] سی [illegible] رنگ ایسا پھوٹ نکلا ہے — سفید [illegible] صندلی معلوم ہوتی ہے
تمہاری ہے بنی نازک کی ہم سے مدح کیونکر ہو — یہ شمع نور سانچے مین ڈھلی معلوم ہوتی ہے
[illegible] قبر مین کہتی ہین سیر خلد دکھلا کر — نظارہ کرو [illegible] دلبر کی گلی معلوم ہوتی ہے
[illegible] سے پاکر جو وہ غازہ لگاتی ہین — ہماری خاک سے چہرہ پر ملی معلوم ہوتی ہے
کہا صیاد نے انداز دیکھا جبکہ بلبل کا — گلون مین رہکی نازو کی پلی معلوم ہوتی ہے
دکھا کر بھولی بھولی چاند سی صورت وہ کہتی ہین — بری نیت نہ کرنا گر بھلی معلوم ہوتی ہے
ہوئی ہین سرخ انکی ہاتھ میرے بوسے لینے سے — نزاکت دیکھنا مہندی ملی معلوم ہوتی ہے

رباعی اس سے مشکل با علی معلوم ہوتی ہے

ہم وہ بلبل ہین اسیری مین وطن بھول گئے   ہاے چھوٹی بھی قفس سے تو چمن بھول گئے

روے روشن پہ جو اونکی نظر آئین نرگس   برہمن محو ہوے چاند گہن بھول گئے

سنکے وحشت مری احباب یہ ہوش اوڑے   برہنہ دفن کیا مجکو کفن بھول گئے

دیکھکر قامت موزون صنم گلشن مین   کہرشی رست قدی سرو چمن بھول گئے

ہم وہ مجنون ہین کہ مرکر بھی اسیری نہ گئی   کھولنا قبر مین سب بند کفن بھول گئے

ہاے کیا چین سے ہم دلمین جگہ کر دیتے   تیر اپنا نہ کوئی صید فگن بھول گئے

شام کو بزم یہ روشن رخ جاناں سے ہوئی   لانا احباب مری شمع لگن بھول گئے

آستان چومنے آئی تھی خطا کیجے معاف   لیلے بوسہ رخسار و دہن بھول گئے

ہای دن میری ولادت کا ہوا روز وفات   بدلے تکفنی کر دیا سب نے کفن بھول گئے

محتسب ہے کہی غیبت مستی ساری   باندھنا نشہ مین شیشہ کا دہن بھول گئے

بیخودی نے ہمین برباد کیا الفت مین   دل کہین ڈھونڈتے ہم آوارہ وطن بھول گئے

جب عنادل نے تری عارض و لب دیکھ لیے   گل کا رخسار تو غنچہ کا دہن بھول گئے

تجھپہ ہم ایک نظر کرتے ہی یہ محو ہوئے   حسن دیکھا جو کمر کا تو دہن بھول گئے

ہین وہ برباد و پریشان کہ نہ پھر کر آئے   صورت نکہت گل ہم جو وطن بھول گئے

لب خوش شکر تنگ تمہاری جو کبھی دیکھ لیے   جوہری لعل تو کیا ملک یمن بھول گئی

آکے دنیا مین عدم کا کبھی آیا نہ خیال   یہ سفر بھی ہے عجب جسمین وطن بھول گئی

آج کیا تھا کدھر آنکلے کہو خیر تو ہے   راہ شاید ادھر ای مشفق من بھول گئی

وقت حاجت ہی عبث نفع کی اور وشتی امید
کیا لطافت در سلطان مین بھول گئے

قریب آنکھونکی بینی اسی حسین معلوم ہوتی ہے   دہن کی دید کو یہ وہ بہین معلوم ہوتی ہے

کھینچا خنجر چڑھی وہ آستین معلوم ہوتی ہے　　تڑپنے سے مرے چین جبین معلوم ہوتی ہے
عیاں ہین نقش غم جنت بہین معلوم ہوتی ہے　　زمین کربلا ہے عرش برین معلوم ہوتی ہے
ہے یک ہفتہ تیرا حسن ہین ہے دیکھکر گھٹتا　　کسی محبوب کی تابان جبین معلوم ہوتی ہے
جو لیٹا مجسے وہ آرام جان ہنس ہنس کر یہ پوچھا　　کہو اب درد کی ابتدا کہین معلوم ہوتی ہے
شب وصلت ستارونکا جو اسمین عکس پڑتا ہے　　پرافشان صاف اوس کی جبین معلوم ہوتی ہے
تمھارے عشق کا دریا ہے ناپیدا کنار ایسا　　نہ ساحل ہے نہ اسمین تہ زمین معلوم ہوتی ہے
بنا ہے آئینہ سنگ در اونکا جبہہ سائی سے　　خط تقدیر پڑھ لونگا جبین معلوم ہوتی ہے
اطبا نبض کیا دیکھین گے بیمار و لاغر کی　　ہوئی گم عقل خالی آستین معلوم ہوتی ہے
کھینچی تصویر تیری کیا ہوئی گم عقل مانی کی　　دہن کیسا کمر بھی تو نہین معلوم ہوتی ہے
جدھر دیکھو سر مین ہلکا ہلکا وہ صندل لگا دیکھا　　تو ماہ زیر ابر اونکی جبین معلوم ہوتی ہے
نہ کیونکر لوح قرآنی ادب سے بوسہ لے عاشق　　کہ مصحف حسین کی یہ جبین معلوم ہوتی ہے
مرے تابوت پہ چھالی خون روئے ہین جو صحرا مین　　تو پر سوختہ لالے کا زمین معلوم ہوتی ہے
جو بعد وصل اوس آئینہ تن کی یاد آتی ہو　　تو پشت پا ہے صفا ہی جبین معلوم ہوتی ہے
گریبان طوق ہو جاتا ہے مجھ لاغر کی گردن کو　　جنون مین تنگ ہر آستین معلوم ہوتی ہے
پسینا حشر مین آیا تو حیدر گنہگارونکا　　ہوا ہون غرق تصور ایسی جبین معلوم ہوتی ہے
حباب اسکو تماشا بی ثباتی کا دکھاتا ہے　　لگا ہی موج دریا دوربین معلوم ہوتی ہے
ہوئی عزت جو تیرے در پہ میری جبہہ سائی کی　　یہ مہر عبدیت زیب جبین معلوم ہوتی ہے
شب وصل آئینہ زانو کا تصویر ہو کر　　جنو افشان صفائی سے جبین معلوم ہوتی ہے
مشبک کر دیا خوبی تمھارے تیر مژگان نے　　نقاب الٹو نہ تم صورت یہین معلوم ہوتی ہے
نظارہ حسن کا در پردہ جب مین آگے کرتا ہو　　تو چلمن یار کی چین جبین معلوم ہوتی ہے
محبت مین یہی جی جلتا ہے مر کر گڑ جاؤنگا　　جو کوی یار مین خالی زمین معلوم ہوتی ہے

چلے ہیں باغ سے منہ ہو کے وہ کشتہ جو ہو کی
ہر اک نہر چمن ہر جبین معلوم ہوتی ہے

مرا خون خنجر قاتل پہ طرفہ رنگ لایا ہے
صفائی تو اتنک کی زیر نگین معلوم ہوتی ہے

بلندی ہے جو دود آہ کی گردوں رتبہ
نرالا آسمان طرفہ زمین معلوم ہوتی ہے

شب وصلت جوانی ہے تری مہتاب کی شاید
چھلاوہ کی طرح جاتی کہین معلوم ہوتی ہے

تڑپ کر زلزلہ لاتا ہے تو کچھ چین آتا ہے
ترے مضطر کو گہوارہ زمین معلوم ہوتی ہے

لب رنگین پہ ہے پرتو تری مسی کی ریخونکا
عبارت کندہ بالائے نگین معلوم ہوتی ہے

کہینگے یہ فرشتے دیکھکر کرسی پہ حیدر کو
لطافت کی بحد اک شہ نشین معلوم ہوتی ہے

نہ اپنے قبر ہاں جہان لیکے آئے
فقط ایک مشت استخوان لیکے آئے

فرشتے میان جہان لیکے آئے
گنہگار ہونگا کہان لیکے آئے

پئے نذر دل جان جان لیکے آئے
جہان تم گئے ہم وہان لیکے آئے

وہ بوسے مین جب پھول نرگس کے لایا
لیے دیدہ آنکھین کہان لیکے آئے

وہ عالی طبیعت ہین گر ہو اشارا
زمین غزل آسمان لیکے آئے

کہا نامرادی نے محروم پھر جا
کوئی التجا ہم جہان لیکے آئے

غم ہجر ہو ملا دنگا میکے اٹھنے سے
کہو شیشہ سے ہچکیان لیکے آئے

تبا ملہے اوس روے روشن کا نقشہ
ورق مہر کا آسمان لیکے آئے

دم حشر کہتی ہے یہ اوسکی بخشش
کہ امید سارا جہان لیکے آئے

خجل داغ دل سے ہے خورشید محشر
جو دعوی ہو کچھ آسمان لیکے آئے

سنا قصہ فرقت اوسنے تو بولا
اٹھا نا یہ دکھڑا کہان لیکے آئے

نہ اک بوسہ بھی مسی عاشق نے پایا
کوئی آرزو کیا یہان لیکے آئے

رکھی دشت مین جب سبیل آبلون نے
تو کانٹے بھی سوکھی زبان لیکے آئے

ایا بوسۂ زلف دل دیکے اوسکو — یہ سودا نہایت گران لیکے آئے
لگئے بہر نظارۂ حسن جب ہم — ترے بوسی ایکجان جان لیکے آئے
وطن جبہہ سائی کہا اونکے در سے — جو تقدیر بگڑی یہان لیکے آئے
ہین اصحاب کہف اور یا بخت عاشق — یہ دو فرقے خواب گران لیکے آئے
دنی جب کہ دنیا کو دیکھا نہایت — یہان رزق تنگ مہمان لیکے آئے
یہ بیخود ہوئے دیکھکر اونکا جوبن — بمشکل ہمین مہربان لیکے آئے
دکھاتون کرامت جو عشق دفن ہین — وہ پیاسا ہون پانی کنوان لیکے آئے
وہ لاغر ہون مین بام پر تیرے پہنچون — اگر آہ دل کا دہوان لیکے آئے
نہ کیونکر کہون کوے جانان کو جنت — گیا میرا اٹہا جوان لیکے آئے
جنونکی نشانی یہ تہی حشر مین بہی — کفن کی پہٹی دھجیان لیکے آئے
بخیلونکی نیت پہ ایسی ہے آفت — کہ آئے تو کچھ میہمان لیکے آئے
ترے دل جلے ہین وہ زلفونکے عاشق — عوض روشنی کچھ دہوان لیکے آئے
لگاونگا مین عشق ابرو مین پہانسی — یہ منت ہی چلہ کمان لیکے آئے
بتا دے کوئی قبر مجھ منتظر کی — خط یار قاصد یہان لیکے آئے
جوانی کے آتے ہی خط رخ پہ نکلا — وہ توام بہار و خزان لیکے آئے
موذن ہو صبح شب وصل قاتل — چہری کہند و قبل اذان لیکے آئے
سیہ کار تہا عاشق اون گیسوونکا — لحد مین فرشتے دہوان لیکے آئے
نہ نے یہ وفا وعدہ وصل کی ہے — وہ آئے تو اک میہمان لیکے آئے
وہ زلف معنبر ہے بڑھ بڑھ کے کہتی — جسے دل ہو دنیا یہان لیکے آئے
عزیزونکے احسان سے گڑ گیا مین — لحد تک جنازہ گران لیکے آئے
حرم مین ملو گے کہ بیت الصنم مین — کہو دل یہ عاشق کہان لیکے آئے

یہ منعم سے دنیا و عقبے سے ہے کہتی
وہان دیکھے آئے یہان لیکے آئے

نہ سمجھے مجھے تشنہ یہ رشک یوسف
زنخدان کا اندھا کنوان لیکے آئے

دل سوختہ اونکی قلیان کو دین ہم
جو خوشبو ہو تنکی دھوان لیکے آئے

دل ایسا بڑھا جاکے اون گیسوؤن مین
کہ اس طفل کو ہم جوان لیکے آئے

جہ قبر مین سب عزیزون نے پھینکا
نیا ساتھ ہم کاروان لیکے آئے

ہمہ تن ہین مانندِ شمشیر جوہر
فقط ہم زبان ہی زبان لیکے آئے

منالا ہین احباب احسان ہوگا
وہ یوسف گیا کاروان لیکے آئے

جو ہم بھیجے نکلے آئینۂ دل
حسین جمع دیکھے جہان لیکے آئے

ہماری لحد کا نشان تک نہین ہے
کوئی دوست اونکو کہان لیکے آئے

مرقع ہی دنیا کا یہ جسم خاکی
ہم اس تن مین سارا جہان لیکے آئے

تری زلف اے خوش قد آئی قدم تک
قیامت نہ کیونکر دھوان لیکے آئے

غضب تو ٹوٹے چرخ نیرِ ستم سے
غنیمت ہی اولٹی کمان لیکے آئے

کجا کوے جانان کجا قبر یارو
بتایا کہان تھا کہان لیکے آئے

لطافت سے ہمسر ہو وہ شاعر مین
جو کوثر سے دھوئی زبان لیکے آئے

ہر جسم مین جدا تری جلوی کا ڈھنگ ہے
غنچہ مین بو ہے شمع مین ضو گل مین رنگ ہے

اون گوری گالون پر جو خطِ سبز رنگ ہے
آنکھین مین مست جام بلورین مین بنگ ہے

سرخ انکھڑیون مین عکس خط سبز رنگ ہے
ظاہر مین جام طرفہ ہی کو طرفہ رنگ ہے

بیمثل چال مین ترا اسپ رنگ ہے
جلنے مین یہ ہوا ہی تو اوڑنے مین رنگ ہے

مدت ہوئی کہ عشق کی ملبوع منگ ہے
بدلا ہوا کچھہ آج طبیعت کا رنگ ہے

کل تک تو وعدہ وصل کا تھا مہربان تھے آپ
بدلا ہوا کچھہ آج طبیعت کا رنگ ہے

لیے بوسے دلمین کچھ خط سبز کا حبیب کی — پینا تو ہی حرام مگر پاک بنگ ہے
غنچے شگوفے دیکھ کے کہتی ہین بلبلین — مملو بہار باغ کا شیشون مین رنگ ہے
پھولی جو صبح کو شفق افلاک نے کہا — پیریکا رنگ وہ یہ جوانیکا رنگ ہے
کہتا ہون بوسہ لیکے خط سبز یار کا — پاکیزہ و حلال ہی جو یہ وہ بنگ ہے
کرتا ہی تیر قتل پہ شمشیر یار کو — قاتل ہمارا فکر سے دیکھو تو سنگ ہے
یون ہیں یہ دلکی وجہ سے ہی مست بو عشق — جس طرح جسم غیر کا محتاج رنگ ہے
آنکھین یہ سرخ کرتی ہی وہ مست و یا یار — اعلا حنا سے رتبہ مین ہر طرح ننگ ہے
پہنے ہین مرنیوالے کفن اسلیے سفید — انسان تو کیا پسند ملک یہ رنگ ہے
مضمون لڑتے ہین شعرا کی نئی ہی سیر — ہر اک مشاعرہ ہی کہ میدان جنگ ہے
پیری یہ کہہ رہی ہی دکھا کر خضاب سرخ — اوڑکر جما شبا کی مہندیکا رنگ ہے
موئے خط سیاہ ہین رخسار یار پر — ملک حلب مین آمد افواج زنگ ہے
سرو روانسے سر اوٹھایا تھا کبھی — سرو سہی کا آج تلک پاؤن لنگ ہے
تبدیل وضع خلق مین ہی وجہ دشمنی — دونون ہین ایک شیشہ کوئی کوئی سنگ ہے
صبر و قرار و ہوش کا ہی قافلہ روان — نالہ فراق یار مین آواز زنگ ہے
بجلی ہے لے اوڑی ان اتیاب کی تڑپ — بالکل سحاب مین مرے رونیکا ڈھنگ ہے
باغ جہان مین پھولنی پھلنی سی ہے گزند — ہر نخل میوہ دار کو آسیب سنگ ہے
دیکھا جو ہمنے چشم حقیقت سے بار بار — ثابت ہوا خنا سی کہ دنیا دو رنگ ہے
ہی وقت گریہ خط سیاہ صنم کے — بارش مین دلکی آئینہ کو خوف زنگ ہے
لاغر وہ ہین کہ ہل نہین سکتے ہین قبر مین — ہمکو جواب نامہ بھی چھاتی پہ سنگ ہے
آنکھین لڑا رہا ہون حسینون سے عشق مین — باطن مین یہ ملاپ ہے ظاہر مین جنگ ہے
دل میرا لینے آئے تماشا عجیب ہے — خواہان وفا کی ہین تو حسینون مین جنگ ہے

کرتی ہے طبع طائر مضمون سے اشکار
ہاتھ آ رہا شکار ہے ہاتھ مین گو یا نہنگ ہے

مفلس بھی شیخ کو فضل خدا سے ہین مالدار
سونیکا نام کو تو میسر پلنگ ہے

جھیلین فراق مین دل نازک نے سختیان
دیکھا جو فکر کرکے تو شیشہ بھی سنگ ہے

فصل خزان مین جو دل بلبل ہوا تھا خون
گل سے ٹپک رہا وہی انکی رنگ ہے

کیا شوق شام وصل مین ہین بیقراریان
آراستہ سحر سے الگ انکی پلنگ ہے

دھبا لگیگا لاکھی دوپٹہ نہ اوڑھیے
تیغ ادا مین لوگ کہینگے کہ زنگ ہے

بے طور طفل لگی ہین الفت مین شوخیان
بچہ یہ جانتا ہے مزہ یکا ڈھنگ ہے

تصویر حسن یار ہو مین دل پہ کھینچتا
دیکھا رہا ہے جو آنسے یوسف کا رنگ ہے

عشاق مانگتے ہین مرادین مزار پر
بے شبہ کوئی بت مری تربت کا سنگ ہے

تیر شہاب جسکو زمانہ ہے جانتا
یہ ای لطافت آہ رسا کا [illegible] ہے

حسب اصرار جناب صاحب عالم میرزا سلیمان قدر بہادر دام اقباله

ترے روشن گلے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہے
کرن خورشید کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہنسی مین عکس پڑتا ہے جو انکی صاف دانتونکا
گلے مین ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو باہین زرد و لاغر ڈالتا ہون انکی گردن پر
تو سونیکی عجب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مجھے کیا رشک ہوتا ہے لپٹ جاؤن گلے یون مین
تری گردنکی جب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

سنہرے رنگ مین انکی بھی ہے ایسی گردن زیبا
کہ سونیکی نہین [illegible] کلی معلوم ہوتی ہے

جو باسے ہی مرجھائی گلی سے اونکی لپٹی ہے
طلائے سرخ کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مثال آئنہ اونکا گلا ہے عکس تو دیکھو
[illegible] ہیرے کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

صراحی دار گردن انکی ہے شفاف اسدرجہ
کہ سبکو پشت سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

سنہرے رنگ سے اونکی ہے یہ رنگ طلا پھیکا
گلے مین نقرہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستاری انگلیں ابر تنک میں ہیں نا آشنا سکو
دوپٹے سے ترے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

عجب انداز سے وہ دیکھتی ہیں گردن و سینہ
اگر آئینہ میں چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہے اوس تصویر میں ہالہ سنہری گرد جھیپر نکے
ستھے پر تو فگن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ارادہ ہے کہ لیلاوں بڑھکی بوسہ اونکی گردن کے
گلے میں کیا کلی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ستاری صبح گردن میں نظر آتی ہیں عاشق کو
مرصع جب تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہٹادی جب دو لائی اونسے پوچھا بام پر اکر
تمھیں بھی دور سے چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نہ پہنو غیر کی بھیجے ہوئی زیور کو گردن میں
کہ ناگن مجکو یہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترا طوق طلائی حسن پر ہوتا ہے جب نازان
گلے میں خندہ زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

گلے پر رکھکی منھہ بوسہ کبھی لینے نہیں دیتی
مری دشمن تری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

نکلتے ہیں جو وقت رخصت اشک اوسکے گلی ملکی
تو مرواریدکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ہرے زخم گلو میں جب لگے ٹانکے تو وہ ٹانکے
نئی انداز کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

مرصع ای لطافت ہے غزل سب جو ہری دیکھین
نئی ہر بیت میں چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

ترے گھونگٹ کی ہے کل کیا کلی معلوم ہوتی ہے
دولھن پہنے ہوئی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

تری گردن کی زینت دیکھکر ہیں سب جسمین کہتے ہیں
ہمیں تعویذ چھپا نسل سب چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

رقیب اوس حور کو زیور پنھاتا ہے تو رشتا ہے
جگر پر نیش زن چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

شب وصلت ہے گردن سی اوتارو ہیں گلے لپٹو
گران تمکو اگر چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

لڑکپن ہے تو وقت میکشی وہ یار کہتا ہے
کہ ساغر میں مری چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اوچھالو اوس گل کے سینہ کا بہار نخل قامت ہے
یہ پھل ہے پھول وہ چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

جو زرد وڑی ہے کہ تمھی میں موتی ہیں زمرد کے
حجر اسود کی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

اگر وہ دست بند نیلم حسن تو پہنیں ہیں مہی پیکر
گلے میں شمشکی چنپا کلی معلوم ہوتی ہے

دکھا کر حسن اونکے طوق نے میرا گلا گھوٹا
بُجھائی کیون نہ گردن پر چھری ظالم وحشی کا
سحا قطرہ ہونہ کوئی ہاتھ ڈالی انکی گردن مین
گلا ہم گھونٹا ہوئین یہ کرکی دیکھ لیتی ہین
دو لائی لاؤ سینہ پر رقیب آنکھین لڑاتی ہین
چھری میری گلی پر رکھکے جو ہر دار وہ بولی
مثال آفتاب ونکا اگر چہرہ چھپاتا ہے
ٹری لُف لرفشان حسن شی لپٹی ہی گردن مین
گلیمین ہنسنین کیا زور یکہ وہ نازک نہایت ہین
جو گھبرائی ہوئی ہو گیا گلے ساتھ سو گئے ہو

تماشا دکھ جسکی کہے اسی چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
کہ ناگن آنکی چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
گلا گھونٹ ہی چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
آنکھ کو کیا جھلی چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
کہ جاگتی وہ گلہ جلی ... کلی معلوم ہوتی ہے
یہان زیبا ہی چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
تو ہالہ مہر کا چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
نئی صورت کی یہ چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
گران پھولونکی ہی چھپا کلی معلوم ہوتی ہے
قفا کی سمت جو چھپا کلی معلوم ہوتی ہے

لطافت ہر غزل ہی صاحب عالم کی فرمائش
جو دل شیشون ... چھپا کلی معلوم ہوتی ہے

مطلعہاے متفرق

جب جوانی تھی حسین کی چال پامال تھا
پاس میرے بھی دل آرفتہ دوراز حال تھا

ولہ

بی بلائی گھر خدا کی بھی نہ ہمتو جائینگے
جائینگے جسوقت عزرائیل لینی آئینگے

ولہ

وہی ہی مصحف عارض وہی رخ ہین صفحات
وہ خط ہو قرآن میان سفید کی صورت ہے

ولہ

دیکھکر دل لگیا عاشق حسین کی ہو گئی
حسن کا جلوہ جہان دیکھا وہین کی ہو گئی

ولہ

وہ لب دیتے ہین بوسہ تیغ ابرو جان لیتی ہی
دلا ہر حیلہ روزی ہر بہانہ موت ہوتی ہی

ولہ

ابھی بس ہین ہم بھی جوان خضر سلامت
ہین تھا پایا ... راز حال بیمار محبت تھے

ولہ

کیون نہ مستو نکا مجمع خانۂ خمار ہو
دختر رز نکی شیدائی ہر اک میخوار ہے

ولہ

جو وصل مین جدائی کا نام لیتی ہین
ہم اپنے دلکو کلیجہ کو تھام لیتے ہین

آسیا کو آسمان سے رزق کی کمی آج ہے — پینا ہی کام اسکا یاس اسکے پاس ہے

وله

جھلک کے شیشہ دم قلقل یہ صدا دیتا ہے اسکو — شیخ نقل ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

وله

چمن میں آج غنچون نے شکست فاش پائی ہے — ہوئے ہمسر دہان یار سے کیا منہ کی کھائی ہے

وله

سدا غل ہے سواری دیکھ لو منعم کی عبرت سے — سو سر کو نیچا آلو وہ دنیا و دولت سے

وله

دم بھر جو آ کے پاس وہ قاتل ٹھہر گیا — تخفیف ذرہ مین ہوئی کچھ دل ٹھہر گیا

وله

عاجز ہی ہمین ریاکاری جواد سمین آئیگی — روسیاہی رند کی زاہد کو ماتھے جائیگی

وله

حسن و انداز ہے عیب سے نقصان سے دور — دلبر ہی تجھ سی یوسف مین تری جانی دور

وله

وہ قہقہے وہ فقرے اور وہ صنم نہ رہے — وہ دل وہ سن وہ جوانی وہ دل وہ ہم نہ رہے

وله

جب نیا تھا عشق صدمے ہو چکے — مدتین گذرین کہ دل کو رو چکے

وله

زمستان میں جو دیکھا روز حسن روئے جانان کو — کہا لو شامت آئی دن لگو مہر درخشان کو

وله

جب کھایا وسنے زخم دل سیکڑون لینے پڑے — وقت بوسہ تھا جو آیا لینے کے دینے پڑے

وله

اسوجہ سے ہی طفل کو آرام دوش پر — آغاز دوش پر ہے تو انجام دوش پر

وله

نہ عشق ہو نہ کسی بت کے متصل آئے — خدا کرے نہ کسی کا کسی پہ دل آئے

وله

نہ سہے جو کوئی وہ اونکے ستم سہتا ہوں — عشق کی مار پڑے جھوٹ اگر کہتا ہوں

وله

آئے نہ وہ تو ہم گئے شکوے یوہین رہے — ہم ناتوان رہے وہ سدا نازنین رہے

وله

ذکر چل چل گئے جو مر سکا ہے کاشانون مین — رات بھر سہتا ہی ماتم مرا پروانون مین

وله

نہ قرار آتا ہے دلکو نہ سحر ہوتی ہے — کس مصیبت کی شب ہجر بسر ہوتی ہے

وله

ہیچمون مین عزت ہوئی مجھے سر پا کی — اے دیدۂ گریان تجھے رحمت ہے خدا کی

وله

شب فرقت کہن مہتاب برکہ آشکارا ہے — ہمارے دود آہ دل نے کا چل چل کی پایا ہے

وله

جلوہ گر بام پہ تو شب کو اگر ہوتا ہے — چاند اے رشک قمر شہر بدر ہوتا ہے

وله

پروا نہین ہے دور رہے یا قریب رہے — آنکھونکے سامنے ہی وہ دلبر کہین رہے

وله

جلایا عمر بھر ہمکو لب رنگین جانان نے — لگائی آگ دلمین آتش لعل بدخشان نے

مصرع بر مصرع مشہور فارسی

سودا اگر عشقم جہان از ... ہم — من قماش فروشے دل صدپارہ خویشم

آوردہ بہ بازار محبت دل ریشم — من قماش فروشے دل صدپارہ خویشم

ہر چشم دو دکان ست دو گریہ پیشم — من قماش فروشے دل صدپارہ خویشم

مطلع عطا بر مصرع عیسیٰ

شاخ گل جب سے باد خزان سو کھہ گئی — حیف ہے بلبل کی زبان سوکھہ گئی

ہمین ہے وصلکی شادی ہر اک غم کا چلن بدلے — لباس نیلگون کہدو کہ اب چرخ کہن بدلے

لپٹ کر لیجیے بوسے نہ کچھ شرم و حیا کیجے
بوقت وصل گر معشوق سو جائے تو کیا کیجے

بوسہ کا قصد نزع میں مجھ زار نے کیا
پر نیند ہوئے مرتے نہ ہم ایسا ہنسے کیا

نیند آنے کے ہوا سے جو نہ اوس رشک پری کو
غنچے میں کیا بند نسیم سحری کو

تخمیس بر شعر مرزا تقی صاحب ہوس مغفور حسب فرمایش جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

جو روح دنیا میں تن سے نکلی تو بھولی عیش و نشاط و غم کو
عجب عجائبات ہے طرفہ عالم ثبوت ہوتا نہیں ہے ہمکو
نہ مال و زر کی خبر ہے بالکل نہ پوچھتی ہے حشم خدم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

ابھی تو اچھے بھلے تھے بیٹھے نصیب تھا لطف بزم ہمکو
صریر ہائے ہم پوچھتے کسی سے جو ہوتے ہشیار ایک دم کو
ایکایک آئی کچھ ایسی آفت کہ بھولے سب الفت و کرم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

کہاں ہے ساماں کدھر ہے توشہ ہوئی روانہ جو سب ارم کو
چلے ہیں زاد سفر ہے کیا کیا بتایا یہ بھی نہ حال ہم کو
بیان مفصل کیا تو ہوتا سمجھ تو لیتی سوا کو کم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

شراب پی لی قضا کی سب نے کسی نے پوچھا نہ ہائے ہمکو
اجل کی ساغر چڑھا چڑھا کر ہوئے ہیں مست شیشہ ہو کے دم کو
پڑی ہے یا نہ جہان میں بھلا کے سب لطف کو کرم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

سنائی سب سرگذشت قیصر سنائی افراسیاب و جم کو
یہ راز پوشیدہ پوچھ لیتی جو ملتے اصحاب کہف ہمکو
دکھانے اسکندر و سلیماں پڑے ہیں چھوڑے ہوئے حشم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

یہی تردد یہی ہے فکر یہی تفحص سدا ہے ہمکو
نہ بولتے ہیں نہ جاگتے ہیں نہ مانتے ہیں کسی قسم کو
کہ مرنے والے عجب اٹھے ہیں کھو کھو کے اپنے دم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

دیئے دم غسل منہ پہ چھینٹے کہ دیکھیں اسطرح ہیں غم کو
پکار تلقین کی بہانے بلائے تھا نہ عجب ہے ہم کو
لگایا کافور تا کہ زائل کرے الم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

ہزار نالے کریں لحد پر ہزار طرح ہر کریں الم کو
ہزار روئیں ہزار پیٹیں جواب دیتے نہیں ہیں ہمکو
ہزار منت کریں پہ چونکیں ہزار دکھلائیں ہجر و غم کو
کہاں کی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر

روانہ پہلے ہی ہو گئے سب بڑھا کے سوئے جہاں قدم کو
بھری ہیں آنکھیں حضور ہیں یا نصیب کیونکر دکھائیں غم کو

خبر کسکو ہیں لطافت لیلا چھوٹا ہاتھ سے آنکھ ملو
کہاں کی نیند آگئی آنکھ مسافران رہ عدم کو
کھولے سوئے کہ پھر نہ ہم کبھی اٹھائیں جگا کر

مخمس بر غزل جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقباله

طبیعت آگئی جن پر ستی کو ترستی ہے
ہوا ہوں سخت حیران فلک کی کس رجہ کی ستی ہے
عجب تیور ہیں عقل پر کیون جوش مستی ہے
محبت ہے صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نیا سکا عجب حیرت نرالی میری ہستی ہے
سدا ہوں صورت تصویر مین حسرت برستی ہے
الگ بیٹھا ہوں چھپکا جوش وحشت ہے نہ مستی ہے
محبت ہے صنم کی مدتون سے دل مین بستی ہے
خدا کی شان کعبہ مین عجائب بت پرستی ہے

نرالا دولہ دلکا میان باغ ہستی ہے
بھرے ہاتھ ساغر لیے رہے ہیں تیز دستی ہے
چمن مے کشی باتے ہیں مے پرستی ہے
جوانی کی بہار آئی ہے فصل جوش مستی ہے
وصال یار کی خاطر طبیعت کیا ترستی ہے

مدد بخت رسا و ساغر نے ہے یاری کی
کہو مین بجھا دین تیزیان باد بہاری کی
لیے کر اونکے بوسے ہیں کہین ہو جبین [illegible] کی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین بیخود ادھر عاشق کو بھی مستی ہے

جوانی مین عجب کام آئی عادت بادہ خواری کی
کبھی ہے بوسہ بازی گاہ نوبت بادہ خواری کی
بغل مین ہے حسین معشوق کثرت بادہ خواری کی
شب وصلت ہے کیفیت نہایت بادہ خواری کی
ادھر وہ نشہ مین بیخود ادھر عاشق کو مستی ہے

وہ قامت ہے الف نام خدا گلزار عالم مین
ہزاروں بلبلیں جس پہ فدا گلزار عالم مین
حسین خوش وضع زیبا ادا گلزار عالم مین
عجب بوٹا سا قد اونکو ملا گلزار عالم مین
نہایت خوشنما ہو کر بلندی ہے نہ پستی ہے

ہوئے ہین باغبان پھر شاد گلشن مین بہار آئی
اوٹھا شور مبارکباد گلشن مین بہار آئی
نہین کچھ بھی رحم ای جلاد گلشن مین بہار آئی
رہا کر دے ارے صیاد گلشن مین بہار آئی
قفس مین [illegible] گل کے واسطے بلبل ترستی ہے

محبت کا اثر دیکھو طبیعت ایسی [illegible] آئی
ہوا بیتاب وہ دلبر سواری جلد منگوائی
محبت کی کشش اوس بیوفا کو کھینچ کر لائی
تعجب سے کہا جب قبر عاشق کی نظر آئی
یہ کس بیکس کی تربت ہے جہان حسرت برستی ہے

جگر مین خار غم ہین گل کے دامن سے جدا ہو کر
پھڑکتی ہے عندلیب آفت مین مسکن سے جدا ہو کر
تڑپتی ہے ہمیشہ بلبل نشیمن سے جدا ہو کر
قفس مین موت آئی ہے جو گلشن سے جدا ہو کر

تو گل مین جا کے روح بلبل ناشاد بستی ہے

عبث اس حسن صورت پر فدا ہی دیکھ ای غافل
مرقع زندگی و موت کا ہی دیکھ اے غافل
یہ جوبن عارضی ہے ہو فنا ہی دیکھ اے غافل
دو رنگی آئینہ دکھلا رہا ہی دیکھ اے غافل
اودھر نقشہ عدم کا اسطرف تصویر ہستی ہے

نظر کر سرخ سرخ آنکھونپہ تو کرتی ہے مے غافل
بہت تنہا سنورتا روز ہی کس وجہ ہو غافل
یہ دنیا ہی فنا ہو جائیگی ہر ایک شے غافل
دو رنگی آئینہ دکھلا رہا ہی دیکھ اے غافل
اودھر نقشہ عدم کا ہی اودھر تصویر ہستی ہے

شراب طیب طاہر کا اس دنیا مین ہون مفتون
محبت ساقی کوثر ہمیشہ سے ہے دل مخزون
نجس بادہ ہے جو مین سمجھتا ہون اوسے ملعون
غرض شیخ و برہمن سے نہین مین رند مشرب ہون
عبادت خانہ میخانہ ہے مذہب مے پرستی ہے

کیے پیچ و شکن مین پیچ کیا کیا زلف پرخم نے
تڑپتا تھا جگر مدت سے کچھ کچھ اب لگا تھمنے
مگر نقصان نہ کچھ اپنا ہوا بیخود کیا غم نے
تمھارے رنگ کے تل کا بوسہ دل دیکر لیا ہمنے
نہایت بیش قیمت جنس ان مولونپہ سستی ہے

محبت جب سے کی آفت ہوئی نقصان ہے جانکا
کہون کیا اور ہی عالم ہے کچھ طبع پریشان کا
ہمیشہ سامنا ہی پیچ و تاب رنج و حرمان کا
ہوا ہے جب سے سودا افعی گیسوئے جانان کا
دل شیدا کو میرے زلف ناگن بنکے ڈستی ہے

وفا کیسی محبت کیسی کیسا سحر کیا منتر
حسینونکو غلام اپنا بنا لیتے ہین اہل زر
مقدم مال ہے خود رام ہو جاتے ہین سب دلبر
بکے ہین جب سے یوسف مصر کی بازار مین جا کر
اوسی دن سے متاع حسن اس عالم مین سستی ہے

بتون سے دل لگایا جب سے تب ہر وقت محرق ہے
وفور عشق کا ذوبین کبھی سل ہے کبھی دق ہے
تنزل سوئے مغرب گہ ترقی سوئے مشرق ہے
عجب آسان رستہ عاشقونکو عشق صادق ہے
حقیقت مین اگر دیکھا بلندی ہی نہ پستی ہے

نہین معلوم خط دیکھا تو کیا دلبر نے فرمایا
جو نامہ بھیجا تھا اوسکا جواب ابتک نہین پایا
شکایت کی کلام آئی کہ رشک آنکھونمین بھر لایا
ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکے نہین آیا
نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

یقین ہے بن سنور کی سامنے وہ مہ جبین آیا
ہوا میری طرح کیا وہ بھی عاشق جب قرین آیا
مقرر نامہ بر کا بھی دل زار و حزین آیا
ہوئی مدت کہ قاصد پاس سے اوسکی نہین آیا
نہ پیغام زبانی ہے نہ کوئی خط دستی ہے

نہ لکھتا ہی نہ پیتا ہی نہ سوتا ہے ترا عاصی
نہایت خوف ہی جان اپنی کھوتا ہی ترا عاصی

ہمیشہ نامۂ اعمال دھوتا ہے ترا عاصی — گناہ ہوتے ہین جو توبہ کرکے روتا ہے ترا عاصی

بہتے ہین مسلسل اشک یا حسرت برستی ہے

عجب ہے سینۂ صد چاک اچھا ہو نہین سکتا — مرے عشرت و راحت کا چرچا ہو نہین سکتا
ذرا بھی قلب کو فرحت ہو ایسا ہو نہین سکتا — کسی صورت گذر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا

ہمارے دل مین اس کثرت سے رنج و غم کی بستی ہے

کبھی آنا ادھر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا — کجا رہنا ادھر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا
برا بخت ہے گھر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا — کسی صورت گذر عیش و خوشی کا ہو نہین سکتا

ہمارے دل مین اس کثرت سے رنج و غم کی بستی ہے

بیان مردونکا ہے تربت مین ہر اک عہد باری ہے — غرض رکھ اس جہان مین انکسار و آہ و زاری سے
تجھے ہونا ہے خاک اک دن بسر کر ہوشیاری سے — بشر کے واسطے بہتر نہین کچھ خاکساری سے

بلندی ہے وہی باطن مین جو ظاہر مین پستی ہے

تھے لولاک احمد خاک پر مسکینون مین بیٹھے — ہوئے شبیر سے والی فرش ریگ صحرا کے
زمین پر بوتراب اکثر خوشی سے لیٹ رہتے تھے — بشر کے واسطے بہتر نہین کچھ خاکساری سے

بلندی ہے وہی باطن مین جو ظاہر مین پستی ہے

اجل ہے زندگی سے واقف عشق مین دل ہے — کہ عقبیٰ دوسری منزل ہے دنیا پہلی منزل ہے
فقط اک ہاتھ کا ہے فاصلہ دم بھر یہ مشکل ہے — نہین کچھ فرق اے قاتل تری تلوار حائل ہے

ادھر باغ عدم ہے اس طرف گلزار ہستی ہے

بشر کا مال و زر مین امتحان سب سے زیادہ ہے — اگر داد و ستد ہو حال آئینہ سا رہے
بجا ہے کہیے یہ عرض لطافت پا کے سجا ہے — سلیمان نیک و بد کا حال سچا آکے کھلتا ہے

یہ دنیا اک کسوٹی ہے کھرے کھوٹے کو کستی ہے

رباعیات

اعلیٰ ہے علی جہان مین اور افضل ہے — اس نام سے ہر بشر کی مشکل حل ہے
شیعونکا یہ پیشوا ہے یون عالم مین — تسبیح مین جسطرح امام اول ہے

ایضاً

آفاق مین عجز سے ہے شہرہ میرا — سر سب سے نہ فلک سے پہنچا میرا
کسطرح نہ دل سے خاکساری ہو پسند — عالم مین ہے بوتراب آقا میرا

ایضاً

جب قبر مین بعد مرگ داخل ہونگے — پہلو مین مدد کو شاہ عادل ہونگے
دینگے نہ فرشتونکے سوالونکا جواب — منکر نکیرین سے اے دل ہونگے

ایضاً

غافل ہو نہ بادشاہ جبر و بر سے
لیتا ہے جو جام ساقی کوثر سے
آنسو رہیں چشم میں لطافت ہو مل
ہوتی ہے صدف کی آبرو گوہر سے

ایضاً

انسان کو عبث غرور ہے نخوت سے
دنیا عبرت سرا ہے پر حسرت سے
کل غیب کے احوال پہ عبرت تھی ضمیر
حال آج اونھین کا قابل عبرت ہے

ایضاً

کرتا ہے گنہ عفو کا مشتاق بھی ہے
دولت کی طمع صبح تجھے شاق بھی ہے
رحمت پہ جو نازان ہے توکل بھی کر
غفار اگر خدا ہے رزاق بھی ہے

ایضاً

ہنسنا نہ کسی پہ تو نہیں یہ زیبا
تو بھی کہیں اک روز ہنسا جاے گا
ہر اک گل زعفران کو ہان فکر سے دیکھ
ہے من ضحک ضحک کا مضمون پیدا

ایضاً

کب چین تہ چرخ کہن ملتا ہے
درد و قلق و رنج و محن ملتا ہے
دنیا سے دنی مقام ہے عبرت کا
جب جان سی شے دو تو کفن ملتا ہے

ایضاً

اس جاہ پہ مسعود نہ مغرور رہو
خدام و سواری سے نہ مسرور رہو
عبرت ہے ہشو بچو کے غل سے ہی ثبوت
یا سر اسکے ہے دولت کی بلا دور رہو

ایضاً

افسوس نہ اتفاق کچھ جو ہمسر ہین
دعوا ہے فتنیج کا عبث مضطر ہین
عاصی ہین کہین علی کو کیا اپنا امام
مشہور امام متقین حیدر ہین

مخمسہ

نہ عشق فاسد و کیش دارم
حبیبے از حبیبان بیش دارم
عجب دردے لذیذے پیش دارم
دل از عشق محمد ریش دارم
رقابت با خداے خویش دارم

مخمسہ

خلاف شرع و الفت نباشد رسم و راہ من
محبت از حسین دارم تو ابت این گناہ من
بشر زادان و عاجز چیست عاشق شد آہ من
ندید از عشق خالی لامکان را ہم نگاہ من
خدا ہم نیست بے معشوق پیغمبر گواہ من

مسدس

چاہیے شکر خدا کا تجھے دولت گر دی	سیکڑون تجھسے کیا کرتے ہین کوچہ گردی
ہو ہر اک سے متواضع کہ ترقی گر دی	سب کہین کوٹ گئے خوبی سخاوت بھر دی
لطف یہ ہے کہ نہو کبر نہ ہو بیدردی	گر نہ دولت ہی بہی مست نگر دی بیدردی

تاریخ ولادت دختر جناب مرزا ابہرام شکوہ قمرالدین حیدر بہادر دام اقبالہ کہ در مصرع یکسین سید است

اہل رتبہ قمرالدین حیدر	مخزن خوبی و منبع خیرات
دی ہے خالق نے صبیہ تحفن اب ۱۳۰۰	ہو یہی صدر نشین عفت ۱۲۹۰
سال تاریخ لطافت لکھوا ۱۲۶۷	ایک نعمت یہ الٰہی رحمت ۱۲۹۰

۱۳۰۰

قطعہ تاریخ وفات جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور والد مصنف دیوان ہذا

دریغا بمرد آہ استاد کامل	ہمہ کو ہمہ دان و عالی طبیعت
ولا سید آغا حسن اسم اقدس	تخلص در آفاق مشہور امانت
جہان تیرہ و تار زین واقعہ شد	بگو سال تاریخ ہجری لطافت
درین فکر بودم کہ رضوان فردوس	بگفتا رسیدہ امانت بجنت ۱۲۷۵

تاریخ طبع واسوخت سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم

مشہور جو مولوی ہین یعقوب	چھاپا یہ اونھون نے خوب نسخا
پڑھتے ہین عاشقان جانسوز	ہے شمع کی بھی زبان یہ چرچا
ہوتے ہین کباب سنکے دشمن	دل جلتا ہے غم سے حاسدون کا
لکھی تاریخ اسے لطافت	واسوخت عجب صحیح چھاپا ۱۲۷۶

تاریخ ولادت پسر راجہ محمد امیر حسن خانصاحب بن راجہ نواب علیخانصاحب مغفور

جو ہین امیر حسن خان جہان مین راجہ	سخی و صاحب اقبال و جاہ جود و عطا
محب و شیعہ و دیندار و مومن کامل	سدا ہین عاشق و شیدای سید الشہدا
جہان مین انکو ملا اب غم حسین کا پہل	کہ اک پسر ہے بفضل خدا ہوا پیدا
بروز شنبہ ولا چہارم محرم کو	ہوا ہے خلق عزا و ارشاد ہر دو سرا
ہوئی جو سال ولادت کی ای لطافت فکر	تو آسمان چہارم سے مجکو آئی صدا
عبث تلاش ہے آگاہ ہو نہ کر تشویش	کہ آفتاب ریاست طلوع آج ہوا ۱۲۹۶

تاریخ وفات جناب مجتہد العصر مولوی سید محمد صاحب رضوان مآب اعلی اللہ مقامہ

چون قبلہ و کعبہ در ارم جاے گزید	با حور جنان شدند در قصر جلیس
تاریخ بطرز نو لطافت گفتا	اعدا و کتب بہشت ایمہ بنویس ۱۲۸۴

تاریخ کتاب حلیۃ العرائس تالیف شیخ امراؤ علی صاحب در بیان مناکح و متعہ

شادی و جشن و عشرت گردید مومنین را
ابلیس از خجالت مغموم و منفعل شد

عقدِ دو حکمِ شرعی باہم شدہ مبارک
حالِ نکاح و متعہ تحریر امتقل شد

در قلب طالبان شد مطلوب وا جابیش
در سیر این رسالہ ہر شخص مشتغل شد

بنویس اے لطافت تاریخ بے مشقت
این حلیۃ العرائس حجلہ نشین بہ دل شد ۱۲۸۶

تاریخ طبع دیوان نواب احمد حسن خانصاحب جوش

رنگینیان ہین کیا چمنستان جوش مین
مضمون ہین گل تو سرو ہی مصرع ہر ایک تر

احباب کے شگفتہ ہوے غنچہ ہاے دل
تازہ بہار ایسی گلستان کی دیکھکر

یہ لطف دیکھکر جو لطافت نے فکر کی
دی آسمان سے ہاتف غیبی نی یہ خبر

ہے معجمہ حسرت مین تاریخ طبع کی
دیکھو بہار آئی ہے اس نظم جوش پر ۱۲۸۷ھ

تاریخ انتخاب دیوان نواب سلیمان خانصاحب اسد

سلیمان خان اسد کی فہم اہل دانش و شاعر
عجب دیوان نو کردند از طبع رسا موزون

زآن گلزار کردند انتخاب این تازہ گلدستہ
کہ بر رنگینیِ او عندلیبِ دل شدہ مفتون

بہار رنگ از لطافت دید و گفت این سال برجستہ
نکو تاریخ اے بلبل زہے عطر گل مضمون

تاریخ ختم قرآن سلطان جہان بیگم بنت شاہ جہان بیگم رئیسہ بھوپال ۱۲۸۷ھ

دلا بھوپال کی جو ہین رئیسہ
ملی ہین جو جہان انکو خدا داد

جہان مین شہ جہان بیگم جو ہے نام
مثالِ شہ جہان ہے عدل و رداد

ہین اونکی جو کہ دخترِ نیک اختر
بہت ہین مان کے تابع اور منقاد

یہ بس سلطان جہان بیگم ہین مشہور
بڑھے عمر انکی سب دشمن ہون برباد

بہ شدّ و مد بشان و شوکت و جاہ
ہوئی شادی کہ منشرح دل ہوئے شاد

بٹے جوڑے عطا سب کو ہوا مال
ہوا انعام و خلعت بہرِ استاد

لطافت اسکی تاریخین رقم کر
بجا لا مینول صاحب کا ارشاد

رقم کردے ہوا ہے مصحف اب ختم
ملا ہے سال یہ ہجری خدا داد

بشان و شدّ و مد قرآن پڑھایا ۱۲۸۸ھ
مگر ہجری کے ہین اسمین بھی اعداد

ہوئی ہے خرمی و عشرت اب لکھ ۱۲۸۸
مسیحی سن بہ تحقیق و بہ اسناد

مبارک ہو مبارک ختم قرآن ۱۸۷۱ع
کیا یہ مادہ سنبت مین ایراد

رقم کر اور اک تاریخ ہجری ۱۹۲۸ سمبت
طلب کر صاحب قرآن سے امداد

ہوا جب محفل شادی مین مجمع
حشم سے آئین بیگم نیک بنیاد

صدا ہاتف نے دی منبر پہ جا ئین
الم نشرح الک صدرک کرین یاد ۱۲۸۸

تاریخ حمام جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

ہے بہر حضور اب مد عترت اطہار	حمام بنایا ہے کہ ہو رفع اذیت
کرتا ہے پے صوم و صلوٰۃ آ کے ہر اک غسل	شیطان ہے جلتا گئی سرما کی شکایت
پانی ہے موافق ہیں نفاست سے بھرے حوض	کرتی ہے نہانے پہ یہاں میل طبیعت
آرام سے کیا فصل زمستان ہے گذرتی	پاکیزہ کہہ اک مصرع تاریخ لطافت
سے روی ہیں عجب فیض ہوا لطف ہے جاری	حمام سے ہر اک کے ہے آب گرم طہارت ۱۲۸۸

تاریخ بنا و اتمام امام باڑہ جناب قبلہ و کعبہ ممتاز العلماء سید محمد تقی صاحب

قبلہ و کعبہ اعلم و اعمل	عماد دین متقی و پارسا
مجتہد جامع الشرائط ہیں	زاہد و عابد و مطیع خدا
علما ہیں بہت ہیں یہ ممتاز	جگر و جان سید العلما
ہے جو انکا امام باڑہ رفیع	خوب و مرغوب و تحفہ و زیبا
اس مکان شریف و اقدس کی	جب ہوئی اس جگہ شروع بنا
کہہ یا تعزیت سرا ہے حسین ۱۲۶۴ھ	بس لطافت نے سال ہجری کا
بن چکا جب تمام او مکمل	ہو گئی مجلس عزا برپا
کی رقم دل نے دوسری تاریخ	تعزیہ خانہ حسین ہوا ۱۲۸۰ھ

تاریخ وفات نبیرہ نواب میر یوسف علی خانصاحب

افسوس وا آہ سید عالی نسب حسین	ہے مہر والدین کو لیے پسر کا داغ
یکشنبہ بارہویں رمضاں کی قریب شام	پہنچا دل ملول کو نور نظر کا داغ
تاریخ کی ہوئی جو لطافت کے دل کو فکر	ہاتف نے دی صدا کہ رقم کر پسر کا داغ ۱۲۸۸ھ

تاریخ رسالہ مرزا رحیم بیگ صاحب در علم موسیقی مسمی بہ تسہیل ستار

جو کہ رنگین طبع ہیں مرزا رحیم	علم موسیقی کے ماہر بیگمان
ہے رسالہ اونکا تسہیل ستار	واسطے عاشق جسکے اکثر نوجوان
کی لطافت نے بجائے خود جو فکر	تا کہ اک تاریخ ہجری ہو عیان
وقت تحریر آئی در پردہ صدا	لکھدے تسہیل ستار ساز دان ۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات جناب داروغہ دلدار خانصاحب

مشفق و یار و حبیب و دوست من آہ آہ	تیرہ و تاریک شد از رحلت او این جہان
خوش نصیب خوشدل و خوش خلق و خوش اقبال بود	داشت وقت آمد سر عجب بخت جوان
ماہ محرم بود و ہم تاریخ پنجم وقت شب	رفت پیش پنجتن از عشق جنت با عز و شان
چون لطافت را بدہر این صدمہ تازہ رسید	در حروف معجمہ شد سال تاریخش عیان
گفت رضوان شیعۂ حیدر رسیدی صد مرحبا	اے زہے طالع بیا در خلد یا دلدار خان ۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات جناب مرزا والا جاہ بہادر اعلی اللہ مقامہ

عجیب واقعہ شد بعد نصف شب افسوس	کہ دردناک و ملول اند از خواص و عوام
ازین جہان سوئے باغ جنان نمود سفر	امیر ابن امیر اہل دل بلند مقام
وحید عصر محمد بہادر اسم شریف	فقیہ و عالم و عادل انیس نیک انجام
زکی و شاعر ماہر تخلصش عاشق	کمال بود بشعر و سخن فصیح کلام
معاون فقرا زیب محفل امرا	دو بار رفت بحج زائر امام امام
ز طبع خواست لطافت چو مصرع تاریخ	بگفت صوری و ہم معنوی بلطف تمام
حروف مصرع آخر اگر شمار کنند	شود معاینہ تاریخ ماہ فی آلام
ز حرف اول مصرع نمود روز وفات	غرض شدن ہمہ یکجا ز فکر و کوشش تام
بوقت این غم جانکاہ سال ہجرے بود	ہزار و دو صد و ہشتاد و نہ بماہ صیام ۱۲۸۹ھ

تاریخ وفات زوجۂ برادر منشی نولکشور صاحب مالک مطبع و دو اخبار

ہیں جو کہ نول کشور مشہور	اہل مطبع ہیں لکھنؤ کے
تھے شاد بھتیجا ہوگا پیدا	امید ہوئی تھی فضل رب سے
ناگہ بھاوج کو موت آئی	لی دم میں جان دردِ زہ نے
افسوس فلک نے کیا کیا ظلم	دشمن کو بھی اس طرح نہ غم دے
لکھ مصرع سال اے لطافت	کیا رنج دیا خوشی کے بدلے

تاریخ وفات جناب میر ببر علی صاحب انیس اعلی اللہ مقامہ مداح و ذاکر سید الشہدا ۱۲۹۱

جو میر ببر علی تھے انیس ذاکر شاہ	وحید دہر سب اہل زباں کے راس و رئیس
فصیح و کامل و حسان وقت و دعبل عصر	جناں میں جا کے ہوئے ساتھ حور عین کے جلیس
قریب شام ہوئے وہ مہ کمال تمام	اخیر چاند تھا گذرے تھے آہ دن انتیس
سنا یہ واقعہ جانکاہ جب کہی تاریخ	کہ جسمیں لفظ ہیں آئے مناسب و سلیس
بیان مصرع آخر کے اب صنائع ہوں	بہ فکر سمجھیں لطافت جسے حساب نویس
شروع مصرع تاریخ جو کہ ہیں دو حرف	مہینہ ایک ہے اور دوسرا ہے روز خمیس
سنین بھی ہیں عیاں اوس سے عیسوی ہجری	جو بینات زبر ہوں رقم بہ طور نفیس
وہ مرثیہ نہ وہ پڑھنا نہ وہ بڑے مجمع	اداس مجلس ماتم ہیں سامعین دس بیس
عجیب مصرع تاریخ سے ملا یکتا	یہ پنجتن کا ہے نوحہ انیس ہائے انیس

تاریخ وفات جناب مرزا سلامت علی صاحب دبیر اعلی اللہ مقامہ مداح حضرت شبیر ۱۲۹۱ھ

صائب وقت انوری عصر سحبان جہان	دعبل دوران و حسان زمان مرزا دبیر
صاحب عز و شرف مداح آل مصطفے	تھے فرزدق مرتبہ روح القدس کے ہم صفیر

سمت ملکِ جاودان اُس ارض فانی سے گئے — داغ بر دل خاک بر سر غم سے ہین برنا و پیر
روز سہ شنبہ تھا اور سلخ محرم وقتِ صبح — ماتم شہ مین ہوئے یہ ماہِ غم کے ساتھ اخیر
مدح حیدر مین عجب تھا وجد اور جوش و خروش — تھے مدام اُس دور مین مست مئے خم غدیر
ہر طرح اللہ نے اونکو کیا تھا اہلِ دل — تھے رجوعِ قلب سے شاگرد و دلگیر و ضمیر
مجلسین سنسان ہین ویران ہین ماتم سرا — ہائے وہ گریہ نہ وہ شہرے نہ وہ جم غفیر
واقعہ یہ سنتے فکر سال جب محو ہوئی — آئی ہاتف کی صدا یہ تخرجہ ہے بے نظیر
ہان الم سے سر اوٹھاکر لکھدے تاریخ وفات — باغ بے بلبل ہے ہندستان لطافت بی دبیر
۱۲۹۲ھ

تاریخ مسجد آغا علی خان صاحب

ساخت آغا علی خان مسجد — حبذا کار خیر و اقبالش
اے لطافت بگفت ہاتف غیب — اے زہے خانۂ خدا سالش
۱۲۹۴ھ

تاریخ طبع دیوان جناب راجہ نواب علی خان صاحب سحر مغفور

راجہ نواب علی خان سحر — دین و دنیا پئے آن شد مجموع
شیعۂ خاص و عزادار حسین — زاہد و متقی و اہل خضوع
عابد وقت عمر شب بیدار — این تخلص سحر و آتش موضوع
شاعر کامل و خوش فکر و فصیح — طبع عالی و کلامش مطبوع
نسخہ بود کلام رنگین — در گلستان جہان مثل فروع
پسر صاحب اقبال آتش سحر — صاحب خلق و مروت ز شروع
خوش خطاب ست امیر الدولہ — ہر صفت نیک بذاتش مجموع
جمع دیوان پدر را فرمود — بہر اعلان و پئے طبع و شیوع
یافت تاریخ لطافت فوراً — شد طبیعت چو پئے سال رجوع
مصرع روشن و تابندہ نوشت — چہ بیاض سحر از طبع طلوع
۱۲۹۳ھ

تاریخ وفات جناب میر نواب صاحب مونس مداح و ذاکر سید الشہدا

ذاکر و مداح و زائر مرثیہ گوئے حسین — فخر سحبان رشک حسان صاحب فکر بلند
در فصاحت بے عدیل و در بلاغت بے نظیر — طبع رنگین و کلامش بود مطبوع و پسند
در مہ شوال کرد از درد دل فوراً وفات — در شب جمعہ دل احباب گشتہ دردمند
آہ قبل از نصف شب ثانی عشر از ماہ بود — کان زبان وان جہان زا شد زبان یکبار بند
مومنین احباب اعزا دست بر سر نوحہ خوان — سامعین و مجلس شہ ماتم او می کنند
سال تاریخ وفاتش اے لطافت خواستم — یک بیک ہاتف بطرز تازہ در خاطر فگند
بہر سال آعداد مونس را بغیر صفر گیر — واو کن مقلوب میم ملون ہم سین را دو چند
۱۲۹۳ھ

تاریخ عطای سند بہ میرزا حاتم علی صاحب مہر

جناب میرزا حاتم علی مہر
سند از قیصر ہندوستان یافت
فلک گفت از لطافت وقت تحریر

مثال بدر روشن ہر کمالش
بحمد الله ترقی کرد حالش
زہے خوش طالعی مہر سالش

۱۲۹۳ھ

تاریخ جشن صاحبزادگان جناب نواب میرزا محمد مہدی علی خان بہادر دام اقبالہ

جو ہین نواب عالی رتبہ و ذی شان و ذی شوکت
جہان مین حضرت مہدی علیخان نام نامی ہے
عجب محفل ہوئی طرفہ سمان تھا جشن و راحت کا
خوشی کی نوبت آئی انجمن آراستہ دیکھی
لطافت نے ضیا اک مصرع تاریخ ہجری لکھ
کیا جراح نی کیا نام روشن بزم عالم مین

کہ اس عالم مین ہے چار طرف دھوم انکی خوبی کی
ہوئے اونکے پسر مختون نکلی آرزو جی کی
نشاط و عشرت و عیش و مسرت نے ترقی کی
و فور روشنی سے تھی عجب نشرت تجلی کی
مبدل نور سے ہے محفل دنیا کی تاریکی
گل شمع مسلمانی لیا سنت ادا بھی کی

۱۲۹۵ھ

تاریخ ولادت پسر شمیر صاحب بہادر کمشنر لکھنو

اے زہے نیکی شمیر صاحب والا حشم
حاکم بیدار مغز و نکتہ سنج و منتظم
نیکی و رحمتش ثمر آورد در باغ جہان
سال تاریخ ولادت را لطافت نظم کرد

صاحب انصاف و عقل و فکر و علم و عدل و داد
دوستدار ذی کمال و دشمن اہل فساد
نور چشم و رونق خانہ خدا فرزند داد
اختر جاہ و جلال و دولت و اقبال باد

۱۸۷۳ء

تاریخ تعمیر چاہ جناب نواب صادق علیخان بہادر

خان و نواب و اہل جود و کرم
اسم صادق علی است بحر سخا
بہر نفع عوام از حکمش
مصرع مادہ لطافت گفت

پسر بنت شاہ چشمۂ فیض
صاحب عز و جاہ چشمۂ فیض
شد بنا طرفہ چاہ چشمۂ فیض
اے زہے واہ واہ چشمۂ فیض

۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات زوجہ داروغہ میر دائم علی صاحب

سید عالی نسب دائم علی داروغہ اند
ماہ چارم نوزدہ تاریخ سہ شنبہ وقت شب
چون لطافت این خبر بشنید فوراً فکر کرد

زوجہ اش با طور احسن رفت پیش فاطمہ
سیدہ بود و ز مدفن رفت پیش فاطمہ
گفت سال آن پاکدامن رفت پیش فاطمہ

۹۶

تاریخ وفات گوہر النسا خانم

گشت چون گوہر النسا خانم
روز جمعہ ربیع الآخر بود
بود تاریخ ماہ یازدہم

غرق دریای رحمت یزدان
گر شد آخر بہار ہستی شان
سوی زہرا از شوق گشت روان

فکر تاریخ شد لطافت را … گفت با دوام مقام باغ جنان

تاریخ بنائے حوض جناب مرزا بہرام شکوہ قمر الدین حیدر بہادر دام اقبالہ ١٢٩٦ھ

جو بنایا دل و نظر کو فرحت ہے … جو ہیں صاحب عالم و نامور
سدا ذات سے جنکے جاری ہے خیر … برستے ہیں ابر کرم سے گہر
لطافت اگر یادہ کی ہے فکر … تو سن ہجری و عیسوی جمع کر
جو مصرع کے لین بنیا ستر و زبر … ملیں عیسوی سب ہو لیکن بدر
فقط لین زبر گر کہا چھوڑ کے … تو ہو سال ہجری عیاں بے خطر
غرض طرفہ تاریخ موزون ہوئی … لکہا واہ حوض لطیف قمر

تاریخ ولادت فرزند چودھری سعید الدین صاحب سعید بدایونی ١٢٩٥ھ

صاحب خلق و مروت شاعر شیرین بیان … چودھری جو ہیں بدایون میں سعید الدین سعید
آنکھ کا تارا ضیائے چشم اور نور نظر … حق تعالے نے دیا ہے اونکو فرزند رشید
یہ مہ نو دیکھکر کیونکر نہ سب کا دل کھلے … یہ پسر قفل دل پر آرزو کی ہے کلید
اے لطافت نظم کر سال ولادت اس طرح … دھوم ہو تاریخ ہجریہ قابل دید و شنید
آٹھ حصے گر ہٹا لیں بدر سے یہ پسر … سال پیدائش یہ طرز خوب ہو جائے پدید
یعنی لیں نو بار اعداد سعید اہل خرد … سال ہجری ہاتھ آئے گر کرنا ہو مفید
مصرع آخر کے گر لکہیں زبر اور بینات … عیسوی تاریخ نکلے خوب و بے مثل و وحید
ایک ہی مصرع میں ہی تاریخ ہجری عیسوی … واہ اس کو کہا تو آسمان نے بھی سعید

تاریخ و اسوخت جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ ١٢٩٦ھ

جو از صبح ثریا قدر زیب جاہ … رقم واسوخت غدیر نور و پر ضو
نے سال مسیحی اے لطافت … نگو نظم ثریا عمدہ و نو

قطعہ تاریخ بنائی امام بارہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب در صنعت توشیح

جو ہیں حکیم حاذق و یکتائے روزگار … انکا طبیب اور ہیں تشخیص میں وحید
دست شفا خدا نے کیا اونکو وہ عطا … گویا کہ قفل نبض ہے صحت کی یہ کلید
نباض وہ کہ حال کہیں خود مریض کا … مشتاق وہ کہ کھوئیں مرض کہنہ و جدید
یونان کے حکیموں کو ان سے مثال کیا … یہ مومن اور شیعہ وہ دہریہ و عنید
لقمان عصر انکو کہوں میں تو ہے بجا … احباب کے مسیح تو افعال ہیں حمید
بے طمع و طرفہ تجربہ کار رود و آشناس … ہر نسخہ انکا قابل مدح و ثنا و دید
بے مثل خلق میں ہیں تواضع میں بے عدیل … ختم انکسار ہے بجو ہستی مثل ماہ عید
جنکا مثال بدر کمال انکا شہر شہر … مانند ماہ قسیم قریب اور ہے بعید

تا بہ بقیہ زائر شبیر نیک خو
کہتے علی محمد انہین ہین یہی ہے نام
ہے یہ امام بارہ بنا انکے فیض سے
خوش قطع خوش نما ہے عزاخانہ فیح
کیا خوب کی بنا مدح اہل بیت سے
ہوتی ہے شام کو بجماعت یہان نماز
مجلس مین شیعہ کیا ملک آتے ہین شوق سے
کیا کیا مریض عشق حسین آئے ہین یہان
عصیان کا ڈر ہے آنسو وہین کرکے منقبہ
حرف شروع مصرع اگر ایک جا ہون جمع
ہجری سنین کی جو لطافت نے فکر کی
نکلا مثال اشک یہ صحت یہ مادہ
۱۸۸۰ء

اہل مروت اہل کرم اہل دین سعید
مشہور شیخ سن مین جوان عاقل و رشید
بہر عزا و ماتم سبط ہیشہ شہید
حورون مین دھوم ہو کہ یہ قصر جنان قرید
بہر غم حسین انہین لی ہی خوش خرید
ماموم شیعہ سید امام انکے ہین وحید
آتے ہین پنجتن بھی بجا ہو کیون شدید
اپنی دوا سمجھتے ہین رونے کو جو عمید
کھوتے گناہ کا ہین مرض کہنہ و جدید
ہو سال عیسوی عجب انداز سے پدید
مصرع ملا ہوا کرم خالق مجید
درد عزا کو واہ یہ بیت الشفا مفید
۱۲۹۷ھ

تقریظ از جلیدۂ قلم جادو رقم ناظم کلیات نثار بے ہمتا جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب عیش

لطافت سخن و فصاحت کلام حمد اوس ناظم کلیات کی ہے کہ جسنے ایک لفظ کن سے مسدس جہات و مسبع افلاک و رباعی عناصر و مخمس حواس و مثمن جنات و معشر عقول و مثلث ارواح کو ایسے صنائع بدائع کے ساتھ خلق فرمایا کہ جس کا لطف معنی و مطلب باریک آج تک کسی حکیم فیلسوف کی سمجھ مین نہ آتا تھا نہ آیا ہے مہندس بسے جویدا از راز شان * ندانند کہ چون کردی آغاز شان * خیمہ چرخ برین و سپہر رفیع کو اگر بدیدۂ حق بین و چشم بصیرت سے معائنہ فرمایئے تو یہی کہیے کہ اسکو بایں رفعت و وسعت بی اسباب و او تاد باوصف اس فاصلہ کبیرے کے کیونکر استادہ کیا ایک مطلع کونین مین کیا کیا مضامین حکمیہ تعلیم فرمائے ہین کہ جنکا حل مفصلات کسی زمانہ مین کسی شاعر نازک خیال اور دبیر عطارد نظیر کے ذہن وقاد اور طبع نقاد مین نہ گذرا آخر معترف عجز و قصور ہو کر صاف صاف کہدیا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت السمیع العلیم سب کا قافیہ تنگ ہو گیا ہر دانشمند النسان اوسکی عجائب عجائب قدرتون کو دیکھکے تصویر کی صورت دنگ ہو گیا ختم بکم کا نقشا ہوا گونگے کا سپنا ہوا کلام بلاغت نظام کی شہرت اور رونق نعت اوس شاہ بیت قصیدۂ رسالت کی ہے کہ جو اس دوغزلہ دارین مین وہ مصرعہ برجستہ ہے کہ جس کا مصرعۂ ثانی صورت ذات باری ہاتھ آنا غیر ممکن بلکہ ممتنع الوجود ہے ہم کیا ہماری تعریف کیا چھوٹا منھہ بڑی بات اوس اشرف کائنات خاتم النبیین سید المرسلین کی مدح و ثنا قرآن مجید و فرقان حمید مین موجود ہے انک لعلی خلق عظیم خود ارشاد معبود ہے تعریف سخن منقبت اوس مطلع دیوان امامت کی ہے کہ جو بیت خدا کا مصرعۂ ثانی ہے جسکے اثبات شرف و فضل مین یا ایہا الرسول

بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ارشاد ربانی ہے اسی طرح گیارہ فرزند
ارجمند اوسکے یکے بعد دیگرے ارکان دین مبین و درر غرر بحر شرع متین ہین اما بعد نا بلد کوچۂ
سخندانی ہرزہ گرد بیابان نادانی تراب اقدام شعراے باکمال و سخنوران نازک خیال بندۂ مستہام
آماجگاہ سہام آلام فدا علی عرف اچھے صاحب عیش براے نام خدمات عالی درجات سخن سنجان معنی آفرین
مین مدعا طراز و گزارش پرداز ہے کہ ان دنون معشوق مشکین کلالہ غالیہ مو ماہرو رنگین عذار وہ شاہد
سراپا ناز ہے کہ جسکے حسن کے روبرو شاہدان خلخ و چگل کی تعریف محض فضول و بیکار ہے بلکہ طبع
عنقریب آراستہ و پیراستہ ہوکر رونما ہونے والا ہے لاریب عجب عابد کش زاہد فریب نگار ہے
کہ جسکا نظیر مرقع طبع و خیال شعراے دیار و امصار مین دشوار ہے آج تک ایسا دلبر شوخ و شنگ
ہمنے تو کیا پیر چرخ نے بھی باین پیرانہ سالی با وصف عینک مہر و ماہ دوسرا ہمسر دیکھا نہ سنا رنگین عذار
خورشید رخسار حور پیکر جادو نظر برق وش دلپذیر و دلکش ماہ سیما مہر لقا نازنین مہ جبین غنچہ دہن یاسمین بدن
نازک اندام دل آرام حشر رفتار گلشن حسن کی تازہ بہار سرو قامت بھولی شکل پیاری صورت
شوخ مزاج شاہدان سخن کا سرتاج حاضر جواب غیرت آفتاب عشوہ گر نازک کمر عربدہ جو تند خو سرمست بادہ
غرور رشک پری غیرت حور یوسف جمال صاحب غنج و دلال ابرو کمان یاقوت لب گہر دندان
بدقت میتوان فہمید معنی ہاے نازاو ۔ کہ شرح حکمت العین ست مژگان رازاو ۔ طبیعت مین
چلبلا پن بھرا عضو عضو سے جوبن ٹپکا پڑتا بے مثالی کی خود نشانی ہے اوٹھتی کونپل نئی جوانی ہے
ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم ۔ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ۔ یہ کون محبوب دل نواز نادرہ
رنگین ادا سراپا ناز ایسے عصر دن مین بے انبار ہے جسکی تعریف مین یہ نثر بلا تشبیہ اعجاز ہے
نام اس آفت جان غارتگر تاب و توان ہوش ربائے اہل جہان کا ریاض لطافت ہے یہ دیوان
اوس مہر سپہر سخندانی خسرو اقلیم معانی کا ہے جسکے فصاحت و بلاغت کی تمام عالم مین شہرت ہے وہ کون گل
سر سبد گلشن خوش بیانی بلبل شیرازبان حدیقۂ الفاظ و معانی در یتیم بحر سخنوری لعل ناب بدخشان معنی
گستری سیاح بحور عروض دانی سیاح جہان نکتہ رانی غیرت فردوسی و خاقانی سخنور بے مثال شاعر
باکمال فخر شعراے ماضی و حال جلی بند عرائس ابکار خیال رشک سعدی شیرازی فارس مضمار نکتہ پردازی
عندلیب گلزار ہندوستان سخن سنج ہمہ دان دلدادۂ رعایت لفظی و معنوی خلاق معانی و مضامین نو
سخن رس عدیم المثال رنگین فکر نازک خیال خورشید آسمان بلاغت شمع شبستان فصاحت یعنی
سید حسن متخلص بہ **لطافت** مغفور خلف اکبر سید آغا حسن **امانت** ہین جنکے کلام
بلاغت نظام کے شائق و طالب قدردانان والا فطرت صاحبان دانش و فرہنگ و شعراے
نازک فکر عالی طبیعت ہین اگر چشم انصاف دوراز اعتساف سے بلاحظہ فرمایئے تو فی الحقیقت یہ دیوان
لطافت کی جان ہے عذوبت الفاظ پر فرہاد وار جان شیرین قربان ہے سواد حروف پر قیس آسا
لیلی وشون کی دیوانگی ظاہر و آشکارا ہے بین السطور پر کہکشان آسمان یا مہ جبینونکی مانگ کا شبہہ

لذت تا ہے الفاظ مرکب و مفرد سے وصل و ہجر محبوب خوبرو کی صورت پیدا ہے جو نقطہ ہے خال
رخسار عنبرین مویان کجکلاہ کی طرح انتخاب ہے جو دائرہ ہے غیرت بدر کامل رشک وہ آفتاب
جو غزل ہے بے نظیر و بے مثال ہے جو مضمون ہے اپنی ہمتائی پر آپ دال ہے جو مصرعہ ہے تیغ
برق خرمن سوز عقل و ہوش ہے زیور نقاط زیر و زبر سے معلوم ہوتا ہے کہ معشوق مرصع
پوش ہے جو بیت ہے دیوان ہلالی کا جواب یا بیت ابروے کشیدہ معشوق شوخ و شنگ ہے المختصر
یہ دیوان اپنی ہمتائی مین فرد ہر شعر مین نیا رنگ ڈھنگ ہے ہزارون دیوان دیکھے سیکڑون
اشعار سنے مگر یہ مضامین جدیدہ یہ ترکیبین نفیس یہ بندشین عمدہ یہ تناسب الفاظ یہ رعایت لفظی
و معنوی کی پابندی یہ سلاست یہ فصاحت یہ بلاغت جو لطافت کے کلام مین موجود ہین انکے
معائنہ سے بے ساختہ دل پھڑک جاتا ہے ہر مرتبہ جوش خود رفتگی سے یہ مطلع زبان پر آتا ہے
ع لطافت کا یہ مخزن ہے ہر اک خوبی کا مجمع ہے ٭ نہین دیوان تصاویر حسینان کا مرقع ہے
بس عیش حزین بس اب دعا پر کمر کستا الٰہی یہ دیوان لطافت نشان فصاحت عنوان تا بقاے جہان
و جہانیان مطبوع طبائع خاص و عام رہے ایسی شہرت ہو جس سے دیار و امصار مین مصنف مغفور کا نام رہے

تاریخ طبع دیوان متعلق تقریظ

چو این کلام لطافت بہ طبع شد مطبوع ٭ تجلی ز حسن و جمالش عروس ماہ جبین
ولم بگفت مکن عیش فکر تاریخش ٭ برا رسال ز لفظ نگار و شوخ و حسین

تاریخہاے وفات جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم از طبائع گوہر بار شعرائے عالی وقار

الفن جناب میر مہر علی صاحب ذاکر و مداح حضرت سید الشہدا

لطافت از چمن دہر رفت چون بہ ارم ٭ بغیر او شدہ بے لطف صحبت شعرا
شکستہ شد کمر نظم چون دل احباب ٭ سخن حزین شد و ہر بیت شد مکان عزا
براے سال وفاتش جز این نگویم انس ٭ جا بجا صف ماتم بود مشاعرہا

افضل جناب فضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان صاحب شوکت جنگ خلف اصغر جناب امیر مغفور

عالم چرا سیاہ نگردد بچشم من ٭ افضل غروب شد بہ زمین مہر شاعران
دل گفت سال فوت ز نام و تخلصش ٭ سید حسن لطافت زائر شد از جہان

ادب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مرحوم

اے یار جمع توشہ راہ عدم بساز ٭ معلوم نیست از چہ سبب اہ غفلت است
گر صد ہزار سال گذاری بعیش و غم ٭ آخر ہمان لحد کہ دران جوش وحشت است
انجام انبساط و سرور جہان ہمین ٭ در احتضار و تربت و برزخ مصیبت است
ای دوست بس ز لحد کیقباد و جم ٭ اکنون کجا حکومت و جاہ و ریاست است
آن خانہ را کہ رشک گلستان بنودہ بود ٭ در روے ہجوم غول بیابان و جغد است

بر زینتِ سکندر و دارا نظر مکن　　جز بیکسی و یاس کجا شان و شوکت ہست
پس بشنو از من این سخن چند ای حبیب　　ہر گہ کنی تو غور بآنہا ضرورت است
بردار دل ز الفتِ یاران و اقربا　　کن عمر صرف الفتِ حق ہر چه مہلت است
خوشتر مگر ز عشق خدا نیست مونسے　　کز وے تر وحشتِ لحد تا ر فرصت است
بنگر بمرگ حضرتِ سید حسن بغور　　غافل مشو که دار فنا جاے محنت است
رفتیم چون بمدفن مرحوم اسے ادب　　گفتیم جاے نوحه و آلام و عبرت است
۱۳۰۱

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی اوستاد والی رامپور سابق

خبر چو آن وفاتِ لطافت شنید　　پے سال رحلت بہر سو دوید
گذشت از شمار حروف و نقاط　　ہم از مصرع سال اضافت کشید
پس آنگه بگفتا که بشنو امیر　　لطافت بخلد لطافت رسید
۱۳۰۱ھ

انجم جناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب فوٹوگرافر شاگرد جناب امیر مغفور

حیف سید حسن از بزم جہان رحلت کرد　　شاعران را بغم و رنج و محن مے بینم
بنشستم بفکر چو انجم پے سال فوتش　　بے لطافت گل رخسار سخن مے بینم
۱۳۰۱ھ

اخگر جناب میر وزیر علی صاحب تلمیذ رشید میر عباس صاحب سلیم مرحوم

روان رفتا سوے ملک بقا　　انجلم قفس رفت سید حسن
بر احباب طاری شد از ہجر او　　غم و درد و ایذا و رنج و محن
بہر مجلسے ذات مرحوم بود　　گلے در چمن شمع در انجمن
بملکِ فصاحت عجب ناظمے　　سوادِ بیانش چو مشکِ ختن
مضمون رنگین اشعار او　　غزلہاے دیوان چو گل در چمن
بزہد و ورع بود در شش جہت　　مطیع خدا و امیر و پنجتن
شد اخگر خیالم برنج و ملال　　که سالِ وفاتش کنم نظم من
ندا کرد ہاتف ز روے قلق　　شده بے لطافت ریاضِ سخن
۱۳۰۱ھ

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب تلمیذ جناب میر وزیر حسین صاحب مرحوم

از غم مرگِ جناب مرحوم　　بزد و لم گشت وفورِ حسرت
بہرِ تاریخ نوشتم آغا　　شد لطافت بخلد و جنت
۱۳۰۱ھ

احمد جناب غلام احمد خان صاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

ز دار فنا رفت سوے جنان　　سخن دان بے مثل و معجز بیان
دلم گفت احمد پے سال فوت　　بگو اشرفِ شاعرانِ زمان
۱۳۰۱ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب تلمیذ جناب مشتاق

خاصان خدا عشق نکردند ز دنیا — کردند مگر لعنت و نفرین و ملامت
چون سید مرحوم نظر کرد بد ایشان — زخت سفری بست ازین دار مصیبت
هیچ یک نه خیال غم احباب نمودن — یک سینهٔ صد رشتهٔ انفاس محبت
اعجاز دم آه و بکا گفت سن او — رفته به گلستان جنان آه لطافت

بسمل جناب سید محمد عسکری صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ١٣٠١ھ

فریاد از جفای فلک کج نظم روزگار — او شد ز اوستاد سن لطافت شیرین سخن بمرد
نام سخن ز فکرت مرحوم زنده بود — افسوس او چه مرد دل اہل فن بمرد
بسمل به بینات و زبر سال عیسویست — یکتائے روزگار و وحید زمن بمرد

تعشق جناب سید میرزا صاحب برادر جناب سید حسین میرزا صاحب عشق مغفور ١٣٠١ھ

چون گذشت از دہر فخر شاعران سید حسن — آنکه نظمش از لطافت داشت زیب بوستان
فکر در سال وفات او تعشق کرد و گفت — حیف رفته بلبل شیوا زبانی از جہان

تسنیم جناب نواب محی الدین حسین خان صاحب راسی شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ١٣٠١ھ

شاعر بے نظیر اوستاد سے — آه چون کرد رحلت از دنیا
گفت تسنیم سال تاریخش — پاک رفت لطافت از دنیا

ثریا جناب شاہزادہ مرزا ثریا قدر بہادر خلف اصدق جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقباله ١٣٠٢ھ

شیرین کلام شاعر چون طوطی سخن گو — اشعار آبدارش جمله پر از بلاغت
اصداف لفظ مملو از گوہر معانی — ہر مصرع سلیسش سرمایهٔ متانت
از صرصر اجل شد پژمرده آن گل تر — بربست رخت ہستی آخر ز دار محنت
تاریخ سال رحلت گفتا چنین ثریا — با خاطر حزین و در حالت مصابت
زیر زمین نہان شد از جور دور گردون — آشوب ناک دردا سید حسن لطافت

ثمر جناب چھوٹی خان صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ١٣٠١ھ

حیف صد حیف لطافت نے ثمر — کی قضا عالم فانی سے ہائے
سال تاریخ یہ ہاتف نے کہا — مر گیا شاعر یکتا ہائے وائے

جاوید جناب سید بندہ کاظم صاحب نبیرہ جناب رضوان مآب ١٣٠١ھ

چون گذشت از دار دنیا شاعر شیوا زبان — تخلبند گلشن حسن بیان سید حسن
گفت جاوید از برائے سال فوتش اینچنین — از لطافت شد تہی پیمانهٔ باغ سخن

جلیل جناب سید ہادی علی صاحب شاگرد مصنف مؤلف دیوان ١٣٠١ھ

شاعر نامور لطافت بود — از جہان کرد انتقال ائے وائے
خواست از دل چو سال فوت جلیل — گفت اوستاد بے کمال ائے وائے

حکیم جناب مرحمت الدوله بهاء الملک نواب منشی سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ خلف اکبر جناب امیر مغفور

زدست جور ظلم چرخ فریاد	که از دنیا شفیق حال من رفت
بدل شوق زیارت داشت پنهان	بسوی کربلا سید حسن رفت
ز هستی جانب ملک عدم شد	بغربت بود آواره وطن رفت
چو دل از صبح و شام دهر برخاست	سوی شام لحد صبح کفن رفت
ز لطف نثر باقی مانده نی نظم	عجب فخر زمن رشک زمن رفت
کلام اندر کلام حسرت انگیز	سخن اندر سخن زیب سخن رفت
چرا تیره نگردد محفل دهر	حکیم از بزم شمع انجمن رفت
مثال هجر روح و تن بتاریخ	بگفتا دل لطافت از چمن رفت

۱۳۰۱ھ

حاذق جناب آغا سید محمد صاحب حائری اهل زبان

افسوس که بست ستم چرخ جفا جو	افکند ز پا نخل برومند کرم را
از مرگ لطافت شه اقلیم سخن کرد	اندر دل غمدیده ما رنج و الم را
چون شرح توانم که ز هم رنج و غم خود	با حالت افسرده ارباب قلم را
زین سانحه هوش ربا بیسر و پا کرد	شعر و سخن و جود و سخا زید و حکم را

۱۳۰۱ھ

حامد جناب شیخ حمید الله صاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان

آه سید حسن لطافت بود	صاحب علم و فضل و اهل کمال
وا دریغا که رفت از دنیا	دوستان را فزود رنج و ملال
حامد اخواستم چو تاریخش	بدیشه نظم گفت هاتف سال

۱۳۰۱ھ

خورشید جناب مولوی سید مصطفی صاحب عفرت الله العنایات نبیره جناب رضوان مآب

سیدی آن شاعر یکتا بدهر	کو بعالم بود همنام حسن
دید چون زشتی دنیای دنی	شد سوی جنت ازین دار محن
جوش خون چون ناله و فریاد بود	هر دلی شد در غمش بیت الحزن
چون نباشد ز ارتحالش مرده دل	بود او جان و جهان باشند تن
هست از تیغ غمش داغ دهر	هر گلی چون کشتگان خونین کفن
در سنین فوت او کردم چو فکر	داد هاتف این ندا با صد محن
سال مرگ او بجوان در علیوی	مشکبو رفته لطافت از چمن

۱۲۹۴ع

ذره جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب امیر مرحوم

بست و سه از ربیع اول بود	چارشنبه ز یوم و اول شب
آه از انتقال آن مرحوم	گشت افزون به قلب رنج و تعب

چون بدل داشت اشتیاق لقا — رفت از دہر سوے رحمت رب
صاحب وضع و شاعر کامل — سید و زائر امیر عرب
گفت رضوان بہ سال سے وزہ — شد لطافت بجنت الطیب ۱۳۰۱ھ

رشید جناب پیارے صاحب برادر زادہ جناب آغا عشق مرحوم

از مرگ حبیب آہ صد آہ رشید — رفت سید حسن لطافت بہ لحد
از دنیا اینقدر شکایت دارم — بسپرد امانت امانت بہ لحد ۱۳۰۱ھ

رسا جناب مرزا شبیر علیخان صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

کیست فلک بہ من این ظلم وای عالم این گردش چیست — حیف لطافت رفت ز دنیا دردا گشتیم بے استاد
از غم عالم در چشم با مثل لسنجتم گشت سیاہ — ہر دل از احبابش شد مانند قلب ما ناشاد
بود از ماہ ربیع الاولی ہائے شب بست و سوم — شاہ سخن از دنیا رفت و ملک سخن گشتہ برباد
در فکر تاریخ وفاتش بودم ناگہہ طبع رسا — در حرف معجم عیسوی در مہمل ہجری کرد ایجاد
بہر ہر دو سال رسا این مصرع کلکم کرد رقم — رفتہ در آغوش قبر و کرد ارم را او آباد ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ع

سید جناب مولانا و مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنان

غم سید حسن صاحب لطافت — دہانی بعد اخوانی جدیدا
عجب خلق حسن لطف سخن داشت — وکان محب سادتہ سعیدا
لطافت رفت از بزم فصاحت — فاورثہ بذا الما شدیدا
نوشتم مصرع سال وفاتش — مضی لسبیلہ فردا وحیدا

سطوت جناب نواب نجیب الدولہ محمد تقی علیخان بہادر تلمیذ مصنف و مؤلف از خاندان شاہ اودھ ۱۳۰۱ھ

حیف سید حسن لطافت حیف — زین جہان رفت سوئے ملک عدم
شدہ این واقعہ چو ای سطوت — بود بر دل ہجوم رنج والم
ہر کہ پرسید سال تاریخش — گفتم استاد رفت از عالم ۱۳۰۱ھ

شاد جناب شیخ محمد جان صاحب بیرسٹر مغفور

کرد رحلت چون لطافت شاعر خوش گو حسن — ہر غزل شد نوحہ و ہر بیت شد بیت الحزن
بلبل روحش پرید و گشت طوبا آشیان — بوستان تر زبانی شد خزان دیدہ چمن
شاد تاریخش چو گفتہ ہمزہ آمد در حساب — بے لطافت شد گل نوبا وہ نظم سخن ۱۳۰۱ھ

شمس جناب مولوی سید محمد علی حسن صاحب وکیل مغفور

دریغا شاعر شیرین زبانے — لحسنش در جہان بر سر زبان رفت
چگویم حال یاران کاندرین غم — ز دل رہ رفت زین تاب و توان رفت
سخن جز بیکسی پیچان نماندہ — کہ از جسمش بدون مانند جان رفت

بلاغت در غمش چون شد سیہ پوش
فصاحت بر مزارش نوحہ خوان رفت

بخاکش چون امانت تا سپردند
فغانہا از زمین تا آسمان رفت

بہ فرزندش بگفتم بہر سالش
بگو با با لطافت از جہان رفت

شہرت سید باقر حسن عرف اچھے صاحب سلمہ اللہ الوہاب خلف الصدق جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم ۱۳۰۱ھ

مرگ جناب والد سے حال ہے یہ میرا
مخزون ہے دل وان ہین آنکھو ن مین اشک حسرت

عیش و سرور و فرحت ہے دور دور مجھسے
گھیرے ہوئے ہے ہر دم رنج و غم و مصیبت

ناگہ ہوئی جو فکر سال وفات مجکو
ہاتف پکارا لکھو یون مجمع مین شہرت

رونق نہین ہے اب وہ باقی مشاعرہ مین
بزم سخن ہے ویران افسوس بے لطافت

صحت جناب میر مومن علی صاحب ڈاکٹر شاگرد مصنف دیوان ۱۳۰۱ھ

تفکر دا افسوس سید حسن
فصیح و بلیغ زمن بود یا ئے

بگفتنیم صحت سنین وفات
لطافت ز اہل سخن بود ہا ئے

صداقت جناب سید صادق صاحب شاگرد جناب حکیم ۱۳۰۱ھ

اوٹھگئے دنیا سے جب سید حسن
اے صداقت عیسوی تاریخ لکھ

ہوگیا ویران باغ شاعری
گل ہوا الا بد چراغ شاعری

ضیا جناب سید محمد نصیر صاحب خلف میر زبیر صاحب نور مرحوم خویش جناب لطافت مغفور ۱۳۰۱ھ

حیف سید حسن لطافت حیف
گئے دنیا سے سوے ملک بقا

فکر تاریخ اے ضیا جو ہوئی
ہاتف غیب کی یہ آئی صدا

سال ہجری کی جستجو ہے اگر
لکھدو برباد ملک نظم ہوا

ظہور جناب منشی ظہور حسن صاحب شاگرد جناب اسیر مغفور ۱۳۰۱ھ

شکل آئینہ چو زین واقعہ گشتم حیران
آمد آواز بگوشم کہ عیان کرد بیان

آہ سید حسن از عالم ایجاد برفت
بغم رحلت او پشت فلک گشت کمان

ہر زمین غزل از گوہر او رونق یافت
زینت چرخ سخن بود چو ماہ تابان

محو گردید ز دل ہر کہ کلامش بشنید
حق چنین است کہ مے بود عجب سحر بیان

صرصر مرگ چو در باغ وجودش آمد
دفعۃً نخل حیاتش شدہ پامال خزان

ماہ از سوز درون داغ دل گردون شد
روشنان چشم چو آئینہ سراسر حیران

مبتلاے مرض وجع مفاصل شد حیف
کارگر گشت دعا و نہ مؤثر درمان

بود آن واسطۃ العقد لسالک شعرا
مرد میدان و سخنور ز مشاہیر جہان

آن سبک روح چو شد راہی اقلیم عدم
چو جرس قافلہ جملہ اقارب بفغان

سال آن منتخب دہر چو پرسید ظہور
آمد آواز کہ شد داخل گلزار جنان

۱۳۰۱ھ

علی جناب میر علی محمد صاحب نبیرہ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس خلف جناب لطافت مرحوم

فرمود سفر لطافت از خلق افسوس — از فرط ملال شد تنم کاهیده
دیبیم وزیر هجری سالش — گفتا هاتف بمرقدے خوابیده ۱۳۰۱ھ

عیش جناب شیخ فدا علی عرف اچھے صاحب شاگرد جناب عرش مرحوم

لطافت آنکه نام پاک او سید حسن بوده — برفت از روضهٔ عالم مقیم باغ جنت شد
عجائب شاعر شیرین زبان شیرین سخن بوده — ز فوتش گلشن اشعار رنگین بی لطافت شد
بجائے آب همی انگاشت عباس حسن اورا — برادر بود لیکن بے پدر گویا فصاحت شد
بملک نظم بوده رشک خاقانی و قاآنی — نظیر صائب و سعدی و فردوسی فطرت شد
بہ جمعم عیش بے روئے بہار از سال فوتش گفت — لطافت ناز پرورده ز گلزار امانت شد

عنایت جناب شیخ عنایت حسین صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

اے عنایت بدور چرخ کهن — حیف صد حیف ذی کمال بمرد
سال هجری چو خواستم ز سروش — گفت اوستاد بے مثال بمرد

فروغ جناب میر امیر حسن صاحب خلف جناب والد روضہ میر احمد علی صاحب مغفور تلمیذ جناب بقا ۱۳۰۱ھ

شگفتہ ہے نہ گل باغ جہان مین — نہ رنگینی ہے بلبل کی بیان مین
یہ قلب صاف کہتا ہے یہ رضوان — لطافت ہے گلستان جہان مین

فاخر جناب لوی سید اصغر حسین صاحب نبیرہ جناب علیین مکان حشمت نواب تاج محل صاحبہ مرحومہ ۱۳۰۱ھ

جناب لطافت پے سیر خلد — چو رفت از جہان سوئے ملک عدم
خرد گفت فاخر حسن رحلتش — بگو از سر شیون و آه و غم

فصاحت عمدة الملة خیر شیعه جنتی من ارباب سخن سید عباس حسن عرف شیخ عنه برادر و شاگرد مصنف مؤلف دیوان ہذا ۱۳۰۱ھ

افسوس ازین مرگ مرحوم — کوه الم و غم و مصیبت
شغل فریاد و آه دارم — معدوم سرور و عیش و راحت
اشعار بماتمش چه گویم — مشغول ز نے شود طبیعت
آن صائب وقت و عرفئ عصر — زین دهر برفت سوے جنت
خورشید سپهر نکته دانی — پنهان گشت آه زیر تربت
حسب ارشاد احباب — فکر تاریخ شد فصاحت
ناگه دل گفت سال هجری — بوده جان سخن لطافت

فوق جناب حیدر مرزا صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ۱۳۰۱ھ

صد افسوس کہ فوق اوستاد من — ز گلزار جہان سوئے تربت برفت
بکرد انتقال آه سید حسن — درین عهد گویا امانت برفت

ریاض سخن بلبل باغ دہر … زگلزار عالم بجنت برفت
بسعیم بگو زبر وہیم بنات … ز دنیائے فانی لطافت برفت

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب خوشنویس شاگرد مصنف و مؤلف دیوان ہذا

حیف سید حسن افسوس حسن بمرد … در جہان گشتہ قیامت ہے ہے
سال تاریخ بگفتم فرحت … ز جہان رفتہ لطافت ہے ہے ۱۳۰۱ھ

فراست جناب مرزا محمد حسین صاحب شاگرد مصنف و مؤلف دیوان

تھا لطافت سے باغ نظم آباد … اور سیہ آئی خزان برنگ چمن
لکھ فراست یہ مصرع تاریخ … مرگیا آہ بادشاہ سخن ۱۳۰۱ھ

قمر جناب سید سرفراز حسین صاحب تلمیذ مصنف و مؤلف دیوان ہذا

سید عالیمقام زائر شاہ انام … رہبر و دار السلام بود عدیم المثال
شاعر طیب اللسان صاحب طبع روان … طوطیٔ ہندوستان بلبل شیرین مقال
رحلت استاد من ای قمر خستہ تن … داغ باہل وطن داد ز رنج و ملال
اہل کرم بود او منکسر و نیک خو … سال وفاتش بگو آہ چراغ کمال ۱۳۰۱ھ

کامل جناب مولوی سید نجم الدین علی الحسینی المعروف بہ سید علی مشہور علی میان صاحب

سید حسن آن نامور کاندر لطافت نظم او … بود ہست چون آب روان نزد اولو الابصار دہر
آن شاعر شیوا زبان آن ماہر رنگین بیان … آن بذلہ سنج نکتہ دان آن جبغہ دستار دہر
کز طلعت و نور و بہا اشعار او را بیگمان … با سلک گوہر بنگری ہمپایہ در بازار دہر
آن صائب ہندوستان کاندر سخن یکتاستیش … معلوم ہر عاقل بود بے منت اظہار دہر
آن مقتضی بالغ نظر کز صیقل افکار او … پرتو چو مہر و مہ گرفت آئینۂ افکار دہر
بگذشت از دار فنا اندر ربیع اولین … بنہاد داغ از مرگ خود بر سینۂ احرار دہر
تا چشم را بربست او گردید چون جیحون روان … سیلاب اشک اندر غمش از دیدۂ خونبار دہر
کامل کہ در آغوش جان رنج و بلا را پرورد … شیرین بود کام و لبش از لذت گفتار دہر
چون گوش کرد این ماجرا خواند از برای فوت او … شد بلبل معنی سرا ای آہ از گلزار دہر ۱۳۰۱ھ

کلیم جناب شیخ رحیم بخش صاحب شاگرد مصنف و مؤلف

او جھے میرا استاد دنیا سے ہائے … نہ باقی رہا شاعری کا مزا
ہوئی طبع کو فکر تاریخ جب … تو یہ ہاتف غیب نے دی ندا
رقم کر یہ سال ہجری کلیم … فنا آج بے مثل شاعر ہوا ۱۳۰۱ھ

مہجور جناب مرزا محمد عباس خان صاحب بہادر از خاندان شاہ اودھ

جناب لطافت چو رحلت نمود … شدہ در غمم او بپا شور و شین

همین است کافی شرف بهر او — که بوده ز آل شه مشرقین
نوشتم بسالش ز روی ادب — حسن در جنان رفت نزد حسین

مشتاق جناب نواب باقر علیخان صاحب عرف نواب شیو صاحب

چو سید که بوجه حسن بدی کامل — به بست رخت ز هستی بدل بجنت کرد دل
چو جای ماندن در تنگنای دهر نیافت — بسوی وسعت ملک عدم روانه شتافت
بجاست گر بغمش نالها کند بلبل — که شعرهای لطافت فزون بدی از گل
عجب مدار بماتمش گر جهانست غمین — که بود صیت کمالات او محیط زمین
بفن شعر چو دندان فشرده بود بسی — نبود ثانی و همتای او بدهر کسی
طناب فکرت او انچنان دراز کشید — که تا بخیمهٔ گردون بی طناب رسید
بسی مضامین از طبع او هویدا شد — هزار نور ز یک آفتاب پیدا شد
کسی ز بخشش حاتمش نه در جهان باقی — رحیق مصطبهٔ نظم را بدی ساقی
نموده بود چو ستا پسی به بحر جهان — هزار لنگر رحمت هنوز از دست روان
سواد نامهٔ او تا بملک فضل رسید — مداد خامه بچشم کمال سرمه کشید
سزد بما که بگوئیم سال ترحیلش — بدین مثابه که چون بر محک زر بغیش
اگرچه نیم تو لم مشتاق مسیره و بدلیل — نگر صحیح است که من ساختمش بالتعجیل
دو لخت دل به سر تار فکر در سفتم — هزار و سه صد و یک سال فوتش گفتم ۱۳۰۱ھ

ماهر جناب مولوی سید مهدی حسین صاحب نبیرهٔ جناب علیین مکان

سید حسن که بود لطافت تخلصش — فی الواقعی بفن سخن داشت وحدتی
از فکر او فلک نه شدی چون زمین شعر — از اوج نظم او چو حضیض است رفعتی
مثل تخلصش چو کلامش لطیف بود — او از جهان برفت که از باغ نکهتی
ماهر بگو بسال وفاتش که در جهان — حیفی نماند بعد لطافت لطافتی ۱۳۰۱ھ

مانوس جناب منشی سید تفضل حسین صاحب شاگرد جناب امیر مرحوم

دلا سید حسن استاد کامل — برفت از دار دنیا سوی جنت
لباس ورع در بیت کرده — بدل راغب سوی زهد و عبادت
بفن شعر یک رکن رکین بود — بنظم و نثر برده گوی سبقت
بیانش معتبر در سخن بود — زبانش مستند بد در فصاحت
مثال شمع در سوز و گداز است — دل احباب او از داغ فرقت
انیسش باد در کنج مزارش — دعا از خلق و از خلاق رحمت
نوشت این مصرع تاریخ مانوس — ارم نازان شد از لطف لطافت ۱۳۰۱ھ

منظہر جناب منظہر آغا صاحب

بود حیؔ بذلہ سنج نکتہ دان سید حسن — آنکہ بود اندر ضمیرش طلعت معنی منظم
شد ز دار دہر و مظہر گفت بہر فوت او — بے لطافت شد بہار جنت معنی منظم

نصرت جناب یعقوب علی خاں صاحب تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

بے عدیل و بے مثال و سید و استاد من — پاک طینت نیک خصلت زائر شاہ امم
مخزن حلم و محبت سدرۂ فضل و کمال — معدن خلق و مروت منبع جود و کرم
وا دریغا وا حسرتا بی نظیر و لاجواب — از سرائے دہر فانی شد روان سوئے عدم
چاک دامان و گریبان قبایم در غمش — داغ بر دل آہ بر لب خاک بر سر داشتم
فکر سال ہجری و ہم عیسوی کردم بدل — آمد ہر دو بیک مصرع بطرز نو بہم
در حروف غیر منقوطہ سنین ہجریش — باز در منقوط بہر عیسوی ہم دو قلم
بہر فوتش گفتم ای نصرت بیک مصرع دو سال — طاہر و اطہر بہ جنت رفتہ در باغ ارم

نجابت جناب میر کلب علی صاحب شاگرد رشید جناب امانت مرحوم

ہیہات اجل کی دست ظلم و جفا سے لوٹے — رہنے نہ پائے نیر سخن کہن لطافت
کیونکر نہ ای نجابت رنگ زمانہ بدلے — صحن وصی حبیب ہو بہر حسن احاطہ
تاریخ سال رحلت از روی آہ یہ ہے — دل کو ہے رنج مرگ سید حسن لطافت

وحید جناب سید ہادی صاحب خلف جناب میر مہدی صاحب الشہیر مداح حضرت شبیر

رحلت نمود آہ لطافت چو از جہان — ناب و توان زغم بدل دوستان نماند
زیبا ست ہمصفیر اگر نوحہ خوان شوند — آن بلبلے بگلشن ہندوستان نماند
شد سکتہ آشکار باشعار حال او — گویا بقالب سخن نظم جان نماند
شور صریر نیست قلم نالہ مے کشید — کان باکمال و اہل فن و نکتہ دان نماند
گفتم وحید سال وفاتش باانجمن — ہم بزم حیف شاعر رنگین بیان نماند

اشہر جناب منشی محمد سجاد صاحب شاگرد مصنف دیوان ہذا

مرگ استاد ہنر جو ان بشنید — قلب مجروح زغم شد واللہ
گفت سن عیسوی از روے بکا — افتخار شعرا بود اے آہ

ہدا جناب سید ہدایت احمد خاں صاحب منجم نبیرہ نواب مجیر الدولہ سید الممالک حکیم سید نثار احمد خاں اسد جنگ

حقا سراے فانی جاے فرود گہ نیست — دار و مسافرانہ ہر کس درین سکونت
ہر کس زملک لاہوت آید بخاک تیرہ — البتہ مے نماید از آسمان شکایت
ہر ہر کسے نویسد این ہر سہ تا مصیبت — کسل مزاج و ہجران ہر دو بہ غیر حاجت
نعمت است ازین سہ گونہ بر جان اہل دنیا — با دوست درد فرقت با دشمنان رفاقت

ما ہم ز جور گردون واریم وا ستا تنہا
از ماجرائے خود با گوییم چنین حکایت

گشتیم بسے بعالم در جستجوئے شخصے
کان غیر حسن صورت باشد بحسن سیرت

یک آشنائے صادق یکباوو شتی موافق
آمد بچشم بینا من بعد چند مدت

ہم عمر و قوم و دین بود ہم طبع دل حزین بود
از گرمیٔ محبت میداشت گرم صحبت

لیکن چرخ تفرقہ گر یکجا دو کس نہ بیند
میکرد چون سوئے کاظمہ آن عزیمت

سرمایۂ ہلاکت حاصل از ان سفر شد
گردید باز گشتش امّا بصد مشقت

چون از قدوم اوشان مارا خبر رسانند
رفتیم زبانہ الفت از ول پئے عبادت

چون چشم من بروئے آن دوست او فتادہ
آن حالتے بدیدم شد حیرتم بحیرت

چون مہ جسم لرزان در رضی تب فراوان
سقلے زبان گرفتہ اموسے بنطق حکایت

چون دید روئے مارا خندید مثل گلہا
من گریہ مثل بلبل کردم زعین شدت

اے وائے بعد چندے افتاد شور ماتم
در خانہ اش کہ باشد ہنگامۂ قیامت

چون این نوائے حیرت میکوفت سامعم را
رفتم بخانۂ غم باصد غم و مصیبت

بردند نعش اورا چون آشنا بدریا
سر کرد از دو چشمم سیلاب اشک حسرت

القصہ بعد غسل و تکفین چو دفن کردند
در بحر او فگندم بر فرق خاک تربت

جستم سن وفاتش چون از سروش غیبی
گفت آہ انتقال سید حسن لطافت ۱۳۰۱ھ

تاریخہائے شروع و ختم طبع دیوان ریاض لطافت از طبائع شعرائے عالی طبیعت والا منزلت

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان صاحب شوکت جنگ خلف اصغر جناب امیر مرحوم

زہے نظم والائے سید حسن
کہ ہے حسن خلقت مین خلقت پسند

زہے حسن ارباب باطن کو بھی
معانی کی صورت سے صورت پسند

ہے بندش مین اسطرح کی تازگی
کہ کرتی ہے اوسکو نزاکت پسند

فصاحت کو مطبوع گر لفظ ہین
تو ہین سارے معنی بلاغت پسند

لکھی کلک افضل نے تاریخ طبع
کلام لطافت فصاحت پسند ۱۳۰۶ھ

ادب جناب سید حیدر میرزا صاحب خلف جناب عشق مرحوم

بود سید حسن خلیق و ادیب
داشت بر قلب الفت مرحوم

در فصاحت نظیر خویش نداشت
ہست ماہر بلاغت مرحوم

بدلم داغ فرقتش دادہ
آہ ناگاہ رحلت مرحوم

طبع شد چون کلام منظومش
گشت مشہور جودت مرحوم

در سن ہجری ادب گفتم
یادگار لطافت مرحوم

انجم جناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب فوٹوگرافر شاگرد جناب امیر مغفور ۱۳۰۵ ہجری

خریداروں کو مژدہ چھپ گیا دیوان لطافت کا
سراپا ہے یہ معشوق زلیخا کی طرح زیبا

سر بازار جذب عشق اسکا کھینچ لایا ہے
یہ حسن اتفاق وقت سے ساماں ہوا پیدا

وہ ہر سطر اسکی ہے زلف پری جسکی دیوانی
وہ لوح اسکی ہے صفحہ جسپہ ہو شیدا ہے حورا

ہر اک مد کشیدہ شکل تیغ ابروے قاتل
ہر اک ہے دائرہ چشم سخن گوئی طرح گویا

اشارے کر رہے ہیں حرف مضموں باتیں کرتے ہیں
نہ کانوں نے سنا تھا جو کبھی وہ آنکھ سے دیکھا

معانی اسطرح الفاظ سے دست و گریباں ہیں
کہ جیسے اپنے معشوقوں سے لپٹیں عاشق شیدا

لکھا انجم نے سال طبع اس دیوان کا خوش ہو کر
چھپا کیا خوب دیوان لطافت ہے یہ دلہا ١٣٠٥ھ

آغا جناب مرزا آغا حسن صاحب شاگرد رشید جناب صبا مرحوم

چھپ کے دیوان جب ہوا اشتہار
جسکا ہر ایک صفحہ رشک چمن

سال تاریخ یہ لکھا آغا
پاک پاکیزہ عاشقانہ سخن ١٣٠٥ھ

اعجاز جناب سید اعجاز حسین صاحب شاگرد جناب مشتاق

زہے آن شاعر مرحوم و مغفور
کہ بودہ کوکب سیار الفت

فصیح و بذلہ سنج و نکتہ پرور
بیانش رونق اذکار الفت

کلامش بود جنس خوش تماشی
برائے گرمیئ بازار الفت

زہے نظمے کہ از ہر مصرع تر
بجوش آمد و صد انہار الفت

خوشا گلزار مضمونہائے رنگین
کہ گل شد اندران اظہار الفت

نمودم فکر تاریخش چو اعجاز
دلم گفتا بعہد اقرار الفت

سن فصلی اگر خواہی رقم کن
کہا گلدستہ گلزار الفت ١٢٩٥ فصلی

احمد جناب غلام احمد خانصاحب عرف کپتان صاحب ساکن کانپور

ہست دیوان لطافت پر بہار
رشک صد بستان بفضل ایزدی

بلبل دل گفت احمد سال طبع
گلشن نازک خیالی معنوی ١٣٠٥ھ

بقا جناب میر بادشاہ علیصاحب خلف جناب میر وزیر علیصاحب صبا مغفور

چھپا لطافت کا خوب دیوان
تمام شہروں میں ہے یہ شہرت

نئے ہیں مضمون نئی ہے بندش
زہے فصاحت زہے بلاغت

جو لفظ رنگیں ہیں غنچہ و گل
تو بیت ہے رشک بیت جنت

بقا سے سنو سال طبع دیوان
بوقت تحریر فی التحقیق

ہے عندلیب قلم کا نغمہ
زہے گلستان پر لطافت ١٣٠٥ھ

ثریا جناب مرزا ثریا قدر بہادر خلف جناب شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر

خشیو ازبان مغفور آغا حسن امانت
پور ثمرش مسمےٰ سید حسن لطافت

چندان در رضا مین از بحر طبع خود ریخت
از بہر الطباع عشق ہمت گماشت اکنون
تاریخ طبع دیوان بنگاشتم ثریا

بر صفحہ ہای دیوان کا نہا گرفت شہرت
با حسن اہتمام و از سعی خود فصاحت
مطبوع طبع دیدم گلدستۂ لطافت ۱۳۰۵ھ

حکیم جناب مرحمت الدولہ بہادر الملک تشتی سید عضنفر علیخان صاحب صولت جناب خلف اکبر جناب اسیر مغفور

جناب سید حسن لطافت کہ بود در فن شعر کامل
حکیم امد خیال سالش چو حسب حکم برادر او

گذشت و نگذشت طرفہ دیوان کہ در تحقیق جامع
نوشت تاریخ طبع کالم خوشا کلام فصیح و جامع ۱۳۰۶ھ

ذرہ جناب حکیم شیخ اعظم علی صاحب تلمیذ جناب اسیر مغفور

بیان کیا ہون اوصاف کیا حسن
نہین چھپکے دیوان مجلد ہوا
جو ذرہ نے شہرت سنی یہ کہا

کہ اللکن زبان میری مدحت مین ہے
یہ در گویا درج امانت مین ہے
فصاحت کلام لطافت مین ہے ۱۳۰۵ھ

رسا جناب مرزا شبیر علیخان صاحب شاگرد رشید مصنف دیوان ہذا

کیسے اوستاد کا صد شکر یہ دیوان چھپا یا
لکھ رسا طبع کے ہون سال اک مصرع مین یا

شہرہ ماہی سے ہوا نام کو جسکے تا ماہ ۱۳۰۵ھ
کس لطافت سے لطافت کا چھپا دیوان واہ ۱۳۰۵ھ

سطوت جناب نواب مجید الدولہ محمد تقی علیخان صاحب شاگرد مصنف و مولف دیوان ہذا

جناب لطافت جو اوستاد سے تھے
کلام بلیغ او نکا چھپتا ہے اب
ہوا قصد تاریخ معجم مین جب
اگر سال ہجری کی سطوت نے فکر

ہین مشہور آفاق مین جابجا
ہر اک دید کا جسکے مشتاق تھا
تو یہ بلبل طبع نے دی صدا
لکھو ہے ریاض لطافت چھپا ۱۳۰۵ھ

شاد جناب شیخ محمد جان صاحب نبیرہ و میر مرحوم

چو شد مطبوع دیوان لطافت
بسنیش گفت شاد و بیرۂ میر

بقصد آرایش شیرین زبانی
ز باغ گلبن معجز بیانی ۱۳۰۵ھ

شہرت سید باقر حسین عرف اچھے صاحب سلمہ صد اکبر خلف جناب لطافت مرحوم

والد ماجد لطافت کا چھپا دیوان خوب
عندلیب طبع نے شہرت کہا یہ سال طبع

تا ہر شعر و سخن کہتے تھے سب کامل جنھین
شعر ہین دیوان مین یا گل ہین یہ گلزار مین ۱۳۰۵ھ

عاشق جناب مرزا محمد مرتضی صاحب و مرزا مچھو بیگ صاحب

واہ کیا دیوان سے نکلے
کیا فصاحت کس لطافت کی ہے نظم
موج و رفعت مین زمین ہر شعر کی
طبع سے تاریخ عاشق یہ لکھو

ہر غزل ورد زبان دہر ہے
مدح خوان ہر نکتہ دان دہر ہے
آفتاب آسمان دہر ہے
شمع بزم شاعران دہر ہے ۱۳۰۵ھ

حشمت جناب خواجہ رزاق بخش صاحب شاگرد فصاحت ۔ خوب مرغوب جابجا ای حشمت ۔ ہے اوستاد کا چھپا دیوان ۔ کی رقم مینے طبع کی تاریخ ۔ دفتر عشق و المان جہان ۔ ۱۳۰۶ھ

عقیل جناب سید مہدی حسن صاحب شاگرد جناب حکیم

پسند ہمہ شاعران گشت دیوان — کتاب بلیغ و فصیح لطافت
عقیل سخن سنج تاریخ گفتا — چہ شیرین کلام صحیح لطافت
۱۳۰۶ھ

عشرت جناب خواجہ عبدالرؤف صاحب شاگرد جناب شاد

ہوا جب طبع دیوان لطافت — گل نو باوۂ باغ فصاحت
لکھی عشرت نے یہ تاریخ اوسکی — عجائب گلشن فکر لطافت
۱۳۰۶ھ

فاخر جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب نبیرہ جناب علیین مکان خلیق نواب تاج محل صاحبہ مغفورہ

طبع دیوان لطافت جو ہوا — دیکھکر سب نے کہا ہے ہان خوب
لکھی فاخر نے یہ تاریخ اوسکی — کہ لطافت سے چھپا دیوان خوب
۱۳۰۶ھ

فصاحت عبد ذو المنن خوشہ چین خرمن ارباب سخن سید عباس حسن عفی عنہ شاگرد و برادر مصنف مولف دیوان

دیوان جناب بھائی صاحب مرحوم — سچ کہتے ہیں سب چھپا نئے رنگ سے ہے
تاریخ فصاحت اب لکھو ختم کی تم — عالم میں یہ بڑھکے نقش ارزنگ سے ہے
۱۳۰۶ھ

فرحت جناب سید محمد تقی صاحب تخلص بفرحت تلمیذ مصنف و مولف دیوان ہذا

مرے اوستاد عالی مرتبہ تھے — رہے دنیا مین ملک نظم کے شاہ
کلام پرمعانی کا ہے شہرہ — ہر اک ہے شرق سے تا غرب آگاہ
بحمد اللہ اب دیوان اون کا — ہوا مطبوع سب کے حسب دلخواہ
کہا ہاتف نے کی جب فکر تاریخ — لکھو فرحت چھپا مرغوب دل واہ
۱۳۰۵ھ

محمد جناب مرزا محمد عباس خان صاحب از خاندان شاہ اودھ

واہ دیوان لطافت کس لطافت سے چھپا — مشتری جسکا ہے دل ہر صاحب ادراک ہے
یہ وہ گلشن ہے رہیگی تا ابد جسکی بہار — باغبان سے خوف گلچین سے نہ اوسکو باک ہے
دل بہل جاتا ہے تنہائی مین اسکی دید سے — عاشقون کے واسطے یہ باغ فرحت ناک ہے
شاہد مضمون کی رنگینی ہے لفظون سے عیان — جسکو دیکھو نت نئی پہنے ہوئے پوشاک ہے
نکلا مطبع سے یہ دیوان پاک معشوق حسین — شہرت اسکے حسن کی ہر سو تہ افلاک ہے
شاخ گل ہے یون محمد نے لکھی تاریخ طبع — یہ وہ گلشن ہے کہ آسیب خزان سے پاک ہے
۱۳۰۵ھ

محبت جناب سید واجد حسین صاحب تخلص بہ محبت عزادار رسولی شاگرد مولف دیوان ہذا

جو مرے اوستاد کے اوستاد تھے — رشک فردوسی و سعدی و ظہیر
یہ کلام پر بلاغت اونکا ہے — جسکے ہین مشتاق سب برنا و پیر
لکھو فصلی مین محبت سال طبع — واہ یہ دیوان چھپا ہے بے نظیر
۱۲۹۶ فصلی

ہدا جناب سید ہدایت اللہ خان صاحب منجم نبیرہ نواب مختار الدولہ سید المیالکہ سلیم سید ماشاء اللہ خان صاحب نجفی

یہ فن شاعری وہ شے ہے جسمین دوست دشمن ہین ‖ نگاہ لطف بھی کرتے ہین تو چشم عداوت سے
مرکب سہو و نسیان سے ہر اک انسان ہے روشن ہے ‖ خطا گر ہوگئی خود یا کہ کاتب کی کتابت سے
نظر اک قبح پر کرتے ہین گو سو حسن رکھتا ہو ‖ بیان کرتے ہین ہر اک بزم مین جا کر حقارت سے
سمجھتے ہین ہنر اپنی جگہ وہ عیب بینی کو ‖ اسی پر فخر استادی کا کرتے ہین مسرت سے
بنا کر خوردہ گیری پر ہے استادی کی دنیا مین ‖ کرین اپنے سخن کو پاک پہلے اس فضیحت سے
تو یہ ممکن نہین ہو نقص سے ماہ سخن خالی ‖ کلام اللہ ہے وہ جو کہ خالی ہے قباحت سے
مبرہ عیب سے ورنہ کلام انسان کا مشکل ہے ‖ مگر ہان خوب یہ دیوان چھپا حق کی عنایت سے
گلستان مضامین اسکو گر کہیے تو زیبا ہے ‖ شگفتہ غنچہ ہر مضمون کا ہے فیض لطافت سے
سرو طبع دیوان جب مجھی اچھی طرح ہوتا ‖ مصنف جب کہ چھپواتا اسے سو حسن صحت سے
ولیکن بعد اونکے جسقدر صحت ہوئی اسکی ‖ ہوا ہے سب یہ حسن جوہر فکر فصاحت سے
کہ بھائی بھی ہین اور شاگرد بھی ہین جانشین بھی ہین ‖ اب استاد اونکی شاگرد اونکی ہین یہ اونکی صورت سے
حقیقت مین بہت خوش فکر ہین شیرین زبان یکتا ہین ‖ نئی اک بات پیدا کرتے ہین رنگ طبیعت سے
ہدا تھے پانچ تیرہ سو یہ جب چھپنے لگا دیوان ‖ ہوا جب ختم تیرہ سو یہ چھ تھے سال ہجرت سے
لکھا یہ مصرع برجستہ سال طبع دیوان کا ‖ ہوا ہے طبع دیوان لطافت بھی لطافت سے
۱۳۰۶ھ

ہنر جناب منشی محمد سجاد صاحب مدرس تلمیذ رشید مصنف دیوان ہذا

دیوان استاد لطافت چو طبع گشت ‖ بیت و غزل پسند خواص و عوام شد
اشعار را ز دیدۂ انصاف چون بدید ‖ انگاشتہ ہنر کہ لطافت تمام شد
۱۳۰۶

خاتمۃ الطبع

بتاسید چمن آرائے رنگین بیانی بفضل جلوہ افزائے شیرین زبانی درین ایام نزہت انضمام چمنستان فصاحت و بلاغت یعنی دیوان ریاض لطافت از کلام بلاغت نظام حسان زمان سحبان دوران زشک طوسی و نظامی غیرت فردوسی و جامی استاذ زمن ماہر رموز شعر و سخن جناب سید حسن صاحب لطافت مرحوم خلف اکبر جناب سید آغا حسن صاحب امانت مغفور فراہم نمودہ جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت دام فیضہ برادر مصنف دیوان ہذا با طرز خوب و احسن اسلوب بکمال صحت در مطبع جناب حکیم سید جعفر صاحب جاہ مسمی بہ شوکت جعفری باہتمام جناب سید عابد حسین صاحب منیجر از زیور طبع بسان عروس نو آراستہ و پیراستہ گردید فقط

اعلان

واضح ہو کہ جملہ حقوق اس کے ان کے محفوظ ہین کوئی صاحب قصد چھاپنے اور چھپوانیکا نہ فرمائین عوض نفع کے نقصان نہ اوٹھائین جسقدر جلدین مطلوب ہون مطبع شوکت جعفری لکھنؤ محلہ گولہ گنج سے طلب کر لین فقط

را یعقوب علیخان ناصر

قیمت مجلد عہ

صحت نامہ اغلاط دیوان ریاض لطافت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۴	سے	کو	۱۳۴	۱۶	صحبت کہنی کی جو فرقت کا پرہیز	دو تو کہتی ہین وہ دستانی ہو	۲۴۹	۲۰	وفا آبھی	وفا بھی
۷	۱۹	مولدر	مولد	۱۴۵	۱۵	نالے	نالہ	۲۴۷	۲۱	ہے	بھی
۱۰	۱۶	مردم	ہر دم	۱۴۷	۱۳	اوڑائیگی	اوڑائے کی	۲۵۸	۲۱	سر نہین اوٹھا	سر اوٹھا نہین
۱۵	۸	ہو	ہے	۱۶۴	۱۵	بانٹتے	بانٹیے	۲۷۳	۷	قارون خزانہ	قارون کا خزانہ
۱۶	۷	یہان لاغری ہے او	معدوم ہان ہین یا رہون	۱۶۶	۱۵	مثل	ساقی	۲۷۳	۹	دہن	ذقن
۱۷	۱۱	فانوس مین ہو شمع	فانوس شمع کی ہے	۱۶۹	۳	ہے	ہین	″	۱۲	بتون کا	صنم کا
۲۱	۱۷	کم	گم	۱۷۶	۵	کی	نی	″	″	بتون کا مقام ہے	بھی بت کا مقام ہے
۲۴	۵	آنکہ	آنکھین	۱۷۹	۱۴	بہار	نثار	۲۸۴	۴	اندوہ	ارمان
۲۵	۲	مل ہوگا	مل کا ہوگا	۱۸۲	۱۸	اونکو	اوسکو	۲۸۵	۱۸	جلب	جذب
″	۱۹	کوئی میخوار ہی شاید کہ ہے	اتنے خوار کو شاید کہیے	۱۸۳	۶	کہہ	لکھ	۲۹۰	۱۹	دو	دو-
۳۲	۲	دوڑ کر	دشت مین	۱۹۹	۳	اوڑی	اوڑین	۲۹۱	۱۳	قاتل لگی	قاتل سے لگی
۳۴	۱۱	طبع	طمع	″	۸	وہان عرش نشین	فرشتون مین ہان	۳۰۰	۴	ناتوان	سخت جان
۴۶	۲۱	مرے گناہ یہ کتنے ہین	ہر اک گناہ یہ کہتا ہے	۲۰۰	۱۰	کہین	کہے	۳۰۳	۳	ے	ترے
۵۰	۶	پڑھ آؤ	کہ پڑھ لو	″	″	مری	مرا	۳۲۰	۲	جب چلے سیر کو ہم جو ہری	[illegible]
۷۶	۱۸	مجال	محال	″	۴	ہو سکے	ہو گئی	۳۲۴	۱۹	کا سے	کام سے
۸۷	۸	ہستی مین	ہنستے ہین	۲۰۳	۱	پھول	گل	۳۳۱	۲	سے	ہوان ای
″	۱۰	آئے	آیا	″	۹	امتحان	مرتبہ	۳۴۰	۲	ترے بوسے اسے	نکئے بوسہ
۸۹	۲۰	تو ہے	تو بھی	۲۱۲	۱۲	ہے	ہین	۳۵۳	۷	آفتاب	ماہتاب
۹۲	۸	گذری	گذرین	۲۱۳	۱۹	کیا	کہا	″	″	مہر	چاند
۱۰۱	۶	یوسف لقا ہو تو	یوسف لقا ہو تو تو	۲۱۶	۱۱	چلنے	جلنے	۳۵۴	۸	دل	دن
۱۰۳	۴	مضطر شوق	مضطر ہو شوق	۲۱۸	۲۱	جب	سب	۳۵۶	۲۵	محبت	یہ الفت
۱۰۴	۷	روز	زور	۲۲۱	۱۵	زنگاری	آئی جو	۳۵۷	۲۳	رشک	اشک
″	۱۰	رہائی	نجات	۲۲۳	۱۶	دیر	دیر و	۳۵۹	۲۳	فاسد و کیش	فاسد و بد کیش
۱۱۸	۱۹	پیچ	ہیچ	″	۲۰	ہنستے	ہستی	۳۶۰	۳	گردی	گردی
۱۲۴	۹	گیسوئے بتان	زلف جانستان	۲۲۶	۱	مین	ہین	۳۶۵	۶	چارو	چارون
۱۲۵	۱	لیا	کیا	۲۲۵	۲۱	یہ اسکو دیکھتے ہین اور وہ	وہ اسکو دیکھتے ہین اور یہ	۳۶۴	۱۰	یا سے	با سے
۱۲۶	۱۰	آسیا اسے	آسیا سے	۲۳۲	۲۱	اشعار خوش ہو	اشعار پر خوش ہو	۳۷۵	۱۰	دو	زد
۱۲۷	۱	مین	ہین	۲۳۶	۱۴	ہے	ہین	۳۷۹	۲۴	بر	ہر
۱۳۳	۱۱	روتا	[illegible]	″	۱۶	[illegible]	[illegible]	″	۲۵	ماہر	ظاہر
[illegible]	۳	ہے	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ہے	[illegible]				